خُطبات و مواعظِ حنیف ملتانی

خطیب ایشیا

افادات: حضرت مولانا قاری محمد حنیف ملتانی رحمہ اللہ

2

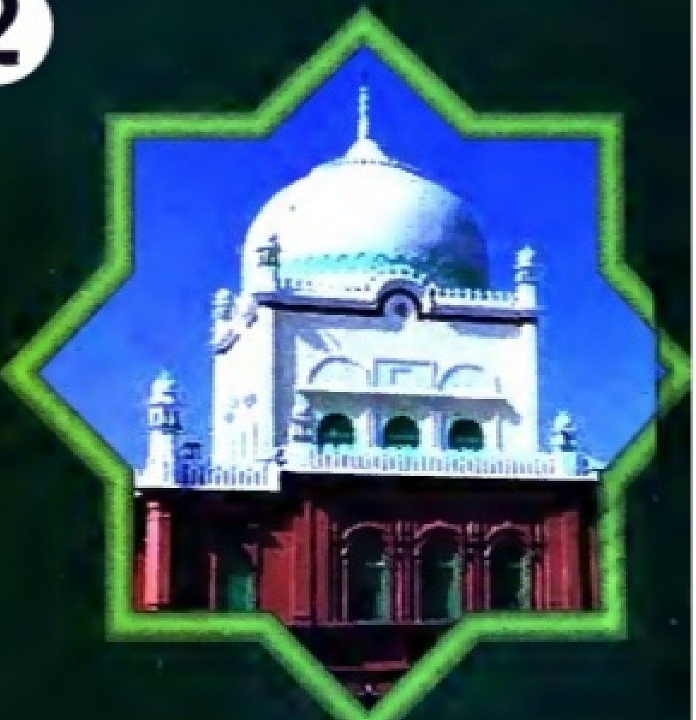

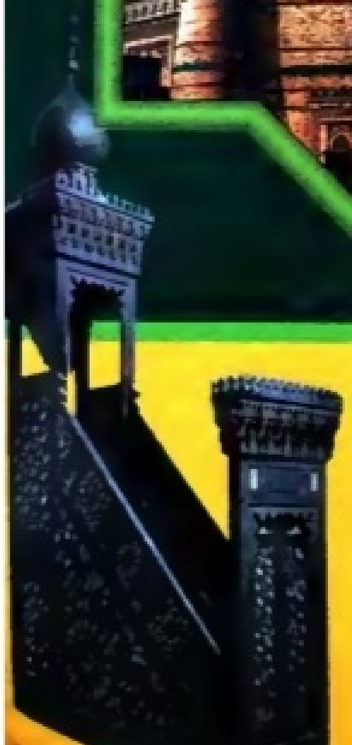

انتخاب و ترتیب

مولانا مفتی محمد عتیق الرحمان مدظلہ

فاضل جامعہ دارالعلوم کراچی

شعبہ تحقیق و تصنیف

دار المطالعہ

حق سٹریٹ اردو بازار لاہور

DAR-UL-MUTALIAH

JAMIAH MASJID ALLAH WALI

HASILPUR OLD (BWP)

AL KHAIR BOOKS

وتعاونوا علی البر والتقوی

2

خطباتِ و مواعظِ حنیف ملتانی

افادات

خطیب ایشیا

حضرت مولانا قاری محمد حنیف ملتانی رحمہ اللہ

انتخاب و ترتیب

مولانا مفتی محمد عتیق الرحمان مدظلہ

فاضل جامعہ دار العلوم کراچی

الخیر بکس
ALKHAIR BOOKS

نزد میزان بنک حاصل پور منڈی

Gmail: alkhairbooks@gmail.com
0321-7853059

© جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں

محمد عابد شریف
نے لعل سٹار پریس لاہور سے چھپوا کر
الخیر بکس
ALKHAIR BOOKS
نزد میزان بنک حاصل پور منڈی
G.mail:alkhairbooks@gmail.com
0321-7853059
سے شائع کی

عرض ناشر: الحمدللہ اگرچہ ہم نے کتاب کی تصحیح و طباعت میں ہر ممکن احتیاط سے کام لیا ہے، لیکن کبھی کبھی کتابت، طباعت اور جلد سازی میں سہواً غلطی ہو جاتی ہے۔ اگر کسی صاحب کو ایسی کسی غلطی کا علم ہو تو براہ کرم مطلع فرما کر ممنون فرمائیں

ملک بھر کے ہر چھوٹے بڑے کتب خانے سے طلب فرمائیں
062-2442059-0333-2442059

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فہرست مضامین

نبی مکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم	۳۱
ہم عظیم قافلہ کے سپاہی ہیں:	۳۲
اللہ بڑا بے نیاز ہے:	۳۳
موت کا ذائقہ:	۳۴
حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی فکر قبر:	۳۵
حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی فکر قبر:	۳۵
سیرت کا وسیع عنوان ہے:	۳۶
ملائکہ کے تین جملے:	۳۶
حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم امام الانبیا ہیں:	۳۶
حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا طرز عمل:	۳۶
صدیق رضی اللہ عنہ عکسِ رسالت:	۳۷
صحابہ کرام رضی اللہ عنہ کی عظمت:	۳۷
صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا تعارف:	۳۷
حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اہل بیت کی طہارت:	۳۸
فاروقی دعا:	۳۹
مولانا زکریا رحمہ اللہ کا اعزاز:	۴۱
ایک بندہ کی بات:	۴۱
اللہ ہی عالم الغیب:	۴۲
اکابرین کا مقام:	۴۳

حضرت مدنی رحمہ اللہ دیار حبیب ﷺ میں:	۴۳
حضرت مدنی رحمہ اللہ کا فتویٰ:	۴۴
سلطان عالمگیر رحمہ اللہ کا کفن:	۴۵
موت کا خوف:	۴۶
حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا:	۴۶
دو عاشق رسول ﷺ:	۴۷
حضور ﷺ کے سچے عاشق:	۴۸
حضرت جعفر تھانیسری رحمہ اللہ کا استقلال:	۴۹
جاہل ملاں:	۵۰
مولانا جعفر تھانیسری رحمہ اللہ کو زیارت رسول ﷺ:	۵۲
مولانا جعفر تھانیسری رحمہ اللہ کی سنت سے محبت:	۵۲
سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ	۵۴
لطیفہ:	۵۵
حضرت لاہوری رحمہ اللہ اور قرآن کی برکات:	۵۵
حضرت لاہوری رحمہ اللہ کا تقویٰ:	۵۶
خدا کی امانت، نبی ﷺ کی امانتیں:	۵۶
نبوت صداقت کے دروازے پر:	۵۷
نبوت صداقت کے شانے پر:	۵۷
فداکاران:	۵۸
نبوت وصداقت غار میں:	۵۹
قیمتی آنسو:	۵۹
رفیق غار ومزار:	۶۰
مجسمہ صدق ووفا:	۶۰

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی کمائی:	۶۰
صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا چھپر:	۶۱
خدائی عذاب:	۶۱
یہودی سازش:	۶۲
وفات پیغمبر ﷺ کا اشارہ:	۶۳
تین پسندیدہ چیزیں:	۶۴
غریبوں کے خدمت گزار:	۶۴
صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا کوئی ثانی نہیں:	۶۵
نبوت نے روٹی پکائی:	۶۵
چلتا پھرتا قرآن:	۶۵
صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا آخری وقت:	۶۵
شیخ لاہوری رحمہ اللہ اور ان کی اولاد:	۶۶
عظمت مصطفوی ﷺ کے لیے قربانی:	۶۷
ایمان قیمتی چیز ہے:	۶۸
انگریز کے باغی:	۶۸
دھوکہ ہی دھوکہ:	۶۹
سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ	۷۱
محسن اسلام:	۷۲
مراد رسول ﷺ:	۷۳
مرید اور مراد:	۷۳
درود کے بغیر نماز مکمل نہیں:	۷۴
غلامان مصطفی ﷺ:	۷۴
غیرت ایمانی:	۷۴

صحابہ رضی اللہ عنہم کے غلام:	۷۵
نبی ﷺ، صدیق رضی اللہ عنہ اور فاروق رضی اللہ عنہ:	۷۵
بہادر بہن:	۷۶
میرے اکابر:	۷۷
حضور ﷺ کی وفادار صحابیہ رضی اللہ عنہا:	۷۷
کلام اللہ کا ادب:	۷۸
رسول اللہ ﷺ کا ادب:	۷۸
مشرک ناپاک ہے:	۷۸
دعائے رسول ﷺ:	۷۹
حرمت شراب:	۸۰
نماز بیت اللہ میں:	۸۱
کفر بزدل ہوتا ہے:	۸۱
امام الانبیا ﷺ دولہا بن کر فاروق رضی اللہ عنہ کے دروازے پر:	۸۲
فاروق رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کا سسر ہے:	۸۲
قرآن اور فاروق اعظم رضی اللہ عنہ:	۸۲
تائید الٰہی:	۸۳
پردے کی آیات:	۸۴
فرمان الٰہی اور فاروق اعظم رضی اللہ عنہ:	۸۶
انسان چار چیزوں سے عبارت ہے:	۸۷
آگ کی غلامی:	۸۷
میں نے انصاف نہیں کیا:	۸۷
ہوا کی غلامی:	۸۷
دریا کی غلامی:	۸۸

سن ہجری کا آغاز:	۸۸
اللہ کا ڈر:	۸۸
عیسائی جاسوس کی آمد:	۸۹
سادگی:	۹۱
فاتح بیت المقدس:	۹۱
شہید مدینہ:	۹۲
اہمیت صلوٰۃ:	۹۲
فاروق رضی اللہ عنہ کی درخواست:	۹۲
وفات کے بعد:	۹۳
سیرت وشہادت سیدنا عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ	۹۵
حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اول اسلام لائے:	۹۶
حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا قبول اسلام:	۹۶
حضرت عثمان رضی اللہ عنہ پر ظلم وستم:	۹۷
حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ حضور ﷺ کے رشتہ دار تھے:	۹۷
حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی سخاوت کا انداز:	۹۸
حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے شادی کا خرچہ دیا:	۹۸
جن سے فرشتوں نے حیاء کیا:	۹۹
حضور ﷺ نے جنت کی بشارت دی:	۱۰۰
حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی تمنا:	۱۰۰
حضرت عثمان رضی اللہ عنہ حضور ﷺ کے سفیر بنے:	۱۰۰
حضور ﷺ کی حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے محبت:	۱۰۱
قصاصِ عثمان رضی اللہ عنہ کے لیے بیعت:	۱۰۱

عثمان رضی اللہ عنہ کے وفادار کہاں گئے:	۱۰۲
صحابہ رضی اللہ عنہم نے بیعت کی:	۱۰۲
اللہ کا فرمان:	۱۰۲
اللہ نے تمغہ دے دیا:	۱۰۲
حضور ﷺ خوش ہو گئے:	۱۰۳
سب سے حسین جوڑا:	۱۰۳
حضرت عثمان رضی اللہ عنہ بڑے سخی تھے:	۱۰۴
غزوۂ تبوک میں ایثارِ عثمان رضی اللہ عنہ:	۱۰۴
بنت رسول ﷺ، زوجہ عثمان رضی اللہ عنہ:	۱۰۵
اگر میری چالیس بیٹیاں ہوتیں:	۱۰۵
عثمان رضی اللہ عنہ شہید ہوں گے:	۱۰۶
مسجد نبوی کی وسعت کرنے والے:	۱۰۶
میٹھا کنواں خرید کر وقف کر دیا:	۱۰۶
منافقین کی سازش ہوئی:	۱۰۶
حکم ہو تو ہم بغاوت روکیں:	۱۰۷
حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے خطبہ دیا:	۱۰۷
جب قصر خلافت کا محاصرہ ہوا:	۱۰۸
برخوردار کچھ تو سوچو:	۱۰۸
حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے پاجامہ پہنا:	۱۰۸
شہادت کی تیاری:	۱۰۹
میں مدینہ نہ چھوڑوں گا:	۱۰۹
راہ خدا میں سب کچھ لٹا دیا:	۱۱۰
شہادت کے بعد حضرت حسن رضی اللہ عنہ کا خواب:	۱۱۰

فرمان عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ:	۱۱۱
حضرت عثمان رضی اللہ عنہ شہید ہو گئے:	۱۱۱
ظلم کی انتہا:	۱۱۱
قاتلینِ عثمان کا انجام:	۱۱۱
عاشق کا جنازہ نکلا:	۱۱۲
حضرت عثمان رضی اللہ عنہ جنت البقیع میں دفن ہوئے:	۱۱۲
سیدنا زینب رضی اللہ عنہا بنت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم	۱۱۴
دین قیمتی ہے:	۱۱۵
جگر گوشہ رسول انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم:	۱۱۶
حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی نور نظر:	۱۱۷
حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہجرت اور حضرت زینب رضی اللہ عنہا کی تمنا:	۱۱۷
سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کی امانت داری:	۱۱۷
کفار مکہ کا ستم:	۱۱۹
خاندان نبوت کی پاکیزگی:	۱۱۹
نبوت کا مقدس وجود:	۱۱۹
دشمنان صحابہ رضی اللہ عنہم کا ظلم:	۱۲۰
سیدہ زینب رضی اللہ عنہا پر ظلم اور علالت:	۱۲۰
بدر کے قیدی اور حضرت زینب رضی اللہ عنہا کا ہار:	۱۲۱
سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کا انتقال:	۱۲۲
ہماری غلط روایات:	۱۲۲
سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کو غسل دیا گیا:	۱۲۳
حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی غربت:	۱۲۴
سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کا جنازہ:	۱۲۴

سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کی خصوصیات:	۱۲۴
حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کا اعزاز:	۱۲۵
حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کی شہادت:	۱۲۶
سیدہ رقیہ بنت رسول ﷺ	۱۲۸
امام الانبیا ﷺ کی شہزادی:	۱۲۹
اسلام سے قبل بنات رسول ﷺ کے نکاح:	۱۳۰
ظالموں کا انجام:	۱۳۱
بنت نبی ﷺ عثمان رضی اللہ عنہ کے نکاح میں:	۱۳۲
حسین جوڑا:	۱۳۳
شعب ابی طالب کی محصوری:	۱۳۳
ہجرت حبشہ:	۱۳۴
حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا کی دو ہجرتیں:	۱۳۴
کفار مکہ حبشہ میں:	۱۳۵
دربار نجاشی میں حضرت جعفر طیار رضی اللہ عنہ کی تقریر:	۱۳۵
جنگ بندر اور عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا اعزاز:	۱۳۷
حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا کا استقلال:	۱۳۸
قرآن اور اہل بیت عظام رضی اللہ عنہم:	۱۳۸
محبت صحابہ رضی اللہ عنہم وصحابیات رضی اللہ عنہن ایمان ہے:	۱۳۹
سیدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا	۱۴۱
سیدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا حضور ﷺ کی تیسری لخت جگر:	۱۴۲
سیدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا کا اعزاز:	۱۴۲
بنت رسول ﷺ کی منگنی:	۱۴۳
حضور ﷺ کی بددعا پوری ہوئی:	۱۴۴

شعب بنی ہاشم میں محصوری:	۱۴۶
کفار کا حضور ﷺ سے جھگڑا کیا تھا؟	۱۴۷
سیدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا کی ہجرت:	۱۴۹
بنتِ رسول ﷺ کی رحلت:	۱۴۹
حضور ﷺ کے دوہرے داماد:	۱۵۰
دو نکاح آسمانوں پر ہوئے:	۱۵۰
مثالی میاں بیوی:	۱۵۰
سیدہ رضی اللہ عنہا کو غسل کس نے دیا؟	۱۵۱
جب سیدہ رضی اللہ عنہا کا جنازہ نکلا:	۱۵۱
سیدہ رضی اللہ عنہا نے کبھی شکوہ نہ کیا:	۱۵۲
حضور ﷺ کی بات پوری ہوئی:	۱۵۲
حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی باتیں:	۱۵۳
سیرت سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا	۱۵۶
فضائل سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا:	۱۵۷
سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کی خستہ حالی:	۱۵۷
حضور ﷺ کا معجزہ:	۱۵۷
سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کا افلاس:	۱۵۸
اہل بیت کون؟	۱۵۹
سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کی خدمت:	۱۵۹
سیدہ بارگاہ رسالت میں:	۱۵۹
حضور ﷺ کا آخری حج اور علالت:	۱۶۰
حضور ﷺ اور شیخین رضی اللہ عنہما کا فاقہ:	۱۶۱
حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ کا اعزاز:	۱۶۲

حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ کا ادبِ رسول ﷺ!	۱۶۳
نبی ﷺ اور صدیق وفاروق رضی اللہ عنہما ابوایوب رضی اللہ عنہ کے مکان پر:	۱۶۳
حضور ﷺ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں:	۱۶۴
جب حضور ﷺ فوت ہوئے:	۱۶۴
سیدہ کو حضور ﷺ کی جدائی کا صدمہ:	۱۶۵
سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا سے حضور ﷺ کی رازداری:	۱۶۵
سیدہ نے اولاد کی تربیت کی:	۱۶۶
اللہ کا خوف:	۱۶۶
سیدہ کی قرآن سے محبت:	۱۶۶
جھوٹ نہ بولا کرو:	۱۶۷
سیدہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے ناراض ہوئیں:	۱۶۷
اللہ دنیا میں دس گنا دیتا ہے:	۱۶۸
سیدہ عکسِ رسول ﷺ تھیں:	۱۶۹
سیدہ کو وصیت:	۱۷۰
آخرت کی فکر کرلو:	۱۷۱
شہادت سید الشہداء سیدنا امیر حمزہ رضی اللہ عنہ	۱۷۲
مقام شہادت:	۱۷۳
حضور ﷺ کی تمنا شہادت کے لیے:	۱۷۳
سر کٹانے کی لذت:	۱۷۳
سید الشہداء:	۱۷۴
سید الشہداء صرف اور صرف حضرت حمزہ:	۱۷۴
کون حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ؟	۱۷۴
غزوہ احد میں بہادری کے جوہر:	۱۷۶

صحابہ رضی اللہ عنہم کی بہادری:	۱۷۶
عمرو بن جموح رضی اللہ عنہ کی شجاعت:	۱۷۷
بدر کا بدلہ لینے کے لیے:	۱۷۷
غلط فہمی:	۱۷۷
شہادت پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی افواہ:	۱۷۸
شہادت حمزہ رضی اللہ عنہ:	۱۷۸
بہن بھائی کی لاش پر:	۱۷۹
پیغمبر حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی لاش پر:	۱۷۹
شہید زندہ ہوتا ہے:	۱۸۰
دوسرا شہید:	۱۸۱
حضرت صفیہ رضی اللہ عنہ کا ایثار:	۱۸۲
ہمارا کردار:	۱۸۲
قرعہ اندازی:	۱۸۲
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آنسو:	۱۸۲
فتح مکہ اور قاتل حمزہ رضی اللہ عنہ کا قبول اسلام:	۱۸۳
ہندہ کا قبول اسلام:	۱۸۴
عکرمہ کا قبول اسلام:	۱۸۴
دشمن صحابہ ذلیل ہوگا:	۱۸۵
شہداء کی تاریخ سے واقفیت نہیں:	۱۸۵
صابرہ خواتین:	۱۸۵
سیدنا حسین رضی اللہ عنہ نمازی تھے:	۱۸۶
مسئلہ مشکل کشا:	۱۸۷
ایمان اور جان:	۱۸۸

سیرت نواسہ رسول ﷺ حضرت سیدنا حسین رضی اللہ عنہ	۱۸۹
میں حسین رضی اللہ عنہ کا وفادار ہوں:	۱۹۰
شرارتی کون؟	۱۹۱
عبادت کے لیے لائسنس کی ضرورت نہیں:	۱۹۱
حسین رضی اللہ عنہ اور صحابہ رضی اللہ عنہم کی عظمت:	۱۹۲
جنت کی بشارت:	۱۹۲
نبوت کا گھرانہ سخی ہے:	۱۹۲
ولادت حسین اور گھٹی:	۱۹۳
حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے کھلونے:	۱۹۳
میرے خاندان پر صدقہ حرام ہے:	۱۹۴
سید حسین ہوتا ہے:	۱۹۴
حسین رضی اللہ عنہ متعلم، نبی معلم:	۱۹۵
فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی حسین رضی اللہ عنہ سے محبت:	۱۹۵
حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی وصیت میرا جنازہ رات کو اُٹھے:	۱۹۵
سیدہ کی غیرت کی وجہ سے:	۱۹۶
لطیفہ:	۱۹۶
عجیب عقل ہے:	۱۹۷
حضرت حسین کا امتحان:	۱۹۷
مسلم بن عقیل قاصد حسین:	۱۹۷
قاصد حسین رضی اللہ عنہ کوفہ میں:	۱۹۸
کوفیوں کی دغابازی:	۱۹۸
سچے وفادار:	۱۹۹

مسلم بن عقیل تقیے کے قائل نہ تھے:	۱۹۹
حضرت مسلم بن عقیل رضی اللہ عنہ نے حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو خط لکھا:	۲۰۰
خطبہ حسین رضی اللہ عنہ:	۲۰۰
امامت حسین رضی اللہ عنہ:	۲۰۰
دوسرا خطبہ:	۲۰۰
تاریخ کا مطالعہ کرو:	۲۰۱
تین شرائط:	۲۰۱
صبر کی تلقین:	۲۰۲
ہمارا عقیدہ:	۲۰۲
حسین رضی اللہ عنہ کا مولوی کو درس:	۲۰۳
محرم میں شادی جائز ہے:	۲۰۴
محرم کے واقعات:	۲۰۴
بدعات سے بچو:	۲۰۵
خاندان نبوت شہادت کے بعد:	۲۰۵
صحابی کی غیرت ایمانی:	۲۰۵
خاندان نبوت دربار رسالت ﷺ میں:	۲۰۶
واقعہ کربلا	۲۰۸
سورۃ فاتحہ ام القرآن ہے:	۲۰۹
انعام یافتہ لوگوں کا راستہ:	۲۰۹
صرف خدا سے مانگو:	۲۱۰
سید پر مظالم:	۲۱۱
صبر کا درس:	۲۱۱
حسین کی دعا!	۲۱۲

حسین رضی اللہ عنہ کی دعا قبول ہوگئی:	۲۱۲
دوسری دعا بھی قبول ہوگئی:	۲۱۲
غور کرو:	۲۱۳
حضور ﷺ کے آخری لمحات:	۲۱۳
تیسری دعا کی قبولیت:	۲۱۳
حسین کی وادی کربلا میں نماز:	۲۱۴
حسین نے تیمم کیا:	۲۱۵
سر سجدے میں:	۲۱۵
ظالم کے ظلم:	۲۱۶
نواسہ رسول ﷺ جھکا نہیں:	۲۱۶
اہمیت نماز:	۲۱۷
اجڑا ہوا خاندان کوفہ کی طرف:	۲۱۸
جرأت مند فرزند:	۲۱۹
ظلم عظیم معاف نہیں:	۲۲۰
روضہ اقدس پر:	۲۲۰
سچے لوگ:	۲۲۱
حضرت سعد بن ربیع رضی اللہ عنہ کی شہادت	۲۲۲
دنیا عارضی ہے:	۲۲۳
صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی لگن:	۲۲۳
سعد بن ربیع کی محبت رسول ﷺ:	۲۲۴
حضور ﷺ کی گود میں موت:	۲۲۶
سعد کے جنازہ میں فرشتے آئے:	۲۲۸
قبر میں حضرت مسکرائے:	۲۲۸

غلامانِ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم	۲۳۰
قرآن اور صاحب قرآن:	۲۳۱
حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ساری جماعت کامیاب:	۲۳۱
حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ظلم کے پہاڑ:	۲۳۳
حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امت سے محبت:	۲۳۴
حرم کعبہ میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ستم:	۲۳۵
صرف خدا سے مانگو:	۲۳۵
حضرت خالد رضی اللہ عنہ کا اعزاز:	۲۳۶
منفرد اعزاز:	۲۳۶
صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی حالتِ فاقہ:	۲۳۷
شعب بنی ہاشم کی قید اور ستم:	۲۳۸
صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا ایمان معیار ہے:	۲۳۸
عمر رضی اللہ عنہ سے کون جدا ہو:	۲۳۹
سارے صحابہ رضی اللہ عنہم مجاہد تھے:	۲۳۹
صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے خدا راضی ہے:	۲۳۹
غزوہ احد اور شہادت حمزہ رضی اللہ عنہ:	۲۳۹
انگریز کے دل دادہ:	۲۴۰
حضرت لاہوری رحمہ اللہ کا اعزاز:	۲۴۰
ہم بزرگوں کے غلام ہیں:	۲۴۰
جانور جن کے غلام ہوئے:	۲۴۱
پانی نے صحابہ رضی اللہ عنہم کی غلامی کی:	۲۴۱
جانور جنگل خالی کر گئے:	۲۴۲
حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آخری لمحات:	۲۴۲

حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی وصیت:	۲۴۳
بنت رسول ﷺ کی حالت زار:	۲۴۳
حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی فکرِ آخرت:	۲۴۴
حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی فکر:	۲۴۴
حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا خوف:	۲۴۴
تلاوتِ قرآن کا اجر:	۲۴۴
دو چیزوں کی ضمانت تم دو:	۲۴۴
عظمت قرآن	۲۴۶
جس سے خدا راضی ہو:	۲۴۷
قرآن والے بغیر حساب جنت میں:	۲۴۷
حافظ قرآن شفاعت کرے گا:	۲۴۸
پتھر کھا کر قرآن سنایا:	۲۴۹
ایمان لانے کے جرم میں سزا:	۲۵۰
امام الانبیا ﷺ کی تلاوت:	۲۵۰
صحابہ رضی اللہ عنہم مقدروں والے تھے:	۲۵۱
سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ کی تمنائے شہادت:	۲۵۲
شہید زندہ ہوتا ہے:	۲۵۲
فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی شہادت کی گواہی:	۲۵۳
صحابہ رضی اللہ عنہم کے دلوں کا امتحان:	۲۵۳
صحابہ رضی اللہ عنہم کا مقابلہ کون کرے؟	۲۵۴
آیت الکرسی کی تفسیر	۲۵۵
سب سے افضل آیت:	۲۵۶
آیت الکرسی کے فضائل:	۲۵۶

حضور ﷺ کا منشاء:	۲۵۶
عقیدہ کا مطلب:	۲۵۷
صفات خداوندی:	۲۵۷
شیطان اس آیت سے بھاگتا ہے:	۲۵۹
اللہ کی ذات اونگھ سے پاک:	۲۵۹
ہر چیز کا مالک اللہ ہے:	۲۶۱
مشرکین کا باطل عقیدہ:	۲۶۲
عالم الغیب اللہ ہی:	۲۶۳
مالک ومختار اللہ ہے:	۲۶۴
حضور ﷺ کی پہلی تقریر اور ظلم وستم:	۲۶۵
کفر کا مطالبہ:	۲۶۶
اللہ کی کرسی وسیع ہے:	۲۶۷
حضرت یونس علیہ السلام کی پکار:	۲۶۸
حضرت آدم علیہ السلام کی پکار:	۲۶۹
تمام قدرتوں کی مالک ذات:	۲۷۰
عقائد درست کرو:	۲۷۰
نماز کی اہمیت	۲۷۱
بے چینی کی اصل وجہ:	۲۷۱
اللہ سے ملاقات کا ایک ہی ذریعہ:	۲۷۲
جب انسان نماز پڑھتا ہے:	۲۷۲
نماز مومن کی معراج:	۲۷۲
بے نمازی کا انجام:	۲۷۳
اہل جنت سوچیں گے:	۲۷۴

اہل جنت کے سوالات جہنم والوں سے:	۲۷۴
جہنمیوں کی سزائیں:	۲۷۵
تم جہنم میں کیسے آئے؟	۲۷۷
سب سے پہلا جرم:	۲۷۷
بے نمازی اتنا برا ہے کہ:	۲۷۸
حضور ﷺ کو نماز کی فکر:	۲۷۹
فرشتوں کو کیا جواب دو گے؟	۲۸۰
دوسرا جرم بتلائیں گے:	۲۸۱
جہنم کی آگ:	۲۸۲
کچھ لوگ سجدہ نہ کر سکیں گے:	۲۸۴
بے نمازی کی سزا:	۲۸۴
بے نمازی کا انجام (حصہ اوّل)	۲۸۶
خالق کی ملاقات کا واحد ذریعہ:	۲۸۷
خدا الگ کر دے گا:	۲۸۸
جنتیوں کے سوالات:	۲۸۹
جہنم کے عذاب:	۲۹۰
جہنمی جواب دیں گے:	۲۹۲
کچھ تو خیال کرو:	۲۹۴
آگ پکارے گی:	۲۹۶
بے نمازی کا انجام:	۲۹۷
بے نمازی کا انجام (حصہ دوم)	۲۹۹
نماز اور ارشادات رسول ﷺ:	۳۰۰
وضو کے اعضاء چمک دار ہوں گے:	۳۰۱

اللہ کے باغی:	۳۰۱
بے نمازی کو عذاب قبر:	۳۰۳
سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی نماز:	۳۰۴
توبہ کرو:	۳۰۵
نور کے منبروں پر:	۳۰۶
قبولیت کی دلیل:	۳۰۶
بے نمازی کی قبر کی مٹی:	۳۰۷
سکون ختم ہو گیا:	۳۰۸
انسان کے اعضاء گواہی دیں گے:	۳۰۸
خدا کو پیار آتا ہے:	۳۰۹
بے نمازی کی شکل بدل جائے گی:	۳۰۹
نمازی کو کلمہ کی توفیق ہوگی:	۳۱۰
احکم الحاکمین کے دربار کا خوف:	۳۱۰
امام زین العابدین کی عبادت:	۳۱۱
نواسہ رسول ﷺ کو نماز کی فکر:	۳۱۲
سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کو نماز کی فکر:	۳۱۲
کسی نے نماز نہیں چھوڑی:	۳۱۲
عجیب وصیت اور عظمت کمہار:	۳۱۳
حلاوت نماز	۳۱۵
عرش عظیم کی صدا:	۳۱۶
ایک سجدے کی قدر و قیمت:	۳۱۶
قیامت کا سوال:	۳۱۷
ریاکاری کی نماز قبول نہیں:	۳۱۷

دورکعت نماز:	۳۱۸
رسول اللہ ﷺ کا فاقہ:	۳۱۹
رسول اللہ ﷺ کی دعوت:	۳۲۰
دینے والا صرف اللہ ہی:	۳۲۱
رسول اللہ ﷺ کا عہدو پیمان:	۳۲۱
لعاب دہن کی برکت:	۳۲۲
حلاوت والی نماز:	۳۲۳
نماز میں خشوع وخضوع:	۳۲۴
نماز مومن کی معراج ہے:	۳۲۵
معراج کا تحفہ:	۳۲۵
فضیلت صلوٰۃ:	۳۲۶
سورتوں کے فضائل:	۳۲۶
اہمیت زکوٰۃ	۳۲۸
منکرین زکوٰۃ کے خلاف جہاد صدیقی:	۳۲۸
حضور اکرم ﷺ کی دعا کی برکت سے:	۳۲۹
جب زکوٰۃ لینے گئے تو:	۳۳۰
حضور ﷺ نے زکوٰۃ لینے سے انکار کردیا:	۳۳۲
تین آدمیوں کی آزمائش:	۳۳۳
جس کی زکوٰۃ نبی ﷺ نے لے:	۳۳۶
ہمیں تیری دولت کی ضرورت نہیں:	۳۳۶
جہنم کی آگ سے پناہ مانگو:	۳۳۸
آرزو پوری نہیں ہوتی:	۳۳۹
زکوٰۃ ادا نہ کرنے والوں کو سزا:	۳۴۰

مسئلے کی بات:	۳۴۱
یتیموں کی خدمت پر انعام:	۳۴۲
اکابرین علما دیو بند	۳۴۴
سیرت کے اسباق:	۳۴۶
نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ظلم وستم:	۳۴۷
تاریخ کے جھرکوں سے:	۳۴۸
انگریز کے باغی:	۳۴۸
قرآن بدل دیتے ہیں:	۳۴۹
دورنگی چھوڑ دو:	۳۵۰
حضرت تھانوی رحمہ اللہ کا تقویٰ:	۳۵۱
کفار کے نقش قدم پہ نہ چلو:	۳۵۱
دھوکہ نہ کرو:	۳۵۲
غفلت چھوڑو:	۳۵۳
سچوں کے ساتھ ہو جاؤ:	۳۵۴
موت کا جھٹکا:	۳۵۴
حضرت مدنی رحمہ اللہ کی خوراک:	۳۵۶
عورتوں کا یقین:	۳۵۶
بخیل اور عذاب قبر:	۳۵۷
آتش جہنم:	۳۵۷
خدا کے دروازے پر آؤ:	۳۵۸
اولیائے دیو بند	۳۵۹
اشعار:	۳۵۹
درود شریف کی فضیلت:	۳۶۰

اللہ نے فضل کردیا:	۳۶۱
خوش نصیب انسان:	۳۶۱
برائی کے خلاف جہاد:	۳۶۱
مولانا یحییٰ علی رحمہ اللہ کی شہادت:	۳۶۲
اکابرین دیوبند کیا تھے؟	۳۶۳
علمائے دیوبند کی غیرت:	۳۶۳
شہادتِ فاروقی رضی اللہ عنہ کی خبر:	۳۶۴
صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے وارث کہاں گئے؟	۳۶۵
حضرت لاہوری رحمہ اللہ کا تقویٰ:	۳۶۵
لطیفہ:	۳۶۶
قاری صاحب کا واقعہ:	۳۶۶
مجھے فخر ہے:	۳۶۷
اکابرین کے اعزازات:	۳۶۷
ہمارا کیا حال ہے؟	۳۶۷
بنت امام شافعی کی عبادت:	۳۶۸
صحابہ کرام رضی اللہ عنہم حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے شاگرد تھے:	۳۶۸
ایک سفر کی بات:	۳۶۹
ایک اللہ والے کی بات:	۳۶۹
حق نواز رحمہ اللہ کامیاب ہوگیا:	۳۷۰
صحابہ رضی اللہ عنہم کی باتیں:	۳۷۰
دولت ودنیا	۳۷۲
حسب نیت سب ملتا ہے:	۳۷۳
مالک کائنات صرف اللہ ہے:	۳۷۳

کھلانے والا اللہ ہے:	۳۷۴
اللہ سے رحمت کی اُمید رکھا کرو:	۳۷۴
اعمال وافعال بدلو:	۳۷۵
حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا ایمان افروز واقعہ:	۳۷۵
موت کی تیاری کرلو:	۳۸۰
فرشتے حضرت لاہوری رحمہ اللہ کے درس میں:	۳۸۰
رومال سے خوشبو:	۳۸۰
حضرت لاہوری رحمہ اللہ نے نکاح پڑھایا:	۳۸۱
حضرت لاہوری رحمہ اللہ کی قبر سے خوشبو:	۳۸۲
ہماری بدنصیبی ہے:	۳۸۳
صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی حالتِ جنگ:	۳۸۳
نورالدین زنگی رحمہ اللہ کو زیارتِ پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم:	۳۸۴
پسند اپنی اپنی	۳۸۵
صحابہ رضی اللہ عنہم منتخب ہوئے:	۳۸۵
صدیقی اسوہ پر عمل:	۳۸۶
حضرت جبرائیل علیہ السلام کی تمنا:	۳۸۶
حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی پہلی پسند:	۳۸۷
حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی فکر آخرت:	۳۸۸
دوسری پسند:	۳۸۸
بنتِ صدیق رضی اللہ عنہ زوجہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بنی:	۳۹۰
سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا دین کی عالمہ:	۳۹۱
سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی سخاوت:	۳۹۲
تیسری پسند:	۳۹۳

کیا جنت میں نماز نہیں ہوگی:	۳۹۳
حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی پہلی پسند:	۳۹۳
دوسری پسند:	۳۹۴
رشتہ صرف اسلام کا ہے:	۳۹۴
ایک صحابی کی محبتِ رسول ﷺ:	۳۹۴
اگر تو میری تلوار کی زَد میں آجاتا:	۳۹۵
تیسری پسند:	۳۹۶
سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کی پہلی پسند:	۳۹۷
دوسری پسند:	۳۹۸
کھانے کی برکت:	۳۹۹
تیسری پسند:	۴۰۱
عقائد باطلہ	۴۰۲
قرآن کا وعدہ:	۴۰۳
ایک وقت ایسا بھی تھا:	۴۰۳
یہ بے حسی کس لیے:	۴۰۳
انعاماتِ خداوندی یاد کر:	۴۰۴
اللہ نیند سے پاک ہے:	۴۰۵
احکام خداوندی سے روگردانی تباہی ہے:	۴۰۶
غلط مثال:	۴۰۷
قرآن کے ساتھ جڑ جاؤ:	۴۰۷
غلط راستہ تباہی ہے:	۴۰۸
قرآن بتائے گا:	۴۰۹
سکون یادِ خدا میں ہے:	۴۱۰

صبر اور شکر:	۴۱۱
مانگنے کا در جو یہی ہے:	۴۱۱
اللہ کا نبی اللہ کے دروازے پر:	۴۱۲
میں اس کا شکریہ ادا نہ کروں:	۴۱۴
نذر و نیاز	۴۱۶
تمہید:	۴۱۶
قرآن رہنمائی کرتا ہے:	۴۱۷
امام مالک رحمہ اللہ کی رحلت:	۴۱۷
امام مالک رحمہ اللہ کا رعب و دبدبہ:	۴۱۸
امام مالک رحمہ اللہ کی محبت رسول ﷺ:	۴۱۹
مدینۃ الرسول ﷺ کا ادب:	۴۱۹
امام مالک رحمہ اللہ کی مدینہ سے محبت:	۴۱۹
مولانا حسین احمد مدنی رحمہ اللہ کا درسِ حدیث:	۴۲۰
مولانا مدنی رحمہ اللہ کا فقر و فاقہ:	۴۲۰
نذر کی حیثیت اور سیدہ مریم علیہا السلام کی والدہ:	۴۲۰
سیدہ مریم علیہا السلام کی والدہ نے منت پوری کی:	۴۲۲
اللہ نے مریم نام رکھا:	۴۲۴
سیدہ مریم علیہا السلام خدا کی پناہ میں:	۴۲۵
ام مریم کی نذر قبول ہوئی:	۴۲۵
سیدہ مریم علیہا السلام بیت المقدس میں:	۴۲۶
کاش آج صحابہ رضی اللہ عنہم زندہ ہوتے:	۴۲۶
ہم حضور ﷺ کا ادب کریں:	۴۲۷
حضور ﷺ کے سامنے جب اعمال جائیں گے:	۴۲۸

لطیفہ:	۴۲۹
صحابی رضی اللہ عنہ کی تمنائے شہادت:	۴۲۹
اللہ کے لیے ہر کام ہو:	۴۲۹
قبر پر اذان کیسی؟	۴۳۰
قبر میں نماز:	۴۳۰
فکر آخرت	۴۳۲
ایک صحابی رضی اللہ عنہ کا اعزاز:	۴۳۲
خوشبو سے پتہ چل جاتا تھا:	۴۳۳
طائف میں حضور ﷺ پر ظلم:	۴۳۳
نواسہ رسول کی تربیت:	۴۳۳
سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کی عفت وحیاء:	۴۳۴
قبر آخرت کی فکر کرلو:	۴۳۵
حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی فکر نماز:	۴۳۶
حضرت حسین رضی اللہ عنہ نے نماز قضاء نہ کی:	۴۳۷
علمائے دیوبند کے اعزازات:	۴۳۷
موت کا جھٹکا	۴۴۰
اور تو خدا کے لیے ہے:	۴۴۱
مرنے سے پہلے فکر کرلو:	۴۴۱
حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ جان گئے:	۴۴۲
موت کے وقت کی پیاس سے پناہ:	۴۴۲
موت کا عظیم صدمہ:	۴۴۲
موت کے عذاب سے پناہ مانگو:	۴۴۳
موت کی گھبراہٹ اور بے چینی:	۴۴۳

موت کا سب کو یقین ہے:	۴۴۵
حضور ﷺ کی نصیحت:	۴۴۷
حضور ﷺ نے مصلّٰے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو دیا:	۴۴۷
حضور ﷺ تشریف لے آئے:	۴۴۸
حضور ﷺ نے خطبہ دیا:	۴۴۹
ایک صحابی رضی اللہ عنہ کا اندازِ محبت:	۴۴۹
حضرت عزرائیل علیہ السلام آ پہنچے:	۴۵۰
حضور ﷺ کا مزار اقدس:	۴۵۱
حضور ﷺ کی اُمت سے محبت:	۴۵۱
جب موت آتی ہے:	۴۵۲
سلطان نور الدین زنگی رحمہ اللہ	۴۵۴
سلطان نور الدین زنگی رحمہ اللہ کی پاکیزہ زندگی:	۴۵۵
سلطان نور الدین زنگی رحمہ اللہ کو زیارتِ پیغمبر ﷺ:	۴۵۵
تیسری دفعہ دیدارِ رسول ﷺ:	۴۵۶
شیخ العرب کو دیدار نبوت:	۴۵۶
بلی سے محبت کیوں ہے؟	۴۵۷
حضور ﷺ کی محبت میں!	۴۵۸
سلطان نور الدین زنگی رحمہ اللہ کی کابینہ:	۴۵۹
حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی مجلس شوریٰ:	۴۵۹
نور الدین زندگی رحمہ اللہ نے مشورہ لیا:	۴۶۱
وزراء نے مشورہ دیا:	۴۶۲
سلطان نور الدین زنگی رحمہ اللہ نے دعوت کی:	۴۶۲
وہ دو بندے نہ آئے:	۴۶۲

اصل بات تو یہ ہے:	۴۶۳
ملنے کا ارادہ تو جنت میں تھا:	۴۶۳
یہ تو دشمن رسول ہیں:	۴۶۴
حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے روضہ کے لیے عظیم انتظام:	۴۶۶
تم اپنی اداؤں پر ذرا غور کرو:	۴۶۶
ایک ولی کی خواہش:	۴۶۷
اللہ نواز رہا ہے:	۴۶۷
مولانا شریف رحمہ اللہ کا اعزاز:	۴۶۷

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

نبی مکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ نَحۡمَدُہٗ وَنَسۡتَعِیۡنُہٗ وَنَسۡتَغۡفِرُہٗ وَنُؤۡمِنُ بِہٖ وَنَتَوَکَّلُ عَلَیۡہِ وَنَعُوۡذُ بِاللّٰہِ مِنۡ شُرُوۡرِ اَنۡفُسِنَا وَمِنۡ سَیِّاٰتِ اَعۡمَالِنَا مَنۡ یَّھۡدِہِ اللّٰہُ فَلَا مُضِلَّ لَہٗ وَمَنۡ یُّضۡلِلۡہُ فَلَا ھَادِیَ لَہٗ وَنَشۡھَدُ اَنۡ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحۡدَہٗ لَا شَرِیۡکَ لَہٗ وَلَا نَذِیۡرَ لَہٗ وَلَا مِثۡلَ لَہٗ وَلَا مُعِیۡنَ لَہٗ وَلَا وَزِیۡرَ لَہٗ وَلَا مُشِیۡرَ لَہٗ وَنَشۡھَدُ اَنَّ سَیِّدَنَا وَسَنَدَنَا وَنَبِیَّنَا وَشَفِیۡعَنَا وَھَادِیۡنَا وَمُرۡشِدَنَا وَمَوۡلَانَا مُحَمَّدًا عَبۡدُہٗ وَرَسُوۡلُہٗ اَرۡسَلَہٗ بِالۡحَقِّ بَشِیۡرًا وَّنَذِیۡرًا، وَاَصۡحَابِہٖ وَاَزۡوَاجِہٖ وَبَارِکۡ وَسَلِّمۡ. تَسۡلِیۡمًا کَثِیۡرًا کَثِیۡرًا ○

اَمَّا بَعۡدُ! فَاَعُوۡذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیۡطٰنِ الرَّجِیۡمِ ○ بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ○ "لَقَدۡ جَآءَکُمۡ رَسُوۡلٌ مِّنۡ اَنۡفُسِکُمۡ عَزِیۡزٌ عَلَیۡہِ مَا عَنِتُّمۡ حَرِیۡصٌ عَلَیۡکُمۡ بِالۡمُؤۡمِنِیۡنَ رَءُوۡفٌ رَّحِیۡمٌ ﴿۱۲۸﴾ فَاِنۡ تَوَلَّوۡا فَقُلۡ حَسۡبِیَ اللّٰہُ ۫ۖ لَاۤ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ ؕ عَلَیۡہِ تَوَکَّلۡتُ وَھُوَ رَبُّ الۡعَرۡشِ الۡعَظِیۡمِ ﴿۱۲۹﴾" (التوبہ)

وَقَالَ النَّبِیُّ ﷺ اِنَّمَا الۡاَعۡمَالُ بِالنِّیَّاتِ وَاِنَّمَا لِاِمۡرِءٍ مَّا نَوٰی ○ وَقَالَ النَّبِیُّ ﷺ اَنَا سَیِّدُ وُلۡدِ آدَمَ یَوۡمَ الۡقِیَامَۃِ ○ وَقَالَ النَّبِیُّ ﷺ اَلۡفَقۡرُ فَخۡرِیۡ ○ وَقَالَ النَّبِیُّ ﷺ اَرۡحَمُ اُمَّتِیۡ بِاُمَّتِیۡ اَبُوۡ بَکۡرٍ وَاَشَدُّھُمۡ فِیۡ اَمۡرِ اللّٰہِ عُمَرُ وَاَصۡدَقُھُمۡ حَیَاءً عُثۡمَانُ وَاَقۡضَاھُمۡ عَلِیٌّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنۡھُمۡ اَجۡمَعِیۡنَ ○

صَدَقَ اللّٰہُ مَوۡلَانَا الۡعَلِیُّ الۡعَظِیۡمُ ○ وَبَلَّغَنَا رَسُوۡلُہُ النَّبِیُّ الۡکَرِیۡمُ وَنَحۡنُ عَلٰی ذٰلِکَ لَمِنَ الشّٰھِدِیۡنَ وَالشّٰکِرِیۡنَ وَالۡحَمۡدُ لِلّٰہِ رَبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ ○

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیۡتَ عَلٰی اِبۡرَاھِیۡمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبۡرَاھِیۡمَ اِنَّکَ حَمِیۡدٌ مَّجِیۡدٌ ○ اَللّٰھُمَّ بَارِکۡ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکۡتَ عَلٰی اِبۡرَاھِیۡمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبۡرَاھِیۡمَ اِنَّکَ حَمِیۡدٌ مَّجِیۡدٌ ○

شمع نور رُخ احمد پہ پگھلنا سیکھو
آتش الفت محبوب میں چلنا سیکھو
بے قراری سے محبت میں چلنا سیکھو
کوچۂ یار میں کچھ اس طرح سے چلنا سیکھو
باندھ کر سر پہ کفن گھر سے نکلنا سیکھو
عزم رکھتے ہو تو میدان میں آنا سیکھو
حیدری تیغ لو اور تیر چلانا سیکھو
راہ مولا میں گھر بار لٹانا سیکھو
ہو جواں مرد تو کچھ کر کے دکھانا سیکھو
پہلے شبیر بنو پھر سر کا کٹانا دیکھو

ہم عظیم قافلہ کے سپاہی ہیں:

مجھے فخر ہے اس بات کا کہ ہماری جو جماعت ہے علما دیو بند کی، بڑی عظیم ہے۔ چلو ہم اس زمانے کے کمزور لوگ سہی، ناتواں سہی، ضعیف سہی، پر یاد رکھو! ہم غلام بہت بڑوں کے ہیں۔

کوئی ہمیں یہ سمجھ کر ہرگز نہ چھیڑے کہ اب یہ کمزور ہو گئے ہیں، یہ تتر بتر ہو گئے ہیں، یہ کمزوری آ گئی، یہ خامی آ گئی، فلاں کمزوری آ گئی، تم شیروں کو چھیڑ کر غلطی نہ کرنا۔ یاد رکھو! شیر کی انگڑائی بھی مہنگی پڑتی ہے۔

بڑے عظیم لوگ تھے، جن کے ہم نام لیوا ہیں۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے نام لیوا ہم ہیں، کالی کملی والے کے غلام ہم ہیں، قرآن والے ہم ہیں، حدیث والے ہم ہیں، نبیوں کے وارث ہم ہیں، کون ہے جو ہمارے سامنے آ کے دم مارے!

باقی کچھ فرق اور ہے، لوگ سمجھتے نہیں، ہم کیا کریں۔ اسی کو کسی شاعر نے کہا ہے: ؎

تیرا پیام اور ہے میرا پیام اور ہے
عشق کے درد مند کا طرز کلام اور ہے
قرب موسیٰ علیہ السلام اور ہے قرب محمد ﷺ اور ہے
طور سینا اور ہے مکہ مدینہ اور ہے

بڑی عظیم جماعت ہے یہ، شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمہ اللہ سے لے کر مولانا محمد اسحاق رحمہ اللہ تک جتنے تمہارے سامنے یہ اللہ والے نظر آتے ہیں، ان کو کمزور نہ سمجھو۔

کسی کا یار گورنر ہوگا، کسی کا یار وزیر ہوگا، کسی کا یار مشیر ہوگا، کسی کا یار وکیل ہوگا، کسی کا یار ڈی سی ہوگا، کسی کا یار آئی جی ہوگا۔

خدا کی قسم! ان لوگوں کی یاری رب العالمین سے ہے۔

اللہ بڑا بے نیاز ہے:

عجب انداز ہے اللہ والوں کا! اس کی بڑی بے نیازی ہے۔ اس کی بے نیازی پر اکڑ ومت! اللہ پاک نے اعلان کر دیا کہ اگر میں اپنی بے نیازی پر آ گیا تو معاملہ کچھ اور بنے گا۔ فرمایا:

"وَكَمْ اَهْلَكْنَا قَبْلَهُمْ مِنَ الْقُرُوْنِ"

میں اپنی بے نیازی پہ آ گیا تو ایک دو کی بات نہیں، برادریوں کی بات نہیں "قوموں کے نشان مٹا دوں گا"

"فَاَخَذَتْكُمُ الصّٰعِقَةُ وَاَنْتُمْ تَنْظُرُوْنَ"

جبرائیل امین علیہ السلام نے چیخ ماری، ساری قوم کے جگر پھٹ گئے۔

فرمایا کہ اے لوگو! لشکروں پر اعتماد نہ کرو، فوج پہ اعتماد نہ کرو۔ بڑی بڑی دولت اور طاقت پر اعتماد نہ کرو۔

"وَاللّٰهُ عَزِيْزٌ ذُوانْتِقَام"

میں اگر پکڑنے پہ آ گیا، بچانے والا کوئی نہیں، چھڑانے والا کوئی نہیں، روکنے والا کوئی نہیں، ٹوکنے والا کوئی نہیں! فرمایا:

"لَعَلَّكَ بَاخِعٌ نَّفْسَكَ اَلَّا يَكُوْنُوْا مُؤْمِنِيْنَ ۞" (الشعراء)

میرے محبوب کریم ﷺ! آپ ان لوگوں کی طرف سے پریشان نہ ہوں، غم زدہ نہ ہوں۔ جو تیری بات کو نہیں مانتا، اس کو میرے حوالے کر، میں ان کو ایسا سنبھالوں گا۔

"فَذَرْنِيْ وَمَنْ يُّكَذِّبُ بِهٰذَا الْحَدِيْثِ" (القلم: ۴۴)

میرے حوالے کرو، ایسی سزا دوں گا کہ پوری دنیا یاد رکھے گی۔

بنگلوں پہ ناز کرنے والو! کوٹھیوں پہ فخر کرنے والو! دولت اور حکومت پہ ناچنے والو! خدا کی قسم!

اس زمین سے پوچھو کہ کتنے لوگ تجھ پہ آئے اور کتنے تجھ سے چلے گئے؟ موت کا ذائقہ کیسا ہوتا ہے۔

لاہور کے مسلمانو! نوجوانو! آم کا ذائقہ تمہیں معلوم ہے، کیلے کا ذائقہ تمہیں معلوم ہے، انگوروں کا ذائقہ تمہیں معلوم ہے، انناس کا ذائقہ تمہیں معلوم ہے، انار کا ذائقہ تمہیں معلوم ہے، امرود کا ذائقہ تمہیں معلوم ہے، ہزاروں بیکریوں کی چیزوں کا ذائقہ تمہیں معلوم ہے، لاکھوں چیزوں کے ذائقے تمہیں معلوم ہیں، تم نے چکھے ہیں، تم نے کھائے ہیں۔ تم نے کبھی بھی قبرستان میں جا کر یہ نہیں پوچھا کہ اے قبر والو! ذرا بتاؤ تو سہی، موت کا ذائقہ کیسا ہے؟

موت کا ذائقہ:

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے پاس لوگ آئے، کہنے لگے کہ تم نے نئی نئی قبروں سے مردے زندہ کر کے دکھلائے اور ہم آپ کو پرانی قبر پر لے کر چلتے ہیں، مردہ زندہ کر کے دکھاؤ۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا معجزہ تھا کہ مُردے کو زندہ کیا کرتے تھے۔ ایک نوجوان زندہ ہو کر سامنے آگئے۔ کھڑا ہے سامنے! حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے پوچھا تو کون ہے؟

کہنے لگا میرا نام سام ہے۔ میں حضرت نوح علیہ السلام کا بیٹا ہوں۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فوراً پوچھا تجھے تو بڑی مدت گزر گئی، عرصہ گزر گیا قبر میں رہتے رہتے، کچھ تو بتا یہاں کیا بنتا ہے، قبر کا کچھ حال بتا، قبر کا کچھ ماحول بتا، قبر کا کوئی منظر بتا، کچھ وہاں کی خبر دے!

علما کرام نے لکھا ہے کہ وہ نوجوان رونے لگا اور کہنے لگا اے عیسیٰ! تجھے قبر کی پڑی ہے، تو قبر کا حال پوچھتا ہے، تو قبر کا ماحول پوچھتا ہے، تو قبر کا منظر مجھ سے پوچھتا ہے، پہلے یہ کیوں نہیں پوچھتا مجھ سے کہ موت کا جھٹکا کتنا شدید ہے؟ اتنے ہزار سال میری موت کو گزر گئے، مالک کائنات کی قسم! آج تک میرا منہ کڑوا ہے، موت کی تلخی میرے منہ میں موجود ہے۔

اس لیے قرآن کریم نے اعلان کرتے ہوئے فرمایا:

"كَلَّآ اِذَا بَلَغَتِ التَّرَاقِيَ ﴿٢٦﴾ وَقِيْلَ مَنْ ۜ رَاقٍ ﴿٢٧﴾ وَّظَنَّ اَنَّهُ الْفِرَاقُ ﴿٢٨﴾ وَالْتَفَّتِ السَّاقُ بِالسَّاقِ ﴿٢٩﴾ اِلٰى رَبِّكَ يَوْمَئِذِ ِالْمَسَاقُ ﴿٣٠﴾" (القیامة)

قرآن کہتا ہے کہ موت کے وقت انسان کی تین سو ساٹھ رگیں ٹوٹتی ہیں۔ تھوڑی سی اپنی انگلی تو مروڑ کر دیکھو، پتہ چل جاتا ہے۔ تین سو رگیں ٹوٹتی ہیں۔ اعضاء ٹوٹتے ہیں، پیروں کے ناخنوں سے لے کر سر کے بالوں تک تباہی مچ جاتی ہے۔

ارشاد فرمایا محمد عربی ﷺ نے کہ موت کی تلخی سے پناہ مانگو۔ اتنی تکلیف ہوتی ہے۔ گویا ہزاروں تلواریں، چھرے یکدم چلا دیے جاتے ہیں۔

لوگو! وہ کتنی سختی ہوگی کہ جس سے امام الانبیاء ﷺ ہر وقت پناہ مانگتے تھے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی فکرِ قبر:

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو لوگوں نے دیکھا کہ زمین پر کروٹیں بدل رہے ہیں۔ بے تحاشا رو رہے ہیں۔ کسی نے پوچھا کہ فاروق (رضی اللہ عنہ)! تجھے کیا ہوا؟ اتنا بڑا بہادر، جرأت والا، آج اس قدر بے قرار کیوں ہے، اتنا بے چین کیوں ہے؟ اس قدر کیوں رویا؟

فرمانے لگے لوگو! قبر کا اندھیرا یاد آ گیا۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی فکرِ قبر:

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو لوگوں نے دیکھا، قبرستان میں کھڑے رو رہے ہیں۔ قرآن کریم کی تلاوت بھی فرما رہے ہیں۔ اتنا روئے اتنا روئے کہ آنسو داڑھی سے گزر کر زمین پر ٹپک رہے ہیں۔ کسی نے پوچھ لیا امیر المؤمنین! عثمان (رضی اللہ عنہ)! تجھے کیا فکر ہے؟ تجھے تو نبی پاک ﷺ نے کئی مرتبہ دنیا ہی میں جنت کا ٹکٹ عطا فرمایا۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں لوگو! اس قبر کے اندھیرے نے میرا جگر پھاڑ دیا۔

تم ہر وقت افراتفری میں لگے ہوئے ہو۔ کھچاؤ میں ہو۔ وہ ادھر کھینچ رہا ہے، یہ ادھر کھینچ رہا ہے۔ کبھی اپنے کھینچے کا بھی پتہ کیا کہ میرا کیا حال بنے گا۔

قرآن کا احترام نہیں کرتے۔ قرآن والوں کا احترام نہیں کرتے۔ قرآن والوں کی عزت نہیں کرتے۔ ادب نہیں کرتے۔ سب کچھ تم نے دنیا ہی کو سوچ لیا۔

ارشاد فرمایا مدنی کریم ﷺ نے کہ لوگو!

تم میں سے پچھلی رات تنہائی میں، علیحدگی میں مصلے پہ کھڑا ہو کر جب بندہ قرآن کی تلاوت کرتا ہے اور کبھی پیار میں آکر، محبت میں آکر، اس کی آنکھوں سے آنسو نکل پڑتے ہیں، اللہ فرماتا ہے اس وقت میرے دل میں اتنا پیار آتا ہے کہ میں اپنے بندے کا منہ چوم لیتا ہوں۔

"تَتَجَافٰى جُنُوْبُهُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ خَوْفًا وَّطَمَعًا ۚ وَّمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ ۝١٦" (السجدۃ)

وقت آئے گا، جب اس کی قدر معلوم ہوگی، جب اس کی قیمت معلوم ہوگی۔

سیرت کا وسیع عنوان ہے:

سیرت النبی ﷺ کا عنوان ایک نہیں، بے شمار ہیں۔

ایک وہ پہلو ہے کہ نہ زمین تھی، نہ آسمان تھا، نہ چاند تھا، نہ سورج تھا، نہ ستارے تھے، نہ دریا تھے، نہ سمندر تھے، نہ درخت تھے، کوئی چیز نہ تھی، اللہ کی ذات تھی۔

اور اللہ پاک نے فرشتوں کو پیدا فرمالیا تھا۔ فرشتے کہتے ہیں کہ ہم نے اللہ پاک کی اپنی زبان سے سنا، اللہ پاک نے قرآن پاک کی تلاوت فرمائی۔

ملائکہ کے تین جملے:

فرشتوں نے تین جملے کہے۔ الٰہی! وہ کتنی خوش نصیب قوم ہوگی جن کو یہ تیرا قرآن ملے گا۔

دوسرا جملہ فرشتوں نے یہ عرض کیا اے الہ العالمین! وہ کتنی مقدروں والی قوم ہوگی، وہ کتنی خوش نصیب قوم ہوگی، کلام تیرا ہوگا، زبان ان کی ہوگی۔ تلاوت کرتے کرتے دنیا سے چلے جائیں گے۔

حضور ﷺ امام الانبیا ہیں:

ایک پہلو سیرت کا یہ بھی ہے کہ جب یہ دنیا نہ تھی، کملی والے کے تذکرے موجود تھے۔ کوئی شے نہ تھی، آپ ﷺ کا تذکرہ ہو رہا تھا۔

اس لیے میں کہتا ہوں میرا نبی، تیرا نبی، عرشیوں کے نبی، فرشیوں کے نبی، چاند سورج ستاروں کے نبی، زمین کے ذرے ذرے کے نبی، پہاڑ کے ایک ایک پتھر کا نبی، سمندر کے ایک ایک قطرے کا نبی، درختوں کے ایک ایک پتے کا نبی، پھول کی پتیوں کا نبی، پھول کی خوشبو کا نبی، مالک کائنات کی قسم! سب نبیوں کے نبی!

حضور ﷺ کا طرز عمل:

حضرت محمد رسول اللہ ﷺ نے پندرہ پندرہ دن درختوں کے پتے چبا چبا کر خدا کا قرآن پڑھا تھا۔ آج تم لوگ مکھن کھا کر قرآن نہیں پڑھتے۔

مدینہ منورہ ہے۔ اللہ پاک سب کو زیارت نصیب فرمائے۔ اس لیے علماء دیوبند کا عقیدہ ہے، لکھ کر لے جاؤ، ہمارے نبی ﷺ کا پسینہ بھی نرالا، ہمارے نبی ﷺ کا مدینہ بھی نرالا، ہمارے نبی ﷺ کا

سینہ بھی نرالا، ہمارے نبی ﷺ کی بات بھی نرالی، ہمارے نبی ﷺ کی جماعت بھی نرالی۔

امام الانبیا ﷺ کی ختم نبوت کو اگر دیکھنا ہو تو صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے شیشے میں دیکھنا پڑے گا۔

امام الانبیا ﷺ کی نبوت آج آپ کو افسروں کے شیشے میں، ڈاکٹروں کے شیشے میں، پیروں فقیروں کے آئینے میں، مولویوں کے آئینے میں نظر نہیں آئے گی۔

صدیق رضی اللہ عنہ عکسِ رسالت:

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا مجمع بیٹھا ہے۔ ایک صحابی رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے پوچھا اے عمر (رضی اللہ عنہ)! حضور کریم ﷺ نماز کیسے پڑھتے تھے؟

فرمایا جا، جا کر دیکھو ابو بکر رضی اللہ عنہ نماز کیسے پڑھ رہا ہے۔ نبوت صدیق رضی اللہ عنہ کے آئینہ میں نظر آئے گی، فاروق رضی اللہ عنہ کے آئینہ میں نظر آئے گی، عثمان رضی اللہ عنہ کے آئینہ میں نظر آئے گی، حیدر کرار رضی اللہ عنہ کے آئینہ میں نظر آئے گی۔

اگر دیانت داری سے نبوت کو دیکھنا چاہو گے، تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے شیشے میں صاف نظر آئے گا۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہ کی عظمت:

جو میرے نبی ﷺ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر بکواس کرے گا، گلہ کرے گا، خدا کی قسم! ہم اس کو ماننا تو کیا، ہم اس کے قریب جانے کو تیار نہیں، چاہے وہ کتنی ادلی بدلی کریں، کروٹیں بدلیں، ہم صحابہ رضی اللہ عنہم کے دشمنوں کے قطعا یار نہیں ہوسکتے۔

ہمارا تو عقیدہ ہے کہ جو جوتی میرے آقا ﷺ کے قدم مبارک کو لگ گئی، وہ بھی نرالی ہے۔ جو زمین میرے آقا ﷺ کے قدم کے نیچے آ گئی وہ بھی نرالی ہے۔ ہمارا عقیدہ ہے کہ کملی والے نے جس زمین پر تھوک دیا وہ بھی نرالی ہے۔

بڑی شان ہے محمد عربی ﷺ کی!

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا تعارف:

اگر آپ کی توجہ ہے تو تھوڑا سا اور آگے چلوں۔ صحابہ رضی اللہ عنہم تو حضور ﷺ کے یار ہیں، غمگسار ہیں۔

صحابہ رضی اللہ عنہم حضور ﷺ کے رشتہ دار ہیں
صحابہ رضی اللہ عنہم حضور ﷺ کی جماعت ہیں
صحابہ رضی اللہ عنہم حضور ﷺ کے شاگرد ہیں
صحابہ رضی اللہ عنہم حضور ﷺ کے مرید ہیں
صحابہ رضی اللہ عنہم حضور ﷺ کے مقتدی ہیں
صحابہ رضی اللہ عنہم حضور ﷺ کی فوج ہیں
صحابہ رضی اللہ عنہم حضور ﷺ کی فوج کے کیپٹن ہیں
صحابہ رضی اللہ عنہم حضور ﷺ کی فوج کے جرنیل ہیں
صحابہ رضی اللہ عنہم حضور ﷺ کی فوج کے میجر ہیں
صحابہ کرام رضی اللہ عنہم حضور ﷺ کے غلام ہیں

ان ساری چیزوں کے ہوتے ہوئے تم نے کبھی یہ نہیں سوچا کہ وہ کون لوگ تھے جو حضور ﷺ کے دکھوں میں شریک ہوتے تھے۔

حضور ﷺ کے اہل بیت کی طہارت:

یہ تو بہت اونچی شان کے مالک ہیں۔ ہماری تو بات پر کوئی غور ہی نہیں کرتا، کچھ لوگ کہتے پھرتے ہیں، جی پنج تن پاک، باقی خیر صلہ۔

اگر کھوپڑی میں دماغ ہو تو آؤ، وہ کہتے ہیں پنج تن پاک، میں کہتا ہوں میرے نبی ﷺ کا سارا گھرانہ پاک ہے۔ ساری ازواج رضی اللہ عنہن پاک ہیں، ساری بنات رضی اللہ عنہن پاک ہیں، سارے داماد رضی اللہ عنہم پاک ہیں۔ حضور ﷺ کے سارے سسر پاک ہیں۔

تیرے رشتہ دار چنگے، نبی ﷺ دے رشتہ دار ماڑے؟ بھلے اوئے تیرے شیرا۔

تیری بیٹی کی برات آئے، بڑے بڑے کھڑے ہو کر کھانے کھلائیں، ہاتھ دھلائیں۔

کدی اے وی سوچیا ای برات ہووے امام الانبیا ﷺ دی تے دروازہ ہووے ابوبکر رضی اللہ عنہ دا، پولیا کدی غور نئیں کیتا، دلہا بھی دیکھ تے دروازہ بھی دیکھ۔ کبھی غور نہیں کیا، دروازہ امام الانبیا ﷺ کا ہے۔ دلہا بن کر عثمان رضی اللہ عنہ آیا ہے، علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ دلہا بن کر آئے ہیں۔ دلہا بھی دیکھو اور دروازہ بھی دیکھو۔

کتاباں وچ تے کوئی نئیں، اپنا اپنا یقین ہے۔ تیری بارات تے اگر وڈے وڈے لوگ براتیاں دے ہتھ دھلاندے نے، میرا یقین اے، امام الانبیاء ﷺ دی برات آئی صدیق رضی اللہ عنہ دے دروازے تے، تے فرشتے نے ہتھ دھلائے۔

بغلاں ماردا اے اسی اے، اسی اے، پتہ چلے گا تینوں موت دا جھٹکا لگ لین دے۔ ان شاء اللہ عقل تے ایتھے ہی ٹھکانے آجانی اے، تھوڑے سے سنبھل جاؤ۔ کوئی بات نہیں، اے وہ تو وہ لوگ تھے، جتنے تم حضرات یہاں مجمع میں بیٹھے ہو، تم نے کبھی یہ دعا نہیں مانگی ہوگی۔ یا اللہ شہادت کی موت عطا فرما۔ پورے مجمع سے کوئی کھڑا ہو کر مسجد میں قسم کھائے، کبھی کسی نے دعا مانگی ہے؟

یہ تو بہت دعا مانگتے ہیں بنگلہ مل جائے۔ کوٹھی مل جائے۔ کار مل جائے۔ فسٹ کلاس لیڈی ہتھ آجائے، شہادت دی موت وی کدی منگنی اے؟

چلو تساں لوگ اگر اپنے واسطے نئیں منگدے، سویر دی نماز جتھے جتھے پڑھونا، اوتھے ذرا زور سے دعا منگنا۔ یا اللہ ساڈا مولوی شہید ہو جائے، ڈنڈا تے اوہدے کول ہونا نہیں، مصلّے چک کے تیرے سر تے مارے گا۔ آکھے گا میں تیرے گھروں کھاناواں، تو شہید ہو جا، تیرا پیو شہید ہو جاوے۔

فاروقی دعا:

اللہ اللہ! حضرت فاروق رضی اللہ عنہ ہر وقت دعا کرتے:

"اَللّٰهُمَّ ارْزُقْنَا شَهَادَةً فِيْ سَبِيْلِكَ"

مولا! تیری راہ میں شہادت کی موت مانگتا ہوں۔ بستر کی موت مجھے نہیں چاہیے۔ بیوی بچوں کے سامنے تڑپ تڑپ کر مرنا مجھے نہیں چاہیے۔ سڑکوں پہ مرنا مجھے نہیں چاہیے۔ میرے اللہ! میری دعا ہے نام تیرا ہو، کام تیرا ہو سر میرا ہو۔

تیری توحید کا جھنڈا لہراتے ہوئے، تیرے قرآن کی تلاوت کرتے ہوئے، اشاعت کرتے ہوئے، تیرے محبوب کریم ﷺ کی سنت کی اشاعت کرتے ہوئے میری موت آجائے، ہر وقت دعا کرتا ہے:

"اَللّٰهُمَّ ارْزُقْنَا شَهَادَةً فِيْ سَبِيْلِكَ"

اللہ پاک نے جواب دیا، پتہ کیا جواب دیا؟ اے میرے محبوب ﷺ کے محبوب! تسی وی آندے اونا! توں ساڈے یاراں دا یار ایں، لحاظ کر گئے آں!

اللہ پاک نے فرمایا ہے میرے محبوب ﷺ کے محبوب! اے عمر رضی اللہ عنہ! کسی کو ماں نے مانگا، کسی کو باپ نے مانگا، کسی کو دادے نے مانگا، کسی کو نانے نے مانگا، کسی کو خالہ نے مانگا، کسی کو پھوپھی نے مانگا، عمر رضی اللہ عنہ! تجھے میرے محبوب ﷺ نے مانگا ہے۔

فرمایا میرے فاروق رضی اللہ عنہ! کسی کی شہادت کی گواہی دینے کے لیے تبوک کی مٹی آئے گی۔

کسی کی شہادت کی گواہی دینے کے لیے اُحد کا پتھر آئے گی۔

کسی کی شہادت کی گواہی دینے کے لیے یرموک کی مٹی آئے گی۔

کسی کی شہادت کی گواہی دینے کے لیے قادسیہ کی مٹی آئے گی۔

میرے فاروق رضی اللہ عنہ! جب تیری شہادت کی باری آئے گی تو گواہی دینے کے لیے میرے نبی ﷺ کا مصلّٰے آئے گا۔

تیری شہادت کی گواہی دینے کے لیے میرے نبی ﷺ کا منبر آئے گا۔ فجر کی نماز آئے گی۔ میرے محبوب ﷺ کی مسجد آئے گی۔ سارا مدینہ آئے گا۔ میرا قرآن آئے گا۔ دوسری دعا فرماتے تھے:

"وَاجْعَلْ مَوْتَتَا فِيْ بَلَدِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ"

یا اللہ! یار کے شہر مدینہ میں دفن عطا فرما۔

تم نے بھی کبھی دعا مانگی ہے کہ مدینے کا دفن عطا فرما۔

تجربہ کر کے دیکھا، چلو اب تو واپس آگئے ہیں، اگلے سال جب حج پر لوگ جائیں، ماموں، نانا، چاچا، پھوپھی، نانی جو حج کرنے جائیں، کول کھڑے کر کے دُعا منگ یا اللہ! میری نانی مدینے مرجائے، میرا ماما مدینہ مرجائے، مُڑ کے نہ آئے، جوتی لا کے تیرے سروچ مارے گا۔

جدوں حج دی درخواست نکل جاندی اے نا! کئی لوگ بازار میں چوہدری جی! السلام علیکم، وعلیکم السلام، میرا کہیا سنیا بخش دینا جی۔

وہ دیکھتا ہے کہ اچھا بھلا کھڑا ہے۔ ایسی بات تو مرتے وقت آدمی کرتا ہے۔ اس کو ہوا کیا ہے؟ پوچھتا ہے ملک جی، خیر ہے؟ جی ہاں وہ درخواست نکل آئی ہے۔ دعا کرو اللہ کرے میں خیر نال واپس آجاواں۔ یہ عاشقوں کا حال ہے۔ خیر نال مُڑ کر آجاواں۔ وہاں بم برستے ہیں؟

مولانا زکریا رحمہ اللہ کا اعزاز:

کون ان باتوں کو سمجھے۔ امام الانبیا، محبوب کبریا، حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے یہاں جن لوگوں کا مقام ہے، ان کے عشق کی قدر بھی کی جاتی ہے۔

شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا، سب کہہ دو رحمۃ اللہ علیہ، جنہوں نے اٹھارہ برس تک مدینے کی گلیوں میں بیٹھ کر موت کا انتظار کیا۔ مدینے میں موت آئی۔ جنازہ وہاں سے گزرا۔ جہاں سے ابوبکر رضی اللہ عنہ کا جنازہ گزرا تھا۔ جنازہ وہاں سے گزرا جہاں سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا جنازہ گزرا تھا۔

کسی کا جنازہ گراؤنڈ میں ہوگا، کسی کا جنازہ پارک میں ہوگا، کسی کا جنازہ جنازہ گاہ میں ہوگا۔ شیخ الحدیث کا جنازہ مسجد نبوی میں رکھا گیا۔

وہاں کی حکومت والوں نے جنت البقیع میں قبر بنائی۔ جب لوگوں نے جا کر دیکھا تو حیران رہ گئے۔ لوگ کبھی قبر کو دیکھتے تھے کبھی آسمان کی طرف دیکھتے تھے۔ گویا اللہ پاک نے ایسا فیصلہ فرمایا، زکریا رحمہ اللہ! ساری زندگی میرے محبوب ﷺ کی حدیث پڑھائی۔ تبلیغی جماعت کی سرپرستی فرمائی۔ فضائل کی کتابیں لکھیں۔ ہزاروں نہیں کروڑوں بے نمازی نمازی بن گئے۔ کروڑوں بے دین، دین دار بن گئے۔ آجا، میں تجھ کو کیوں نہ نوازدوں۔ خاتون فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کے قدموں میں جگہ مل گئی۔

ایک طرف سیدہ زینب رضی اللہ عنہا ہیں، دوسری طرف سیدہ رقیہ رضی اللہ عنہا ہیں، ادھر سیدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا ہیں، ادھر سیدہ فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہا ہیں۔ اللہ پاک نے اپنے بندے کو محض پیار میں آ کر نبی ﷺ کے خاندان میں جگہ دے دی۔ تمہیں کون سمجھائے۔

ایک بندہ کی بات:

ایک بندہ تھا، عشاء کی نماز پڑھنے مسجد میں گیا۔ وہاں تبلیغی جماعت آئی ہوئی تھی۔ بیان سننے کے لیے بیٹھ گیا۔ چلہ بھی لکھوایا۔ گھر آ کر کہنے لگا میں چلہ لکھوا آیا ہوں۔ صبح میں نے جماعت کے ساتھ جانا ہے۔

گھر والی پہلے ہی لڑتی رہتی تھی۔ تم تو مسجد میں ہی رہتے ہو۔ مسجد ہی تمہیں کھانے کو دے گی۔ مسجد ہی تمہیں پہننے کو دے گی۔ مسجد تمہیں یہ کردے گی، مسجد تمہیں وہ کردے گی۔

وہ کہنے لگی ضرور جا، ضرور جا، چلہ کے لیے کیوں جاتا ہے؟، عمر کے لیے چلا جا۔ اک کم (کام) کر بازاروں زہر لیا کے تے ایناں بچیاں نوں وی دے مینوں وی زہر دے دے۔

وہ بے چاری ناراض ہوگئی۔ وہ کہیں جمعہ پڑھتا تھا قاری حنیف کے پیچھے، بڑا سمجھ دار ہو جاتا ہے نا! جو ہمارے پاس بیٹھے۔ اس نے کہا تو بڑی بے وقوف ہے، بڑی گرم ہو، آواز ہی نہیں سنتی، بات نہیں سنتی پہلے بھونکنا شروع کر دیتی ہو۔

کہنے لگی تو جائیں گا، ہور کیہہ سنانا ایں، اس نے کہا میرے پاس ہو جا، کہیں پڑوسی نہ سن لیں۔ کیا سنوں میں؟

کہنے لگا سنو تو سہی، پاس ہو کر کہنے لگا جس آدمی نے مجھے چلہ لگانے کا کہا ہے، وہ اس جماعت میں ہے جو ہماری مسجد میں آئی ہوئی ہے۔ وہ کہتا ہے اگر توں اک چلہ لگا لیں تے میں تینوں سعودیہ دا آزادویزہ دے دیاں گا۔ سعودی عرب دا میں تینوں بغیر پیسیاں توں آزادویزہ دے چھڈاں گا۔

کہن لگی سویرے جماعت ٹر نہ جائے، ہُن ای چلا جا، ڈبے وچ میرا زیور پیا ای لوڑ ہووے تی اوہنوں وی ویچ لے۔ نہ میرا فکر کرنا، نہ بچوں کا فکر کرنا، اللہ دے حوالے۔

پیسیاں نال بندے نوں کتنا پیارا ے۔

اللہ ہی عالم الغیب:

اللہ پاک جل شانہ نے فرمایا:

"وَمَا تَدْرِيْ نَفْسٌ مَّاذَا تَكْسِبُ غَدًا ؕ" (لقمان: ۳۴)

کسی کو پتہ نہیں کل کیا ہو جائے گا، صبح کیا ہو جائے گا۔

"وَمَا تَدْرِيْ نَفْسٌ بِاَيِّ اَرْضٍ تَمُوْتُ ؕ" (لقمان: ۳۴)

کسی کو پتہ نہیں موت کس جگہ آئے گی۔ اسٹیشن پر آئے گی، اڈے پر آئے گی، سڑک پہ آئے گی، مسجد میں آئے گی۔

کوئی نہیں جانتا سجدہ میں موت آئے گی یا کنجری کی گود میں موت آئے گی۔ کسی کو معلوم نہیں قرآن پڑھتے پڑھتے موت آئے گی یا کنجری کا گانا گاتے گاتے موت آئے گی۔ فرمایا: اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌ خَبِيْرٌ ○ اک میری ذات جانتی ہے، کسی کو علم نہیں۔

اکابرین کا مقام:

ان اللہ والوں نے وہ قربانیاں دیں۔ میں دو مرتبہ انگلینڈ گیا، اس مرتبہ جب میں رمضان میں وہاں تھا، وہاں ایک انگریز جو ٹوٹی پھوٹی اردو بولتا تھا، مجھے کہنے لگا آپ پاکستان سے آئے ہیں؟

میں نے کہا جی ہاں! کہنے لگا کہاں کے رہنے والے ہو؟

میں نے کہا پانی پت کا رہنے والا ہوں ہندوستان کے علاقے میں ہے۔

وہ کہنے لگا یہ حسین احمد مدنی رحمہ اللہ، محمود الحسن رحمہ اللہ، احمد علی لاہوری رحمہ اللہ، عطاء اللہ شاہ بخاری رحمہ اللہ، کیا واقعتاً یہ لوگ آدمی تھے؟ یہ انسان تھے؟

میں نے پوچھا تیرا کیا تصور ہے؟ تیرا کیا نظریہ ہے؟

وہ کہنے لگا میرا خیال یہ ہے کہ یہ کوئی پہاڑ ہے، جن کی چوٹی کوئی سر نہیں کر سکتا۔

ہم جانے پہچانے ہیں، کوئی گول مول نہیں۔ کوئی مدرسہ جامعہ حنفیہ قادریہ میں قرآن یاد کرے گا۔ کوئی کسی مدرسے میں قرآن یاد کرے گا۔ شیخ حسین احمد مدنی رحمہ اللہ نے مالٹے کی جیل میں اٹھارہ اٹھارہ سیر مکئی پیستے پیستے قرآن یاد کیا۔

یہ وہ لوگ تھے جن کی لندن اکیڈمی میں فائل موجود ہے۔ ملکہ وکٹوریہ کا بیان موجود ہے۔ سارے بڑے بڑے انگریزوں کے بیان موجود ہیں کہ احمد علی لاہوری رحمہ اللہ کو نہ چھیڑنا، عطاء اللہ شاہ بخاری رحمہ اللہ کو نہ چھیڑنا۔

ہماری تاریخ پڑھو۔ ہماری زبان پر یقین نہ کرو، ہماری لکھی ہوئی کتابوں پر یقین نہ کرو۔ چلو انگریز کی زبان پر اور وہاں جو فائلیں موجود ہیں اس پر یقین کر لو۔

یہ جو تمہارے ملک میں بڑے بڑے لوگ پھرتے ہیں نا! اخباروں میں آتا ہے فلاں سر، فلاں سر، ان کے سر ہی سر ہیں۔ پیر نہیں ہیں۔ ان کے نیچے کچھ نہیں ہے۔ سر کے اوپر بھی وہ ٹوکرا ہے اور گلے میں پھانسی پہلے سے ہی ہے۔

حضرت مدنی رحمہ اللہ دیار حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں:

مولانا حسین احمد مدنی رحمہ اللہ وہ خوش قسمت جوان ہیں، کوئی مدینے میں آٹھ دن قیام کرے گا، کوئی دو چار مہینے قیام کرے گا۔ شیخ مدنی رحمہ اللہ نے مدینہ منورہ میں ہی نہیں ”اصحاب صفہ“ کے چبوترے پہ، روضہ اطہر کی جالیوں کی چھاؤں میں بیٹھ کر کملی والے کی حدیث پاک

اٹھارہ سال تک پڑھائی۔

کون مقابلہ کرے گا۔ تنخواہیں لے کرنہیں، یہ اس زمانے کی بات کررہا ہوں۔ شیخ مدنی رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ میں شام کو مدینے کی گلیوں سے چھلکے اٹھالاتا، اہل مدینہ کی سبزیوں کے پھینکے ہوئے چھلکے اٹھالاتا، میرے نانا کے شہر کی گلیوں کے چھلکے ہیں، انہیں پانی میں دھوکر منہ میں چبا چبا کر پانی پی کر ریاض الجنۃ میں کھڑا ہوکر ساری رات قرآن پڑھتا تھا۔

حضرت مدنی رحمہ اللہ کا فتویٰ:

مولانا حسین احمد مدنی رحمہ اللہ نے انگریز کے خلاف فتویٰ دیا۔ ہم ایک سے تو نہیں ٹکرائے، مرہٹوں سے ہم ٹکرائے، سکھوں سے ہم ٹکرائے، ڈوگروں سے ہم ٹکرائے، انگریزوں سے ہم ٹکرائے، مرزائیوں سے ہم ٹکرائے، صحابہ رضی اللہ عنہم کے دشمنوں سے ہم ٹکرائے، منکرین حدیث سے ہم ٹکرائے۔

ارے یہ تو وہ مجاہد ہیں، قرآن کے مقابلہ میں، دین وایمان کے مقابلہ میں جو آیا اسی سے ٹکرائے ہوئے ہیں۔

مولانا حسین احمد مدنی رحمہ اللہ نے فتویٰ دے دیا کہ انگریز کی فوج میں بھرتی ہونا حرام ہے۔ خالق دینا ہال کراچی میں طلبی ہوگئی۔ سیشن جج بیٹھا ہے۔ انگریز کا زمانہ ہے۔ پوچھا گیا آپ نے یہ فتویٰ دیا ہے؟

اب اگر تم میں سے کوئی ہوتا، تو خدا جانے کتنے چکر کاٹتا، او جی تساں تے ساڈے فتوے دا مطلب ہی نہیں سمجھیا۔

یہاں تو سردی کے فتوے اور ہیں اور گرمی کے فتوے اور ہیں۔ جو لوگ حکومت کی گرانٹ کھاتے ہیں ان کے فتوے اور ہیں اور جو گرانٹ نہیں کھاتے ان کے فتوے اور ہیں۔

جن کی افسروں کے ساتھ یاری ہے، ان کے فتوے اور ہیں جن کی دوستی نہیں ہے ان کے فتوے اور ہیں۔

شیخ حسین احمد مدنی رحمہ اللہ سے عدالت میں کھڑے ہوکر پوچھا گیا کہ کیا آپ نے یہ فتویٰ دیا ہے؟

فرمایا میں نے یہ فتویٰ دیا تھا، اب دیتا ہوں اور یہی فتویٰ دیتا رہوں گا۔

مولانا محمد علی جوہر، سب کہہ رحمۃ اللہ علیہ، جھک کر دونوں پیروں پر دونوں ہاتھ رکھ دیے۔

حضرت! تھوڑے سے نرم ہو جائیں۔ تھوڑے سے نرم ہو جاؤ۔ انگریز کا ارادہ بڑا غلط ہے۔ بڑی سخت سزا دے گا۔

فرمایا جو میں نے کہا ہے، میں اس سے کیوں انکار کروں؟

سیشن جج کہنے لگا معلوم ہے اس کی سزا کیا ہے؟

فرمایا سزا دینا تیرا کام ہے، سزا لینا میرا کام ہے۔

اس نے کہا اس کی سزا پھانسی ہے، سزائے موت ہے۔

اللہ والے نے جواب دیا الحمدللہ! میں دیوبند سے کفن لے کر آیا ہوں۔ میں تیار کر کے آیا ہوں۔ میں اپنا کفن ساتھ لایا ہوں۔

مولانا! جس کو حکومت سزائے موت دیتی ہے، پھانسی دیتی ہے، اس کو کفن بھی پاس سے دیا کرتی ہے۔ آپ کفن ساتھ کیوں لائے؟

فرمایا جس گورنمنٹ کی ساری عمر مخالفت کی ہو، اس کا کفن پہن کر قبر میں جاتے ہوئے شرم آتی ہے۔

سلطان عالمگیر رحمہ اللہ کا کفن:

سلطان عالمگیر رحمہ اللہ اتنا بڑا عظیم بادشاہ ہو کر، چٹا گانگ کی پہاڑیوں سے لے کر درہ خیبر تک کا حکمران، درہ خیبر تک کا بادشاہ، نبی پاک ﷺ کی پانچ ہزار احادیث جس کو زبانی یاد تھیں، قرآن کا مفسر تھا، عالم تھا، مفتی تھا۔

لیکن اس نے کپاس خود کاتی، سوت بنوایا، خود ٹوپیاں سی کر چاندنی چوک دہلی میں کھڑے ہو کر فروخت کیں۔ چھ روپے بارہ آنے اکٹھے کر کے تھیلی میں بند کر دیے اوپر لکھ دیا کہ عالمگیر بادشاہ کا کفن ان پیسوں سے خریدا جائے۔

یہ میرے مزدوری کے پیسے ہیں۔

کبھی تم نے سوچا ہے کہ حلال کا کفن پہن کر جانا چاہیے۔ جیسی کمائی کرتے ہو، ایسا ہی کفن پڑے گا۔ اتنے حاجی نمازی بیٹھے ہو، بتاؤ کس کس نے اپنے گھر سنبھال کر کفن رکھا ہوا ہے؟ اگر تم لے بھی آؤ گے نا! آج کل ماڈرن زمانہ ہے، گھر والے جاپانی کپڑے پہنتے ہیں۔ اگر ساتھ لٹھا لے کر آؤ گے تو گھر والے پوچھیں گے یہ کیا ہے لٹھا کس واسطے لائے ہو؟ میں اپنا کفن ساتھ لایا ہوں، دور رکھو اس کو!

موت کا خوف:

ہماری ایک مسجد ہے بہاول پور روڈ پر ملتان میں، وہ بالکل سڑک کے اوپر ہے۔ میں وہاں بیٹھا ظہر کے بعد پان چبا رہا تھا۔ ایک سکوٹر والا آیا، یوں چکر کاٹ کر واپس چل دیا۔ میں نے کہا کیا بات ہے، نماز نہیں پڑھنی؟

کہنے لگا آگے جا کر پڑھ لوں گا۔

میں نے پوچھا کیوں؟ ایتھے پھانسی لگدی اے؟

کہنے لگا پھانسی وچ کیہ شک اے، توں تے سامنے جنازے دا منجہ رکھیا اے۔ میری تے ایسی تیسی ہوگئی اے ایہنوں ویکھ کے، میرا دم نکل رہیا اے۔

میں نے کہا توں اوہدے پچھے ویکھ، اک پھٹیا وی پیا اے۔

کون حلال کا کفن تیار کرے۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے ہاتھ میں نیا کپڑا دیکھ لیا۔ فرمایا لخت جگر یہ تمہارے ہاتھ میں کیا ہے؟

کہا ابا جان! احتیاطاً میں نے کفن منگوا لیا ہے۔ نا معلوم کس وقت ضرورت پڑ جائے گی۔

فرمایا بیٹی! ہرگز نیا کفن مجھے نہ پہنانا۔ مجھے نئے کپڑوں کی ضرورت نہیں۔ مجھے نئے کفن کی کوئی حاجت نہیں۔

ابا جان! اب تو منگوا لیا ہے۔ اب تو اجازت دے دو۔

فرمایا بیٹی عائشہ (رضی اللہ عنہا)! مدینے کی کسی بیوہ کو یہ نیا کپڑا دے دینا۔ وہ سر پر ڈال کر پردہ کرلے گی۔

جب نہ مانی سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا تو صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے فرمایا سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا کو بلاؤ۔ حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا تشریف لے آئیں۔ دونوں کا بٹھا کر فرمانے لگے قسم کھا کر بتاؤ جس حال میں، جس لباس میں، جن کپڑوں میں، امام الانبیاء ﷺ کی وفات ہوئی، وہ کیسے تھے؟

دونوں ہماری ماؤں کی چیخ نکل گئی۔

سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں، امام الانبیا ﷺ شہنشاہ کائنات کا جن کپڑوں میں وصال ہوا، ان کپڑوں پر چودہ پیوند لگے ہوئے تھے۔

صدیق اکبر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ انہی کپڑوں میں مجھے دفن کر دینا۔ میں اپنے یار کے سامنے شرمندہ نہ ہوں۔

وہاں نئے کپڑوں کی پوچھ نہیں، وہاں تو اعمال کی پوچھ ہے۔

شیخ حسین احمد مدنی رحمہ اللہ نے فرمایا میں اپنا کفن ساتھ لے کر آیا ہوں۔ کیوں؟ اس لیے فرمایا:

ہری ہے شاخ تمنا ابھی جلی تو نہیں
جگر کی آگ دبی تو ہے بجھی تو نہیں
جفا کی تیغ سے گردن وفا شعاروں کی
کٹی ہے برسر میداں مگر جھکی تو نہیں

جتنے علما کرام ہیں، ایک ایک کو پڑھ کر دیکھو، علمائے دیوبند نے حضور ﷺ کی غلامی کا حق ادا کیا ہے۔

دو عاشق رسول ﷺ:

شاملی کا میدان ہے۔ مولانا محمد قاسم نانوتوی رحمہ اللہ انگریز کے مقابلہ میں کھڑے ہیں۔

اللہ والوں نے مقابلہ انگریز کا کیا، درد دوسروں کو ہو رہا ہے۔ تماشا دیکھو!

ایک انگریز نے دیوبندیوں کے سردار کے ماتھے پر گولی ماردی۔

ہاں ہاں! ہم ان بزرگوں کے غلام ہیں، جو صرف مصلے پر نہیں، جو صرف درس وتدریس میں نہیں، جو صرف شیخ الحدیث نہیں، وہ رات کو عابد اور زاہد تھے۔ رات کو مصلے کا سوار تھا، دن کو میدان جہاد کا سوار تھا۔

حضرت نانوتوی رحمہ اللہ کے ماتھے میں انگریز نے گولی ماردی، لہو کی دھار دور جا کر پڑی، چکر کھا کر مولانا نانوتوی رحمہ اللہ بیٹھ گئے۔

مولانا گنگوہی رحمہ اللہ نے دور سے دیکھا کہ بیٹھ گئے۔ دوڑ کر آئے پوچھا مولانا! کیا ہوا؟

فرمایا گولی لگ گئی۔ لہو بہہ گیا۔ نظر جواب دے گئی ہے۔ نظر ہی کوئی چیز نہیں آتی ہے۔

گنگوہی رحمہ اللہ! تجھے کملی والے سے کتنا پیار ہے، تجھے شہنشاہ کائنات سے کتنی عقیدت ہے

، کتنی محبت ہے، سمجھ رہے ہو؟

یہ نہیں فرمایا کہ ڈاکٹر بیٹھا ہے، گھر پہنچاؤ۔ بل کہ مولانا گنگوہی رحمہ اللہ آگے بڑھتے ہیں اور تین مرتبہ درود پاک پڑھ کر مولانا نانوتوی رحمہ اللہ کے ماتھے پر پھونک مار کر کہا کہاں ہے؟ کہاں ہے، کیا ہوا؟

مولانا محمد قاسم نانوتوی رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ میرے ماتھے میں گولی کا پھٹ تو کیا خراش بھی باقی نہ رہا۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سچے عاشق:

مرزا مظہر جانِ جاناں شہید رحمہ اللہ کے سینے میں گولی لگ گئی۔ دو دن گزر گئے۔ جامع مسجد دہلی کی سیڑھیوں پر پڑے ہیں۔ مریدوں نے پوچھا حضرت جی! آگے ہر سانس میں درود شریف پڑھا کرتے تھے۔ پرسوں سے تو آپ نے درود ہی نہیں پڑھا۔

فرمایا کملیو! کیسے پڑھوں، گندھک اور بارود کی بنی ہوئی بدبودار گولی سینے میں ہے، آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے درود پڑھتے ہوئے شرم آتی ہے۔

مولانا گنگوہی رحمہ اللہ نے دیکھا کہ حافظ ضامن شہید رحمہ اللہ شاملی کے میدان میں تڑپ رہے ہیں۔ گنگوہی رحمہ اللہ دوڑ کر آئے، کیا ہوا؟ فرمایا ہونا کیا، میں اپنی منشاء میں کامیاب ہوگیا ہوں۔ بس تھوڑی سی تمنا باقی ہے۔ فرمایا کیا؟ فرمایا میرا جی چاہتا ہے گود تیری ہو، سر میرا ہو۔ خدا کا قرآن ہو اور زبان تیری ہو، سنتا ہی چلا جاؤں۔ انہوں نے سورۃ یٰسین پڑھنا شروع کی، ادھر حافظ صاحب کہتے ہیں:

فنا فی اللہ کی تہہ میں بقا کا راز مضمر ہے
جسے مرنا نہیں آتا اسے جینا نہیں آتا

جسے اللہ کے نام پہ، اس کے قرآن پہ، اس کی توحید پہ، نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ختم نبوت پہ، صحابہ رضی اللہ عنہم کی ناموس پر مرنا ہی نہیں آتا، اسے زندگی کے مزے کا کیا پتہ؟

اک دو نہیں، کالے پانی میں سینکڑوں نہیں، ہزاروں قبریں موجود ہیں۔

میں قسم کھا کر کہتا ہوں کہ جتنے اللہ والے علمائے دیوبند تھے، ایک بھی چوری کی وجہ سے وہاں نہیں گیا۔ ایک بھی قتل کر کے وہاں نہیں پہنچا۔ ڈاکہ مار کر وہاں نہیں گیا۔

حضرت جعفر تھانیسری رحمہ اللہ کا استقلال:

مولانا جعفر تھانیسری رحمہ اللہ میری راجپوت برادری کا جوان، حضرت شیخ الہند رحمہ اللہ کے ہتھے چڑھ گیا۔ یہ وہ لوگ جس پر نظر ڈالی، اس کو اپنا بنالیا۔ انگریز کو پتہ چل گیا، زمین قرق کرلی۔

مولانا خود لکھتے ہیں کہ میری بیوی کو گلے سے پکڑ کر انگریز افسروں نے دھڑام سے پھینک دیا۔ بچیوں کو باہر پھینک دیا۔ گرفتار کر کے انبالا جیل میں لائے۔ آگے دو مولوی بیٹھے تھے۔ مولانا یحییٰ پٹنہ والے، مولانا حماد اللہ صورت والے، یہ بڑے بڑے شہر گجرات کے علاقے کے ہیں۔

تینوں کو اکٹھا کر کے بیس بیس سیر لوہے کے کڑے پہنا کر پیروں میں ڈال کر لاہور کی طرف پیدل چلایا۔

مولانا جعفر تھانیسری رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ راستے میں چلتے چلتے، گھوڑوں کو مارنے والے چابک، کوڑے ہمیں مارتے تھے۔ جہاں نمازوں کا وقت آتا تھا ہم سجدے میں پڑ جاتے تھے۔ چار چار انگریز پوری طاقت سے ہماری کمر پر کوڑے برساتے تھے۔

کسی نے پوچھا مولانا! اتنے کوڑے لگتے تھے تکلیف نہیں ہوتی تھی؟

فرمایا: سُبْحَانَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی میں اتنا لطف آتا تھا، اتنا مزہ آتا تھا کہ ہمیں کسی کوڑے کا پتہ ہی نہیں چلتا تھا۔

کیوں فرمایا اس لیے کہ:

الفت میں برابر ہے وفا ہو کہ جفا ہو
ہر چیز میں لذت ہے اگر دل میں مزہ ہو

فرماتے ہیں کہ ہمیں مارتے مارتے لاہور لے آئے۔ تینوں مولوی ہم ایک ہی جگہ بیٹھے تھے۔ چپڑاسی پروانہ لے کر آیا۔ پرسوں تمہیں پھانسی ہوگی۔

ابھی وہ پروانہ لانے والا وہیں کھڑا تھا۔ یہ تینوں مولوی اُچھلنے لگے، کودنے لگے، مبارک ہو، مبارک ہو۔

وہ چپڑاسی بڑا حیران تھا، کہنے لگا مولویو! موت کا پیغام ہے، شادی کا کارڈ نہیں ہے، کہنے لگے کہ ہم اسی کے تو انتظار میں بیٹھے ہیں۔ اسی کے لیے تو ساری دوڑ دھوپ ہو رہی ہے۔

"وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ يُّقْتَلُ فِىْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتٌ ؕ" (البقرۃ:۱۵۴)

اللہ کہتا ہے جو میرے نام پہ مرے گا، جو میرے دروازے پہ مرے گا، میں اس کو اتنا بلند کردوں گا، قیامت تو آسکتی ہے، میں اس کو مردہ نہیں کہنے دوں گا۔

چپڑاسی انگریزوں کے پاس گیا، کہنے لگا صاحب بہادرو! توپ والو! تم نے پھانسی کا پیغام دیا۔ مولوی تو بڑے خوش ہو رہے ہیں۔ ناچ رہے ہیں۔ کود رہے ہیں۔ مبارک، مبارک، مبارک کہہ رہے ہیں۔ تم نے تو ان کو تباہ کرنے کا منصوبہ بنایا تھا، وہ تو بڑے خوش ہو رہے ہیں۔

انگریز افسر کہنے لگا مولوی خوش ہو رہے ہیں؟ جی ہاں!

کہنے لگا ہم نے مولویوں کو خوش نہیں ہونے دینا۔ ہم نے پھانسی کینسل کر دی ہے۔

جاہل ملاں:

ہوٹلوں میں، بیٹھکاں وچ، دکاناں تے اِکو ای حساب اے اے لوکاں دا۔ جی مولوی لے کر بیٹھ گئے ہیں، مولویاں نے بیڑا روڑھ دتا، جہڑا تیرا پیو تارن والا اے، اوہنوں لے آ۔

مولویوں کا کہنا ماننا نہیں۔ اور سارا الزام مولویوں پر، مولویوں پر بڑا احسان کیا ہوا ہے۔

جس کا باپ مر جائے، مرنے والے کے کپڑے بیٹا نہیں پہنتا۔ پوتا نہیں پہنتا۔ بھتیجا پہننے کو تیار نہیں۔ ماں کے کپڑے بیٹی نہیں پہنتی۔ دادی کے کپڑے پوتی نہیں پہنتی۔ مرنے والی ساس کے کپڑے بہو نہیں پہنتی۔ اکٹھے کر کے رکھ لیتے ہیں

ہسپتال کے پہنے ہوئے کپڑے، بستر، دوائیوں سے بھرا ہوا کھیس، لوٹا، قولی، دوائی والی چمچی، جتنا ہسپتال کا استعمال کردہ سامان ہے، اس کی بڑی سی پنڈ بنا کر علیحدہ رکھ لیتے ہیں۔

جو برادری میں پرانی عورت ہوتی ہے، وہ مولوی صاحب کو اشارہ کر کے بلاتی ہے، میاں صاحب! آیا جے۔

وہ بڑا خوش ہوتا ہے۔ کہتی ہے دَین نوں تے ہوروی تھاں بڑے نیں، پر میں آکھیا میاں صاحب نوں دینے آں، وہ بڑی پَنڈ ہوتی ہے، فوم دا گدا، فوم دا تکیہ، پرانے جوتے، اتنی بڑی پَنڈ ہوندی اے، مولوی دے سر تے رکھ دیندے نیں، اس وقت مولوی دی ٹور ویکھن والی ہوندی اے۔

فوج صبح کے وقت پریڈ کرتی ہے

پولیس صبح کے وقت پریڈ کرتی ہے

ملاں مُردے دے کپڑے چک کے پریڈ کرداا ے۔ دوڑا ہوا جاتا ہے، کنڈی کھٹکھٹاتا ہے۔مولانا آندی اے،کون ایں؟

چھیتی دروازہ کھول، پنڈ بڑی بھاری اے۔

جب وہ اندر لے کر جاتا ہے،ملوانی کہتی ہے اسٹیشن تونہیں اٹھالایا۔۔اڈے سے تونہیں اُٹھا لایا۔پیچھے پولیس نہ آجائے۔

کہتا ہے پولیس نہیں آئے گی۔توں ایتھے بیٹھ کے دعا منگی رکھیں کہ چوہدری روز کوئی مردار ہووے۔

وہ بڑی خوش ہوتی ہے کہ پَنڈ آئی۔مولوی جلدی سے واپس چلا جاتا ہے کہ کوئی ہور مال کوئی ہور نہ لے جاوے۔لوٹا رہ گیا ہووے۔

ملوانی جب پَنڈ کھولتی ہے نا! اندر سے پرانے جوتے نکلتے ہیں۔کہتی ہے یا اللہ! ایہنا دونا جوتیاں دا ثواب چوہدری دے سرتے پہنچے۔

اندازہ لگاؤ جن کپڑوں میں موت آئی،جس بستر پہ موت آئی وہ بستر منحوس،جس چارپائی پہ موت آئی وہ چارپائی منحوس۔

جس جگہ غسل دیا گیا،وہاں چالیس دن دیوا جلاتے ہو کہ کوئی بلا نہ کھڑی ہو۔جس باپ نے ساری زندگی پالا،سنبھالا،تجھے سر پہ اُٹھایا،پڑھا پڑھا کے بابو بنایا۔

آج اس مرنے والے باپ کے کپڑوں سے تجھے نفرت ہے۔سب کا یہی حال بنے گا۔کوئی تبرکاً کسی کا کپڑا نہیں رکھتا۔کوئی تبرکاً کسی کے استعمال کی چیز نہیں رکھتے۔

مولویو! مخالفت میں،میں تم سے نہیں کہتا۔ان لوگوں کو تم سے پیار نہیں،یہ دشمنی میں تمہیں کپڑے دیتے ہیں۔ان کا یہ عقیدہ ہے کہ مُردے دے کپڑے جہڑا پائے گا،پھٹکا نہیں کھائے گا۔

ایہہ سانوں مارن واسطے کپڑے دیندے نیں،پراسیں ایہناں کولوں مردے نہیں۔

یہ کپڑا تو دے دیا۔بستر اتو دے دیا۔تولی تو دے دی۔دوائی والی چمچی دے دی۔گلاس دتا، لوٹا دتا،سرہانہ دتا۔یہ کمرہ منحوس نہیں ہوا جس میں چوہدری مرا ہے؟ یہ کمرہ بھی ہمیں دے دو۔ہم تمہیں کرایہ پر دیا کریں گے۔

جہڑی دکان،جہڑا مکان مرن والے دے نام اے،اوہ منحوس نہیں ہویا؟

مولانا جعفر تھانیسری رحمہ اللہ کہتے ہیں:

"وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ يُّقْتَلُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتٌ ؕ بَلْ اَحْيَآءٌ وَّلٰكِنْ لَّا

تَشۡعُرُوۡنَ" (البقرہ)

مولانا جعفر تھانیسری رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میں نے یہ سوچ کر کہ کل پھانسی ہونی ہے، رات کو گھاس کے تنکے چبا کر روزہ رکھ لیا۔ اپنے رب کے دربار میں میں روزہ دار ہو کر جاؤں۔ پھانسی کینسل ہو جانے کی ہمیں کوئی خبر نہ تھی۔ سارا دن ہمیں مارا، پٹائی کی۔ بے ہوشی میں روزہ کٹ گیا۔ اگلی رات کو ہوش میں آیا۔ میں نے درخت کا پتہ توڑ کر منہ میں چبا کر روزہ افطار کر لیا۔

مولانا جعفر تھانیسری رحمہ اللہ کو زیارت رسول ﷺ:

مولانا جعفر تھانیسری رحمہ اللہ لکھتے ہیں کہ پھر مجھے ایک پنجرے میں بند کر دیا گیا۔ نوک دار تار لگائے گئے۔ نہ میں سیدھا ہو سکتا تھا۔ نہ میں بیٹھ سکتا تھا۔ نہ میں کھڑا ہو سکتا تھا۔ میرا یقین ہو گیا کہ میرا آخری وقت ہے۔ میں نے ہر سانس میں امام الانبیا محبوب کبریا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی ذات اقدس پر درود پاک پڑھنا شروع کر دیا۔ درود پاک پڑھتے پڑھتے میری موت آئے گی۔ ہر سانس میں درود پاک پڑھتا رہا۔ اچانک مجھے غش آیا، چکر آیا، میں نوک دار تاروں پہ گرا، ادھر مجھے کملی والے کا دیدار مل گیا۔

مجھے حضور اکرم ﷺ کی زیارت ہوگئی۔ فرماتے ہیں کہ زندگی بھر تمنا رہی کہ اے کاش! وہ پنجرہ پھر آئے، پھر نوک دار تار آئیں، میں پھر درود پاک پڑھوں، پھر محبوب کا دیدار کروں۔

اس لیے فرماتے ہیں:

گل میں چونچ بلبل ہے پھرتی لیے
ہے کہاں تربت کی ناز شہید ہے ڈھونڈتی

مولانا جعفر تھانیسری رحمہ اللہ کی سنت سے محبت:

مولانا جعفر تھانیسری رحمہ اللہ کو گھر والی نے کئی سال کے بعد خط لکھا۔ بچیاں بڑی ہوگئی ہیں۔ پلے کچھ نہیں ہے۔ کیا کروں؟ وہ خط چھپا ہوا ہے۔

کالے پانی سے مولانا نے بیوی کو جواب لکھا کہ کسی اللہ والے سے پتہ کرو۔ کسی نیک نوجوان کا انتخاب کرو۔ اور یہ کہہ کر نکاح دے دو، زندہ باپ کی یتیم بیٹی ہے۔

تم ساری دنیا تلاش کرتے مرجاؤ۔ مولانا جعفر تھانیسری رحمہ اللہ نے کالے پانی میں بیٹھ کر بیوی کو مشورہ دیا کہ بچی کے لیے دین دار تلاش کرنا۔

کون ان چیزوں کی انتہا کر سکتا ہے اور کہاں تک آدمی بیان کر سکتا ہے۔

میں تو ویسے کافی دنوں سے بیمار ہوں۔ اللہ پاک مجھے اور آپ کو عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ نَحْمَدُهٗ وَنَسْتَعِيْنُهٗ وَنَسْتَغْفِرُهٗ وَنُؤْمِنُ بِهٖ وَنَتَوَكَّلُ عَلَيْهِ وَنَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّاٰتِ اَعْمَالِنَا مَنْ يَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهٗ وَمَنْ يُّضْلِلْهُ فَلَا هَادِيَ لَهٗ وَنَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَلَا نَظِيْرَ لَهٗ وَلَا مِثْلَ لَهٗ وَلَا مُعِيْنَ لَهٗ وَلَا وَزِيْرَ لَهٗ وَلَا مُشِيْرَ لَهٗ وَنَشْهَدُ اَنَّ سَيِّدَنَا وَسَنَدَنَا وَنَبِيَّنَا وَشَفِيْعَنَا وَهَادِيْنَا وَمُرْشِدَنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ اَرْسَلَهٗ بِالْحَقِّ بَشِيْرًا وَّنَذِيْرًا، وَاَصْحَابِهٖ وَاَزْوَاجِهٖ وَبَارِكْ وَسَلِّمْ تَسْلِيْمًا كَثِيْرًا كَثِيْرًا ○

اَمَّا بَعْدُ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ○ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○ "وَسَيُجَنَّبُهَا الْاَتْقَى ﴿۱۷﴾ الَّذِيْ يُؤْتِيْ مَالَهٗ يَتَزَكّٰى ﴿۱۸﴾ وَمَا لِاَحَدٍ عِنْدَهٗ مِنْ نِّعْمَةٍ تُجْزٰٓى ﴿۱۹﴾ اِلَّا ابْتِغَآءَ وَجْهِ رَبِّهِ الْاَعْلٰى ﴿۲۰﴾ وَلَسَوْفَ يَرْضٰى ﴿۲۱﴾" (اللیل)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ، اِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰهِ وَالْفَتْحُ ﴿۱﴾ وَرَاَيْتَ النَّاسَ يَدْخُلُوْنَ فِيْ دِيْنِ اللّٰهِ اَفْوَاجًا ﴿۲﴾ فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ وَاسْتَغْفِرْهُ ؕ اِنَّهٗ كَانَ تَوَّابًا ﴿۳﴾" (النصر)

صَدَقَ اللّٰهُ مَوْلَانَا الْعَلِيُّ الْعَظِيْمُ ○ وَبَلَّغَنَا رَسُوْلُهُ النَّبِيُّ الْكَرِيْمُ وَنَحْنُ عَلٰى ذٰلِكَ لَمِنَ الشّٰهِدِيْنَ وَالشّٰكِرِيْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ○

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰٓى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰٓى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰٓى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ ○ اَللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰٓى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰٓى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰٓى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ ○

جناب صدر محترم! معزز سامعین! وقت کافی بیت چکا ہے۔ اکابر علما کرام تشریف لائے اور

نہایت ہی تفصیل کے ساتھ خلفائے راشدین کے مسئلے پر آپ حضرات کے سامنے تقریر فرمائی۔
میں نے دن میں جب سنا تھا کہ علامہ صاحب تشریف لائیں گے تو میں بڑا خوش تھا کہ ہمیشہ دستور یہ ہے کہ چھوٹے مولوی کو پہلے لاؤ اور بڑے کو بعد میں۔ لیکن آج یہاں اس کا الٹ دیکھا ہمیشہ لوگ اچھی چیز کو پہلے سامنے رکھتے ہیں ذرا گھٹیا کو بعد میں رکھتے ہیں۔ کھانا کھاتے وقت بتاؤ کہ حضرت یہ چٹنی بھی رکھی ہے، بس اشارہ کر دیا کہ ہاں ہاں مجھے معلوم ہے۔ کاروبار لوگ کرتے ہیں سارا دن، ساری رات بیت جائے، صبح کی نماز بھی نہ پڑھی جائے، تو جلسے کا کیا مطلب۔ یہ کوئی فرائض میں سے نہیں واجبات میں سے نہیں، بہر حال منتظمین کو شوق ہوتا ہے کہ ہم ایسا جلسہ کر کے دکھائیں ایسا کوئی اور کر نہ سکے، اصل بات یہ ہوتی ہے۔ شادیوں میں بھی لوگ یہی سوچتے ہیں کہ ایسی کر کے دکھاؤں کہ کوئی اور لاہور میں کر ہی نہ سکے۔

لطیفہ:

ایک دوست ملا کہنے لگا کہ پہلے لوگ بیٹھ کر کھایا کرتے تھے، اب کھڑے ہو کر کھانے لگ گئے۔ میں اپنی شادی پر لیٹ کر کھلاؤں گا پتہ تو چلے کہ شادی نئی ہوئی ہے۔

حضرت لاہوری رحمہ اللہ اور قرآن کی برکات:

تو اصل بات پروگرام لمبا ہونے کی یوں ہوئی اور دوسرا یہ مقام اب (اللہ اللہ) کون بولے، کس کی جرأت، کس کی مجال۔ جہاں خطیب عالم شیخ التفسیر مولانا احمد علی لاہوری رحمہ اللہ نے پچاس برس تک قرآن کریم کا درس دیا ہو، لکھا ہے کہ جب حضرت یہاں شروع شروع میں درس دیا کرتے تھے، اس راوی کی طرف سے ایک بزرگ آتے، ننگے پیروں تشریف لاتے، قرآن کریم کے درس میں تشریف فرما رہتے، جیسے ہی درس ختم ہوتا تو وہ تیز قدموں سے بھاگ کر باہر نکل جاتے۔ حضرت نے ایک روز اٹھ کر ہاتھ پکڑ لیا، آپ اتنی جلدی کیوں چلے جاتے ہیں، فرمایا آتا تو اس لیے ہوں کہ تیرے درس میں ملائکہ بھی شامل ہوتے ہیں، آتا اس لیے ہوں کہ فرشتے شامل ہوتے ہیں، میں بھی ان کے ساتھ قرآن کریم کے درس میں شامل ہونا چاہتا ہوں۔ اور دوڑتا اس لیے ہوں احمد علی لاہوری جس وقت آپ قرآن کریم کا درس ختم فرماتے ہیں لاہور شہر پر عذاب سے بادل منڈلانے شروع ہو جاتے ہیں۔ میں ڈرتا ہوں کہیں مجھ پر خدا کا قہر نہ آپڑے۔

حضرت لاہوری رحمہ اللہ کا تقویٰ:

ارے یہ وہ مقام ہے جہاں سے ہزاروں سیراب ہو کر گئے، جہاں سے لاکھوں سیراب ہو کر گئے، جہاں پر لوگ دور دور سے آئے اور یہاں سے کامل بن کر گئے۔ قرآن کریم کے ترجے پڑھے، تفاسیر پڑھیں، اللہ اللہ کرنا سیکھا، آئے تھے تو ننگے تھے جب گئے تو رنگ میں رنگے ہوئے گئے۔ پوری دنیا جانتی ہے کہ لاہور میں بیٹھ کر لاہوری نے کس قدر قرآن کا رنگ تقسیم فرمایا ہے بڑوں بڑوں کو قرآن کے رنگ میں رنگا، حدیث کے رنگ میں رنگا۔ بدمعاشوں سے توبہ کرائی، ظالموں سے توبہ کرائی، ڈاکوؤں کو ولی بنایا، راہزنوں کو محافظ بنایا۔ جو کسی کا کچھ نہ چھوڑتے تھے ان کو پھر ایسا بنایا راہ میں کھڑے ہو کر پانی پلانے کو سعادت سمجھتے ہیں، یہ جگہ وہ ہے جنہوں نے کسی وقت میں بھی برف کی سیل پر لیٹنا پڑا تو لاہوری نے اف نہ کی، جیل میں زندگی گزارنی پڑی تو اف نہ کی۔ اور تقویٰ کا حال یہ کہ حج کے لیے تشریف لے جا رہے ہیں، دریائی جہاز میں سوار ہوئے تو پتہ چلا کہ سارا عملہ بے نماز ہے، آٹھ دن تک مسلسل سمندر میں جہاز چلتا رہا، وعدہ تو وہ بھی کرتے رہے، نماز انہوں نے نہ پڑھی، ٹکڑا لاہوری نے منہ میں نہ ڈال کر دیکھا، آٹھ دن تک مسلسل فاقے میں گزار دیے۔ اور جب جدے پہنچے تو آپ نے روٹی کھائی، تو ڈھائی مہینے بیمار رہے۔ یہ وہ اثر کہ انہوں نے بے نماز کے ہاتھ کا بھی ٹکڑا نہ کھایا، یہ ان کی جگہ ہے۔ ارے آج یہاں میں اور آپ کیا لے کر کے نہ جائیں، اگر دامن پھیلا کر بیٹھے، اللہ تبارک وتعالیٰ نے انہیں لوگوں کو نوازا، انہیں کی وجہ سے قرآن کریم کا علم لوگوں میں پھیلا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی جماعت نے قربانی دی، مسلسل قربانیاں دینے والوں کا سلسلہ چلتا رہا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی جماعت نے اتنی بڑی بڑی قربانیاں دی ہیں کہ آج ان کا تصور بھی نہیں کیا جاسکتا، کس کس مسئلے کی طرف بیان کیا جائے۔ بڑوں نے آپ حضرات کے سامنے سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی سیرت کے بارے میں مضامین بیان فرمائے۔ صرف مختصر سے وقت میں دو تین چیزیں میں عرض کیے دیتا ہوں، تاکہ میرا بھی کل یہ کہنے کے لیے منہ رہ جائے میں بھی تیرے ثناء خواہوں میں تھا۔

خدا کی امانت، نبی ﷺ کی امانتیں:

ہجرت کی رات کو آپ سب حضرات مانتے ہیں؟ (مانتے ہیں) اللہ کے نبی ﷺ نے مکے والوں کی جو امانتیں حضور ﷺ کے پاس رکھی ہوئی تھیں سونا، چاندی، روپیہ، پیسہ وہ کس کے سپرد

کیا تھا؟ (حضرت علی رضی اللہ عنہ کے) کہ مکے والوں کی یہ ساری امانتیں ان کے سپرد کرکے آنا، انہیں سونپ کر آنا۔ امام الانبیا محبوب کبریا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ نے سونے چاندی روپیہ پیسہ کی امانت حضرت علی رضی اللہ عنہ کے سپرد کردی۔ اللہ تبارک وتعالیٰ نے ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی جھولی میں اپنی امانت ڈال دی۔ اب تم خود اندازہ لگاؤ کہ سونے چاندی کی حقیقت زیادہ ہے یا کالی کملی والے کی حقیقت زیادہ ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے سپرد ہوئیں حضور ﷺ نے درہم ودینار سپرد فرمائے، روپیہ پیسہ سپرد کیا، پیسہ ٹکا سپرد کیا، خدا نے مصطفیٰ ﷺ ابو بکر رضی اللہ عنہ کی جھولی میں سپرد کیا۔

نبوت صداقت کے دروازے پر:

حدیث پاک میں آتا ہے : حضور ﷺ جب حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے دروازے پر پہنچے تو عرض کیا کہ میں آجاتا، رات کے وقت آپ نے کیوں تکلیف فرمائی۔ فرمایا میں خود نہیں آیا، بھیجا گیا ہوں، میں خود کیوں آتا میرے اللہ نے مجھے بھیجا ہے۔ اور جہاں خدا بھیجے، ارے ایک اور کمال کی بات، کبھی آپ نے سوچا لاہور والو! تم نے، آج ہم مکے والوں کے عقیدے کی بھی تردید کرتے ہیں۔ جب حضور ﷺ اپنے حجرے میں نہ ملے، تو یہ مکے کی ساری انٹیلی جنس، اور یہ مکے کے سارے سردار اور چوہدری نہ بلال کے مکان پر گئے، نہ عثمان کے مکان پر گئے، نہ عمر کے مکان پر گئے، نہ اور کسی صحابی کے مکان پر گئے۔ یہ سارے اکٹھے ہو کر صدیق کے دروازے پر گئے۔ مکے کے سارے کافروں کا یہ عقیدہ ہے کہ نبی اور صدیق میں جدائی ہو ہی نہیں سکتی، سیدھے ابو بکر کے دروازے پر آئے ہیں، انہوں نے کہا کہ اگر اپنے یہاں نہیں تو وہاں ملیں اور ان دونوں میں جدائی ناممکن ہے۔ اگر غلط کہتا ہوں تو آج بھی مدینے میں جا کر دیکھ لو، جدائی ناممکن۔

نبوت صداقت کے شانے پر:

حضرت نے ارشاد فرمایا چلو چلتے ہیں ابو بکر رضی اللہ عنہ، امام الانبیا محبوب کبریا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی ذات گرامی بیت اللہ میں بتوں کی تصویر مٹانے کے لیے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو فرمائیں میرے کندھوں پر کھڑا ہو کر ان تصویروں کو مٹادے، یا رسول اللہ آپ میرے کندھوں پر کھڑے ہو کر مٹادیں، فرمایا علی رضی اللہ عنہ تم بار نبوت نہیں اٹھا سکو گے۔ وہ تو اٹھا نہ

سکے، اور یہ مہینہ کون سا ہے چاند کے حساب سے؟ (رجب) رجب کا مہینہ ہے اور معراج اسی مہینے میں ہوا ہے، اللہ تبارک وتعالیٰ نے آسمانوں کی سیر کا پروگرام بنایا، انتظام فرمایا، جبرائیل کو اللہ نے فرمایا جا میرے کالی کملی والے کو لے آ۔ قرآن کہتا ہے: اُولِیۡۤ اَجۡنِحَۃٍ مَّثۡنٰی وَ ثُلٰثَ وَرُبٰعَ ؕ۔ جبرائیل امین کے چھ سو پر ہیں، اللہ میاں نے فرمایا جا میرے محبوب کو مکے سے بیت المقدس تک لانا، میں نے انبیا کو آپ کے استقبال کے لیے اکٹھا کر دیا۔ الٰہ العالمین میں کیسے لاسکتا ہوں، او جبرائیل تیرے چھ سو پر ہیں کسی ایک پَر پر محبوب دو عالم ﷺ کو بٹھا کر لے آ۔ جبرائیل کہتا ہے میری مجال نہیں بار نبوت کو میرے پَر اُٹھا سکیں، میں نہیں لاسکتا۔ تو آن کی آن میں آسمان سے زمین پر اور زمین سے آسمانوں پر جاسکتا ہے، جبرائیل صاف طور پر کہتا ہے میرے پروردگار مجھے جنت کی سواری ایک براق مہیا کر و جس پر سوار کر کے میں کالی کملی والے کو لے آؤں۔ بیت اللہ کے اندر سے تصاویر مٹائی جائیں تو حضرت علی کندھوں پر کھڑا کر کے مٹائے۔ اور جبرائیل حضور ﷺ کو معراج کی رات لے کر چلے تو براق پر سوار کر کے لے کے چلتا ہے، میرے بس کا روگ نہیں، میں جبرائیل ہو کر نہیں اٹھا سکتا، ابوبکر تیرے کمال کا کیا کہنا تو مکے سے اٹھائے غار ثور میں پہنچا دے۔ تم تو جبرائیل امین سے بھی بڑھ گئے، وہ براق لے کر آیا تم نے اونٹنی تیار نہ کی۔ حضور ﷺ نے فرمایا ابوبکر میں نے تم سے سواری کے لیے کہا تھا عرض کیا میں خود سواری ہوں، اس کے مرتبے کو کون گھٹا سکتا ہے، اور کیسے گھٹائے گا۔

فدا کاران:

سارے مکے والے اکٹھے ہو کر آئے، دروازے پر دستک دی سیدہ اسماء باہر آئیں، ابوبکر کی چھوٹی سی معصوم بچی ہے، تھے بڑے سیاسی مکے والے، یہ نہیں پوچھا کہ تمہارا نبی کہاں ہے، کہنے لگے: اَیْنَ اَبُوْكَ تیرا ابا کہاں ہے؟ وہ بھی تو قریش کی بیٹی تھی جان گئی، کہنے لگی کیوں؟ کیا بات ہے؟ میرے ابا کی دعوت کرنے آئے ہو؟ کیا کام ہے میرے ابا سے تمہیں؟ انہوں نے کہا نہیں نہیں پتہ بتا کدھر گئے؟ کیا بات ہے میرے ابا سے تمہیں کیا کام پڑ گیا ہم جانتے ہیں جہاں تیرا ابا گیا امام الانبیا وہیں ملیں گے، اصل تلاش ہمیں ان کی ہے۔ کہنے لگی جا جاتم میرے ابا کا اور میرے آقا کا پتہ نہیں پوچھ سکتے، تمہاری مجال نہیں ابوبکر کی بیٹی سے تم پتہ معلوم کرلو۔ یہ تمہیں مارے گا، مار مار کر تم سے پوچھ کر چھوڑے گا، مکے کا سردار ہے۔ کہنے لگی ارے تم تھوڑے آدمی

ہو، سارے مکے کو اکٹھا کر کے لے آؤ اور ابو بکر کی بیٹی سے کالی کملی والے کا پتہ پوچھ کر دکھاؤ تمہیں پتہ چلے گا۔ اور صرف کہنا سننا نہیں ہوا بل کہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی بیٹی کے سر سے بال پکڑ کر گھما کر پتھر میں دے مارا، نوک دار پتھر حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کی پیشانی میں لگا خون کی دھار دور جا کر پڑی، جدھر پتھر لگا۔ ادھر اسماء کہتی ہے اے مکے والو! میری جان کا قیمہ تو بنا سکتے ہو، لیکن آقا دو عالم ﷺ کا پتہ نہیں پوچھ سکتے، کون ہو تم پوچھنے والے، نہیں بتایا مار کھالی۔ کھانے پہنچانے کے لیے غار ثور میں گئی، سرکار مدینہ ﷺ کی نظر پڑی، اسماء تیرا چہرہ زخمی کیوں؟ یہ سارے منہ پر سوجن کیوں؟ یہ ورم کیسا؟ عرض کیا حضرت کچھ نہیں، فرمایا کچھ تو بنا ہے۔ رو کر کہنے لگی: میرے آقا آپ کا پتہ پوچھنے کے لیے مجھے ظالموں نے طمانچے مارے، جس گھرانے نے سرکار مدینہ کے لیے پتھر کھائے ہوں، تھپڑ کھائے ہوں، اور غار تک جو ابو بکر کندھے پر اٹھا کر لے گیا ہو، آج اس کے بارے میں لوگوں کو بات کرتے ہوئے شرم آنی چاہیے۔

نبوت وصداقت غار میں:

غار کے اندر لے گئے، پہلے خود گئے۔ سوراخوں میں کپڑے ڈال دیے۔ ایک سوراخ کے لیے جب کچھ نہ بچا تو پاؤں رکھ دیا، یہ نہیں کہ اتفاقیہ ابو بکر کو سانپ کاٹ گیا، بل کہ پیش کیا ہے اپنا قدم، میرے آقا تک نہ آ، میرے پاؤں میں ڈنگ مارنا ہے تو مار لے۔

قیمتی آنسو:

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ لکھتے ہیں کہ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے آنسو نکل کر رخ مصطفیٰ ﷺ پر پڑے۔ اور قرآن کہتا ہے:

وَالَّذِيْنَ يَبِيْتُوْنَ لِرَبِّهِمْ سُجَّدًا وَّقِيَامًا ﴿۶۴﴾ (الفرقان)

جن کی راتیں سجدوں میں بیت جاتی ہیں، عابد وزاہد کے آنسو زمین پر پڑیں گے، معصوم بچہ ماں کی گود میں روئے گا، آنسو کتاب پر پڑیں گے، ابو بکر تم روئے تیرے آنسوؤں کو کتنی عظمت ہے، تو روئے تیرے آنسو رخ مصطفیٰ پر پڑے، تیرے آنسوؤں کو بھی کتنی عظمت ہے کہاں پڑے۔ اور پھر آگے امام الانبیا محبوب کبریا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ نے یہ نہیں فرمایا کہ ابو بکر کیوں روئے؟ بل کہ فرمایا ابو بکر تجھے کس چیز نے رلایا۔ جانتے تھے کہ ابو بکر خواہ مخواہ رونے والا ہے ہی نہیں، اس کو کسی نے دکھ دیا ہے۔ عرض کیا میرے آقا میرے پاؤں کے نیچے سانپ ڈنگ

مار رہا ہے برابر، فرمایا ابوبکرؓ غم نہ کر، پریشان نہ ہو، تیری جھولی میں دو جہاں کا تریاق موجود ہے۔ اگر میرے منہ کا پانی کھارے پانی کے کنوئیں میں ڈالنے سے میٹھا ہو سکتا ہے، امیر المومنین علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی آنکھیں درست ہو سکتی ہیں، اگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے بچوں کے منہ میں ڈال دیا گیا، چھ چھ مہینے نبوت کی خوشبو آسکتی ہے۔اے میرے صدیق تیرے پیر میں ایک آن کے آنے سے پہلے پہلے خیر آپ جائے۔اور آیہ بھی مقابلہ کر کے دیکھیں ادھر لعاب دھن حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی آنکھ کو لگا، ادھر لعاب دہن ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پیر کے تلووں کو لگ رہا ہے، پیر کے تلووں کو فوراً خیر ہو گئی، تندرستی آ گئی۔

رفیق غار و مزار:

اور اس کے بعد سرکار مدینہ ﷺ نے حال کے ذریعے سے بتا دیا۔اے ابوبکر رضی اللہ عنہ معاملہ ہے غار کا، قیام ہے تین دن کا، دشمن میرے پہرے داری تیری۔کل معاملہ آئے گا مزار کا، ابوبکر دشمن تیرے ہوں گے پہرے داری قیامت تک میں محمد رسول اللہ کروں گا، مذاق ہے مقام صدیق۔سارے وعظ ونصیحت کو چھوڑو، مدینے میں جا کر گنبد خضری کے سائیں سے، مکین سے خود نہیں پوچھتے یہ دائیں بائیں کن کو سلایا ہوا ہے۔

مجسمہ صدق ووفا:

ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کردار کے مالک ہیں، اخلاق وکردار کے مالک ہیں۔آسمان کے نیچے زمین کے اوپر سب سے پہلا کلمہ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے پڑھا۔ارے یہ تو ایسا کمال کا آدمی تھا۔حضور ﷺ فرماتے ہیں جس کے سامنے میں نے دین اسلام پیش کیا، کسی نے معجزہ طلب کیا کسی نے کچھ نہ کچھ جھجک محسوس کی۔ابوبکر ایسی ذات ہے جس نے اسلام قبول کرنے میں ایک سیکنڈ بھی جھجک محسوس نہ کی۔اور پھر (اللہ اکبر)

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی کمائی:

تم میدان حشر میں جاؤ گے اللہ کی عدالت میں پیش ہو گے، اللہ پوچھے گا لاؤ اپنی دنیا کی کمائی۔کوئی دکان داری لے کر کھڑا ہو گا، کوئی دفتر کی نوکری لے کر کھڑا ہو گا، زمین دار اپنی زمین داری لے کر کھڑا ہو جائے گا، آئے گی باری ابوبکر رضی اللہ عنہ کی، ابوبکر، طلحہ، زبیر، عثمان ذوالنورین، سعد بن ابی وقاص، عبدالرحمٰن ابن عوف بے شمار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو لے کر اللہ

کی عدالت میں پیش کر کے فرمادیں گے، الٰہی یہ میری کمائی ہے جب سے کلمہ پڑھا ہے چین نہ کیا ۔ابوبکر رضی اللہ عنہ روزانہ ایک نہ ایک لا کر حلقہ بگوش اسلام کرتے۔

صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا تھپڑ:

اسی طرح سے یہودیوں میں جا پہنچے اور اسلام کی تبلیغ فرمائی۔ یہودی آگے زبان دراز تھا کہنے لگا ہم اس خدا کو کیوں مانیں جو فقیر ہو، محتاج ہو، زکوٰۃ مانگتا ہے خدا، آج کل بھی بگڑے ہوئے لوگ استاد ہوتے ہیں۔ ہمارے ہاں ملتان میں ایک کارخانے دار نے مجھے آ کر بتایا کہ میرے کارخانے میں دو مرتبہ آگ لگ چکی ہے نقصان ہوتا ہے۔ میں نے کہا کہ کچھ اللہ کے نام پر خیرات کر دے، جلدی سے کہنے لگا اچھا اللہ میاں بھی رشوت لیتا ہے، اللہ میاں بھی پہلے رشوت لے گا پھر کارخانہ چلے گا۔ اللہ کا کرنا چوتھے دن سارا ہی جل گیا۔ چلو نہ رہا بانس نہ بجی بانسری۔

کیا کریں؟ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے جا کر اسلام کی تعلیم دی وہ کہنے لگا کہ تمہارا خدا محتاج ہے، ہم ہیں غنی ہیں، مال دار ہیں۔ اب خدا اور رسول کی توہین تو صدیق کو برداشت نہیں تھی۔ یہ تو ہم ہیں جنہوں نے آج ابوبکر کو بے وارث کر دیا، عمر فاروق کو بے وارث کر دیا۔ دنیا میں جس کے بیٹے موجود ہوں ان کے باپ کی پگڑی کو کون ہاتھ ڈال سکتا ہے۔ اے لوگو! ابوبکر کے وارث مر گئے، عمر فاروق کے وارث دنیا سے رخصت ہو گئے۔ اگر آج ان حضرات کے وارث زندہ ہوتے ان کو دنیا میں کوئی سب و شتم نہ کرتا۔ انہوں نے یہودی کے منہ پر طمانچہ مار دیا، خدا کی شان میں گستاخی کرتا ہے۔ اور ہمارا کیا حال ہے کوئی اللہ میاں کو گالی دے، او میاں چلو اپنی قبر بھاری کرتا ہے۔ نبوت کے بارے میں کوئی بکواس کرے ہمارا کیا بگاڑتا ہے، اپنے ہی ایمان کا نقصان کرتا ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی شان میں گستاخی کرے چلو ہمارا کیا بگڑتا ہے، اور اگر اپنی ذرا سی بات آجائے، ایمان سے میں نے اسے ہائی کورٹ تک نہیں چھوڑنا، اپنے لیے تو تیری آن ہے، عزت ہے، آبرو ہے، اور خدا، نبی، صحابہ کے لیے کچھ نہیں۔

خدائی عذاب:

میں ایک بات لوگوں سے کہا کرتا ہوں، اللہ پاک نے عجیب فیصلہ فرما دیا۔ دنیا کی حکومتوں، اے انتظامیہ کے لوگو! اے پولیس والو! چوروں کو سزا دینا تمہارا کام ہے، قاتلوں کو سزا دینا تمہارا کام ہے، ڈاکوؤں کو سزا دینا تمہارا کام ہے۔ ویسے سزائیں دینا چھوڑ دیں، اب چوریاں اتنی

ہورہی ہیں کہ شاید اتنی پہلے بھی نہیں تھیں۔ بے تحاشہ چوری، قتل، ڈاکے کھیل بنا ہوا ہے کیوں؟ روکنے ٹوکنے والا کوئی جو نہیں، فرمایا چوروں کو سزا دینا، قاتلوں کو سزا دینا، ڈاکوؤں کو سزا دینا، تمہارا کام ہے، شرابیوں کو سزا دینا تمہارا کام ہے، اور طرح طرح کا جو کوئی نقصان کرے اس کو سزا دینا تمہارا کام ہے، ایک جرم ایسا، ایک گناہ ایسا، ایک قصور ایسا کہ اس کی سزا تم نہیں دے سکتے، تم نے دینی ہی نہیں۔ پولس والو تم جاؤ جا کر آرام سے سو جاؤ، اسلامی قانون کے مطابق فیصلے کرتے چلے جاؤ، لیکن ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما کے خلاف جس سینے میں بغض وعداوت ہوگا، جس میں شیخین کے خلاف کوٹ کوٹ کر بغض بھرا ہوا ہوگا، پولیس والو تم سے سزا نہیں دلوانی، انتظامیہ تم سے سزا نہیں دلوانی، اے تاجرو تم سے سزا نہیں دلوانی، زمین دارو تم سے سزا نہیں دلوانی، الٰہی تو ان کو معاف تو نہیں کرے گا، فرمایا نہیں نہیں۔ فرشتوں سے بھی میں نے سزا نہیں دلوانی، جنوں سے بھی میں نے سزا نہیں دلوانی۔ پھر اے اللہ ان کا اتنا معمولی قصور تو نہیں اس کی سزا کون دے گا۔ فرمایا میں نے فیصلہ کر دیا جس سینے میں ابوبکر کی عداوت اور بغض ہوگا اس کا اپنا ہی ہاتھ اور اپنا ہی سینہ، قیام تک کوٹتا کوٹتا مر جائے گا۔ فرمایا کوئی دوسرا سزا دے گا تو بات بڑھے گی۔ مجھے اپنی کبریائی کی قسم جس سینے میں ابوبکر رضی اللہ عنہ کا بغض آیا نہیں، اور اس سینے کی کٹائی شروع ہوئی نہیں، سارے عمر کوٹے گا، دے دھڑا دھڑ، دے دھڑا دھڑ۔ کون منع کرے گا اللہ میاں کا فیصلہ ہے۔ چناں چہ آج آپ دیکھ لیں کیا ہو رہا ہے۔

یہودی سازش:

اور اس بارے میں تو ہمارے بڑے بڑے علما آپ کے سامنے کہہ گئے ہیں، میں تو اس بات کا یقین نہیں کرتا کہ خلفا راشدین کے نام تعلیمی نصاب سے نکالے جائیں گے۔ توبہ کر، کوئی سکھوں کی حکومت تھوڑی ہے، کیوں نکال دیں۔ میں نہیں یقین کرتا اس بات کا، عیسائیوں کی حکومت نہیں، الحمد للہ ثم الحمد للہ مسلمانوں کی حکومت ہے۔ یہ کسی نے غلط خبر اُڑائی ہے تاکہ ذرا مولوی طیش میں آئیں اور کچھ الٹی سیدھی پھینکیں اور صبح جیل میں چلے جائیں۔ میری عقل نہیں مانتی، کون ہے ایسا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا نام تعلیمی نصاب سے نکال دیں۔ اور لوگو اب تو نصاب بھی کم نہیں، یقین مانو بچوں سے نصاب کی کتابیں اٹھائی نہیں جاتیں، اتنا نصاب بنایا ہے، اتنا تھیلا بھرا ہوتا ہے۔ پڑھانا کوئی نہیں، پڑھنا کوئی نہیں۔ دانشور سارا دن بیٹھ کر سر کھجاتے رہے اور کتابیں لکھتے رہے،

پڑھے گا تمہارا باپ، اتنا بڑا نصاب۔ تمہارے اتنے بڑے نصاب سے شیخین کے نام نکال کون سکتا ہے، یقینی بات ہے جو شیخین کے نام کو نکالنا تو الگ رہا، جو ارادہ کرے گا تعلیم سے نہیں، کتابوں سے نہیں، تم صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے نام کتابوں سے نکال کر دیکھو، یہ لوگ پھر تمہیں کہاں سے نکالتے ہیں۔ اللہ پاک کی بے نیازی سے ڈرو، اللہ پاک بڑا بے نیاز ہے۔ لاہور والو! تمہارے نزدیک اللہ بے نیاز ہے کہ نہیں ہے؟ (ہے) وہ تو ایسا بے نیاز ہے۔

وہ چاہے تو یتیموں کو پیغمبر کردے
جب وہ چاہے تو قطرے کو سمندر کردے
جب وہ چاہے تو گنجے کو اندر کردے

بڑا بے نیاز بادشاہ ہے، کون پوچھے اس سے، ہائے ہائے بڑوں بڑوں کا رنگ ڈھنگ دیکھا۔ ایک آدمی کو پولیس کافی دنوں سے تلاش کر رہی تھی، اس کے دروازے پر علی الصبح پہنچ گئی پکڑنے کے لیے، اور کوئی راستہ تو ملا نہیں، زنانی چادر اوڑھ کر دودھ نکالنے بیٹھ گیا مکھن جو چاٹا تو کھانسی اٹھی، پولیس والے کہنے لگے: چادر زنانی، کھانسی مردانی، بات کیا ہے۔ چادر اتار کر جب دیکھا تو مائی رشید تھا، بڑا بے نیاز ہے۔ ہائے ہائے جب پکڑنے پر آئے فرمایا: اِنَّ بَطۡشَ رَبِّكَ لَشَدِيۡدٌ ﴿۱۲﴾ (البروج) میں جب پکڑوں گا تمہیں پتہ چلے گا۔

فَذَرۡنِىۡ وَمَنۡ يُّكَذِّبُ بِهٰذَا الۡحَدِيۡثِ ؕ سَنَسۡتَدۡرِجُهُمۡ مِّنۡ حَيۡثُ لَا يَعۡلَمُوۡنَ ﴿۴۴﴾ وَاُمۡلِىۡ لَهُمۡ ؕ اِنَّ كَيۡدِىۡ مَتِيۡنٌ ﴿۴۵﴾ (القلم)

میرے محبوب جو آپ کی بات نہیں مانتے ان کو میرے حوالے کر دو میں ان کو ٹھکانے لگانے کے لیے کافی ہوں، واللہ عزیز ذو انتقام، میں بدلہ لینا جانتا ہوں۔

وفات پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اشارہ:

تو عرض کر رہا تھا کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے کمال کر دیا، اور بالخصوص صدیق اکبر رضی اللہ عنہ۔ سورۃ اِذَا جَآءَ نَصۡرُ اللّٰهِ کا نزول ہوا، صحابہ سارے خوشی مناتے پھرتے ہیں ہائے اسلام میں فوج کی فوج داخل ہوں گی، اسلام کا غلبہ ہوگا۔ لیکن لوگ کیا دیکھتے ہیں ایک کونے میں بیٹھے ہوئے ابوبکر کو دیکھا کہ دھاڑیں مار کر رو رہے ہیں۔ اے ابوبکر! تجھے کیا ہوا، آج تو سورۃ اتری ہے، خوشی کا دن ہے، سارے صحابہ خوشی منا رہے ہیں۔ وَرَاَيۡتَ النَّاسَ يَدۡخُلُوۡنَ فِىۡ دِيۡنِ

اللہِ اَفْوَاجًا ﴿۲﴾ (النصر) اسلام میں فوج کی فوج داخل ہورہی ہے۔ ابوبکر روتے بھی جاتے ہیں، فرمانے لگے: ارے اسی سورۃ میں اطلاع مل گئی، فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ وَاسْتَغْفِرْهُ۔ اے مدینے والو! اے خوشیاں منانے والو! اس سورۃ سے پتہ چل گیا کہ یار کی جدائی کا وقت آ پہنچا، میں رؤوں نہ تو کیا کروں۔

تین پسندیدہ چیزیں:

جن پر دھن، دولت، اپنی آبرو، بیٹی سب کچھ قربان کردیا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اپنی اپنی مرضیاں، اپنی آرزو اور اپنی تین چیزوں سے بڑا پیار ہے، میرا مال ہو، میرے آقا کی ذات اقدس ہو، میں خرچ کرتا ہی چلا جاؤں۔ میری بیٹی ہو، سرکار مدینہ کی بیوی بن جائے، میری بڑی تمنا اور سب سے بڑی تمنا یہ کہ میری آنکھ ہو اور رخ مصطفیٰ ہو، بس میں تو تکتا ہی چلا جاؤں۔ اللہ میاں کو ابوبکر کی محبت پر، پسند پر، مرضی پر، محبوبیت پر پیار آیا، فرمایا: ابوبکر اگر تجھے یہ چیز پسند ہے کہ تو ہر وقت اپنے محبوب کا دیدار کرتا رہے، مجھے اپنی کبریائی کی قسم میں بھی نبی اور صدیق میں جدائی نہیں ہونے دوں گا، الگ نہیں کروں گا۔

غریبوں کے خدمت گزار:

وہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ جس کے خلافت کے دور میں۔ فاروق اعظم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میرا جی چاہا کہ اب میں نیکیاں زیادہ کمایا کروں گا، یہ تو اب حکومت پر بیٹھ گئے ہیں۔ فرماتے ہیں: مدینے میں ایک بوڑھیا محتاج کے دروازے پر گیا، اماں برتن دے میں پانی بھر کر لادوں، آواز آئی جزاک اللہ، تجھ سے پہلے کوئی کام کر کے چلا گیا، کون آیا اتنے سویرے، کون آگیا۔ اگلے دن اور سویرے پہنچے مائی برتن دے پانی بھر کر لادوں، جزاک اللہ، اللہ پاک تجھے جزائے خیر دے، تجھ سے پہلے کوئی ہمارا کام کر کے چلا گیا، کون ہے؟ تیسرے دن اس سے سویرے آئے دیکھتے کیا ہیں کہ ایک آدمی کے دونوں کندھوں پر پانی کے بھرے ہوئے مٹکے ہیں اور وہ اندر داخل ہوا، یہ باہر بیٹھ گئے آج پکڑا گیا اسے نکلتے ہوئے تو دیکھوں گا جب کافی دیر کے بعد نکلے، راستہ روک کر پوچھا کون ہے؟ فرمایا اے عمر جانے دے میں تیرا بھائی ابوبکر صدیق ہوں۔ قسم کھائی فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے میں صدیق کی نیکیوں کا مقابلہ نہیں کرسکتا۔

صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا کوئی ثانی نہیں:

اپنے گھر کے آنگن میں، صحن میں امام الانبیا محبوب کبریا حضرت محمد ﷺ کھڑے ہیں۔ام المؤمنین سیدہ عائشہ کھڑی ہیں، ستاروں کو دیکھ رہے ہیں، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! کیا کسی کی اتنی نیکیاں بھی ہیں جتنے آسمان کے ستارے ہیں۔فرمایا ہاں عائشہ! عمر رضی اللہ عنہ کی نیکیاں اتنی ہیں اور میرے ابا، فرمایا عائشہ! عمر رضی اللہ عنہ کی ساری عمر کی نیکیاں ایک طرف اور ابوبکر رضی اللہ عنہ کی ایک رات کی نیکیاں ایک طرف مقابلہ نہیں کر سکتے۔

نبوت نے روٹی پکائی:

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا روٹیاں پکا رہی ہیں، سرکار مدینہ تشریف لے آئے فرمایا عائشہ ایک روٹی میں بھی پکاؤں گا، میں نوکری کے لیے موجود ہوں، تابعداری کے لیے موجود ہوں، میں خدمت گزاری کروں گا، فرمایا نہیں نہیں، ایک روٹی مجھے پکانے دو، پیڑا بنا کر روٹی پکائی، تنور میں لگادی۔روٹیاں ساری پک گئیں، سرکار مدینہ ﷺ کی پکائی ہوئی روٹی کو آگ نہیں چھوتی، جھانک کر دیکھتی ہیں پانی خشک نہیں ہوتا۔عرض کیا میرے آقا میری پکائی روٹیاں کب سے پک گئیں ہیں، یہ آپ کی بنائی ہوئی کا پانی خشک نہیں ہوتا، فرمایا میری عائشہ تو جانتی نہیں جس چیز کو میں محمد رسول اللہ ﷺ کے ہاتھ لگ جائیں آگ اس کے قریب نہیں آسکتی۔سرکار مدینہ ﷺ کے جس چیز کو ہاتھ لگ جائیں، آگ اس کے قریب نہیں آتی۔اور جس کے کندھوں پر چڑھ کر حضور ﷺ تشریف لے جائیں، جس کی گود میں آرام فرمائیں۔

چلتا پھرتا قرآن:

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ کہتے ہیں: کہ جب حضور ﷺ ابوبکر رضی اللہ عنہ کی جھولی میں سو رہے تھے، ایسا معلوم ہوتا تھا کہ جیسے رحل پر خدا کا قرآن رکھا ہو، تو ان کے آگ کیسے قریب آجائے گی، آہی نہیں سکتی۔

صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا آخری وقت:

اور یہ امت کے لیے بھی کتنے خیر خواہ، آخری وقت ہے بیمار ہیں۔سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے ہاتھ میں نیا کپڑا دیکھ لیا، فرمانے لگے یہ کیا چیز ہے۔ابا میں نے کفن کے لیے کپڑا

منگوالیا، نامعلوم کس وقت کام آجائے۔ فرمایا عائشہ جن کپڑوں میں اس وقت لیٹا ہوا ہوں، انہیں کپڑوں میں دفن کردینا۔ ان کے علاوہ اور کفن پہن کر مجھے اپنے آقا کے دربار میں جاتے ہوئے شرم آتی ہے۔ اباب تومنگوالیااب تواستعمال کی اجازت دے دیں، اب واپس کیا کریں گے، آپ منع نہ فرمائیں۔ فرمایا اگر تم ضد کررہی ہواور تم نے نیا کپڑامنگواہی لیا، مدینے کی کسی بیوہ کودے دینا وہ اپنے سر پر ڈال کر پردہ کرلے گی، کیوں؟ اللہ کے ہاں نئے پرانے کفن کی کوئی بات نہیں۔ اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰكُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌ خَبِيْرٌ ﴿۱۳﴾ (الحجرات) اللہ کے یہاں تقویٰ اور پرہیزگاری ہے۔

شیخ لاہوری رحمہ اللہ اوران کی اولاد:

توگزارش کرنا چاہتا تھا کہ یہ اس اللہ والے کی مسجد ہے، یہ اس اللہ والے کا ٹھکانہ ہے جس نے پچاس برس تک کم ازکم خدا کا قرآن لوگوں کو سنایا، فاللہ اللہ کی رضا کے لیے سنایا اور پہنچایا۔ ملک کے گوشے گوشے میں اللہ تبارک وتعالیٰ نے اس قدر قبولیت عطا فرمائی، اور صرف حضرت شیخ کو نہیں اللہ تبارک وتعالیٰ نے شیخ کی اولاد کو بھی قبول فرمایا۔ مولانا حبیب اللہ رحمہ اللہ مرحوم نے ملک چھوڑ کر، لاہور چھوڑ کر مکہ معظمہ میں جا کر قیام فرمالیا، بلاتنخواہ، بلا معاوضہ، دولت کے لیے نہیں، ناموری کے لیے نہیں، میرے قرآن کو لے کر لاہور سے چلا، مکے میں پندرہ سال تک قرآن سنایا، آج میں تجھے کیوں نہ نوازدوں۔ عبداللہ ابن زبیر رضی اللہ عنہ حضور ﷺ کے سگے بھانجے، بیت اللہ میں شہید ہونے والے کے برابر میں دفن کی جگہ عطا فرمادی، کتنا بڑا نوازا ہے صدقہ ہے قرآن کریم کا، کس قدر نوازا۔ ایک طرف مولانا امداد اللہ مہاجر مکی ہیں اور ایک طرف عبداللہ ابن زبیر شہید ہیں، اور درمیان میں مولانا حبیب اللہ مرحوم ہیں، یوں ہی نوازا۔ اور دوسری طرف آپ دیکھ لیں جیتی جاگتی تصویر شیخ التفسیر کی تمہارے سامنے موجود ہے، کراچی، حیدرآباد، پشاور ملک کے چاروں صوبوں کے لوگ بے تاب ہیں زیارت کے لیے، ملاقات کے لیے، دین سیکھنے کے لیے۔ آج یہ لوگ سارے لاہور کے نہیں، خدا جانے کہاں کہاں سے اللہ اللہ کرنے آئے ہیں، یہ میرا ایمان ہے، میرا عقیدہ ہے، میرا یہ یقین ہے جتنی اللہ اللہ تم سب نے مل کر کی ہے جتنا ثواب تم سب کو ملے گا اتنا ثواب اس اللہ والے اکیلے کو ملے گا۔ اس کی وجہ سے تم سب اکٹھے ہوئے اور خدا کے نام کو اپنی زبانوں پر وردِ زبان بنایا، اور یہ علامت قبولیت ہے۔

حدیث پاک میں آتا ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ جس کو قبول فرماتے ہیں اس کو دنیا میں اپنے نام کی توفیق عطا فرماتے ہیں۔ چناں چہ آج بھی دیکھ لیں، مزار شریف پر بھی بار ہا جانے کا اتفاق ہوتا ہے مجھے تو صبر ہی نہیں آیا کرتا، جب تک وہاں ہو نہ آؤں، ایک نیا اطمینان، ایک نئی تسلی، ایک نیا سکون، ایک نئی تشفی۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ آج ہی قبر کے قریب بیٹھ کر لاہوری خدا کا قرآن سنا رہا ہے۔

اور ہمارا یقین ہے کہ یہ انہیں کے فیض کرم کا صدقہ ہے کہ آج تم یہاں اکٹھے بیٹھے ہو، ورنہ کون آتا ہے۔ سرکار مدینہ کے فیض سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم مالا مال ہو گئے اور حضور ﷺ کی نگاہ نبوت نے ان کو رنگا، ان کو مضبوط سے مضبوط تر کر دیا۔

۴ عظمت مصطفوی ﷺ کے لیے قربانی:

صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے زمانے کا صرف ایک واقعہ عرض کر کے میں حضرت سے دعا کے لیے گزارش کروں گا کہ ہمارا اپنا اتنا مضبوط ایمان بنانا چاہیے۔ مسیلمہ کذاب نے نبوت کا دعویٰ کیا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے جنگ کی۔ خبیب بن زید انصاری نوجوان صحابی رضی اللہ عنہ ہے گرفتار کر لیا دشمنوں نے، رسیوں سے باندھ دیا، زنجیروں میں جکڑ دیا۔ آگے بڑھ کر کہنے لگے تو اپنے کلمے میں ترمیم کر لے، صحابی کہنے لگا: مجھے کلمہ مفت میں ملا ہو میں اس میں کوئی ترمیم کر لوں، تمہیں کیا معلوم کہ مجھے اس کلمے کے عوض میں کتنی قیمت ادا کرنی پڑی ہے، بڑی بھاری قیمت مین نے ادا کی۔ کہنے لگے صحابی کے دائیں پیر کی چھوٹی انگلی کو کاٹ دو، صحابی کی ایک انگلی کاٹ دی۔ پھر پوچھا بتاؤ تمہارے پروگرام میں کوئی تبدیلی آئی، صحابی کہتا ہے نہیں، پھر دوسری انگلی کاٹ دی، پھر تیسری انگلی کو اڑا دیا، چوتھی انگلی کو کاٹ ڈالا، صحابی کی پانچوں انگلیاں دائیں پیر کی کاٹ دیں۔ پھر اسی طرح سے بائیں پیر کی کاٹنا شروع کر دیں، ایک ایک انگلی کٹتی جاتی ہے، اور پوچھتے جاتے ہیں اور حالت یہ ہے: مَنْ كَفَرَ بِاللّٰهِ مِنْ بَعْدِ اِيْمَانِهٖٓ اِلَّا مَنْ اُكْرِهَ وَقَلْبُهٗ مُطْمَئِنٌّۢ بِالْاِيْمَانِ (النحل: ۱۰۶) ، دس کی دس انگلیاں صحابی رضی اللہ عنہ کی کاٹ دیں، خون کے فوارے چھوٹ رہے تھے۔

اے لوگو یہ صحابی لوہے کا نہیں، پتھر کا نہیں، پلاسٹک کا نہیں، میرے تیرے جیسا آدمی تھا۔ لہو بہہ رہا ہے، پھر پوچھا بتا کیا پروگرام ہے؟ صحابی نے انکار کر دیا۔ کہنے لگا اس کے ہاتھ کی ایک ایک انگلی کو تین تین جگہ سے کاٹو، صحابی کی دائیں ہاتھ کی ایک ایک انگلی کو تین تین جگہ سے کاٹا،

بائیں ہاتھ کی ساری انگلیوں کو کاٹ دیا۔ بیس کی بیس انگلیاں کاٹنے کے بعد صحابی سے پوچھا اب کیا پروگرام ہے؟ کہنے لگا میں اپنے پروگرام میں کامیاب ہو رہا ہوں۔ یہ تیرا پروگرام تھوڑا بن رہا ہے، یہ تو میرا پروگرام بن رہا ہے انہوں نے کہا تیرا کیا پروگرام ہے؟ کہتا ہے: وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ يُّقْتَلُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتٌ ؕ بَلْ اَحْيَآءٌ وَّلٰكِنْ لَّا تَشْعُرُوْنَ (البقرہ) جب سے خدا کا قرآن پڑھا ہے کہ جو میری راہ میں مارا گیا وہ زندہ ہو جاتا ہے، مرتا نہیں۔ ارے میری تو عمر بھر کی تمنا پوری ہونے لگی ہے، جلدی کر اپنا کام کر۔ ایسی حالت میں بھی صحابی گھبرایا نہیں۔ لکھا ہے کہ پھر صحابی کو پاؤں کی طرف سے ٹوکا بنانا شروع کر دیا، گھٹنوں کے قریب پہنچے صحابی شہید ہو گیا۔

ایمان قیمتی چیز ہے:

تو یہ جتنے بھی صحابہ ہیں، ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی ذات اقدس ہے، فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی ذات اقدس ہے، عثمان ذوالنورین کی ذات اقدس ہے، علی المرتضیٰ ہیں، تمام صحابہ اور صحابیات رضی اللہ عنہن لوگو! یہ تمہیں سبق دے کر گئے ہیں کہ جان جاتی ہے جائے، ایمان کا سودا نہ کرنا، صحابہ نے ایمان کا سودا کبھی نہیں کیا۔

ارے یہ تو دور کی بات ہے صحابہ کی تو، یہ قریب کے زمانے میں اللہ والوں کی بات، مولانا ابو الکلام مرحوم رحمہ اللہ، بیگم آزاد نے ٹیلی گرام دیا، تار دیا، کراچی جیل میں مولانا آزاد قید ہیں، تار دیا میرا آخری وقت ہے، میں ملنا چاہتی ہوں، ضمانت کرا کر آ جاؤ، آخری بیوی تھی، رفیقہ حیات تھی، کیا تھا ضمانت کرا کر آ جاتے، مل لیتے، لیکن جواب دے دیا۔ اگر تیری موت آ گئی تو اللہ کے یہاں کلمہ پڑھتے ہوئے رخصت ہو جاؤ، میرا ایمان ہے میں انگریز کے سامنے ضمانت کی بھیک مانگنے کو تیار نہیں، تم کلمہ پڑھتی ہوئی رخصت ہو جاؤ میرا یقین ہے کل ان شاء اللہ حوض کوثر پر ملاقات ہوگی۔ یہ قریب کی بات ہے۔

انگریز کے باغی:

مولانا حسین احمد مدنی رحمہ اللہ کو اطلاع دی گئی والدہ کا انتقال ہو گیا، جنازے میں شرکت کے لیے آ سکتے ہو تو آ جاؤ، ضمانت کرا لو، ماں کی صورت دیکھنی ہو، جنازے میں شرکت کرنی ہو تو آ جاؤ۔ اب بتائیے بار بار دنیا میں ماں پیدا ہوتی ہے؟ سید حسین احمد مدنی رحمہ اللہ نے انکار

کردیا، میری ماں کی اللہ میاں مغفرت فرمائے، آخرت میں درجے بلند فرمائے۔ میں زیارت کے لیے جنازے کو کندھا دینے کے لیے، انگریز ظالم کے سامنے بھیک مانگنے کو تیار نہیں۔ چھ جنازے حضرت شیخ کے گھر سے نکلے، اللہ والے نے انگریز کے سامنے ضمانت کی درخواست نہ دی۔ مار تو کھائی ہے انہوں نے، اور جب کمائی کا ٹائم آیا تو کئی پاجاموں والے سامنے آگئے، کہ ہم ہیں سب کچھ کرنے والے۔ اب جو بھی مرتا ہے اگلے دن اخبار میں آتا ہے فلاں آدمی نے تحریک پاکستان میں بہت بڑا کام کیا، ہمیں تو دکھائی نہیں دیتے کہ وہ کب کام کرتے تھے تحریک پاکستان میں، سارے لیڈر کہتے ہیں کہ ہم نے بنایا، ہم نے بنایا، جیل میں تو ایک دن بھی نہیں گئے۔

دھوکہ ہی دھوکہ:

ایک بہت بڑا دھوکہ تو تیس سال سے چل رہا ہے جو حکم آتا ہے، وہ کہتا ہے کہ اسلام کا قانون بن رہا ہے، اسلام کا کوئی کارخانہ ہے؟ جس میں بن رہا ہے۔ نظام مصطفیٰ نعوذ باللہ کوئی فیکٹری ہے؟ جس میں بن رہا ہے۔ جو آیا یہی کہتا ہے کہ بن رہا ہے، صاحب بس تیار ہو رہا ہے۔ بس آیا، بس آیا، مارکیٹ میں آیا، تیس سال ہو گئے ہمیں یہی سنتے سنتے کہ بس آیا، لینا دینا کچھ نہیں، کچھ بھی نہیں، آنا نہ جانا، کوئی لایا ہی نہیں۔ اور اگر کوئی میرے جیسے کسی سے پوچھ لے کہاں بن رہا ہے؟ پچھلے کمرے میں بن رہا ہے، بتایئے ہر مسلمان کا یہ عقیدہ ہے کہ جو کلمہ پڑھتا ہے لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کہ اسلام کا ضابطہ حیات بنایا، تجربہ شدہ آزمودہ، نظام مصطفیٰ ﷺ، خلافت راشدہ کے ساڑھے سینتیس سال گواہ ہیں کہ یہ ہے اسلام کا آئین۔ اس کا بنانا کیا ہے، اس کو رندہ پھیر کر صاف کرو گے؟ اس کی پالش کرانی ہے؟ اسلام کے قانون کو رنگ روغن کرانے ہیں؟ کرانا کیا ہے آخر؟ پتہ بھی نہیں، جو آتا ہے وہ کہتا ہے کہ بن رہا ہے۔ تو میں عرض کر رہا تھا کہ قرآن کا قانون جو ہے وہ اسلام کا آئین نظام مصطفیٰ ہے، وہی خلافت راشدہ ہے۔ اور اللہ تبارک وتعالیٰ نے دین بھیجا، جس نے اسلام بھیجا، جس نے سرکار مدینہ کو بھیجا۔ اس نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو حضور کا بلا فصل خلیفہ بنایا، لڑائی کرنی ہے تو اللہ میاں سے کرو، ہم سے کیا لڑائی کرنی ہے۔ اس نے پہلے ان کو بنایا، دوسرا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو بنایا، تیسرا عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ کو بنایا، چوتھا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو بنایا۔ ہم تو سب کو مانتے ہیں اس لیے مجھے اور آپ کو سب کو چاہیے کہ ہم تمام کی غلامی کریں۔ اہل بیت کی بھی ہم غلامی

کرتے ہیں، خلفاء راشدین اور تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی ہم تو غلامی کرتے ہیں، کیوں ان حضرات کی قربانیوں کے صدقے میں کلمہ ملا، ان کی جوتیوں کے صدقے میں ہمیں ایمان ملا، اگر وہ قربانی نہ دیتے تو آج خدا جانے ہمارا کیا حشر ہو گیا ہوتا۔ وقت کافی بیت گیا حضرت دعا فرمائیں گے۔ اللہ پاک مجھے اور آپ کو عمل کی توفیق عطا فرمائے۔

وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ نَحْمَدُہٗ وَنَسْتَعِیْنُہٗ وَنَسْتَغْفِرُہٗ وَنُؤْمِنُ بِہٖ وَنَتَوَکَّلُ عَلَیْہِ وَنَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَیِّاٰتِ اَعْمَالِنَا مَنْ یَّھْدِہِ اللّٰہُ فَلَا مُضِلَّ لَہٗ وَمَنْ یُّضْلِلْہُ فَلَا ھَادِیَ لَہٗ وَنَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَلَا نَذِیْرَ لَہٗ وَلَا مِثْلَ لَہٗ وَلَا مُعِیْنَ لَہٗ وَلَا وَزِیْرَ لَہٗ وَلَا مُشِیْرَ لَہٗ وَنَشْھَدُ اَنَّ سَیِّدَنَا وَسَنَدَنَا وَنَبِیَّنَا وَشَفِیْعَنَا وَھَادِیْنَا وَمُرْشِدَنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ اَرْسَلَہٗ بِالْحَقِّ بَشِیْرًا وَّنَذِیْرًا، وَاَصْحَابِہٖ وَاَزْوَاجِہٖ وَبَارِکْ وَسَلِّمْ تَسْلِیْمًا کَثِیْرًا کَثِیْرًا ○

اَمَّا بَعْدُ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ○ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○

"فَاِنْ اٰمَنُوْا بِمِثْلِ مَآ اٰمَنْتُمْ بِہٖ فَقَدِ اھْتَدَوْا ۚ وَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّمَا ھُمْ فِیْ شِقَاقٍ ۚ فَسَیَکْفِیْکَھُمُ اللّٰہُ ۚ وَھُوَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ ﴿۱۳۷﴾ صِبْغَةَ اللّٰہِ ۚ وَمَنْ اَحْسَنُ مِنَ اللّٰہِ صِبْغَةً ۫ وَّنَحْنُ لَہٗ عٰبِدُوْنَ ﴿۱۳۸﴾ قُلْ اَتُحَآجُّوْنَنَا فِی اللّٰہِ وَھُوَ رَبُّنَا وَرَبُّکُمْ ۚ وَلَنَآ اَعْمَالُنَا وَلَکُمْ اَعْمَالُکُمْ ۚ وَنَحْنُ لَہٗ مُخْلِصُوْنَ ﴿۱۳۹﴾ اَمْ تَقُوْلُوْنَ اِنَّ اِبْرٰھٖمَ وَاِسْمٰعِیْلَ وَاِسْحٰقَ وَیَعْقُوْبَ وَالْاَسْبَاطَ کَانُوْا ھُوْدًا اَوْ نَصٰرٰی ۭ قُلْ ءَاَنْتُمْ اَعْلَمُ اَمِ اللّٰہُ ۭ وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ کَتَمَ شَھَادَةً عِنْدَہٗ مِنَ اللّٰہِ ۭ وَمَا اللّٰہُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ ﴿۱۴۰﴾ تِلْکَ اُمَّةٌ قَدْ خَلَتْ ۚ لَھَا مَا کَسَبَتْ وَلَکُمْ مَّا کَسَبْتُمْ ۚ وَلَا تُسْئَلُوْنَ عَمَّا کَانُوْا یَعْمَلُوْنَ ﴿۱۴۱﴾" (البقرہ)

وَقَالَ النَّبِیُّ ﷺ لَوْ کَانَ بَعْدِیْ نَبِیٌّ لَکَانَ عُمَرَ. وَقَالَ النَّبِیُّ ﷺ. اَللّٰہَ اَللّٰہَ فِیْ اَصْحَابِیْ لَا تَتَّخِذُوْھُمْ مِنْ بَعْدِیْ غَرَضًا وَمَنْ بِھِمْ فَبِحُبِّیْ بِھِمْ وَمَنْ اَبْغَضَھُمْ فَبِبُغْضِیْ اَبْغَضَھُمْ

وَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ مَنْ اَحْیٰ سُنَّتِیْ لفطعتی اُمَّتِیْ فَلَهٗ اَجْرُ مِائَةِ شَهِيْد
صَدَقَ اللهُ مَوْلَانَا الْعَلِيُّ الْعَظِيْمُ ○ وَبَلَّغَنَا رَسُوْلُهُ النَّبِيُّ الْكَرِيْمُ
وَنَحْنُ عَلٰى ذٰلِكَ لَمِنَ الشّٰهِدِيْنَ وَالشّٰكِرِيْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ○
اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى
اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ○ اَللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ
كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ○

اس دور پر فتن میں اے لوگو ایماں کی حفاظت لازم ہے
دوزخ سے اگر بچنا ہے ہیں اللہ کی اطاعت لازم ہے
کیا فقر و غنا کی فکر کرے یہ عمر بسر ہوجائے گی
سرمایہ دنیا ہو کہ نہ ہو ایمان کی دولت لازم ہے
جب باطل حق سے ٹکرائے جب باطل سر پر چڑھ آئے
ایماں والو بے خوف و خطر پھر حق کی حمایت لازم ہے
جو کفر کے فتوے دیتے ہیں کوئی جا کر ان سے کہہ دو
کیوں ناحق ہم سے الجھتے ہو انساں کو شرافت لازم ہے
بزدل نہ بنو بزدل کے لیے جینا بھی گراں مرنا بھی گراں
جینے کو بھی ہمت لازم ہے مرنے کو بھی جرات لازم ہے

محترم بزرگو! عزیز دوستو! یہ کوئی سیاسی جلسہ نہیں، انتقامی جلسہ نہیں، کسی پر کیچڑ اچھالنے کا جلسہ نہیں، صرف اور صرف یہ جلسہ ہم نے اس لیے رکھا ہے کہ مراد مصطفیٰ، داماد مرتضیٰ، قاتل المشرکین والزندیقین امیر المؤمنین خلیفۃ المسلمین سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ ان کا یوم منایا جائے، تذکرہ کیا جائے، ایسے بڑے لوگوں کا دل منانے کے لیے چھوٹوں کی کیا ضرورت ہے۔

محسن اسلام:

یوم ہو فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کا اور اجازت لی جائے۔ چھوٹوں سے میں کہتا ہوں کہ یہ فاروق اعظم کی توہین ہے، اسلام کی توہین ہے۔ یہ تو وہ دن ہے کہ ہر دل فاروق کی یاد میں لگ جائے۔ وہ اسلام کا عظیم محسن، وہ اسلام کی جان، اسلام کی شان، اسلام کی شوکت۔

مرادِ رسول ﷺ:

تجھے اس بچہ کا علم ہے جو تو نے جھولی پھیلا کر اللہ سے بچہ لیا ہے، جا گنبدِ خضریٰ کے مکین سے جا کر پوچھ کہ اللہ میاں سے جھولی پھیلا کر کیوں مانگا؟

مرید اور مراد:

سید عطاء اللہ شاہ بخاری مرحوم رحمہ اللہ سے کسی نے پوچھ لیا حضرت صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور فاروق اعظم رضی اللہ عنہ میں کیا فرق ہے؟ فرمایا تھوڑا سا فرق ہے۔ سارے صحابہ رضی اللہ عنہم حضور ﷺ کے مرید ہیں اور فاروق اعظم رضی اللہ عنہ حضور ﷺ کی مراد ہیں، مانگ کر لیا ہے۔ اور آپ جانتے ہیں کہ گھٹیا چیز کون مانگتا ہے۔ امام الانبیا ہو اور گھٹیا چیز مانگے، مانگنے والا کالی کملی والا ہو اور دینے والا خدا ہو، پھر گھٹیا چیز کون دے اور کون لے۔ تم تو اتنے سیانے کہ چھوٹی دوکان نہیں لیتے، چھوٹا مکان نہیں لیتے، کالی کملی والے کو اتنا پتہ نہیں کہ میں کس کو مانگ رہا ہوں۔

نبی ﷺ کے تمام صحابہ رضی اللہ عنہم چاند کے ستارے، تمام ہدایت یافتہ، سب کے سب وفادار، ہم تمام صحابہ رضی اللہ عنہم کے غلام ہیں، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بھی اہل بیت بھی۔ نہ ہم رافضی ہیں نہ ہم خارجی ہیں۔ اہل بیت کے بغیر بھی میرا گزارہ نہیں، تو تو سال میں دس دن یاد کرتا ہے میری تو اس وقت تک کوئی نماز مکمل نہیں ہوتی جب تک میں اہل بیت پر سلام نہ پڑھ لوں، اس وقت تک نماز ختم نہیں ہوتی، فرض نماز کا سلام نہیں پھرتا، نفل نماز ختم نہیں ہوتی، جمعے کی نماز کا سلام نہیں پھرتا، وتر کی نماز کا سلام نہیں پھرتا، عید کی نماز کا سلام نہیں پھرتا، صلوٰۃ التسبیح کی نماز کا سلام نہیں پھرتا، تہجد کی نماز کو ختم نہیں کرتا، اشراق، چاشت اور اوابین اور تحیۃ الوضو جتنی بھی نمازیں پڑھتا ہوں، میں اس وقت تک سلام نہیں پھیرتا جب تک نہ کہوں: اللھم صل علی محمد و علی ال محمد۔ حسین میرے سینے میں ہر وقت زندہ رہتا ہے، تو دس دن یاد کرتا ہے، تو حسین کا ٹھیکیدار ہے، حسین تیرے نام الاٹ ہو رہا ہے۔ میں مسجد میں یاد کروں میں محبت نہیں، میں گھر میں یاد کروں میں محبت نہیں، اور صرف میں نہیں، میری بیوی، میری بچی، میرے بچے، میرا باپ، میرے عزیز، میری برادری، میری قوم، میرا ملک، ساری کی ساری دنیا کی مسلم آبادی، جو تو نماز پڑھتا ہے وہ تو یاد کرے گا۔ جو نماز ہی نہیں پڑھتا اس کا کیا کہنا؟

درود کے بغیر نماز مکمل نہیں:

علما موجود ہیں، مسئلہ پوچھ لیں جس نماز میں درود شریف نہیں، وہ نماز نہیں۔ چلو اور نمازیں تو نمازیں رہیں، جنازہ کی نماز میں قرأت نہیں، سورۃ نہیں، الحمد نہیں۔ میں نے جنازے کی نماز میں الحمد کو چھوڑ دیا لیکن آل نبی کو نہ چھوڑا۔ ہم سے بڑا اہل بیت کا وفادار کون ہوسکتا ہے؟ فرق صرف اتنا ہے کہ تو آہستہ آہستہ ماتم کرتا ہے اور میں آنسو بہاتا ہوں۔

غلامان مصطفیٰ ﷺ:

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم تو بہت اونچی شان کے مالک ہیں۔ میں آپ سے ایک سوال پوچھتا ہوں کہ سرکار مدینہ ﷺ نے جب اعلان نبوت فرمایا اور کے میں مصیبتوں کے پہاڑ ٹوٹے آپ وہاں موجود تھے؟ (نہیں) آپ میں سے کوئی تھا؟ (نہیں) تمہارے باپ دادا؟ (نہیں) یہ موجود حکام؟ (نہیں) کوئی ڈاکٹر جو حضور ﷺ کے زخموں پر مرہم کرنے کے لیے کھڑا ہوا؟ (نہیں) کوئی نہیں تھا نا؟ (نہیں) کون تھا اس وقت جب حضور ﷺ کے آگے کھڑے ہو کر اپنے سینے میں پتھر کھایا کرتے تھے۔ علما کرام لکھتے ہیں کہ جہاد کی تیاری ہو رہی ہے حضور ﷺ تشریف فرما ہیں کوئی کھجوریں لا کر پیش کرتا ہے، کوئی جو لا کر پیش کرتا ہے، کوئی گھوڑا تلوار لا کر پیش کرتا ہے۔

غیرت ایمانی:

ایک مائی حضور ﷺ کے قریب بیٹھ کر رونے لگی۔ آج تیری کوئی عورت روئے گی، میرے گھر کی کوئی خاتون روئے گی، ہم پوچھیں گے کیا بات ہے؟ یہ مائی کتنی خوش قسمت ہے کہ حضور ﷺ نے کھڑے ہو کر پوچھا تو کیوں رو رہی ہے؟ کھڑی ہوگئی گود میں سے دو اڑھائی سال کا بچہ نکال کر رحمت والی گود میں بٹھا دیا، عرض کرنے لگی میرے آقا مجھ بیوہ کا یتیم نذرانہ قبول فرمائیں، یہ بچہ کیا کرے گا؟ اس کا جنگ و جہاد میں کیا کام ہے؟ یہ تو معصوم ہے، یہ تو شیر خوار ہے، یہ تو رونے والا بچہ ہے۔ صحابیہ کہتی ہے کہ سب کچھ سوچ کر آئی ہوں، تمام چیزوں پر غور کر کے آئی ہوں، یہ بڑا کام آئے گا، جب آپ جہاد میں جائیں گے، میدان جنگ گرم ہوگا، دشمن آپ کی رف تیر پھینکیں گے۔ او میرے آقا، میرے لخت جگر، میرے نور نظر کو ڈھال بنالینا، آپ کی طرف آنے والے تیر میرے بچے کے سینے میں لگیں گے، آپ کی جان بچے گی، رب ذوالجلال کی قسم میرا کلیجہ ٹھرے گا۔

صحابہ رضی اللہ عنہم کے غلام:

انہیں برا کہتے ہو؟ یاد رکھو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بے وارث نہیں، فاروق اعظم رضی اللہ عنہ بے وارث نہیں۔ کسی کو جرأت نہیں ہے کہ فاروق اعظم رضی اللہ عنہم کی شان میں گستاخی کرے، گلہ کرے۔ اگر کوئی ایسا کرے گا تو ذمہ داری اس کے سر پڑے گی، ایک نہیں، دو نہیں، لاکھ نہیں، دو لاکھ نہیں، کتنے کروڑ مسلمان ہیں وہ تمام کے تمام فاروق اعظم رضی اللہ عنہم کے غلام ہیں۔

نبی ﷺ، صدیق رضی اللہ عنہ اور فاروق رضی اللہ عنہ:

پہاڑ ہیں درمیان میں، امام الانبیا محبوب کبریا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ تشریف فرما ہیں، کھڑے ہیں، دائیں صدیق رضی اللہ عنہ ہیں بائیں فاروق اعظم رضی اللہ عنہ ہیں۔ فرمایا: ھکذا نبعث یوم القیمۃ ہم اسی طرح مل کر یوں ہی کھڑے ہوں گے، جیسے آج کھڑے ہیں، یوں ہی قیامت میں اٹھیں گے۔

جو زندگی میں نبی ﷺ کے ساتھی ہوں، جو مزار میں نبی ﷺ کی زندگی کے ساتھی ہوں، جو کاروبار میں نبی ﷺ کی زندگی کے ساتھی ہوں، جو جہاد میں جنگ میں نبوت کی زندگی کے ساتھی ہوں، جو ہر وقت نبوت کے ساتھ رہے ہوں،

قیامت میں بھی نبوت کے ساتھ ہوں انہیں کون دور کر سکتا ہے؟ یہ تو ایک دور آیا تھا کہ تمام مظلوم ہو گئے، کوئی کسی کو پوچھنے والا نہ رہا، جس نے چاہا تبرا کیا، جس نے چاہا گالی دی، جس نے چاہا شکوہ کیا، گلہ کیا، اب ایسا نہیں ہو سکے گا۔ کیوں اس لیے کہ سرکار دو جہاں حضرت محمد رسول اللہ ﷺ نے فاروق کو جو مانگا ہے وہ سوچ کر مانگا ہے، کفر نے بھی چاروں طرف چکر لگایا، کفر نے بھی تدبر کیا، کفر نے غور وخوض کیا، کون ہے ایسا آدمی جو نعوذ باللہ نبی کا سر اتار کر لائے، منافقوں میں نہ ملا، کوئی نہیں، مدینے میں نہیں، مکے میں نہیں، طائف میں نہیں، حجاز میں نہیں۔

تمام کے تمام کافر اکٹھے ہو کر کہنے لگے: اگر یہ کام کر سکتا ہے تو خطاب کا بیٹا عمر بہادر ہے، اس کے اندر جوہر ہے، وہ یہ کام کر سکتا ہے۔ ارے ادھر کفر نے انتخاب کیا ہے، ادھر کالی کملی والے نے انتخاب کیا ہے۔ کفر چاہتا ہے نبی ﷺ کا سر آئے اور نبی ﷺ چاہتا ہے کہ فاروق رضی اللہ عنہ کا سر اللہ کے دروازے پر آئے۔

تلوار دی جاؤ یہ کام تمہارے سوا کوئی نہیں کر سکتا، نبی ﷺ کا سر اتار کر لاؤ۔ چل رہے ہیں،

صحابی رضی اللہ عنہ راستے میں ملے، بڑے غصے میں نظر آتے ہو، آج کہاں جا رہے ہو؟ کہا بس اس تحریک کے بانی کو ختم کروں گا جس کو اسلام کہتے ہیں، جس کو ایمان کہتے ہیں، جس کو قرآن کہتے ہیں، میں سر اتارنے چلا ہوں۔ صحابی رضی اللہ عنہ نے فوراً راستہ بدلنے کے لیے کہا، جس قرآن کو تم ختم کرنے چلے ہو وہ قرآن کریم تو تیرے گھر میں پڑھا جاتا ہے، وہ تو تمہارے گھر میں داخل ہو چکا ہے۔ تمہاری بہن اور بہنوئی دونوں مسلمان بن چکے ہیں۔ غیظ وغضب میں آ گئے اور تمام کا تمام مزاج کا نظام بدل گیا۔

بہادر بہن:

بہن کے گھر کی دہلیز پر پہنچے تو اندر قرآن کی تلاوت ہو رہی تھی، بڑے غصے میں ہیں، دستک دی دروازہ کھولو، دروازہ کھلوایا، اندر داخل ہوتے ہی پوچھنے لگے تم کیا پڑھ رہے تھے، بہن کہنے لگی تجھے کیا مطلب؟ پہلے اپنے بہنوئی کو اتنا مارا، اتنا مارا، مار مار کر بے ہوش بنا دیا، اور بہن آگے بڑی سٹا کر کے مارا، بہن کہنے لگی کیا عمر رضی اللہ عنہ آج اپنی بہن کو بیوہ بنانے کا ارادہ ہے؟ مجھے اجاڑنے آئے ہو، میرے گھر کو خراب کرنے آئے ہو، میری زندگی کو تلخ بنانے آئے ہو کیا بات ہے؟ بہنوئی کو چھوڑ دیا، بہن کو پکڑ سر کے بالوں سے پکڑ کر زمین سے مار رہا ہے، ادھر زمین میں سر لگتا ہے ادھر آواز آتی ہے اللہ احد۔ تو میں عرض کر رہا تھا کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ ابھی اسلام نہیں لائے مارا ہے اپنی بہن کو، منہ سے خون جاری ہے، ناک سے خون جاری ہے، کپڑے پھٹ گئے۔ فرمانے لگے چھوڑ دے اپنے دین کو، فاطمہ بنت خطاب کہتی ہے او عمر اگر تو کفر نہیں چھوڑ سکتا تو پھر اللہ کی توحید تو مجھ سے نہیں چھڑا سکتا، یہ تیرا خیال غلط ہے کہ میں مار مار کر ایک لڑکی سی، ایک عورت سے دین ترک کرا لوں گا۔ کہنے لگے اے عمر! تو بھی خطاب کا بیٹا ہے، میں بھی خطاب کی بیٹی ہوں، تیری رگوں میں خطاب کا خون ہے میری رگوں میں بھی خطاب کا خون ہے، جس ماں کی چھاتی کا دودھ تو نے پیا رب اکبر کی قسم میں نے بھی وہی دودھ پی رکھا ہے۔ تو طاقت ختم کر چکے گا میری طاقت کا ابھی آغاز بھی نہ ہوگا۔ ایسی صورت میں عورت زاد ہو کر ایک اعلان چیلنج کرتی ہے تو میرے ایمان کا سودا نہیں کر سکتا میں کوئی کچا ایمان نہیں رکھتی۔

گنگا گئے گنگا داس، جمنا گئے جمنا داس۔ ہماری یہی حال نہ ماننے کو آئیں تو نبی کو نہ مانیں، خدا کو نہ مانیں۔ ماننے پر آئیں تو پیر سپاہی کو مان جائیں۔ کیا کہنا قوم کا، ہماری بڑی سمجھ دار قوم

ہے دعا کر، اسے بس دعا، ہر وقت جھگڑا دعا کا، دعا کرائے اولیاء کرام سے، بزرگوں کی دعا، فقیروں کی دعا، قلندروں کی دعا، درویشوں کی دعا، علما کی دعا، قطب کی دعا اور نماز تیرا باپ پڑھے گا، تو تو دعا پر کھڑا ہو گیا۔ امام الانبیا محبوب کبریا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ نے ساری زندگی میں ایک نماز بھی نہیں چھوڑی، آپ سے بڑھ کر اس کائنات میں دعا کرنے والا کون ہو سکتا ہے؟

صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے کوئی نماز قضا نہیں کی۔

فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے کوئی نماز قضا نہیں کی۔

عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ نے کوئی نماز قضا نہیں کی۔

علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے کوئی نماز قضا نہیں کی۔

خدا کی قسم حسین نے سجدے کی حالت میں جان دے کر بتا دیا کہ ہم دنیا میں آئے ہی سجدے کے لیے آئے تھے۔

میرے اکابر:

میں سارے صحابہ رضی اللہ عنہم کو مانتا ہوں، اہل بیت کو بھی مانتا، سب کو برحق مانتا ہوں۔ اختلاف تو اس سے ہوگا جو کسی کو مانے اور کسی کو نہیں، میں تو سب کا غلام ہوں، مجھے کوئی گھاٹا نہیں۔ اور یاد رکھو کہ مجھے روک بھی کوئی نہیں سکتا، کیوں؟ میں اپنے اکابر کا غلام ہوں کہ جو نہ کبھی جھکے، نہ بکے، نہ رکے۔ جب ہم اٹھتے ہیں تو پھر ہمیں روکنے والی طاقت بھی دنیا میں کوئی نہیں ہے۔ اور اگر میری طاقت کا اندازہ کرنا ہے تو جا کر ملکہ وکٹوریہ کی قبر سے پوچھو۔

حضور ﷺ کی وفادار صحابیہ رضی اللہ عنہا:

تو سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ بہادر و مکے کا پہلوان اپنی بہن کو مار رہا ہے، بہن کیا بہن ہے خدا کی قسم ایمان کا پتلا ہے، توحید کا پہاڑ ہے، میرے تیرے جیسی ہوتی تو کہتی کیا کہلانا چاہتے ہو میں کہہ دیتی ہوں، صاف کہہ ڈالا، حفیظ کہتا ہے:

بہن بولی عمر اگر تو ہم کو مار بھی ڈالے
شکنجوں میں کسے یا بوٹیاں کتوں سے نچوا دے
ہم اپنے دین حق سے ہرگز پھر نہیں سکتے
بلندی معرفت کی مل گئی ہے گر نہیں سکتے

جاؤ تم میری جان کا قیمہ بنا سکتے ہو، مگر محمد عربی ﷺ نے جو دین دیا، جو قرآن دیا، جو اللہ کی توحید دی ہم سے نہیں چھین سکتے۔ عورت نے چیلنج کر دیا جاؤ اپنی تمہاری بہادری پر تمہیں ناز ہوگا مجھے اپنے قرآن پر ناز ہے۔ فاروق اعظم پوچھتے ہیں کہ میری بہن تو تو اتنی شرمیلی تھی، کبھی میرے سامنے بولی نہیں، آج میں مار مار کر تھک گیا اور مجھے چیلنج کرتی ہے، اعلان کرتی ہے جاؤ زور لگاؤ۔

کلام اللہ کا ادب:

کہنے لگے اچھا تم کیا چیز پڑھ رہے تھے مجھے دکھاؤ، ذرا اندازہ لگا اور کلیجے پر ذرا ہاتھ تو رکھ، کپڑے پھٹے ہوئے ہیں خون کی دھار نکل رہی ہے، بھائی کے سامنے بہن کھڑی ہے اور مقام ادب تو دیکھ فوراً کہنے لگی تو کافر ناپاک ہے، تو میرے پروردگار کی مقدس کلام کو ہاتھ نہیں لگا سکتا۔ ایسے وقت میں ادب کر کے دکھایا، خون نکل رہا ہے، مار کھا کر بہتی ہے، مارنے والا مارنے کو پھر بھی تیار بیٹھا ہے۔ لیکن ادب کو دیکھ اللہ کے کلام کا، آج ہم بھی قرآن پڑھتے ہیں، ادھر قرآن پڑھ رہے ہوتے ہیں اور ادھر سے دیکھتے ہیں کہ ختم میں سارا فروٹ رکھا ہوا ہے، انگور نظر نہیں آتا، قرآن بھی پڑھ رہے ہیں، اور ڈھونڈ بھی رہے ہیں، قرآن کا ختم ہو رہا ہے، اور ہم لالچ میں بیٹھے ہوتے ہیں۔ ہاں ہاں فاطمہ نے ادب دیا کہنے لگی ہرگز نہیں، اور اگر تو مارنے کی دھمکی دیتا ہے تو اور مار، مگر اللہ کی کتاب کی توہین نہیں ہونے دوں گا۔

ہم قرآن بھی پڑھ لیتے ہیں، چوری بھی کر لیتے ہیں۔
ہم قرآن بھی پڑھتے ہیں، جھوٹ بھی بولتے ہیں۔

رسول اللہ ﷺ کا ادب:

امام الانبیا محبوب کبریا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کا ایک اور جلیل القدر صحابی رضی اللہ عنہ ہیں۔ جس نے علی الاعلان کہہ دیا کہ اے لوگو! جس ہاتھ سے میں نے مدنی کریم ﷺ کے ہاتھ پر بیعت کی تھی اور کلمہ پڑھ کر مسلمان بنا تھا اس دن سے لے کر آج تک میرا آخری وقت ہے میں نے اس ہاتھ کا اکرام کیا، احترام کیا، ادب کیا، میں نے اس ہاتھ کو آج تک اپنے استنجے کی جگہ کو نہیں لگنے دیا۔ یہ امام مظلوم، شہید مدینہ حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ ہے۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے ادب کیا۔

مشرک ناپاک ہے:

کہنے لگی وہ کتاب تمہارے سامنے نہیں لائی جا سکتی تو کفر میں ڈوبا ہوا ہے، تو شرک کی لعنت

میں گرفتار ہے اس لیے اللہ کا قرآن تیرے سامنے نہیں آسکتا۔ میرے خیال میں یہ فاطمہ بنت خطاب کی بات آج تک پوری ہورہی ہے۔ اس نے کہا کہ مشرک کے سامنے قرآن نہیں آتا، میں لانہیں سکتی۔ آج تک شرک کرنے والوں کے سامنے قرآن آیا ہی نہیں، یہ تو آئے گا کہ فلاں بزرگ نے یہ فرمایا، فلاں بزرگ نے لڑکی کا لڑکا بنادیا، اچھی ٹھیکیداری ہے لڑکیوں سے لڑکے بنانے کا۔ ہم کس کس چیز کی اصلاح کریں۔ صاف کہا تو شرک کی لعنت میں گرفتار ہے قرآن تیرے سامنے نہیں آسکتا، اور اگر آ بھی گیا تو پھر بھی مستفید نہیں ہوسکتا۔

دعائے رسول ﷺ:

ادھر امام الانبیا محبوب کبریا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ نے جھولی پھیلا کر دعائیں شروع فرمارکھی ہیں، الٰہی عمر ابن خطاب کو اسلام کی دولت سے نواز دے۔ تیرا دین یتیم ہے، تیرا اسلام یتیم ہے، میں مار کھا کر تھک گیا ہوں۔ اے میرے مالک میرے چہرے کا لہو بہہ چکا، میرے گلے میں پٹکے ڈالے جاچکے، بیت اللہ میں مجھے مارا، مکے کی گلیوں میں میں مار کھا چکا ہوں، اے میرے پروردگار مجھے ایک ساتھی کی ضرورت ہے عمر ابن خطاب کو اسلام کی دولت عطا کردے۔ اسلام کی شان مانگی، اسلام کی جان مانگی، اور جان سب سے قیمتی چیز ہے اگر جان چلی جائے تو پیچھے کیا رہ جاتا ہے۔ فرمانے لگے فاطمہ اگر تو یوں نہیں دکھاتی تو کیسے دکھائے گی۔ فرمایا غسل کرلے، پاک ہوجا، پھر میں تجھے وہ اللہ کا قرآن دکھاؤں گی، وہ کلام پاک دکھاؤں گی۔ کہا میں دیکھوں گا ضرور، جس نے تجھے اتنی جرأت دی، اتنی قوت بخشی، تیرے اندر اتنی طاقت آگئی، میں وہ کلام دیکھے بغیر جاؤں گا نہیں، مجھے غسل کرادے۔ بہن پانی لاتی ہے پانی ڈالتی ہے، منہ سے خون نکل رہا ہے، ادھر پانی ڈالتی ہے، ادھر آسمان کی طرف چہرہ اٹھا کر دعا کرتی ہے الٰہی میرا کام پانی ڈالنا ہے اندر پاک کرنا تیرا کام ہے۔ جہاں تک میری ہستی تھی، میری طاقت تھی میں نے مار کھالی، میں نے مصیبت اٹھالی، ابھی یہ غسل کررہا ہے میں پانی ڈال سکتی ہوں، اس پانی کو اندر نہیں پہنچا سکتی۔ تو تو قطرہ قطرہ خون کا پیدا کرنے والا، رگ رگ کو پیدا کرنے والا۔ اے میرے پروردگار میں قیامت میں ناز کروں گی میرے بھائی کو جہنم سے بچالے۔ غسل کرادیا، قرآن کریم لاکر دیا، ورقوں کی سورت میں تھا، دو آیتیں اللہ تعالیٰ کے کلام کی پڑھی ہیں۔ آنکھو سے آنسو جاری ہوگئے اور کہنے لگے اب میری بہن میری بات سنو۔

چلو ڈھونڈیں غلاموں کو شہنشاہ کر دیا جس نے،
زمانے بھر کے غلاموں کو آقا کر دیا جس نے،
اگر تم چاہتے ہو کہ امن کو سارے زمانے میں،
تو پھر یہ دولت ہے پوشیدہ محمد ﷺ کے خزانے میں۔

فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا فاطمہ رضی اللہ عنہا میں نے تمہیں مارا ہے، تیرا بدلہ یوں اترے گا میرے گلے میں رسی ڈال کر مجھے کتے کی طرح گھسیٹ کر آقا کے، دریتیم کے دربار میں لے چل۔

بہاول پور کے مسلمانو! فاروق کو قرآن کی دو آیتوں نے بدل دیا تم سارا قرآن پڑھ کر نہ بدلے، تم سارا قرآن سن کر نہ بدلے۔ کیا نظارے ہوں گے، آگے آگے بھائی چل رہا ہے پیچھے پیچھے بہن چل رہی ہے، شکریے کے صدقے کرتی جاتی ہے، اے میرے معبود میری مار کی کوئی بات نہیں، میرا ویر ہے، میرا بھائی ہے، جہنم سے بچ گیا، ہدایت ہوگئی، یا اللہ تیرا لاکھ لاکھ شکر ہے، میرے بھائی کو ایمان کی دولت نصیب فرمادی۔ حضرت ارقم صحابی رضی اللہ عنہ ہیں، مدنی کریم ﷺ ان کے مکان میں ہیں۔ جو تلوار لے کر آئے تھے وہ ہاتھ میں تھی اور یہ بات بھول گئے کہ دارالندوہ میں ابولہب، ابو جہل، عتبہ، شیبہ، ولید ابن مغیرہ، یہ سارے کے سارے کافر انتظار کر رہے ہیں کب شور ہوگا۔ گیا ہوا ہے بہادر نبی کا سر اتارنے کے لیے، وہ سارے کافر بیٹھ کر انتظار کر رہے ہیں، کھانا پکائے بیٹھے ہیں، شراب کی بوتلیں رکھے بیٹھے ہیں، کب قتل کی خبر سنیں گے اور شراب و کباب کی محفل ہوگی۔ یہ شراب پینے والے سارے شاید انہی کی اولاد ہے، کیا مزہ آتا ہے۔

حرمت شراب:

ہندوستان میں، ہم پچھلے دنوں گئے ایک جگہ بیٹھے ہوئے تھے۔ سکھ نے بوتل کھولی شراب کی، وہاں تو عام ہے نا، ہندو لوگ بہت زیادہ پیتے ہیں، خدا کی قسم پیشاب سے زیادہ بو آئی، یہ آسمان کی طرف منہ کر کے یوں پی جاتے ہیں۔ کوئی مزے دار چیز کھاؤ پیو کہتے ہیں کہ طاقت بڑی رہتی ہے، اللہ میرا جانتا ہے مجھے تو پتہ نہیں تھا۔ ہمارے ماحول میں اللہ کا فضل ہے کہ شراب نہیں آتی، وہاں ہندوستان میں اس نے بوتل کھولی اور یوں بو آئی جیسے سڑا ہوا گند ہو، میں نے کہا لعنت ہے کیا چیز کھول کر بیٹھ گیا۔

صحابی رضی اللہ عنہ کہنے لگا یا رسول اللہ ﷺ! عمر آرہا ہے، تلوار ہاتھ میں ہے، ہائے نبی کا شیر

سیدنا امیر حمزہ رضی اللہ عنہ، سید الشہداء نے، جب حضور ﷺ کے کانوں میں یہ بات پڑی اور سنی اور فرمایا آقا فکر نہ کرو، اگر اچھائی سے آیا ہے تو سر پر بیٹھاؤں گا۔ آپ دیکھ لیں اگر یہاں آکر حرکت کرے گا اسی کی تلوار سے سر اتار کر اسی کی چھاتی پر رکھ دوں گا۔

نماز بیت اللہ میں:

نبی ﷺ کے سارے دیوانے بہادر تھے۔ یہ الزام ہے کہ نبی کے دیوانوں پر نبی کے صحابہ رضی اللہ عنہم پر، نبی ﷺ کے اہل بیت پر، عمر رضی اللہ عنہ اسلام لے آئے۔ اذان ہوئی حضور ﷺ نماز پڑھنے لگے تو عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا حضور ﷺ بیت اللہ میں عبادت کیوں نہیں۔ امام الانبیا محبوب کبریا حضرت محمد مصطفی ﷺ فرماتے ہیں میرا سر سجدے میں تھا، اونٹ کی اوجھڑی لاکر میری پشت پر رکھ دی، میری لخت جگر نے اتاری، میں بیت اللہ میں عبادت کرنے لگا، زور زور سے پتھر مارے، میرے سر سے لہو کی دھار دور جا کر پڑی۔

سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے عرض کیا حضور ﷺ اب وہ دن گئے، اب وہ دن رخصت ہوگئے جب چھپ چھپ کر نماز پڑھی جاتی تھی۔ اب خطاب کا بیٹا کلمہ پڑھ چکا ہے، رب ذوالجلال کی قسم! اب کوٹھڑی کی نماز نہیں پڑھنے دوں گا، چلو بیت اللہ میں آپ نماز پڑھیں۔ فرمایا عمر تیری قوم شرارت کرے گی، کہا قوم کو آپ چھوڑ دیں آپ بے فکر ہوجائیں، جو خطرہ تھا وہ آج تک تھا آپ چلیں۔ وہاں انتظار ہو رہا ہے کہ نبی کا سر آئے گا۔ نبی کو ساتھ لے کر بیت اللہ شریف میں جا پہنچے، اور اونچی جگہ پر کھڑے ہو کر للکار کی او مکے والو! جس نے اپنی بیوی بیوہ کرانی ہو آجائے مقابلے میں، جس نے اپنے بچے یتیم کرانے ہوں، وہ مقابلے میں آجائے۔ جس نے اپنا سب کچھ اجاڑنا ہو مقابلے میں آئے۔ اب تک خطاب کا بیٹا مسلمان نہیں بنا تھا اب میں کالی کملی والے کا غلام ہوں آؤ میں اسے دیکھ لوں گا، میرے آقا بیت اللہ میں نماز پڑھ رہے ہیں۔ کافر کہنے لگے کہ بھیجا تھا سر لینے کے لیے یہ تو سر دے بیٹھا۔ جب دار الندوۃ میں خبر پہنچی کہ تم یہاں انتظار کر رہے ہو، وہاں تو معاملہ کچھ اور ہوگیا عمر مسلمان ہوگیا۔

کفر بزدل ہوتا ہے:

کفر کے پاؤں نہیں ہوتے، کفر متزلزل ہوتا ہے، اس میں جان نہیں ہوتی۔ یہ جیسے نہیں کھلتے غباروں سے وہ اتنا بڑا نظر آتا ہے، جب ہوا نکل جائے تو ربڑ اتنی سی ہوجاتی ہے، کفر کی طاقت

یوں ہی ہے۔آپ کسی کافر کو بات کرتا ہوا دیکھیں گے ایسے معلوم ہوگا کہ اس کے پیچھے بہت بڑی فوج کھڑی ہے، بڑا طاقت ور ہے، شرک کی باتوں پر بڑا زور دے گا۔تھوڑا سا ہلا دو تو اگر مگر میں تو یوں کہنا چاہتا تھا، میری بات کا تو مطلب یہ تھا، فوراً بدل جائے گا، یہ تو ڈھیل آپ لوگوں کی ہے ورنہ اب تک دنیا میں شرک رہتا ہی نا۔

امام الانبیا ﷺ دولہا بن کر فاروق رضی اللہ عنہ کے دروازے پر:

مدنی کریم ﷺ نے نماز ادا فرمائی۔ ہجرت فرما کر فاروق رضی اللہ عنہ بھی مدینہ طیبہ چلے گئے، اعلیٰ درجے کا منصب ملا۔ بہاول پور کے مسلمانو! اگر تم میں سے کسی کے گھر کوئی بڑا افسر شادی کرنے کے لیے آجائے تو وہ گھر بڑا بن جاتا ہے؟ (جی) سب لوگ چاہتے ہیں کیا مقدر ہے وزیر اعظم تیرے گھر آیا ہے، تو تو بڑا خوش نصیب ہے تیرے گھر گورنر آ گیا۔ اور اندازہ تو لگا اس گھر کا کیا کہنا جس گھر پر دولہا بن کر سرکار مدینہ ﷺ تشریف لائے ہوں۔ فاروق رضی اللہ عنہ کے دروازے پر مدنی کریم ﷺ شادی کے لیے تشریف لائے۔سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی بیٹی ہے،، ام المومنین میں سے ہے، حضور ﷺ کی گھر والی ہے، ساری دنیا کے مسلمانوں کی ماں ہے۔

فاروق رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کا سسر ہے:

تمہارے بہاول پور میں سسر کا درجہ بیٹے جیسا ہے یا باپ جیسا ہے؟ (باپ جیسا) تو فاروق رضی اللہ عنہ نبی ﷺ کا سسر ہے، صدیق رضی اللہ عنہ نبی ﷺ کا سسر ہے، عثمان رضی اللہ عنہ نبی ﷺ کا دہرا داماد ہے، علی المرتضیٰ اکہرا داماد ہے۔

قرآن اور فاروق اعظم رضی اللہ عنہ:

فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے کئی مرتبہ مدنی کریم ﷺ کے سامنے رائے پیش کی، مختلف عنوانات تھے۔ قرآن کریم میں بھی ہے سترہ مقام ایسے ہیں کہ جو بات فاروق رضی اللہ عنہ نے فرش پر کہی اللہ نے عرش پر اسی بات کو قبول کر لیا۔ بہاول پور کے لوگو! میں تمہیں ایک بات کہوں گا اور رب ذوالجلال کی قوت کا اندازہ لگاؤ، وہ مالک الملک ہے، وہ احکم الحاکمین ہے، وہ بادشاہوں کا بادشاہ ہے، وہ سارے جہان کا پالن ہار ہے، وہ میرے فاروق رضی اللہ عنہ کی بات تو رد نہیں کرتا، تو کیوں کرتا ہے؟

تائید الٰہی:

بدر کے قیدی آئے مدینہ میں، بدر کی جنگ میں جو کافر گرفتار ہو کر آئے، حضور ﷺ نے مشورہ فرمایا تیری کیا رائے ہے؟ عرض کیا بتا تا ہوں کہ جو ستر کافر ہم پکڑ کر لائیں ہیں سب کو اڑا کر رکھ دو، کچا تو تھا نہیں۔

اور اگلی بات بتادوں؟ بڑی شان دار ہے۔ عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ کسی ایسے ویسے آدمی سے نہیں ان کی گردن کٹوانی، ان کے رشتہ دار یہاں مسلمان ہیں ان کے حوالے کرو، چچا بھتیجے کو مارے، بھانجا ماموں کی گردن کاٹے، بھائی بھائی کا پیٹ پھاڑے، اسلام کے ہوتے ہوئے کفر کی کوئی رشتہ داری نہیں۔ یہ رائے دی فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے کہ یہ جو بدر سے جتنے قیدی قیدی ہو کر آئے ہیں ایک کو بھی مت چھوڑو، اور رشتہ دار رشتہ دار کو مارے، یہ کسی کا لحاظ نہیں کرتا بابا۔

بدر کی جنگ ہو رہی ہے حضور ﷺ کی نظر پڑی، سگے ماموں کا ایک پاؤں پاؤں کے نیچے دبا رکھا ہے اور ایک ہاتھ سے اسے مار رہا ہے۔ حضور ﷺ کی نظر پڑی اے عمر رضی اللہ عنہ یہ تو تیرا ماموں معلوم ہوتا ہے۔ عرض کیا اے میرے آقا جب نسبت آپ سے نہیں جڑی تھی یہ ماموں تھے، یہ نانا تھے، جب آپ سے نسبت جڑ گئی اب جو تیرا ہے وہ میرا ہے، جو تیرا نہیں وہ میرا نہیں۔

یہ کس کا لحاظ کرتا تھا۔ اس لیے نہیں کافر کہتے کہ ایک سال اور زندہ رہ جاتے کفر کا نام ونشان مٹ جاتا۔ کیا معلوم کہ فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کس عظمت کے مالک تھے۔ اگر تم میں سے پوچھ لوں کہ ایران کا فتح کرنے والا کون ہے؟ قبرص کا فتح کرنے والا کون ہے؟ شام کا فتح کرنے والا کون ہے؟ فلسطین کا فتح کرنے والا کون ہے؟ مراکش کا فتح کرنے والا کون ہے؟ قیصر وکسریٰ کو ٹھوکر مار کر، ان کے تاجوں کو مدینے کی گلیوں میں رولانے والا کون ہے؟

کون ہے جس نے 22 لاکھ مربع میل پر دین اسلام کا جھنڈا لہرایا۔ ایرانیو! فاروق رضی اللہ عنہ کے فتح کیے ہوئے ملک میں بستے ہو، شامیو! فاروق رضی اللہ عنہ کے فتح کیے ہوئے ملک میں حکمرانی کرتے ہو، مصریو! فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی جوتیوں کا صدقہ، فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے ایثار کا صدقہ افریقہ فتح کیا، تمام کا تمام یورپ فتح کیا۔ بڑے بڑے علاقے فتح کیے۔ اگر یہ فاروق رضی اللہ عنہ کی فتح نہیں تو اور کس کی فتح ہے۔ تمہارا تو مزاج بنا ہوا ہے کہ جس نے کچھ کام کر کے دیا تم نے اسی کو گالی دی، اور جس نے تم سے فراڈ کیا، چاپلوسی کی، چمچہ بنا، تم اسی کے پیچھے

لگے۔ چناں چہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے مشورے پر عمل کیا گیا کہ ان میں شکست کھانی پڑی، اور اللہ میاں نے آواز دی۔ وَإِنْ يَأْتُوكُمْ أُسٰرٰى تُفٰدُوهُمْ وَهُوَ مُحَرَّمٌ عَلَيْكُمْ إِخْرَاجُهُمْ ط۔ اے میرے نبی ﷺ فاروق رضی اللہ عنہ کی رائے بہتر تھی۔ فرش پر جو عمر رضی اللہ عنہ کہتا ہے عرش پر خدا بھی وہی کہتا ہوں۔ عمر فاروق رضی اللہ عنہ کھڑے ہیں، مقام ابراہیم پر کھڑے ہیں، مدنی کریم ﷺ نے پوچھا کیا بات ہے؟ عرض کرنے لگے میرے آقا میرا دل چاہتا ہے طواف کرنے کے بعد میں یہاں دو رکعت نماز ادا کروں۔ میں اے فاروق اللہ کے حکم کے بغیر سانس نہیں لیتا، قدم نہیں بڑھاتا، جب مجھے اللہ نے حکم نہیں دیا میں نمازیں کیسے پڑھوں؟ عمر فاروق رضی اللہ عنہ آسمان کی طرف منہ اٹھا کر دیکھتے ہیں، آواز آئی: وَاتَّخِذُوا مِنْ مَّقَامِ إِبْرٰهٖمَ مُصَلًّى ط اے میرے نبی ﷺ فاروق رضی اللہ عنہ کے دل کو ٹھیس نہ پہنچاؤ، اس کی تمنا کو رد نہ کرو، اس کی آرزوؤں کو پورا کرو۔ اے میرے نبی ﷺ تم نے جھولی پھیلا کر مانگا تھا میں نے دیا تھا۔ جو بات یہ بیت اللہ میں کھڑا ہو کر کہتا ہے میں خدا عرش پر بیٹھ کر وہی کہتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے فاروق رضی اللہ عنہ کی رائے کو پسند کیا۔ تم مانو نہ مانو تمہاری کیا حیثیت ہے؟ تم نہ مانو میرا اللہ مان رہا ہے۔

پردے کی آیات:

مدنی کریم ﷺ کی حیات میں عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ، فاروق رضی اللہ عنہ بڑا غیرت والا تھا ورنہ نبی ﷺ کے سامنے کسی کی بولنے کی مجال ہے؟ عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! یہ آپ کی ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن، بیٹیاں، یہ ہماری عورتیں، یہ جو یوں ہی پھرتی ہیں مجھے تو اچھی نہیں لگتیں، پردہ ہونا چاہیے۔ فرمایا اے عمر رضی اللہ عنہ! اللہ نے مجھے حکم تو دیا نہیں میں ان کو پردے میں کیسے بٹھادوں؟ مفسرین نے لکھا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ٹھنڈا سانس لیا، اے میرے رب! کالی کملی والا تو تیرے حکم کا انتظار کر رہا ہے یہ میری مراد کب پوری ہوگی؟ میں پسند نہیں کرتا کسی کی بہو بیٹی کھلی پھرے۔ ہمارے زمانے میں اگر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ ہوتے تو ہم کچھ کھلا پلا کر بات طے کر لیتے۔ ہم انہیں سمجھاتے کہ پردے میں بیٹھنے سے جراثیم پیدا ہوتے ہیں، یہ جتنے کھڑے ہو کر پیشاب کرنے والے لوگ ہیں، یہ یوں ہی کہتے ہیں، یہ جو عورت پردے میں بیٹھی رہتی ہے، جراثیم ہو جاتے ہیں۔ تمہاری ساری عورتیں جراثیم سے بھری بیٹھی ہیں یہ جو

گلیوں میں پھرتی ہیں، فلموں میں ناچتی ہیں، ٹی وی پر ناچتی ہیں ان کے سارے جراثیم مر گئے۔ میں کہتا ہوں کہ باہر پھرنے سے جراثیم پیدا ہوتے ہیں ایسے جراثیم پیدا ہوتے ہیں کہ ان کے ختم کرنے کا تمہارے پاس کوئی انتظام نہیں ہے۔ یوں ہی پیچھے لگ جاتے ہیں جراثیم تو؟

لطیفہ:

لاہور کے پلیٹ فارم پر ایک عورت کالا برقع پہنے ہوئے، زنجیر کسے ہوئے، اور ایسے کستے ہیں جیسے گھوڑے کی زین ہو جا رہی ہے۔ ایک اس کے پیچھے لگ گیا، کبھی ادھر گئے، کبھی ادھر گئے، قریب آ کر کہنے لگا: پیاس تو آپ کو لگی ہوگی، کوئی بوتل لے آؤں؟ اس نے کہا لے آؤ۔ اس نے کہا بس بات بن گئی وہ بوتل لے آیا، وہ ڈکار گئی، اس کے بعد کہنے لگا کہ میرا خیال ہے آپ کے لیے سیب لے آؤں؟ اس نے کہا لے آؤ، اس نے کہا کہ ساتھ لے کر جاؤں گا، کام سیٹ ہے۔ سیب لایا کہنے لگا لیجیے کھائیے گا، وہ کہنے لگی نہیں آپ کھائیں۔ اس نے سوچا کہ لگتا ہے محبت ہوگئی ہے؟ مجھے کہتی ہے کھالے، نہیں آپ کھائیں۔ جب اس نے زیادہ اصرار کیا کہنے لگی میں کیسے کھاؤں میرے دانت ہی نہیں، صرف باہر نئے کپڑے تھے اندر پرانا کپڑا لپٹا ہوا تھا۔ یہ تو ایسے جراثیم ہیں کہ جو صرف کپڑوں کے ساتھ چمٹ جاتے ہیں اندر چاہیے پرانا ڈبہ ہو۔ جب اس نے کہا کہ میرے دانت نہیں پھر بھاگا کہ میں کس کے پیچھے بھاگ رہا ہوں۔ جراثیم تو اور بڑھتے ہیں، تمہارے یہاں بہاول پور میں گوشت ہوتا ہے؟ (ہوتا ہے) گوشت لاتے ہو نا؟ کپڑے میں لپیٹ کر لاتے ہو یا کھلا یوں ہی لاتے ہو؟ (لپیٹ کر لاتے ہیں) پہلے تو کاغذ میں قصائی لپیٹ کر دیتا ہے اس کے بعد رومال میں باندھتے ہو، پھر تھیلے شریف میں رکھتے ہو یہ انتظام کیوں کر رہے ہو۔ تمہارے بہاول پور میں گوشت پر ڈاکہ پڑتا ہے، ڈاکہ تو نہیں پڑتا، تمہارا خیال ہے چیل نہ پڑ جائے، کوا نہ پڑ جائے، ایک دو بوٹی لے جائے گا سارا تو نہیں لے جاسکتا کوا یا چیل۔ اے بہاول پور کے مسلمانو! پاؤ بھر بوٹی کے لیے کتنا انتظام ہو رہا ہے، کتنا اہتمام ہے، کاغذ میں لپٹا، رومال میں باندھا، تھیلے میں ڈالا اور ہر وقت نظر رہتی ہے گر نہ جائے، کہیں کوئی چیل کوا اٹھا کر نہ لے جائے۔ تھوڑے گوشت کا کتنا اہتمام ہے، یہ دو من کی لاش سڑکوں پر کیوں پھراتا ہے؟ اسے بازاروں میں کیوں گھماتا ہے؟ خدا کی قسم! اگر تیرے پاؤ گوشت میں سے دو بوٹیاں چیل نے اٹھالیں قصائی کے ہاں سے اور مل جائیں گی۔ اور اگر اس دو

من لاش پر کوئی کوا اگر پڑا قیامت تک تیری آبرو واپس نہ ہو سکے گی۔ اسے کیا معلوم کہ یہ دو من گوشت کتنا خطرناک ہے۔ ایسی بات بنادی کہ گھر بیٹھنے سے جراثیم پیدا ہوتے ہیں۔

فرمان الٰہی اور فاروق اعظم رضی اللہ عنہ:

تو فاروق رضی اللہ عنہ نے مشورہ دیا میرے آقا ﷺ پردہ ہونا چاہیے۔ یہ کیا ہے کہ عورتیں یوں ہی گلیوں میں پھرتی رہیں۔ فرمایا فاروق میں اللہ کے امر کے بغیر کیسے اعلان کروں، کیسے کہوں؟ آواز آئی: یٰٓاَیُّهَا النَّبِیُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِكَ وَبَنٰتِكَ وَنِسَآءِ الْمُؤْمِنِیْنَ یُدْنِیْنَ عَلَیْهِنَّ مِنْ جَلَابِیْبِهِنَّ ؕ (الاحزاب:۵۹)۔ اے میرے نبی اپنی گھر والیوں کو، اپنی بیٹیوں کو، اللہ کا طرز کلام تو دیکھ، خدا کو چاہیے تھا نا کہ اللہ میاں کو پتہ تھا کہ نبی ﷺ کی گھر والیاں بھی پاک ہیں، نبی ﷺ کی بیٹیاں بھی پاک ہیں۔ پہلے فرمایا مومن عورتوں کو منع کرو، مسلمان عورتوں کو منع کرو۔ اللہ میاں جانتا تھا اگر میرے نبی ﷺ کے گھر میں پردہ نہ ہوا تو باہر کیسے ہوگا؟ گھر سے شروع کیا۔ قل لازواجك اے میرے محبوب!

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے کہو، حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا سے کہو، حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا سے کہو، حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے کہو، حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا سے کہو، حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا سے کہو، حضرت زینب رضی اللہ عنہا سے کہو، حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا سے کہو،

قل لازواجك۔ ساری ازواج مطہرات سے کہو، چلو جی گھر والوں کے لیے حکم آ گیا۔ فرمایا: وبناتك اے میرے نبی ﷺ! حضرت زینب رضی اللہ عنہا سے کہو، حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا سے کہو، حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا سے کہو، حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے کہو، وَبَنٰتِكَ اپنی بیٹیوں کو کہو۔

تیسرے نمبر پر فرمایا: ونساء المؤمنین۔ مومن عورتوں سے کہو۔ یدنین علیهن من جلابیبهن اگر ضرورت کے وقت با امر مجبوری ان کو نکلنا بھی پڑے تو اتنی لمبی چادر اوڑھ کر نکلیں کہ پاؤں تک نظر نہ آئیں۔

نبی ﷺ نے بلایا فاروق رضی اللہ عنہ آجا تجھے مبارک ہو جو بات تم نے فرش پر کہی تھی خدا نے عرش سے وحی پیغام بھیج دیا۔ جس ذات کے موافقت میں قرآن اتر رہا ہے، خدا بول رہا ہے،

نبی ﷺ بشارت دے رہا ہے، تو اس پر تو برا نہ کر، اس کا تو گلہ نہ کر، تو اس کو ترا برا نہ کہہ۔ اور جس نے ساری زندگی اسلام کے لیے وقف کر دی اور بہادری کے جوہر دکھائے کہ رہتی دنیا تک یاد رہیں گے۔

انسان چار چیزوں سے عبارت ہے:

آدمی کی سمتیں کتنی ہیں؟ (چار) دائیں، بائیں، آگے، پیچھے۔ مشرق، مغرب، شمال، جنوب چار ہیں نا؟ (جی) اور آدمی چار چیزوں سے مرکب ہے۔ مٹی، پانی، ہوا، زمین و آگ۔

آگ کی غلامی:

میں کہتا ہوں فاروق رضی اللہ عنہ وہ ہے جس کی غلامی سارا نظام کرتا ہے۔ آتش فشاں پہاڑ سے لاوا نکلا، آگ نکلی، بستیوں کو جلا رہی ہے، آگ بڑھ رہی ہے۔ لوگ دوڑے دوڑے آئے امیر المومنین فاروق اعظم بستیاں جل گئیں، راکھ بن گئیں، معاملہ بگڑ گیا، آگ آ رہی ہے، لوگ بھاگ رہے ہیں، فرمایا میں جا کر کیا کروں گا؟ یہ میری چادر لے جاؤ آگ کے سامنے کر دینا۔ تاریخ شاہد ہے، علما نے لکھا ہے کہ فاروق رضی اللہ عنہ کی چادر جب آگ کے سامنے گئی، آگ واپس لوٹ کر پہاڑ میں داخل ہو گئی۔ آگ شرم کھا گئی، تو شرم نہیں کھاتا۔ حضرت فاروق رضی اللہ عنہ کی چادر کو دیکھ کر آگ واپس ہو گئی۔

میں نے انصاف نہیں کیا:

فاروق اعظم رضی اللہ عنہ مدینہ طیبہ میں کھڑے ہیں، زمین میں زلزلہ آیا۔ آپ نے درہ مارا ٹھہر جا، میں نے تجھ پر ظلم کبھی نہیں کیا تجھے ہلنے کی اجازت نہیں۔ جس وقت سے مدینے کی زمین پر فاروق رضی اللہ عنہ کا درہ لگا ہے، آج تک مدینے کی زمین میں زلزلہ نہیں آیا۔ زمین غلامی کرتی ہے، آگ غلامی کرتی ہے۔

ہوا کی غلامی:

مسلمانوں کا لشکر مدینہ طیبہ سے تین سو میل دور کفار کے ساتھ جنگ کر رہا ہے۔ ادھر کافروں نے گھیرنے کا پروگرام بنا لیا، مسلمان گھیرے میں آ رہے تھے یہ مدینہ طیبہ میں ہیں، منبر رسول پر کھڑے ہیں، تین سو میل کا فاصلہ ہے۔ یہاں سے آواز دی یَا سَارِیَۃَ الْجَبَلِ! اے مسلمانو! پہاڑوں کی طرف سے خطرہ ہوا اوپر چڑھ جاؤ۔ سارے صحابہ کہتے ہیں، تابعین کہتے ہیں

ہمارے کانوں میں ایسی آواز آئی جیسے ہمارے پاس کھڑے ہو کر فاروق رضی اللہ عنہ نے حکم دیا ہو۔ ثابت کیا ہوا کہ ہوا نے غلامی کی۔ ادھر مدینے میں خطیب بولا، ادھر تین سو میل آواز پہنچ گئی، تمہارے آگے ٹی وی لگی ہوئی ہے، یہ جو لعنت کے ایریل لگے ہوئے ہیں، تمہاری آواز جاسکتی ہے فاروق رضی اللہ عنہ کی نہیں جاسکتی۔ ہوا نے غلامی کی۔

دریا کی غلامی:

لوگوں نے آکر شکایت کی کہ ہمارے یہاں دریائے نیل بہتا ہے جب وہ خشک ہو جاتا ہے تو ایک لڑکی کو ہار و سنگار کر کے ہم اس میں پھینکتے ہیں پھر وہ چلتا ہے۔ ہائے فاروق رضی اللہ عنہ کی غیرت کو جوش آیا، کاغذ لیا، ایسے نہیں فرمایا میں دعا کروں گا، یہ نہیں فرمایا میں سجدہ کروں گا، یہ نہیں فرمایا سوچیں گے، میں انجمن یا مشاورت بلاؤں گا، میں مشورہ کروں گا۔ کاغذ لیا اور فرمایا: یاایھا البحر اے دریا سن لے اگر تو خدا کے حکم سے بہتا ہے تو بہتا رہ، ورنہ تیرا ایک قطرہ ہمیں پانی درکار نہیں، خشک ہو جا، عمر رضی اللہ عنہ تجھ سے پوچھے گا آکر، اگر تم نے کہنا نہ مانا تو سزا دی جائے گی۔ چناں چہ وہ خط پہنچا، لیٹر بکس میں نہیں پھینک کر آئے، فرمایا جاؤ دریا کی ریت میں دفن کردو۔ تاریخ شاہد ہے کہ دریائے نیل کی زمین نے آج تک سورج کا منہ نہیں دیکھا۔ اٹھارہ فٹ ہے پانی، کبھی نہیں ہوا دریائے نیل میں۔ پانی غلامی کرتا ہے، آگ غلامی کرتی ہے، ہوا غلامی کرتی ہے، زمین غلامی کرتی ہے۔ پتہ چلا کہ مسلمانوں کو بھی غلامی کرنی چاہیے۔

سن ہجری کا آغاز:

فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے سن ہجری مقرر کیا۔ جو فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کو نہیں مانتا اس کو سن ہجری یکم محرم الحرام کو منانے کا کوئی حق نہیں۔ یہ کیا جو عمر نے پکایا ہے، وہ کھاتا بھی جاتا ہے، بکتا بھی جاتا ہے۔ محرم جو ہے یہ کس نے مقرر کیا فاروق رضی اللہ عنہ نے۔ فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نہ ہوتا تو تجھے پتہ نہ چلتا کہ سن ہجری کب شروع اور کیوں ہوا؟ دعا مانگ کر ہجری ثابت نہیں کی، جان دے کر ثابت کی ہے۔ شہادت کا جام نوش کر کے ثابت کیا ہے کہ مسلمانوں کا سن ہجری آج سے شروع ہے۔

اللہ کا ڈر:

فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے بارے میں کتابیں بھری پڑی ہیں۔ آپ لوگ مطالعہ کریں جس قدر خوف خدا ہے، کروٹیں بدل رہے ہیں، بے تحاشہ رو رہے ہیں، کسی نے آکر پوچھا کیا بات ہے؟

فرمانے لگے کیا بتاؤں فلاں نہر کے پل میں ایک سوراخ ہو گیا ہے پتہ چلا کہ ایک بکری کا پاؤں اس میں آ کر موڑا گیا۔ ڈرتا ہوں کل قیامت کا دن ہو گا بکری دھائی کرے گی، کیا جواب دوں گا۔

عیسائی جاسوس کی آمد:

اسی فاروق رضی اللہ عنہ کے زمانے میں عیسائی جاسوس مدینے میں آیا۔ اللہ پاک ہر مسلمان کو مدینے پاک کی زیارت نصیب فرمائے (آمین)۔ عیسائی جاسوس کہنے لگا تمہارا شاہی محل کہاں ہے؟ انہوں نے کہا یہ تیرے پیچھے بغیر چھت والا گھر۔ اس نے کہا کہ میں تم سے شاہی محل پوچھ رہا ہوں، اس نے کہا یہی تو ہے، اس نے کہا یار مذاق نہ کرو۔ بغیر چھت کا گھر یوں ہی کچا اور ایک کونے میں کچھ کھجور کی چھال رکھ کر یوں ہی سایہ بنایا ہوا ہے، کبھی شاہی محل یوں بھی ہوا کرتے ہیں۔ ہائے اس عیسائی جاسوس کو ہمارے ملازمین کے مکانوں کا پتہ نہ چلا، جب جاؤ تو بیٹھک کھلتے ہی انسان دنگ رہ جاتا ہے، صوفہ سیٹ رکھا ہے، یہ وہ لگا ہوا ہے، حضور آپ کی تنخواہ کیا ہے؟ ساڑھے تین سو روپے اور یہ اتنا بڑا صوفہ، فرنیچر یہ کیا ہے؟ بس آپ کی دعا کا صدقہ ہے، اللہ کا فضل ہو ہی جاتا ہے، ہم یہی دعا کر رہے ہیں؟ بغیر چھتا ہوا محل۔ خود علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ تشریف لائے، رات کا وقت ہے اے عمر مجھے آپ سے کچھ گفتگو کرنی ہے، فرمایا ذاتی گفتگو ہے یا سرکاری؟ فرمایا میری آپ کی ذاتی گفتگو ہے، پھونک مار کر چراغ بجھا دیا۔ اے علی رضی اللہ عنہ، اے عمر رضی اللہ عنہ مہمان کے آنے پر لوگ چراغ روشن کیا کرتے ہیں، بتیاں جلاتے ہیں، آپ نے میری آمد پر چراغ بجھا دیا۔ فرمایا اے علی رضی اللہ عنہ! بات میری تیری ہو گی اس چراغ میں تیل سرکاری ہے، قوم کے خزانے کا تیل جلا کر عمر کو کوئی حق نہیں کہ میں اور تو بیٹھیں، بات کریں کوئی بات تو تھی تا کہ ساری دنیا فتح کر کے دکھا دی۔

عیسائی جاسوس کہنے لگا کہ چلو چلو شاہی محل تو دیکھ لیا، شہنشاہ تو دکھاؤ کہاں ہے؟ کہنے لگا کہ اپنے گھر کے خرچ کے لیے لکڑیاں اکٹھی کرنے گیا ہے، لکڑیاں لینے گیا ہے، امیر المومنین خلیفۃ المسلمین کا کردار ہے۔ ہمارے ہاں جتنے سرکار ہوتے ہیں، اللہ سرکاریوں غیر سرکاریوں کو اپنی حفاظت میں جگہ عطا فرمائے (آمین) یہ تمہیں نظر آتے ہیں، یہ ڈرتے بڑے ہیں، تمہیں جب پیاس لگے پانی پی لو، جب بھوک لگی کوئی چیز کھالو، بازار سے کھالو، گھر سے کھالو، ریڑھی والے سے کھالو، ہوٹل والے سے کھالو۔ بڑا آدمی جب تک ڈاکٹر ٹیسٹ نہ کر دے پی نہیں سکتا، زہر نہ

ملا دیا ہو؟ کھانا کھانا نہیں، جب یہ لیٹرین میں جاتے ہیں تو عجیب حالت ہوتی ہے، یوں ڈرتے ہیں حالاں کہ جو رات قبر میں آنی ہے وہ زمین پر نہیں آسکتی، اور جو زمین پر آنی ہے پوری دنیا کی طاقت قبر میں نہیں پہنچا سکتی۔ اسی کا نام توحید ہے، اسی کا نام یقین ہے، اس کا نام ایمان ہے۔
کہنے لگا کہ تمہارا بادشاہ لکڑیاں اکٹھی کرنے گیا ہے اس نے کہا ہاں، کس طرف کو گئے ہیں؟ اس طرف کو، وہ بھی چل دیا، جنگل میں پہنچا درخت کے سائے میں فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کوئی ساتھی نہیں، حفاظتی دستہ نہیں، بالکل آرام سے بے خوف وخطر سوئے ہوئے ہیں، عیسائی جاسوس کے پاس تلوار تھی کہنے لگا لو بھئی کام بن گیا، کوئی نہیں پاس اس نے بہت تنگ کر لیا، پوری دنیا میں ہمیں ٹھکانہ نہ ملا، یہ فتح ہی کرتا جاتا ہے آج ٹکڑے کر دوں گا مزہ آجائے گا۔ تلوار نکالی اور وار کرنا چاہا، سرہانے کی طرف سے شیر ببر اٹھا، دھاڑنے لگا، شور کرنے لگا عیسائی ہائے مر گیا، ہائے بچاؤ۔ فاروق اعظم رضی اللہ عنہ جاگ اٹھے کیا ہوا، مجھے بچالو، مجھے بچالو، بتاؤ بھی کچھ، کیا بتاؤں مدینے میں آیا تھا، آپ کو تلاش کر رہا تھا، یہاں پہنچا میں آپ کی زیارت کرنے لگا، شیر مجھے دھاڑنے لگا، فرمایا جملے ملتے تو نہیں، زیارت کرنا تو قصور تھوڑا ہی ہے۔ فاروق اعظم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں اچھا پیچھے جاتا ہوں، ذرا پیچھے ہٹے شیر آگے بڑھا، مجھے بچالو سچ بتاؤں گا، فاروق رضی اللہ عنہ آگے بڑھے اور فرمایا بتا؟ کہنے لگا میں آپ کی زیارت کرنے لگا شیر دھاڑنے لگا، فرمایا بات بنتی نہیں، پھر فاروق رضی اللہ عنہ پیچھے کو ہٹے اور شیر آگے بڑھا، اب سچ بتا دوں گا مجھے بچالو۔ کہنے لگا میں عیسائی ہوں مدینے پاک میں آکر آپ کو تلاش کیا، تو پھر آپ کو تنہا سوتے ہوئے پایا، میں نے دیکھا فوجی دستہ کوئی نہیں، باڈی گارڈ کوئی نہیں، حفاظتی دستہ کوئی نہیں، پاس کوئی نہیں، میں ٹکڑے کر کے کام ختم کر دوں۔ فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے فرمایا ٹھیک ہے تو مجھے اکیلا سمجھتا ہے تجھے یہ معلوم نہیں میں خدا کی زمین پر انصاف کرتا ہوں، اس کی مرضی میں باڈی گارڈ دستہ کیوں رکھوں، میں حفاظتی دستہ کیوں رکھوں۔ اس کی مرضی وہ میری حفاظت خود کرے یا شیروں سے کروائے۔ میں آج بھی کہتا ہوں کہ کوئی فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کو برا نہ کہے دنیا میں شیر آج بھی بہت ہیں۔ اس وقت تو فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے اس کو بچا لیا تھا اب اگر شیر اٹھ کھڑے ہوئے تو بچو گے نہیں۔

سادگی:

سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ سادہ زندگی گزارتے تھے۔ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ،خود حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ،حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ،عبدالرحمٰن ابن عوف رضی اللہ عنہ اور بہت بڑا وفد صحابہ کا سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں آ گیا۔اور عرض کی ام المومنین ہم تو ڈر گئے ہیں،یہ کیا ہے؟کبھی فلاں ملک کا وفد آیا ہوا ہے،کبھی بادشاہ آتے ہیں،اور فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے لباس میں سترہ پیوند لگے ہوئے ہیں۔ اب تو سونا چاندی مدینہ کی گلیوں میں رلتا پھرتا ہے۔فاروق رضی اللہ عنہ سے کہہ دو کہ اچھا کپڑا پہنے۔حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کے ابا تشریف لائے تو عرض کیا میرے ابا!یہ کیا حالت آپ نے بنا رکھی ہے؟اب تو فتوحات کی بڑی کثرت ہے،اب تو مال غنیمت بہت آتا ہے،خود اچھے کپڑے پہن لیا کریں۔دوسرے ملکوں کے وفود آتے ہیں،وہ آپ کو دیکھ کر کیا کہیں گے؟سمجھ گئے فرمانے لگے اے حفصہ ان کے نام بتا جو تجھے یہ بات کہہ کر گئے ہیں میں انہیں سزا دوں گا۔اے حفصہ رضی اللہ عنہا تو خود ہی بتا امام الانبیا محبوب کبریا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ نے تیرے گھر میں بستر کیا تھا؟ فرمانے لگی ابا جان ٹاٹ کا بنا ہوا تھا،آدھا نیچے بچھا لیتے تھے آدھا اوپر اوڑھ لیتے تھے۔اور فرمایا حفصہ رضی اللہ عنہا جن کپڑوں میں وفات ہوئی وہ کپڑے کیسے تھے؟حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا نے رو دیا،فرمانے لگی ابا جی کیا عرض کروں،اتنے ہی پیوند لگے تھے جتنے آج آپ کے کپڑوں میں ہیں۔فرمایا حفصہ رضی اللہ عنہ تو مجھے نبی ﷺ کے دربار میں ذلیل کرنا چاہتی ہے؟ اسی حالت میں جاؤں گا جس میں بیٹھا ہوں تا کہ دربار رسالت میں شرمندگی نہ ہو۔

فاتح بیت المقدس:

وہ فاروق رضی اللہ عنہ جو بیت المقدس کے لیے چلا تو ایک منزل غلام کو سوار کرتا ہے اور ایک منزل خود سوار ہوتے ہیں۔جس نے غلاموں کو برابری کا درجہ دیا۔اور جب بیت المقدس قریب آیا غلام کا نمبر سواری کا ہے فاروق رضی اللہ عنہ کا نمبر پیدل چلنے کا ہے۔یہ نہیں کہا کہ لوگ کیا کہیں گے؟فاروق رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں نکیل ہے،غلام سوار ہے،پرانے کپڑے ہیں،پیوند لگے ہوئے ہیں،جب بیت المقدس کے یہودیوں نے پوچھا یہ اوپر کون؟غلام ہے،یہ نیچے کون ہے؟ یہ آقا ہے۔لڑنے کی کوئی ضرورت نہیں بیت المقدس کی چابیاں سنبھال لو۔

شہید مدینہ:

یہ وہ فاروق رضی اللہ عنہ ہیں۔کوئی بدر میں شہید ہوا ہوگا، کوئی احد میں شہید اہوگا، کوئی حنین میں شہید ہوا ہوگا، کوئی خندق میں شہید ہوا ہوگا، کوئی تبوک میں شہید ہوا ہوگا، کوئی یرموک کا شہید ہوگا، کوئی کربلا کا شہید ہوگا۔فاروق رضی اللہ عنہ مدینہ کا شہید ہے منبر اور مصلے کا شہید ہے۔

اہمیت صلوٰۃ:

نماز پڑھا رہے ہیں خنجر مارا، کئی وار کیے بے ہوش ہوکر مصلے پر گر پڑے۔اے نبی ﷺ کے صحابہ تمہاری قبروں پر کروڑ ہا رحمتیں نازل ہوں (آمین)۔سنو امیر المومنین بے ہوش ہوکر مصلے پر گر پڑے، خنجر پہ خنجر لگ رہا ہے، میں قسم کھا کر کہتا ہوں نبی ﷺ کے دیوانے نے نماز کی نیت نہ توڑی، نبی ﷺ کے کسی پروانے نے نماز کی نیت نہ توڑی، عبدالرحمٰن ابن عوف آگے بڑھے، لیکن نماز مکمل کرا رہے ہیں۔اور اس ظالم نے تیرہ صحابہ کو خنجر مارا، باہر نکلنے کے لیے، خنجر تو کھا رہے ہیں لیکن نماز نہ توڑی۔صحابہ ایسی نماز پڑھتے تھے، ہم تو پڑھتے ہی نہیں۔مجھے ایک ملنگ ملا بات چل پڑی میں نے کہا نماز نہیں پڑھتا؟ کہتا ہے میں اندر سے پڑھتا ہوں۔میں نے کہا پانی باہر سے پیتا ہے، روٹی باہر سے کھاتا ہے اور نماز اندر سے پڑھتا ہے۔صحابہ اندر سے نماز نہیں پڑھتے تھے، ایسی نماز پڑھی کہ خنجر چل رہے ہیں مگر امام الانبیا ﷺ کے شاگرد نماز نہیں توڑتے، تیرہ صحابہ کو خنجر مار چکا ہے۔

فاروق رضی اللہ عنہ کی درخواست:

امیر المومنین خلیفۃ المسلمین سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کبھی ہوش آجاتا ہے کبھی بے ہوشی طاری ہو جاتی ہے۔جب ہوش آیا فرمایا میرے بیٹے عبداللہ جا عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے بھیک مانگ لا، خیرات مانگ کر لا، کون سی خیرات؟ یہ حجرہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا جو ہے جس میں مدنی کریم ﷺ ہیں، ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں، حجرے کی مالک عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا ہے، ایک تیسری قبر کی جگہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے اپنے لیے رکھی ہوئی ہے۔جاؤ ذرا جاکر کہو کہ عمر رضی اللہ عنہ آپ سے بھیک مانگتا ہے نبی ﷺ کے قدموں میں سونے کے لیے۔
سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے تاریخ کو شرمندہ کر دیا۔آج دس روپے صدقہ دو تو مل سکتے ہیں، خیرات کرو تو اور مل سکتے ہیں، مسجد پر خرچ کرو تو اللہ سے اور اضافے کی امید ہے، مدارس پر

خرچ کرو گے تو اللہ سے برکت کی امید ہے۔ لیکن عائشہ رضی اللہ عنہا جانتی ہے نہ اور نبی ﷺ آئے نہ روضہ بنے نہ مجھے قبر کی جگہ ملے۔ فرمانے لگی عبداللہ دنیا کا کوئی اور ہوتا میں نہ دیتی، فاروق رضی اللہ عنہ کو جواب دیتے ہوئے شرم آتی ہے، میرے محبوب کالی کملی والے سے اللہ نے جھولی پھیلا کر مانگ کر لیا تھا اس لیے جواب نہیں دیتی۔ واپس آئے ابا جی ہو آیا ہوں، واہ عمر رضی اللہ عنہ، فرمانے لگے عبداللہ ٹھہر جا مجھے اٹھا کر بٹھاؤ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا جواب لیٹے لیٹے سننا بے ادبی سمجھتا ہوں۔ عرض کیا اجازت دے دی۔ اپنی قبر کی جگہ آپ کو دیتی ہے، واہ عمر رضی اللہ عنہ تیر اانصاف، تیرا عدل کیا کہنا تیرے خوف خدا کا، بات دیکھو کمال کی۔ فرمایا اے عبداللہ بات سنو ٹھیک ہے، الحمدللہ، اللہ جزائے خیر دے، عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے اجازت دے دی۔

وفات کے بعد:

میرے بعد کئی لوگ دوسری طرح کے بھی آئیں گے وہ کہیں گے کہ حکومت کا رعب دے کر لے لی ہوگی، حکومت کا دباؤ دے کر لے لی ہوگی۔ آخر خلیفہ وقت تھا جواب کیسے دے دیتی، اس لیے جواب ملنا مشکل تھا۔ اے لوگو! اب بھی اجازت مل گئی۔ اور جب میری روح پرواز کر جائے، جب میرا جنازہ تیار ہو جائے، نماز جنازہ سے فارغ ہو کر عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے دروازے پر جنازے کو لے جا کر رکھ دینا اور کہنا:

سر چھپائے کفن میں آج عمر
اور سوالی آپ سے ہے سر بسر

اور ان کو اجازت دیجیے، تا کہ قدموں میں نبی ﷺ کے جا بیٹھے۔

اے لوگو میں مر جاؤں شہید ہو جاؤں، نہ میری حکومت ہو، نہ میری خلافت ہو، جنازے کو عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے دروازے پر لے جانا اگر اس وقت اجازت دے دے تو دفن کر دینا ورنہ جنت البقیع میں دفن کر دینا۔ کیا انصاف ہے، کیا عدل ہے فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کا کہ اپنے دفن کے لیے بھی کوئی گڑ بڑ نہیں۔ ہمارے ہاں تو کفن دفن اور غسل کے وقت لوگ ولی بن جاتے ہیں، جب کوئی مر جائے سنت کے مطابق غسل دینا، سنت کے مطابق کفن بنالو، سنت کے مطابق قبر میں اتارنا۔ اور کبھی یہ سوچا کہ ساٹھ برس تک جو تایا جی نے قرضوں کی چھٹی رکھی اس کا کیا بنے گا؟ غسل سنت کے مطابق، کفن سنت کے مطابق، قبر سنت کے مطابق۔

یہ ساٹھ برس جو فرض ٹھکرائے، جو واجبات ٹھکرائے، تو تمام چیزوں سے بے پرواہ ہو کر کبھی مسجد میں نہیں آیا، ان فرضوں کا کیا بنے گا۔ نہیں جی آخر کار کچھ تو بنے گا نا، مرنے کے وقت سنت پر عمل کرنے سے ساری عمر سنت میں شمار ہو جائے گی۔ اچھا خدا کی عدالت میں اندھیرا ہے کہ مرتے وقت کلی کرلو تو منہ پاک ہو گیا۔ کسی پر نماز معاف نہیں، کسی پر حج معاف نہیں، کسی پر زکوۃ معاف نہیں، کسی کو شرک کی اجازت نہیں۔

آخر دین ہے، آئین ہے، قانون ہے، ضابطہ ہے، دستور ہے۔ یہ قرآن کریم مردوں کے لیے دنیا میں نہیں آیا۔ ہمارے ہاں مزاج بنا ہوا ہے قرآن کریم مردوں کے حوالے کر دو، جب کوئی مر جاتا ہے تو سارے کے سارے ولی بن کر بیٹھ جاتے ہیں۔ قرآن پڑھو جی، ختم ہو گیا قرآن؟ پانچ منٹ میں انگلی پھیر کر قرآن ختم کرتے ہیں، کون پڑھے؟ دعا کرو کہ اللہ ہمیں صحابہ کرام، اہل بیت عظام کا خادم اور غلام بنائے (آمین)

وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

سیرت وشہادت
سیدنا عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ نَحْمَدُهٗ وَنَسْتَعِيْنُهٗ وَنَسْتَغْفِرُهٗ وَنُؤْمِنُ بِهٖ وَنَتَوَكَّلُ عَلَيْهِ وَنَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّاٰتِ اَعْمَالِنَا مَنْ يَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهٗ وَمَنْ يُّضْلِلْهُ فَلَا هَادِيَ لَهٗ وَنَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَلَا نَظِيْرَ لَهٗ وَلَا مِثْلَ لَهٗ وَلَا مُعِيْنَ لَهٗ وَلَا وَزِيْرَ لَهٗ وَلَا مُشِيْرَ لَهٗ وَنَشْهَدُ اَنَّ سَيِّدَنَا وَسَنَدَنَا وَنَبِيَّنَا وَشَفِيْعَنَا وَهَادِيْنَا وَمُرْشِدَنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ اَرْسَلَهٗ بِالْحَقِّ بَشِيْرًا وَّنَذِيْرًا، وَاَصْحَابِهٖ وَاَزْوَاجِهٖ وَبَارِكْ وَسَلِّمْ تَسْلِيْمًا كَثِيْرًا كَثِيْرًا ۝

اَمَّا بَعْدُ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ۝ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝ "لَقَدْ رَضِيَ اللّٰهُ عَنِ الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ يُبَايِعُوْنَكَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ فَعَلِمَ مَا فِيْ قُلُوْبِهِمْ فَاَنْزَلَ السَّكِيْنَةَ عَلَيْهِمْ وَاَثَابَهُمْ فَتْحًا قَرِيْبًا ﴿۱۸﴾ وَّمَغَانِمَ كَثِيْرَةً يَّاْخُذُوْنَهَا ؕ وَكَانَ اللّٰهُ عَزِيْزًا حَكِيْمًا ﴿۱۹﴾" (الفتح)

وَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ اَصْحَابِيْ كَالنُّجُوْمِ بِاَيِّهِمْ اقْتَدَيْتُمْ اهْتَدَيْتُمْ ۝ وَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ اِذَا رَاَيْتُمُ الَّذِيْنَ يَسُبُّوْنَ اَصْحَابِيْ فَقُوْلُوْا لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلٰى شَرِّكُمْ صَدَقَ اللّٰهُ مَوْلَانَا الْعَلِيُّ الْعَظِيْمُ ۝ وَبَلَّغَنَا رَسُوْلُهُ النَّبِيُّ الْكَرِيْمُ وَنَحْنُ عَلٰى ذٰلِكَ لَمِنَ الشّٰهِدِيْنَ وَالشّٰكِرِيْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ ۝ اَللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ ۝

قرآن کریم کی یہ چند آیات سورہ فتح کی ہیں۔ اصل وجہ ان آیات کے تلاوت کی یہ ہے کہ اٹھارہ ذی الحجہ مدینہ طیبہ میں امیر المومنین، خلیفۃ المسلمین سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ جامع القرآن کی شہادت ہوئی۔

ان کا ذکر اس لیے کرتے ہیں کہ کل قیامت میں ہم کہہ سکیں گے کہ ہم بھی ہیں تیرے ثناء خوانوں میں!

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اول اسلام لائے:

سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ ابتداء ہی میں مسلمان ہوئے۔ خود ارشاد فرماتے ہیں کہ میری خالہ عروی بنت عبد المطلب حضور ﷺ کی پھوپھی ہیں۔ عثمان رضی اللہ عنہ کی خالہ ہیں۔

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا قبول اسلام:

حضور ﷺ ان کی عیادت اور بیمار پرسی کے لیے آئے۔ میں اپنی خالہ کے پاس بیٹھا ہوا تھا۔ نظر جما کر حضور ﷺ کو دیکھ رہا تھا۔ حضور ﷺ نے خود ارشاد فرمایا عثمان رضی اللہ عنہ کیا دیکھ رہے ہو؟

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کیا کہ قوم قریش آپ کی برائی کرتی ہے اور آپ اتنے حسین ہیں۔

حضور ﷺ نے فرمایا کہ عثمان! میں اللہ کا پیغمبر ہوں۔ خداوند قدوس کی وحی مجھ پر آتی ہے۔ میں قرآن کریم لوگوں کو سناتا ہوں۔ میرا مزاج کسی کو گالی دینا اور برا بھلا کہنا نہیں۔ میں شرک کی نفی کرتا ہوں۔ اللہ کے سوا کسی اور معبود کو میں نہ مانتا ہوں اور اپنے ماننے والوں کو نہ ماننے دیتا ہوں۔

عثمان رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے عرض کیا کہ آپ پر جو قرآن کریم اترتا ہے، وہ آپ مجھے سنائیں۔

حضور ﷺ نے دو آیتوں کی تلاوت فرمائی۔ میرے رونگٹے کھڑے ہو گئے۔

پھر اس کے بعد میں نے ہاتھ بڑھا دیا کہ آپ مجھے کلمہ پڑھائیں۔ میں مسلمان ہوتا ہوں۔

ایک روایت یہ ہے اور ایک روایت میں آتا ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اسلام قبول کیا۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ دوست تھے، جا کر ان سے کہا عثمان رضی اللہ عنہ! جس راستے پر میں چلوں، تمہیں وہ راہ پسند ہے؟

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہاں! اس راہ پر چلنا میں پسند کروں گا، جس راہ پر صدیق

اکبر رضی اللہ عنہ چلتے ہوں۔

فرمایا پھر میں کالی کملی والے کا غلام بن چکا ہوں۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اسی وقت غلامی کا اعلان کر دیا۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ پر ظلم وستم:

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے والد کو جب پتہ چلا کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ مسلمان بن گئے، درخت سے باندھ کر پیٹا، سارا دن مارا اور ساتھ یہ کہا کہ تجھے یوں ہی رہنا پڑے گا، جب تک کہ تو کلمے کو انکار نہ کر دے۔

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ صبح وشام کی بات مت کرو کہ مجھے صبح تک بندھا رہنا پڑے گا۔ اگر ساری زندگی مجھے یوں ہی باندھ کر رکھیں تو عثمان غنی کے دل ودماغ سے، جان سے، زبان سے کلمہ نہیں جا سکتا۔ اب تو عمر بھر کا سودا ہو چکا ہے۔ تم صبح کی کیا دھمکی دیتے ہو، میں تو ساری زندگی اس کلمے کو چھوڑنے کے لیے تیار نہیں۔

عثمان رضی اللہ عنہ نے مار کھائی۔ باپ نے دیکھا کہ یہ بات ماننے والا تو ہے نہیں، چھوڑ دیا۔ چلا جا، جیسے تیرا دل کرتا ہے کرتا رہ! میں تو چاہتا تھا کہ تو باپ دادا کے دین پر رہ! لیکن تم نے اپنے باپ دادا کا دین ترک کر دیا۔ نئے نبی کا دین اختیار کر لیا۔

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کہنے لگے کہ نیا نبی نہیں، بل کہ امام الانبیا، محبوب کبریا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی ذاتِ اقدس پر میں ایمان لا چکا ہوں۔

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ حضور ﷺ کے رشتہ دار تھے:

بہت قریبی رشتہ دار ہے۔ حضرت عبداللہ اور بیضاء سگے بہن بھائی، عبدالمطلب کے گھر میں جڑواں، ایک وقت میں، ایک گھڑی میں، ایک پیدائش کے وقت، دونوں بہن بھائی پیدا ہوئے۔ حضرت عبداللہ کے ہاں حضور ﷺ تشریف لائے اور حضرت بیضاء کے ہاں حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ تشریف لائے۔

بتا دیا کہ عبدالمطلب کا لختِ جگر قرآن کا لانے والا ہے۔ وہ حامل قرآن ہے۔ اور یہ بیضاء کا لڑکا عثمان رضی اللہ عنہ یہ جامع القرآن ہے۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی سخاوت کا انداز:

سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ ابتدا میں اسلام لائے۔ مکے کے بہت بڑے تاجر ہیں، رئیس ہیں۔ اپنی تمام دولت، اپنا تمام مال واسباب دین اسلام پر خرچ کر دیا۔

حضور ﷺ جب بھی تنگ دستی کا اعلان کرتے، جب بھی مسلمانوں کی تنگ دستی کا اعلان کرتے، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ ان کی خدمت کے لیے پیش پیش رہتے۔

حتیٰ کہ حضور ﷺ کے ہاں فاقوں کا پتہ لگتا۔ عثمان غنی رضی اللہ عنہ پکا کھانا لے کر حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ آپ نے مجھے کیوں اطلاع نہ بھیجی، آپ تین روز کے فاقے سے ہیں۔

ارشاد فرمایا کہ عثمان ! بار بار اطلاع کرتے ہوئے شرم آتی ہے۔ کھانا پہنچایا۔

اور ادھر حد ہوگئی۔ اس موقع پر خرچ کیا۔ صحابی ہے نبی کریم ﷺ کا، نوجوان ہے۔ بالکل نادار ہے۔ مفلس ہے، غریب ہے۔ مدنی کریم ﷺ کی خدمت عالیہ میں بیٹھا ہے۔

امام الانبیا ﷺ کا دریائے کرم جوش میں آیا۔ فرمایا تم نے اب تک شادی نہیں کی؟ عرض کی آقا ! میں نادار ہوں، میں مفلس ہوں، میں غریب ہوں۔ میری شادی کون کرے؟

ارشاد فرمایا کہ جا میری طرف سے جا کر فلاں صحابی کو پیغام دے دے۔ اس نے پیغام دیا اور منظور ہو گیا۔ اس کے بعد عرض کرنے لگا کہ میرے پاس خرچہ کوئی نہیں، پیسہ کوئی نہیں۔

حضور ﷺ نے فرمایا کہ جا تین سو درہم عثمان رضی اللہ عنہ سے قرض لے لے اور تیرا قرض میں محمد رسول اللہ ﷺ ادا کروں گا۔

حاصل یہ کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے خود بھی لیتے تھے اور لوگوں کو بھی فرماتے تھے کہ جا کر لے لو۔ وہ سبھی کو دینے والا ہے۔

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے شادی کا خرچہ دیا:

خاتون جنت سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کی شادی کا وقت آیا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو بلا کر پوچھا تیرے پاس کیا چیز موجود ہے؟ عرض کیا کہ میرے پاس روپیہ، پیسہ درہم، دینار میں سے کچھ موجود نہیں۔ ایک پیسہ بھی موجود نہیں۔

حضور ﷺ نے پوچھا حق مہر کہاں سے ادا کرو گے؟ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ جیسے آپ کہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ زرہ فروخت کر کے لے آؤ تا کہ حق مہر ادا کرنے کے

لیے تمہارے پاس پیسے ہو جائیں۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ بازار میں تشریف لے گئے۔ راستے میں حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ ملے۔ اے علی! کہاں چلے؟ کہا میری شادی ہے خاتون جنت سے۔ اور میں یہ زرہ فروخت کرنے کے لیے چلا ہوں۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے سودا کرلیا چار سو اسی درہم میں، زرہ بھی دے دی اور پیسے بھی دیے۔

اور کہا کہ اے علی رضی اللہ عنہ! چلے جاؤ۔ خاتون جنت کی شادی ہو، حضور ﷺ کی بیٹی کی شادی ہو، خرچ عثمان رضی اللہ عنہ کا ہو، مجھے بڑا مزا آتا ہے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ زرہ بھی لے آئے اور پیسہ بھی لے آئے۔ اور لا کر حضور ﷺ کے سامنے رکھ دیا۔ حضور ﷺ نے پوچھا زرہ واپس کیسے لے آئے؟ اور پیسے کیسے ہاتھ آ گئے؟

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ ایک ایسا تاجر ملا، ایک ایسا بیوپاری ملا، ایک ایسا دکان دار ملا، جس کا نام عثمان رضی اللہ عنہ ہے۔ وہ کہتا ہے کہ جتنا خاتون جنت کی شادی پر خرچ ہو، وہ سارا عثمان کرے گا۔

حضور ﷺ نے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کو بلایا اور فرمایا جاؤ عثمان سے پیسے لے کر میری بیٹی کے لیے چکی خرید کرلاؤ، مشکیزہ خرید کرلاؤ، مٹی کا گھڑا خرید کرلاؤ اور تیاری کرو۔ یہ جہیز تیار ہو رہا ہے خاتونِ جنت کا!

جن سے فرشتوں نے حیاء کیا:

امیر المؤمنین خلیفۃ المسلمین حضرت عثمان رضی اللہ عنہ حضورِ ﷺ کے چہیتے صحابی ہیں۔ حضور ﷺ تشریف فرما ہیں اور پنڈلی ننگی ہے۔ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ آئے، آپ ﷺ اسی طرح تشریف فرما رہے۔ فاروق اعظم رضی اللہ عنہ تشریف لائے، آپ ﷺ اسی طرح بیٹھے رہے۔ عثمان غنی رضی اللہ عنہ تشریف لائے تو اپنی پنڈلی ڈھانپ لی۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے پوچھا کیا بات ہے؟ آپ ﷺ نے یہ انداز اختیار کیا۔ فرمانے لگے عثمان آ گئے۔ اور عثمان وہ ہے کہ جس سے آسمانوں کے فرشتے بھی حیاء کرتے ہیں۔ میں حیاء کیوں نہ کروں۔

حضور ﷺ، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ، حضرت عمر رضی اللہ عنہ ایک پہاڑ پر تشریف فرما ہیں۔

پہاڑ میں زلزلہ آیا۔حرکت کرنے لگا۔امام الانبیا ﷺ نے زور سے قدم پہاڑ پر مارا اور فرمایا، اسکت: ٹھہر، تجھ پر ایک نبی اور دو شہید موجود ہیں۔

حضور ﷺ نے جنت کی بشارت دی:

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ حضور ﷺ کے چہیتے صحابی ہیں۔حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا صبح فلاں جگہ جب میں بیٹھوں گا، سب سے پہلے جو مجھے آکر ملے گا، وہ جنتی ہوگا۔صحابہ کرام رضی اللہ عنہم انتظار میں بیٹھ گئے۔کہ دیکھیں کون آتا ہے؟۔جو سب سے پہلے آکر ملا، وہ عثمان رضی اللہ عنہ کی ذات تھی۔

حیاء کا پیکر، سخاوت کا مجسمہ، جس نے اپنا دھن و دولت اسلام پر بارش کی طرح قربان کردیا۔ کبھی کسی کو ننگا نہ دیکھا۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی تمنا:

ہم تو دعا مانگتے ہیں الہ العالمین! دولت عطا فرما، اللہ! اولاد عطا فرما۔یا اللہ! اچھا مکان عطا فرما۔الہ العالمین! فلاں چیز عطا کردے۔

عثمان رضی اللہ عنہ جب بھی دعا مانگتے تھے الہ العالمین! میری یہ تمنا ہے۔میری یہ آرزو ہے۔ میری یہ دعا ہے، الہ العالمین! کوئی ننگا نہ ہو، عثمان رضی اللہ عنہ کا کپڑا ہو، میں عریاں لوگوں کو کپڑے دینا پسند کرتا ہوں۔

ہر وقت دعا مانگتے الہ العالمین! میں یہ بات بڑی پسند کرتا ہوں اور میری تمنا اور آرزو ہے۔ بھوکے کا پیٹ ہو، عثمان رضی اللہ عنہ کی روٹی ہو۔

ساری عمر اسی میں صَرف کردی۔اسی میں گزار دی۔

فرمایا کرتے تھے میری یہ تمنا ہے کہ میری زبان ہو اور اللہ کا قرآن ہو۔آخری وقت اسی حالت میں آئے، میرے منہ سے قرآن کریم کی تلاوت ہو رہی ہو۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ حضور ﷺ کے سفیر بنے:

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو حضور ﷺ ساتھ لے کر چل پڑے عمرہ کے لیے، صلح حدیبیہ کے مقام پر پہنچے۔مشرکین مکہ نے رکاوٹ ڈال دی۔حضور ﷺ نے اپنا سفیر بنا کر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو مکہ والوں کے پاس بھیجا۔

حضور ﷺ کی حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے محبت:

ابھی عثمان رضی اللہ عنہ نہیں آئے تھے کہ غلط افواہ اُڑادی کہ عثمان رضی اللہ عنہ شہید کردیے گئے۔
اللہ نے نبی کو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے اتنا پیار تھا کہ ادھر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت کی غلط خبر حضور ﷺ تک پہنچی، قرآن کریم گواہ ہے، چودہ سو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی جماعت حضور ﷺ کے ساتھ موجود تھی، آپ ﷺ نے کیکر کے درخت کے نیچے ارشاد ارشاد فرمایا آؤ میرے ہاتھ پر موت کی بیعت کرو، میں عثمان رضی اللہ عنہ کا مشرکین مکہ سے انتقام لوں گا۔ کفار مکہ سے میں عثمان کے قتل کا بدلہ لوں گا۔ میرا سفیر تھا، میرا صحابی تھا۔

قصاصِ عثمان رضی اللہ عنہ کے لیے بیعت:

جلیل القدر عثمان رضی اللہ عنہ، علم وحیا والا، شرم وحیا کا پیکر، سخاوت کا مالک!
مکے والو! تم پر احسانات کیے عثمان رضی اللہ عنہ نے ہر لمحہ ہر آن، تم نے اس کو قتل کیوں کردیا؟ میں بدلہ لوں گا۔
چودہ سو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے حضور اقدس ﷺ کے دستِ اقدس پر موت کی بیعت کی۔
اور ہم جو کسی پیر کے ہاتھ پر بیعت کرتے ہیں، ہماری بیعت ہوتی ہے وظیفہ پوچھنے کی، تسبیح کرنے کی۔ کوئی تسبیح بتاؤ مقدمے میں کامیاب ہونے کی۔ کوئی تسبیح بتاؤ روزی میں فراخی کی اور کشادگی کی۔ کوئی تسبیح بتاؤ کہ لوگوں کے دل میرے تابع ہوجائیں۔ ہم بیعت کریں گے تسبیحات کے لیے، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے بیعت کی جنت کے لیے، موت کی بیعت!
آج کون موت کی بیعت کرسکتا ہے۔ کہاں وہ جگر، خدا کی قسم! کیا منظر ہوگا کہ جب حضور ﷺ ایک ایک صحابی سے ہاتھ میں ہاتھ رکھ کر موت کی بیعت لے رہے تھے اور فرمارہے تھے جب تک تیری جان میں جان ہے، جب تیرے سانس آرہے ہیں، عثمان رضی اللہ عنہ کا بدلہ لینے کے لیے لڑتے رہنا، یہاں تک کہ تم شہید ہوجاؤ۔ ایک ایک صحابی رضی اللہ عنہ سے الگ الگ بیعت کی حضور ﷺ نے، جو "بیعت رضوان" کے نام سے مشہور ہے۔
چودہ سو صحابہ رضی اللہ عنہم نے بیعت کرلی۔ عثمان غنی رضی اللہ عنہ! تم کتنے خوش قسمت ہو کہ تم مکے میں ہو اور حضور ﷺ کو اطلاع ملی، حضور ﷺ نے اپنے ہاتھ کو فرمایا یہ میرا ہاتھ ہے اور دوسرے کو فرمایا کہ یہ عثمان رضی اللہ عنہ کا ہاتھ ہے۔ میں عثمان رضی اللہ عنہ کی طرف سے بیعت کرتا ہوں۔

کتنا بڑا درجہ ہوگا عثمان رضی اللہ عنہ! تیرا کہ حضور ﷺ اپنے ہاتھ کو تیرا ہاتھ بتلا رہے ہیں۔ نبی ﷺ جس کے ہاتھ کو اپنا ہاتھ فرمائے، ہمیں ان سے کتنا پیار ہے؟ لوگو تاریخ کو ہی نہیں جانتے، تاریخ شہادت ہی کا علم نہیں، یہ بھی پتہ نہیں کہ کس جگہ شہید ہوئے، کیوں ہوئے؟ اس بات کا علم ہی نہیں۔

عثمان رضی اللہ عنہ کے وفادار کہاں گئے:

عثمان رضی اللہ عنہ کے وارث قبروں میں چلے گئے۔ زندہ کوئی نہیں۔ کون جانے کہ عثمان رضی اللہ عنہ ۱۸ ذی الحج کو شہید ہوئے، کس طرح ہوئے اور کیوں ہوئے؟

صحابہ رضی اللہ عنہم نے بیعت کی:

جب حضور ﷺ نے چودہ سو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے بیعت لی اور اپنے ہاتھ سے عثمان رضی اللہ عنہ کی طرف سے بیعت فرمائی۔ اللہ کا دریائے کرم جوش میں آیا۔ ارشاد فرمایا اے میرے نبی ﷺ! جب خون عثمان کا بدلہ لینے کے لیے اتنی بڑی بیعت لی ہے، اتنا بڑا ارادہ کرلیا ہے جہاد کا، عثمان سے مجھے اتنا پیار ہے:

"اِنَّ الَّذِیْنَ یُبَایِعُوْنَكَ اِنَّمَا یُبَایِعُوْنَ اللّٰهَ ط" (الفتح:۱۰)

اے میرے نبی ﷺ! آج ان لوگوں نے جو بیعت کی ہے آپ کے ہاتھ پر، موت کی بیعت۔ خون عثمان رضی اللہ عنہ سے پیار کیا۔ عثمان رضی اللہ عنہ کا ان لوگوں کے دلوں میں درد ہے۔ ان لوگوں کے دلوں میں عثمان رضی اللہ عنہ کی محبت ہے۔ ان لوگوں کے دلوں میں عثمان رضی اللہ عنہ کی قدر ہے۔ ان لوگوں کے دلوں میں عثمان رضی اللہ عنہ کی عظمت ہے۔

اللہ کا فرمان:

اے لوگو! جن ہاتھوں پر تم نے عثمان رضی اللہ عنہ کے لیے بیعت کی ہے۔ میں خدا کہتا ہوں کہ میرے ہاتھ پر بیعت کی۔

اللہ نے تمغہ دے دیا:

خون عثمان رضی اللہ عنہ کی قدر کرنے والو! خون عثمان رضی اللہ عنہ سے پیار کرنے والو! آج تو تم نے میرے ہاتھ پر بیعت کرلی۔ اس ہاتھ کو اللہ پاک نے اپنا ہاتھ بتلایا۔ اپنے ہاتھ کو

حضور ﷺ نے عثمان رضی اللہ عنہ کا ہاتھ بتلایا۔

اور چودہ سو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو تمغہ دے دیا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی جماعت! میرے نبی ﷺ کے غلامو! جانثارو، اظہار کرنے والو، جہاد کی تیاری کرنے والو، عثمان رضی اللہ عنہ کے خون کے قطرے قطرے کی حفاظت کرنے والو! آؤ میں تمہیں ایک تمغہ دیتا ہوں:

"لَقَدْ رَضِيَ اللّٰهُ عَنِ الْمُؤْمِنِيْنَ

مجھے اپنی کبریائی کی قسم! مجھے اپنی ذات کی قسم! اے چودہ سو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی جماعت:

"اِذْ يُبَايِعُوْنَكَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ"

میں تم سے راضی ہو گیا، جنہوں نے درخت کے نیچے کملی والے کے ہاتھ پر بیعت کی ہے۔ جس جس نے حضور ﷺ کے دستِ مبارک پر بیعت کی ہے اس درخت کے نیچے، میں تم سے راضی ہو گیا۔ کبھی ناراض نہیں ہوں گا۔

"فَعَلِمَ مَا فِيْ قُلُوْبِهِمْ"

میں تمہارے دلوں کی کیفیت کو جانتا ہوں کہ تمہارے دلوں میں عثمان رضی اللہ عنہ کا کتنا پیار ہے، بڑی عظمت ہے۔

"فَاَنْزَلَ السَّكِيْنَةَ عَلَيْهِمْ وَاَثَابَهُمْ فَتْحًا قَرِيْبًا ﴿١٨﴾" (الفتح)

تمہارے دلوں میں اطمینان نازل کر دیا۔ سکینہ نازل کر دی اور عنقریب تمہیں فتح بھی ہو جائے گی۔

حضور ﷺ خوش ہو گئے:

حضور ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے تیاری فرمائی۔ ادھر سے جو عثمان رضی اللہ عنہ کے بارہ میں غلط خبر پھیلائی گئی۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ تشریف لے آئے۔ حضور ﷺ کی خوشی کی انتہا نہ رہی۔ اتنے خوش ہوئے حضور ﷺ، صحابہ رضی اللہ عنہم کہتے ہیں کہ حضور ﷺ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو دیکھ دیکھ کر مسکراتے تھے۔

سب سے حسین جوڑا:

ایک مقام پر حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا، حضور ﷺ کی بیٹی ہیں اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اکٹھے بیٹھے ہیں۔ شادی اور نکاح ہو چکا ہے۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ حضور ﷺ کے داماد ہیں۔ حضور ﷺ

تشریف لائے اور ارشاد فرمایا کہ میں نے ساری زندگی میں اتنا حسین جوڑا دیکھا ہی نہیں۔
ساری کائنات کے حسن کو ملاؤ تو حضور ﷺ کے حسن میں سے ایک سو میں سے ایک حصہ نہیں بن سکتا۔ اور حضور ﷺ جس کو حسین فرمائیں، وہ کتنے حسین ہوں گے اور ان کی آنکھوں میں کس قدر حیاء ہوگی۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ بڑے سخی تھے:

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اتنے سخی تھے کہ مدینہ میں قحط پڑا تو سینکڑوں اونٹ غلے کے بیواؤں اور فقراء میں تقسیم فرمائے۔
فرماتے ہیں کہ میں نے سارے کا سارا صدقہ کر دیا۔ کمال ہے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی سخاوتوں کی انتہا ہے۔

غزوۂ تبوک میں ایثارِ عثمان رضی اللہ عنہ:

ایک بڑا عظیم اور تکلیف کا جہاد ہے، تنگی کا جہاد ہے۔ مسلمانوں کے پاس راشن نہیں، سواری نہیں، اسلحہ نہیں، سرکار مدینہ ﷺ نے منبر پر کھڑے ہو کر اعلان فرمایا کون ہے جو مسلمانوں کی مدد کرے؟
عثمان رضی اللہ عنہ اُٹھے، میرے آقا ﷺ! عثمان سو اونٹ بمعہ اسلحہ کے مسلمانوں کے مجاہدین اور فوج کو دے گا۔
ہم دیں گے تو کیا، اگر کوئی اور دے دے تو ہمارا دم نکل جائے گا۔ اس زمانے کا سو اونٹ، اعلیٰ درجے کا مال سمجھا جاتا تھا اونٹ!
حضور ﷺ نے دعا فرمائی۔ "عثمان رضی اللہ عنہ! اللہ پاک جزائے خیر عطا فرمائے"
اس کے بعد فرمایا کوئی اور بولے اور کوئی اعلان کرے۔
عثمان رضی اللہ عنہ پھر اُٹھے، میرے آقا ﷺ عثمان دو سو اونٹ پیش کرتا ہے بمعہ اسلحہ اور غلہ راشن کے!
حضور ﷺ نے پھر اعلان فرمایا کہ کوئی اور ہے؟ کوئی اور اعلان کرے۔ جہاد کا موقع ہے اور کفار سے جنگ ہے۔ اور میں محمد رسول اللہ ﷺ تمہارا نبی تمہارے ساتھ چلوں گا۔ میرے مجاہدین غریب ہیں، ہمارے پاس انتظام نہیں۔
حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اُٹھے اور عرض کیا کہ میرے آقا ﷺ! عثمان غنی کے تین سو اونٹ

قبول فرماؤ۔

بالآخر سرکار مدینہ ﷺ کو یہ اعلان کرنا پڑا۔" عثمان رضی اللہ عنہ! کسی اور کو بھی بولنے دو۔ کسی اور کو بھی کچھ کہنے دو۔ تین تین سو اونٹ ایک ایک جہاد میں خدا کی قسم! اس کلمہ کی بقا کی خاطر نثار کر دیئے۔

خدا کی قسم! اس کلمے پر ہمارا کچھ خرچ نہیں ہوا۔

سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ اسلام کے سب سے بڑے سخی اور حضور ﷺ کی ہر وقت خدمت میں رہنے والے تھے۔

بنت رسول ﷺ، زوجہ عثمان رضی اللہ عنہ:

ابن ماجہ میں حدیث ہے کہ حضور ﷺ نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا نکاح حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا کے ساتھ کر دیا اور فرمایا کہ یہ میرے اللہ نے حکم دیا ہے کہ عثمان کے ساتھ ام کلثوم کا نکاح کر دوں۔

جب حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا کا انتقال ہوا تو حضور ﷺ نے دیکھا کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ بیٹھے ہوئے رو رہے ہیں۔ بڑے غم زدہ ہیں۔ حضور ﷺ نے پوچھا عثمان! کیوں روئے، کیا بات ہے؟ عرض کیا کہ آپ کے ساتھ میرا رشتہ تھا، آپ کی دونوں لختِ جگر انتقال کر گئیں۔ میرا رشتہ ٹوٹ گیا۔

حضور ﷺ نے فرمایا عثمان، نہیں، نہیں! لوگوں کے رشتے ٹوٹ جائیں گے، قیامت میں مجھ محمد رسول اللہ کا رشتہ نہیں ٹوٹے گا۔

اگر میری چالیس بیٹیاں ہوتیں:

فرمایا عثمان! تیرے آنسو دیکھے نہیں جاتے، تیرا غم مجھ سے دیکھا نہیں جاتا۔ اگر میرے پاس چالیس بیٹیاں ہوتیں، ایک ایک میں عثمان کے نکاح میں دیتا چلا جاتا۔ مرتی جاتیں حتیٰ کہ چالیس کی چالیس میں تیرے نکاح میں دے دیتا۔

سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے ساتھ بڑا پیار ہے۔ بڑی شفقت ہے۔ بڑی محبت ہے۔ حضور ﷺ نے کئی مرتبہ ارشاد فرمایا: "عثمان جنتی ہے"

عثمان رضی اللہ عنہ شہید ہوں گے:

ایک دن بلا کر فرمایا کہ عثمان! اللہ تجھے ایک کُرتا پہنائے گا، اسے اتارنا نہیں۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سمجھ گئے کہ شہادت ہوگی۔

مسجد نبوی کی وسعت کرنے والے:

بالآخر سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کی خلافت کا زمانہ آپہنچا۔ منافقین نے سازشیں کیں۔ طرح طرح کے الزام دھرے۔ جن گورنروں کو بدلا، جن وزراء کو بدلا، وہ منافقین سے ملے۔ انہوں نے سازشیں کیں۔ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کی وہ ذات جس نے امام الانبیا ﷺ کے اعلان کے بعد کہ کون ہے مجھے جو مسجد کے لیے زمین خرید کر دے؟ میں سجدہ کروں، زمین کوئی خرید کر دے دے۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اپنی دولت کو نچھاور کر دیا۔ قربان کر دیا۔ میرے آقا ﷺ! زمین عثمان خرید کر دے گا، مسجد میں آپ تشریف رکھیں۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے مسجد نبوی کی زمین خرید کر دی۔

میٹھا کنواں خرید کر وقف کر دیا:

مدینہ پاک میں ایک میٹھے پانی کا کنواں ہے اور باقی کھاری پانی ہے۔ مسلمان مہاجر لٹ پٹ کر گئے۔ وطن سے بے وطن ہو کر گئے۔ کلمہ ساتھ لے گئے۔ پیسہ نہیں، روپیہ نہیں، چاندی نہیں، سونا نہیں، بڑی تنگی ہے۔

حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا میرے غریب مہاجرین بڑے تنگ ہیں۔ پانی پینے کے لیے نہیں ملتا۔ کون ہے جو اس میٹھے کنویں کو خرید کر مجھ محمد رسول اللہ ﷺ کے حوالے کرے۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ آپ کسی اور سے چندہ طلب نہ فرمائیں، کسی اور کو نہ کہیں۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اٹھارہ ہزار میں خرید کر کنواں آپ ﷺ کے حوالے کر دیا۔

منافقین کی سازش ہوئی:

مدینہ میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی خلافت ہے۔ جلیل القدر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم موجود ہیں۔ سازشیں پھیل گئیں۔ منافقین نے سازشیں چاروں طرف پھیلا دی۔

امام مالک رحمہ اللہ کے دادا فرماتے ہیں میں موجود تھا جنازہ اُٹھانے والوں میں سے، امیر

المومنین خلیفہ المسلمین حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا جنازہ چل رہا تھا اور جنازہ اُٹھانے والوں کی تعداد صرف سترہ ہے۔

اور جنازہ چل رہا تھا اور پتھروں کی بارش ہو رہی تھی۔

جب سازشیں پھیلا دی جاتی ہیں، سچ والوں کی سچائی کا بھی لوگوں کو علم نہیں ہوتا۔

حکم ہو تو ہم بغاوت روکیں:

خدا کی قسم! حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی قبر پر کروڑ ہا رحمتیں نازل ہوں۔ فوج کا اختیار ہے، پولیس کا اختیار ہے، حکومت کا مالک ہے۔ خود حضرت علی رضی اللہ عنہ نے بار بار کہا عثمان رضی اللہ عنہ! ہمیں اجازت دو۔ ہم ان باغیوں کے سر کاٹ دیں گے۔ ہم ان کو مدینہ سے باہر نکال دیں گے۔

یوں فرمایا اے علی! میں اس بات کی ہرگز اجازت نہیں دوں گا کہ عثمان رضی اللہ عنہ کی وجہ سے میرے آقا کے شہر میں کوئی ایک خون کا قطرہ بہایا جائے۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی حکومت ہے۔ فوج ہے، پولیس ہے، اقتدار ہے، سب کچھ کر سکتے ہیں۔ لیکن حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ یہاں کملی والے آرام فرما ہیں۔ عثمان رضی اللہ عنہ! اگر تم نے کسی کو ڈنڈا مارا، کسی کو تیر مارا، کسی کو تلوار ماری تو آقا ﷺ سنیں گے اور کہیں گے عثمان رضی اللہ عنہ! تم نے ہمیشہ قربانی دی، تم کیا کر رہے ہو؟

چالیس روز تک حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو پانی نہیں ملا۔ کون بتائے؟ کس کو نہیں ملا جس نے کل کنواں خرید کر دیا تھا۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے خطبہ دیا:

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے بالا خانے میں کھڑے ہو کر فرمایا، حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ موجود ہیں۔ بڑے بڑے صحابہ رضی اللہ عنہم کے نام لیے اور فرمانے لگے لوگو! یہ مسجد نبوی کی زمین کس نے خریدی تھی؟

سب نے کہا آپ نے۔

فرمایا لوگو! آج اس مسجد میں دو رکعت نماز کی اجازت نہیں۔

پھر فرمایا اے لوگو! یہ بتاؤ کہ یہ کنواں کس نے خریدا تھا؟

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کہنے لگے آپ نے!

فرمایا آج میں اور میری بیوی دو گھونٹ پانی کو ترس رہے ہیں۔ ہمارے لیے پانی کوئی نہیں۔

جب قصر خلافت کا محاصرہ ہوا:

چالیس دن تک محاصرہ ہے۔ بڑی بے وفا قوم ہے۔ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ پانی لائے تو باغی اس مشکیزے کو تیر مار کر ضائع کر دیتے ہیں۔

بھوک اور پیاس کا عالم ہے۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اپنے گھر میں قید ہیں۔ باغیوں نے شورش برپا کر رکھا ہے۔ مسجد نبوی میں اذان نہیں ہوئی۔

حسنین کریمین رضی اللہ عنہما دروازے پر چوکیدار ہیں۔ باغی لوگ اندر داخل ہوئے مکان کی پچھلی دیوار سے، اور ایک باغی نے اندر جا کر عثمان رضی اللہ عنہ کی داڑھی پکڑ کر جھٹکا دیا۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ! تم کتنے شرم وحیاء کے پیکر تھے کہ نہ گالی دی، نہ بددُعا دی، نہ کوئی برا کہا، بل کہ فرمایا، اندازہ لگاؤ اسلام پر احسان کرنے والا عثمان رضی اللہ عنہ ہو، اتنا بڑا عظیم محسن اور حضور ﷺ کی دو بیٹیوں کے داماد، ذوالنورین ہو اور آگے کہتا ہے:

برخوردار کچھ تو سوچو:

اے نوجوان! اگر تجھے تیرا باپ دیکھ لیتا میری داڑھی کھینچتے ہوئے تو تجھ سے ناراض ہوتا، تیرے اس فعل کو دیکھ کر وہ تجھ پر راضی نہ ہوتا۔

کتنا حلیم ہوگا عثمان رضی اللہ عنہ، وہ چلا گیا۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے پاجامہ پہنا:

اس کے بعد اور ظالم آئے، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی گھر والی کہتی ہیں ایک پاجامہ سلوا کر رکھا ہوا تھا۔ پہلے نہیں پہنا، مجھے دوپہر کو فرمانے لگے آج وہ میرا پاجامہ لا دو۔ میں نے پوچھا کیا بات ہے؟ کیا کرو گے؟

کہنے لگے میں نے روزہ رکھا ہوا ہے۔ ابھی ابھی حضور ﷺ کا خواب میں دیدار ہوا۔ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا عثمان رضی اللہ عنہ! آ جاؤ۔ آج شام کا روزہ اکٹھے افطار کریں گے۔

میرا پاجامہ لا دو۔ گھر والی نے پوچھا کیا کرو گے؟ عثمان رضی اللہ عنہ تم شرمیلے ہو، تم کتنے حیاء کے پیکر ہو، تمہارے اندر اللہ نے کس قدر غیرت رکھی ہے۔

فرمانے لگے لوگ مجھے لازمی شہید کریں گے۔ ایسا نہ ہو کہ تہبند اِدھر اُدھر ہو جائے۔ مارنے

والوں کی میری شرم گاہ پر، میرے جسم پر نظر نہ پڑنے پائے۔ آخری وقت میں پاجامہ پہنا ہوا ہوگا۔ نہ معلوم کس قدر سر پر ماریں گے۔ کس طرح دم نکلے گا۔ حرکت کرنے سے ایسا نہ ہو کہ میری ستر پر کسی کی نظر پڑ جائے۔

وہ خون کے پیاسے اور یہ اپنی شرم گاہ کی بھی حفاظت کر رہے ہیں۔ کسی کی نظر نہ پڑے۔

شہادت کی تیاری:

پاجامہ پہنا اور ادھر بیٹھ کر قرآن کی تلاوت شروع فرما دی۔ اس کے بعد وہ آنکلے، اور آتے ہی حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے سر پر مارا، بے ہوش ہو گئے۔ وار کیا تو حضرت نائلہ رضی اللہ عنہا نے ہاتھ آگے کیا، تین انگلیاں کٹ گئیں۔ عثمان رضی اللہ عنہ نہیں بولتے، کچھ نہیں کہتے!

پہلی ضرب جب لگی پیشانی پر سر یہ مارا، لوہا مارا، خون کی دھار قرآن کی آیت:

فَسَيَكْفِيكَهُمُ اللّٰهُ ۚ وَهُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ ○ اس پر خون گرا۔

حضرت نائلہ رضی اللہ عنہا کی تینوں انگلیاں کٹ گئیں۔ کہنے لگے نہ مارو، ایک ظالم نے حضرت نائلہ رضی اللہ عنہا کے منہ پر طمانچہ مار دیا۔ عثمان رضی اللہ عنہ نہ دیکھ سکے، فرمانے لگے اے ظالمو! اب سانس آجا رہے ہیں۔ اب میری آنکھیں کام کرتی ہیں۔ مجھ سے عداوت ہوگی۔ مجھ سے دشمنی ہوگی۔ جو جی چاہے میرے ساتھ کرو۔ میری آبرو پر ہاتھ نہ اٹھاؤ، میری عزت پر ہاتھ نہ اُٹھاؤ۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو نہایت بے دردی کے ساتھ شہید کر دیا گیا۔ حضرت نائلہ رضی اللہ عنہا نے آواز دے کر کہا لوگو! امیر المؤمنین کو شہید کر دیا۔ فوج کا مالک، اقتدار کا مالک، پولیس کا مالک، یاروں والا، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم والا، ساتھیوں والا، بے دردی سے مدینہ پاک میں روضہ اقدس کی بغل میں شہید ہو گیا۔ لیکن ایک پل بھی کاروائی کی اجازت نہ دی۔ کیوں؟ ایسا نہ ہو کہ کل کسی کے قتل کی وجہ سے خدا کی عدالت میں عثمان رضی اللہ عنہ کو بھی آنا پڑے۔

میں مدینہ نہ چھوڑوں گا:

اس سے پہلے سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ تشریف لائے شام سے، اور کہنے لگے عثمان رضی اللہ عنہ! تمہاری جان خطرے میں دیکھتا ہوں۔ میرے ساتھ شام چلو۔ مسکرا کر فرمانے لگے معاویہ رضی اللہ عنہ! عقل کی بات کرو۔ تم آخری وقت میں مدینہ چھڑانے کے لیے کیوں آگئے۔ میں مدینہ نہیں چھوڑ سکتا۔ یہ تو محبت کی بات تھی۔

راہ خدا میں سب کچھ لٹا دیا:

اگلی بات سنو، حیران ہو جاؤ گے۔ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ فرمانے لگے عثمان رضی اللہ عنہ! ایک فوجی دستہ رکھ لو، جو تمہاری جان کی حفاظت کیا کرے گا۔ فوج کے مالک ہو، ملک کے مالک ہو، اقتدار کے مالک ہو۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے جواب دیا: میں کہتا ہوں کہ قیامت تو آجائے گی، شاید یہ جواب دینے والا پھر نہ آئے۔

فرمانے لگے معاویہ رضی اللہ عنہ! بات تیری ٹھیک ہے۔ میں بھی سمجھتا ہوں کہ مجھے اس وقت حفاظت کی ضرورت ہے۔ اور لکھا ہے کہ آنکھوں میں آنسو آگئے۔ فرمایا عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس جو کچھ تھا اللہ کی راہ میں سب لٹا دیا۔ اور آج میں ایسا نہیں کر سکتا کہ تنخواہ فوجی دستے کی قومی خزانے سے دوں اور حفاظت اپنی کراؤں۔

اگر اللہ نے پوچھ لیا کہ تم نے اپنی حفاظت فوجی دستے سے کرائی اور تنخواہ قومی خزانے سے دی تو میں کیا جواب دوں گا؟

کہاں ہیں وہ لوگ جو ان چیزوں کو پڑھا کرتے تھے۔ سیکھا کرتے تھے۔ اب ان چیزوں پر پانی پھیر دیا۔ جتنا چاہو اُڑاؤ، جتنا چاہو لٹاؤ۔ پانی کی طرح بہاؤ۔ کوئی پوچھنے والا نہیں!

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نہ فوجی دستہ رکھا، جان چلی جائے، فرمایا مدینہ سے بے وفائی نہیں کروں گا۔ فوجی دستہ نہیں رکھوں گا۔ عثمان رضی اللہ عنہ بڑا امیر تھا لیکن میں نے اللہ کی راہ میں سب کچھ قربان کر دیا۔ آج عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس کوئی پیسہ نہیں!

کون ہے ایسا دنیا میں اتنا بڑا تاجر مرنے کے وقت کچھ نہیں پاس، سب لُٹا دیا۔

شہادت کے بعد حضرت حسن رضی اللہ عنہ کا خواب:

شہادت کا اعلان کر دیا گیا۔ سیدنا حسن رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے خواب دیکھا کہ آسمان کی طرف سے خون کے پرنالے چل پڑے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ سے تعبیر پوچھی۔

تو یوں فرمایا کہ اب تو ناحق خون کے پرنالے بہے ہیں، اب قیامت تک بہتے رہیں گے۔ اب نہیں رکیں گے۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے شروع ہو گئے۔

فرمان عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ:

عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ قاعدہ ہے کہ جب کوئی نبی ظلماً شہید کیا جاتا ہے تو اس کے بدلہ میں ایک لاکھ آدمی قتل ہوتا ہے۔

اور جب کوئی صحابی رضی اللہ عنہ شہید ہوتا ہے تو پچاس ہزار آدمی اس کے بدلہ میں مرتا ہے۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ شہید ہو گئے:

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی لاش بے گور و کفن پڑی ہے۔ تین دن ہو گئے۔ اندازہ لگاؤ، عثمان رضی اللہ عنہ ذوالنورین ہو، نبی ﷺ کا دوہرا داماد ہو، مدینہ کا والی ہو، مدینہ کا حاکم بھی ہو۔ جس نے اسلام پر اس قدر لٹایا، اے اللہ! آج کیا بنی، تین دن ہو گئے کفن دفن کرنے والا کوئی نہیں!

سب ڈرتے ہیں باغیوں سے، چاروں طرف دندناتے پھرتے ہیں شیطان باغی!

ظلم کی انتہا:

حضرت نائلہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ کسی نے دروازے پر دستک دی۔ میں نے سوچا کہ کوئی خیر خواہ ہوگا میری مدد کرے گا۔ میں نے دروازہ کھولا، پوچھا عثمان رضی اللہ عنہ کہاں ہیں؟ مین نے کہا شہید ہو گئے، اس طرف ہیں۔ چادر ڈالی ہوئی تھی۔ اس ظالم نے چادر ہٹائی اور شہادت کے تیسرے روز حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے منہ پر طمانچہ دے مارا۔

حضرت نائلہ رضی اللہ عنہا کے منہ سے بددعا نکلی ظالم! تیرے ہاتھ ٹوٹ جائیں، تو جہنم میں جا۔

قاتلینِ عثمان کا انجام:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ شام کی سرحد پر میں نے ایک آدمی کو دیکھا، جس کا بدن گلا ہوا تھا اور وہ گھسٹ کر چل رہا تھا۔ میں نے پوچھا تجھے کیا ہوا؟ کہنے لگا کہ میں وہ ہوں کہ جس نے سیدنا نائلہ رضی اللہ عنہا کے منہ پر طمانچہ مارا تھا۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے منہ سے لفظ نکلے ظالم! تو جہنم میں جائے، تیرا برا حال ہو، تو میری عزت پر ہاتھ نہ اُٹھاتا۔

میرا حال تو دیکھ رہا ہے۔ اور اب میں جہنم کی طرف چل رہا ہوں۔

علامہ ابن سیرین رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میں نے بیت اللہ کے پاس ایک بندے کو دیکھا وہ رو رہا تھا اور یہ کہہ رہا تھا اے اللہ! مجھے معاف کر دے۔ لیکن میرا یقین ہے کہ تو مجھے معاف نہیں کرے گا۔

علامہ ابن سیرین رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ میں نے کہا کہ تو نے کیا ظلم کر دیا؟ کہ تجھے یقین ہے کہ وہ معاف نہیں کرے گا۔ تو اس نے روتے ہوئے بتلایا کہ میں وہ ظالم ہوں، عثمان رضی اللہ عنہ کی طرف سے میرے دل میں دشمنی تھی، اس وجہ سے کہ انہوں نے مجھے ایک عہدے سے ہٹا دیا تھا۔ تو میں نے اس کی شہادت کے بعد ان کے چہرہ پر طمانچہ مارا، میرے ہاتھ ٹوٹ گئے۔ جہنم کی تیاری کر رہا ہوں۔

عاشق کا جنازہ نکلا:

سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کو تیسرا روز ہو گیا۔ بالآخر امہات المؤمنین موجود تھیں۔ حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا نے مدینہ میں اعلان کرایا یا تو میرے داماد کے کفن دفن کا انتظام کرو ورنہ مجھے حرم نبی سے باہر آنا پڑے گا۔ عثمان رضی اللہ عنہ کا کفن دفن میں آپ کروں گی۔

بڑی مشکل سے حاصل کیا گیا۔ چوالیس لاکھ مربع میل کا حاکم نبی ﷺ کا دوہرا داماد، اسلام پر ایک ایک وقت میں تین تین سو اونٹ قربان کرنے والا اور جب! جنازے لے کر چلے اُٹھانے والے سترہ آدمی، اور چاروں طرف سے پتھروں کی بارش ہو رہی ہے۔

رات کا وقت ہے۔ جدھر کو جنازہ لے کر چلتے ہیں ادھر سے ہی رکاوٹ کر دی جاتی ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ عثمان رضی اللہ عنہ کا جنازہ اس گلی سے نہیں گزرنے دیں گے۔ اصل بات ان کو پتہ نہیں تھی کہ مدینہ کی گلیوں سے عثمان رضی اللہ عنہ کو اتنا پیار ہے کہ شہادت کے بعد ایک ایک گلی سے چکر لگا رہا ہے۔ اس لیے کہ:

عاشق کا جنازہ ہے ذرا دھوم سے نکلے
محبوب کی گلیوں سے ذرا گھوم کے نکلے

وہ جنازے کو روک کر رکاوٹ ڈالنا چاہتے ہیں۔ عثمان رضی اللہ عنہ کو مدینہ کی گلیوں سے کتنا پیار ہے کہ شہید ہونے کے بعد گلی گلی کا چکر لگا رہے ہیں۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ جنت البقیع میں دفن ہوئے:

رات کو جا کر جنت البقیع کے حصہ حش کوکب میں دفن کر دیا گیا۔ اور سب سے بڑی بات یہ کہ ہر شہید کی شہادت کی گواہی دینے کے لیے کوئی نہ کوئی قیامت میں آئے گا، لکڑی آئے گی، زمین کا ٹکڑا آئے گا، پتھر آئے گا مجھ پہ لہو پڑا۔ لیکن جب عثمان رضی اللہ عنہ شہید آئے گا، خدا کا قرآن خدا

کی عدالت میں گواہی دینے آئے گا کہ عثمان رضی اللہ عنہ جب شہید ہوئے تو لہو مجھ پر بہایا گیا تھا۔
تو عثمان رضی اللہ عنہ شہید مدینہ اور ذوالنورین اٹھارہ ذی الحجہ کو شہید ہوئے۔
اللہ کی کروڑ ہا رحمتیں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی قبر پر نازل ہوں۔ اور اللہ ہم سب کو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا پیروکار بنائے۔ (آمین)

وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

سیدنا زینب رضی اللہ عنہا بنت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ نَحْمَدُهٗ وَنَسْتَعِيْنُهٗ وَنَسْتَغْفِرُهٗ وَنُؤْمِنُ بِهٖ وَنَتَوَكَّلُ عَلَيْهِ وَنَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّاٰتِ اَعْمَالِنَا مَنْ يَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهٗ وَمَنْ يُّضْلِلْهُ فَلَا هَادِيَ لَهٗ وَنَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَلَا نَظِيْرَ لَهٗ وَلَا مِثْلَ لَهٗ وَلَا مُعِيْنَ لَهٗ وَلَا وَزِيْرَ لَهٗ وَلَا مُشِيْرَ لَهٗ وَنَشْهَدُ اَنَّ سَيِّدَنَا وَسَنَدَنَا وَنَبِيَّنَا وَشَفِيْعَنَا وَهَادِيَنَا وَمُرْشِدَنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ اَرْسَلَهٗ بِالْحَقِّ بَشِيْرًا وَّنَذِيْرًا، وَاَصْحَابِهٖ وَاَزْوَاجِهٖ وَبَارِكْ وَسَلِّمْ تَسْلِيْمًا كَثِيْرًا كَثِيْرًا ○

اَمَّا بَعْدُ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ○ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○ "اِنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيْرًا ﴿۳۳﴾ وَاذْكُرْنَ مَا يُتْلٰى فِيْ بُيُوْتِكُنَّ مِنْ اٰيٰتِ اللّٰهِ وَالْحِكْمَةِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ لَطِيْفًا خَبِيْرًا ﴿۳۴﴾" (الاحزاب)

صَدَقَ اللّٰهُ مَوْلَانَا الْعَلِيُّ الْعَظِيْمُ ○ وَبَلَّغَنَا رَسُوْلُهُ النَّبِيُّ الْكَرِيْمُ وَنَحْنُ عَلٰى ذٰلِكَ لَمِنَ الشّٰهِدِيْنَ وَالشّٰكِرِيْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ○

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ ○ اَللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ ○

امام الانبیا، محبوب کبریا، سرکار مدینہ، حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا سارا خاندان پاک ہے۔ آپ کے تمام لواحقین، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم، اہل بیت عظام کے تمام کے تمام کو اللہ پاک نے پاک فرمادیا۔ گزشتہ جمعہ میں نے عرض کیا تھا کہ خاتون جنت سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا

نہایت ہی بزرگ ترین تھیں، اللہ والی تھیں، فاقے کاٹنے والی تھیں۔ ابا کے دین پر اس طرح سے چلی کہ ایک انچ بھی ادھر ادھر نہ ہوئی، اور کیوں نہ چلتی۔ آج آپ یہ بات سمجھیں کہ جو دین ہے، دین جس کو کہتے ہیں قدرتی بات ہے، ہماری اس طرف توجہ نہیں، ہم یہ پتہ تو لگا لیتے ہیں کہ یہ کپڑا کہاں بنتا ہے۔ ہم یہ پتہ تو لگا لیتے ہیں کہ چینی کہاں بنتی ہے، ربڑ کا کارخانہ کہاں ہے، پلاسٹک کا کارخانہ کہاں ہے، چینی کے برتنوں کا کارخانہ کہاں ہے، فلاں پرزے کہاں بنتے ہیں کبھی یہ بھی پوچھا کہ دین کہاں سے آیا۔ کئی لوگوں کا خیال ہے کہ دین مولوی بناتے ہیں، کئی لوگوں کا خیال ہے کہ دین اولیاء کرام اور درویش فقیر جو ہیں وہ بناتے ہیں۔ کسی کا خیال یہ ہے کہ دین نبی نے بنایا، یہ ساری باتیں غلط ہیں۔ دین سارے کا سارا آسمانی ہے۔ یہ جو نماز پڑھنے آئے بیٹھے ہو، جمعہ کی نماز نہ مدینے میں بنی، نہ مسجد میں بنی۔ یہ عرش عظیم سے آئی، نماز آسمانی ہے۔ قرآن کریم آسمانی ہے، روزہ آسمانی ہے، زکوٰۃ آسمانی ہے، حج آسمانی ہے، تمام دین کے جتنے احکام ہیں وہ سارے کے سارے آسمانی ہیں۔ اور یہ بات یاد رکھو جو دین آسمانی نہیں وہ دین نہیں وہ دنیا ہے۔ اب آپ لوگ ایک بات سوچ رہے ہوں گے کہ ٹھیک ہے کہ جب نماز آسمانی ہے، روزہ آسمانی ہے، قرآن کریم آسمان سے آیا، اور تمام دین اور احکام آسمان سے آیا تو محمد عربی ﷺ نے پھر کیا فرمایا؟ آپ نے یہ فرمایا کہ وہ دین جو آسمان سے آیا تھا اس کو لیا اور اس پر عمل کر کے دکھلا کر دین کا پورا ڈھانچہ پوری دولت ہمارے حوالے کر گئے۔ مثلاً آسمان سے آیا کہ نماز پڑھو، اس کی چند قرآن کریم نے بیان کیں، ساری نہیں فرمایا: يٰمَرْيَمُ اقْنُتِيْ لِرَبِّكِ وَاسْجُدِيْ وَارْكَعِيْ مَعَ الرّٰكِعِيْنَ ﴿۴۳﴾ (آل عمران)۔ رکوع کرو رکوع کرنے والوں کے ساتھ، سجدہ کرو سجدہ کرنے والوں کے ساتھ۔ وَالَّذِيْنَ يَبِيْتُوْنَ لِرَبِّهِمْ سُجَّدًا وَّقِيَامًا ﴿۶۴﴾ (الفرقان)۔ نماز میں قیام کرتے ہیں، رات کو عبادت کرتے ہیں، رکوع قرآن نے بتایا، سجدہ قرآن کریم نے بتایا، کھڑا ہونا قرآن کریم نے بتایا مگر نماز کی پوری تفصیل قرآن کریم نے نہیں بتلائی، پہلی رکعت پڑھ کر یوں بیٹھنا، گھٹنوں پر ہاتھ رکھنا، التحیات میں اس طرح سے پڑھنا، یہ تفسیر اور شرح جو ہے یہ محمد رسول اللہ ﷺ نے فرمائی۔

دین قیمتی ہے:

دین بڑا قیمتی ہے، دنیا کے معاملات میں آپ بڑے تجربہ کار ہیں مجھ سے۔ جو مال جتنا دور

سے آتا ہے اتنا ہی قیمتی دکھائی دیتا ہے۔ جو مال ملتان میں تیار ہوگا اس کا وہ بھاؤ نہیں لگتا جو کراچی سے آئے ہوئے مال کا لگتا ہے، جو مال جاپان سے آتا ہے اس کا بھاؤ اور زیادہ، جو امریکہ سے آتا ہے اس کی قیمت اور زیادہ، اور جو دور دراز کے ملکوں سے آتا ہے اس کی قیمت اور زیادہ۔ اور جو مال آسمان سے آیا ہو اس کی قیمت کتنی ہوگی؟ عرش عظیم سے جو چیز آئی ہو، اللہ تعالیٰ جس کا بھیجنے والا ہو، خداوند کریم نے محمد عربی ﷺ کے حوالے دین کیا ہو، نگہبانی حضور ﷺ کی کرائی ہو، بانی اسلام بنا کر بھیجا ہو، وہ کتنی عظمتوں والی چیز ہوگی، اور وہ دین کتنا قیمتی ہوگا۔ آج تمہاری نظروں میں مکان کی قیمت ہے، دکان کی قیمت ہے، پلاٹ کی قیمت ہے، سونے چاندی کی قیمت ہے، مگر دین کی کوئی قیمت نہیں۔ عملاً میں بھی آپ میں شامل ہوں، آپ لوگ بھی اس پر قائم دائم ہیں، کہ ہماری نظروں میں، ہمارے دلوں میں عملاً دین کی کوئی قیمت نہیں۔ اور اس کی ایک وجہ ہے کہ دین کا بازار لگے تو اس کی قیمت کا پتہ لگے۔ اور دین کا بازار لگے گا میدان حشر میں۔ تو ادھار کھاتا ہے اس کا معاملہ کون کرے؟

جگر گوشہ رسول انور ﷺ:

امام الانبیا محبوب کبریا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے گھر والوں نے اس دین کے پیچھے بڑی بڑی قربانیاں دیں۔ سرکار مدینہ کی سب سے بڑی صاحبزادی، سب سے بڑی لخت جگر، سب سے بڑی نور نظر سیدہ زینب رضی اللہ عنہا، خدا کی قسم قربان ہو جاؤں زینب تیری ہر ادا پر تو کتنی مبارک بچی ہوگی جس کا ابا محمد مصطفیٰ ﷺ ہوں، سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا نے گود میں لے کر پالا۔ اس بچی کے بارہ میں کیا کہو گے جس کو دن میں کئی کئی مرتبہ حضور کریم ﷺ سینہ مبارک سے لگا کر پیار فرمایا کرتے تھے۔ سیدہ زینب رضی اللہ عنہا نہایت ہی عابدہ، زاہدہ، پرہیز گارہ تھیں، بڑی اللہ اللہ کرنے والی تھیں، ابا جان کی بڑی فرمانبردار تھیں، امی جان کی بڑی فرمانبردار تھیں۔ نبی ﷺ کی سب سے بڑی بیٹی ہے، سب سے بڑی لخت جگر ہے، سب سے بڑی کالی کملی والے کی صاحبزادی ہے۔ لوگ آج نام سے بھی واقف نہیں، مولوی بھی ڈر کے مارے نام نہیں لیتے کہیں دوسرے لوگ پیسہ دینا بند نہ کر دیں۔ اندازہ لگاؤ ہم لوگوں کی غداری کا، ہم لوگوں کی بزدلی کا، نبی ﷺ کی بیٹیوں کا نام لینا پسند نہیں کرتے، نبی ﷺ کی بیٹیوں کا مقام بتانا پسند نہیں کرتے۔ نبی ﷺ کی لخت جگر جنہوں نے بڑے بڑے دکھ اٹھائے ہیں ان کے بارہ میں ذکر خیر کرنا بھی پسند نہیں کرتے۔

حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی نور نظر:

اور یہ وہ بیٹیاں ہیں محمد رسول اللہ ﷺ کی۔ سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کے بطن مبارک سے پیدا ہوئی اور سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کی گود میں پلی۔ بل کہ نبی کریم ﷺ نے شادی کے لیے اپنی سگی سالی حضرت ہالہ کے بیٹے سے شادی فرمادی۔ اتنی محبت تھی حضور کریم ﷺ کو اپنی سالی سے حضرت ہالہ سے، اگر آ کر دروازے پر آواز لگا دیتی حضور کریم ﷺ دوڑ کر تشریف لاتے اور آواز لگاتے ہالہ آ گئی، ہالہ آ گئی، ہالہ آ گئی۔ چناں چہ اس وقت تک قرآن کریم کا نزول شروع نہیں ہوا، سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا بھی داغ مفارقت دے گئی، دنیا فانی سے رحلت فرما گئیں۔ حضرت زینب رضی اللہ عنہا نے سیدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا، سیدہ رقیہ رضی اللہ عنہا اور فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کی پرورش بھی کی، تربیت بھی فرمائی بڑی بہن ہونے کی وجہ سے۔

حضور ﷺ کی ہجرت اور حضرت زینب رضی اللہ عنہا کی تمنا:

بالآخر وہ وقت آ پہنچا جب مدنی کریم ﷺ کو مکے پاک سے لوگوں سے تنگ ہو کر ہجرت کرنا پڑی، ظالموں نے امام الانبیا ﷺ رات کو چین نہ لینے دیا، دن کو سکون نہ آنے دیا، نہ پانی دیا نہ کھانا دیا، اتنا مارا اتنا مارا سید دو عالم حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کو، اور آپ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو۔ آج اگر ان واقعات کو پڑھو تو زمین پھٹ جاتی ہے۔ حضور کریم ﷺ جب ہجرت فرما کر مدینہ تشریف لے گئے تو سیدہ زینب رضی اللہ عنہا پیچھے رہ گئی، مکے پاک میں رہ گئی، اداس تھی ابا جان کی وجہ سے، دل نہیں لگتا تھا ہر روز کوشش کرتی تھیں میں بھی مدینے پاک میں چلی جاؤں، میں بھی اپنے ابا جان کی خدمت میں حاضر ہو جاؤں۔

سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کی امانت داری:

چناں چہ سیدہ زینب رضی اللہ عنہا مکے کے محلے کا چکر لگاتی تھیں، عزیزوں، رشتہ داروں میں آیا جایا کرتی تھیں، ہر وقت روتی تھیں میرے لیے دعا کرو میں اپنے ابا کی خدمت میں جا پہنچوں۔ اور اندازہ لگاؤ نبی کی لخت جگر کے تقویٰ و پرہیز گاری کا، ایک ایک عورت کو کہتی تھیں جس کا میں نے آٹا دینا ہو وہ آٹا لے لے، جس کا میں نے دھاگہ دینا ہے وہ اپنا دھاگہ وصول کر لے، جس کی میں نے سوئی دینی ہو وہ سوئی وصول کر لے، کل کو میں مدینے چلی جاؤں میرے بعد میں مکے کی کوئی عورت نہ کہے کالی کملی والے کی بیٹی ہو کر بے ایمان کر گئی۔ سیدہ زینب رضی

اللہ عنہا کو تو اس بات کا فکر ہے کہ اس میں نبی آخر الزمان کی بدنامی ہے۔ نبی کی بیٹی ٹکے ٹکے کافروں سے پوچھتی پھرتی ہے، کافروں کی بیٹیوں سے پوچھتی ہے اگر میں نے تمہارا آنہ ٹکا، دھڑی دھیلا دینا ہو وصول کر لو، کل کو یہ نہ کہنا زینب رضی اللہ عنہا نبی کی بیٹی ہو کر ہمارا کھا کر چلی گئی۔ زینب رضی اللہ عنہا کو غیرت آرہی ہے کہ پیغمبر ﷺ کو زک نہ آئے، ان کے مشن پر زد نہ آئے۔ ہم نے حج بھی کر رکھے ہیں، نمازیں بھی پڑھتے ہیں اور نیک بنے پھرتے ہیں، مگر لوگوں کے قرضے مارتے پھرتے ہیں، بے ایمانی کرتے ہیں، جھوٹ بولتے ہیں، بدمعاشی کرتے ہیں۔ کبھی تمہارے دماغ میں بھی یہ بات آئی کل کالی کملی والا میرا منہ دیکھ کر کیا کہے گا؟ او بے حیاء تو ہی میرا نام لیوا تھا۔ بازار میں جا کر دیکھو وہاں فریب ہی فریب ٹھگی ہی ٹھگی ہے، مارکیٹ میں جاؤ جھوٹ ہی جھوٹ، کچہریوں میں جاؤ وہ تو ماشاء اللہ دربار ہی سارے کا سارا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے زمانہ کا ہے۔ کیا بات ہے کچہریوں والے کیا کریں اصل قصور تو تمہارا ہے نا، بچوں کو کھلاتے ہو ڈالڈا گھی اور افسروں کو لا کر دیتے ہیں دیسی گھی کے کنستر۔ نہ لڑو، کیوں ایک دوسرے پر لاٹھیاں، چھریاں، کلہاڑیاں چلاتے ہو، جو بات ہو اس کا خود بخود فیصلہ کرو۔ اس طرح جب لوگ آتے ہیں، کچہری میں چاروں طرف، ویگنوں سے، گاڑیوں سے، بسوں جیسے عرس میں تشریف لا رہے ہیں۔ کوئی آدمی آج یہ نہیں کہہ سکتا کہ میرا تقویٰ، میری پرہیزگاری اس طرح کی ہے اور اس طرح پر ہم لوگ کاربند ہیں، اور کئی جھوٹ تو ایسے ہیں کہ لوگ ان کو گناہ نہیں سمجھتے۔ مثلاً اس نے کہا کہ اس مال میں رعائیت کر دے وہ کہتا ہے کہ یہ اتنے کا تو مجھے نہیں پڑا، اس سے زیادہ تو اس پر خرچہ آجاتا ہے، اور اگر اس نے نہیں پوچھا تو خواہ مخواہ احسان جتلانے کے لیے کہ جی آپ ہمارے پرانے گاہک ہیں اس پر ہم نے آپ پر بجٹ دیکھ کر پیسے لگائے ہیں، منافع لگایا ہی نہیں، حالاں کہ لگایا ہوا ہوتا ہے اور لوگ اس کو، حاجی اس کو، مولوی اس کو گناہ نہیں سمجھتا۔ حالاں کہ قرآن اور نبی کی شریعت کے سامنے یہ بالکل حرام ہے۔ بہر حال سیدہ زینب رضی اللہ عنہا ایک گلی میں جاتی ہے، ایک ایک قبیلے والوں کے پاس جاتی ہے، ایک ایک خاندان کے پاس جاتی ہے اور جا کر کہتی ہے میں کالی کملی والے کی بیٹی، میں محمد رسول اللہ ﷺ کی لخت جگر، میں مدینہ جانا چاہتی ہوں، جس کا میں نے جو کچھ دینا ہو وہ وصول کر لے۔

کفار مکہ کا ستم:

بالآخر وہ وقت آیا کہ سیدہ زینب رضی اللہ عنہا اپنے دیور کے ساتھ اونٹ پر سوار ہو کر رات کو مکے سے نکل کر مدینے پہنچ جاؤں، ابا کی خدمت میں حاضر ہو جاؤں، کئی میل باہر تشریف لے گئیں۔ مکے کے سرداروں کو پتہ چل گیا، مکے کے چوہدریوں کو پتہ چل گیا، آخر الزماں پیغمبر ﷺ کی بیٹی بچ کر نکل رہی ہے۔ اندازہ لگاؤ عزت والے بیٹھے ہو، بیٹیوں والے بیٹھے ہو، اندازہ لگا سارا مکہ باہر نکل پڑا پکڑو کالی کملی والے کی بیٹی کو پکڑو، اور آ پہنچے اس مقام پر جہاں سیدہ زینب رضی اللہ عنہا سفر فرما رہی ہیں، گھیرے میں لیا گیا اونٹنی کو۔ سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کے دیور نے بڑا سمجھایا ظالمو کچھ نہ کہو قریش کی آبرو ہے، ہاشمی خاندان کی آبرو ہے، عبدالمطلب کے خاندان کی آبرو ہے، محمد مصطفیٰ ﷺ کی عزت ہے۔ دین ایسی چیز ہے جس کی وجہ سے تکلیف اٹھانی پڑتی ہے، اس کی عظمت کے لیے، اس کے اکرام کے لیے، اس کے احترام کے لیے، اس کی شان کو برقرار رکھنے کے لیے لوگوں نے اپنے خون کی ندیاں بہادیں۔

خاندان نبوت کی پاکیزگی:

اس لیے قرآن کہتا ہے: اِنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيْرًا ۞ (الاحزاب)۔ اللہ پاک نے ارادہ فرمالیا، پروردگار عالم نے فیصلہ کردیا، لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَيْتِ۔ کہ وہ نبی کے خاندان سے پلیدی، نجس، غلط چیزوں کو دور کردے، ان کو پاکیزہ بنادے، اہل البیت نبی کے گھر والوں کو پاک بنادے۔ سمجھنے والوں نے خوب سمجھا۔ قرآن کہتا ہے: اہل البیت، گھر والے، عربی میں بیت کہتے ہیں گھر کو اہل کے معنی گھر والے۔ قرآن کریم نے اعلان کردیا نبی پاک ﷺ، نبی کی آل بھی پاک، نبی کا گھرانہ بھی پاک، اور بلکہ میں تو دیوبندی علما کرام کا خادم اور غلام ہوں۔ میرا ایمان ہے، میرا عقیدہ ہے جو کپڑا نبی اکرم ﷺ کے جسم اطہر کو لگ گیا وہ کپڑا بھی پاک، زمین کے جس حصے پر امام الانبیا ﷺ نے قدم مبارک لگادیا وہ زمین بھی پاک، جس شے کو کالی کملی والے کا ہاتھ مبارک لگ گیا وہ شے بھی پاک۔

نبوت کا مقدس وجود:

جناب عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا روٹیاں پکارہی ہیں تنور میں، تشریف لے آئے، کہہ دو محمد

عربی ﷺ۔ آپ ﷺ نے فرمایا عائشہ رضی اللہ عنہا ایک روٹی آج میں بھی پکاؤں گا، عرض کیا آقا میں خدمت کے لیے حاضر ہوں، قربان ہو جاؤں میں جو ہر وقت تیار ہوں، فرمایا نہیں میں اپنی خوشی سے پکاؤں گا، ایک روٹی پکائی تنور میں لگادی۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی لگائی ہوئی روٹیاں ساری پک گئیں، تنور سے باہر نکال لیں، اس روٹی کا پانی خشک نہیں ہوتا جو محمد عربی ﷺ نے پکائی تھی، بار بار جھانکتی ہیں، بار بار دیکھتی ہیں، کافی دیر کے بعد عرض کیا آقا میری پکائی ہوئی روٹیاں تو کب سے پک گئیں ہیں یہ تو آپ والی روٹی کا پانی تک خشک نہیں ہوا۔ فرمایا عائشہ رضی اللہ عنہا تو نہیں جانتی جس شے کو میں محمد رسول اللہ ﷺ کا ہاتھ لگ جائے آگ اس کے قریب نہیں آسکتی، آگ کیسے قریب آئے جس کو میرا ہاتھ لگ گیا ہو۔

دشمنان صحابہ رضی اللہ عنہم کا ظلم:

تو جو ہوں ہی نبی کے گھر والے ان کا تو کہنا ہی کیا ہوا، اب لوگ کانٹ چھانٹ کرتے ہیں کہ جی بس پانچ ہیں پانچ، گھر والا کوئی نہیں۔ اور اتنا بڑا ظلم کیا کہ اس میں سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کو بھی شامل نہیں کیا، فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کی اماں کو تو چھوڑو، امام الانبیا کی گھر والی کو تو نہ چھوڑو، حسنین کریمین کی نانی کو تو نہ چھوڑو، علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہا کی ساس کو تو نہ چھوڑو۔ بہر حال مجھے اس بات کا بڑا دکھ ہے کہ ہمارے جو عوام ہیں وہ اتنے دنیا میں پھنس گئے کہ اب ان کو اس بات کی ضرورت ہی نہیں کہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کی اماں کون تھیں، سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کی اماں کون تھیں اور یہ حضرات کس کس طریقے سے زندگی بسر کرتے تھے۔ بس پہلے تو ہم روٹی مانگتے ہیں، پہلے تو ہم سب لوگ روٹی مانگتے ہیں یا اللہ بس کسی کا محتاج نہ بنا، جب روٹی مل جاتی ہے فوراً کوٹھی مانگتے ہیں، اب اللہ کا وعدہ روٹی کا ہے کوٹھی کا وعدہ نہیں ہے۔ اور جواب یہ سارا سلسلہ ہے یہ روٹیوں کے لیے نہیں ہے کوٹھیوں کے لیے ہے۔

سیدہ زینب رضی اللہ عنہا پر ظلم اور علالت:

سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کو آکر دشمنوں نے گھیرے میں لے لیا، حضرت کے دیور نے بڑا بتایا اور بڑا شرمندہ کیا، شرم سار ہو جاؤ اے ذلیلو! اے عرب کے خاندان کے چوہدریو! حیاء کرو کالی کملی والے کی آبرو ہے، نہ باز آئے۔ سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کو نیزہ مارا اونٹ سے نیچے گرادیا۔ اور یہ واقعہ جو میں ذکر کر رہا ہوں یہ حضور کریم ﷺ کے بعد کا نہیں، تم کہو گے کہ بڑھا لیا

،اگر بنانے والے بناتے تو حضور ﷺ بنائی ہوئی باتوں کو مٹا کر جاتے۔ سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کو حمل تھا اوپر سے گریں نیزہ مارا ساقط ہو گیا۔ خدا کی قسم ملتان کے مسلمانو! جس دین کو تم نے آج مفت کا مال سمجھا ہوا ہے، جس دین کو تم نے بے وارث سمجھا ہوا ہے، جس دین کو تم نے یوں ہی سمجھا ہوا ہے اس دین کی وجہ سے، نبی آخر الزمان کی بیٹی کو، دین کی دشمنی کی وجہ سے گھسیٹ کر مکے والے واپس لے آئے، نہیں جانے دیں گے، نہیں جا سکو گی، تم ہرگز اپنے ابا کے پاس نہیں جا سکتی۔ کافی دن سیدہ زینب رضی اللہ عنہا نے بڑی تکلیف اٹھائی، بڑی پریشانی اٹھائی، اور پھر کافی عرصے کے بعد ذرا اندازہ لگاؤ خانہ خدا میں بیٹھے ہو، مسجد میں بیٹھے ہو، کہ مدنی کریم ﷺ کی صاحبزادی کو کتنی تگ و دو کرنی پڑی ہو گی۔ ارے امام الانبیا شہنشاہ کائنات ﷺ کی بیٹی ہے۔ پھر ایک موقع رات کو ملا رات کو چھپ چھپ کر نکل رہی ہے، کافی سارا عرصہ گزر گیا خون بند نہ ہوا سوکھ کر کانٹا بن گئی۔

بدر کے قیدی اور حضرت زینب رضی اللہ عنہا کا ہار:

حضرت عباس رضی اللہ عنہ وغیرہ یہ سارے بعد میں مسلمان بنے یہ سارے کے سارے قیدیوں میں شامل تھے جو بدر کے قیدی مدینے پاک میں آئے تھے۔ چناں چہ جب یہ فیصلہ ہوا کہ قیدیوں کو فدیہ لے کر، دیت لے کر، جرمانہ لے کر چھوڑ دیا جائے، تو زینب رضی اللہ عنہا نے تو حضور کریم ﷺ کی خدمتِ عالیہ میں، اگر تم سمجھ رہے ہو تو بات پلے پڑے گی۔ سیدہ زینب رضی اللہ عنہا نے وہ ہار بھیجا ہے جو سیدہ خدیجہ کا ہار تھا اور حضرت زینب رضی اللہ عنہا کو ملا تھا اس وقت اپنے خاوند کا جرمانہ ادا کرنے کے لیے، پیسے ادا کرنے کے لیے، دیت ادا کرنے کے لیے حضور ﷺ کی خدمت میں حضرت زینب رضی اللہ عنہا نے اپنا ہار بھیج دیا اور جب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی موجودگی میں وہ ہار آیا ہے حضور ﷺ نے پہچان لیا، ہاتھ میں لے کر رونے لگے فرمایا لوگو یہ میری خدیجہ رضی اللہ عنہا کا ہار ہے جو زینب رضی اللہ عنہا کو دیا تھا، اگر تم سب وہ نبی آخر الزمان، قربان جاؤں تیری نبوت پر، تیری بات پر، تیری ہمت پر، تیرے فیصلے پر، تیری عظمت پر قربان جاؤں، امام الانبیا ہو کر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو فرمایا سارے آ جاؤ، سارے اکٹھے ہو جاؤ سب کو فرمایا یہ زینب رضی اللہ عنہا کا ہار ہے اور یہ وہ ہار ہے جو کہ خدیجہ رضی اللہ عنہا نے دیا تھا، اپنے خاوند کی رہائی کے لیے بھیجا ہے اگر تم اجازت دو میں یہ ہار زینب رضی اللہ عنہا کو واپس کر دوں۔

یہ تھا نبی کا مشن، اور آج تم نے جو مشن بنا رکھا ہے سارا سال حرام کھاؤ ایک دیگ چاولوں کی پکار کر نیاز بازار میں، بچوں میں تقسیم کردو، ان شاء اللہ ایک ایک چاول جو ہے وہ ایک ایک لاکھ گناہ ساتھ لے کر بھاگ جائے گا یہ بات کس نے بتلائی ہے۔ نبی کی بیٹیوں کے لہو بہہ گئے، تم جنت میں پھونک مار کر جانا چاہتے ہو، نبی کی بیٹیوں کو گھسیٹ گھسیٹ کر مکے لایا گیا اور تم یوں ہی ایئر کنڈیشن میں بیٹھے بیٹھے جنت میں جانا چاہتے ہو۔

چناں چہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی جماعت نے برجستہ تمام نے عرض کردیا۔ کالی کملی والے آپ بالکل مختار ہیں، یہ سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کا ہار بالکل واپس کردو، اگر آپ حکم دیں ہم آپ کی بیٹی کی اور خدمت کے لیے بھی تیار ہیں۔

اس کا نام ہے عدل، اس کا نام ہے فیصلہ، اس کا نام کہ کسی کا کوئی لحاظ نہیں، اپنی بیٹی کا اگر ہار واپس کرنے کا دل چاہا تو تمام مسلمانوں سے اجازت لی۔

سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کا انتقال:

سیدہ زینب رضی اللہ عنہا صحت یاب نہ ہوسکی، ایک عرصے تک بیمار رہیں ابوالعاص مکے چلے گئے وہاں جا کر انہوں نے بھی کلمہ پڑھ کر اعلان کردیا کہ میں بھی حضور ﷺ کا غلام ہوں۔ چناں چہ اتنی غربت تھی سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کے زمانے میں، سخت بیمار رہی، بڑی علیل رہی، امام الانبیا ﷺ کی لخت جگر ہو کر۔ اچانک خبر دی گئی کہ کالی کملی والے تیری بیٹی سیدہ زینب انتقال کر گئیں وفات پا گئیں سیدہ زینب، آپ ﷺ نے فرمایا غسل دو، اور یوں فرمایا بڑے دکھ اٹھائے ہیں میری بچی نے دین کے لیے، اچھی طرح سے غسل دینا اچھی طرح سے وضو کرنا اچھی طرح عظمت کے ساتھ غسل دینا۔ نبی نے اپنی بیٹی کے غسل کے بارے میں فرمایا اچھی طرح سے غسل دینا۔

ہماری غلط روایات:

تمہارے ہاں یہ رواج ہے کہ غسل دینے کے لیے ایسی عورت کو تلاش کر کے لاتے ہو جو ان شاء اللہ کبھی نماز ہی نہیں پڑھتی۔ باپ کا مکان تو آسان ہے باپ کے کارخانے پر قبضہ کرنا بڑا آسان ہے، باپ کو غسل دیتے ہو بڑی تکلیف ہوتی ہمیں، تو غسل دینا تو آتا ہی نہیں، اگر جناب کو غسل نہیں آتا تو آپ جناب غسل کرتے کیسے ہیں، اپنا غسل کیسے کرتے ہیں۔ جو غسل آپ کے طریقے کا رہے وہی میت کے غسل کا طریقہ، صاف نہیں کرتے جسم، مردے کو ہاتھ لگاتے

ہوئے ڈرلگتا ہے میں ہی مرجاؤں۔

میں تو کہتا ہوں کہ بیٹی ماں کو غسل دیا کرے، بہو ساس کو غسل دیا کرے، بہن بہن کو غسل دیا کرے، بیٹا باپ کو پیار محبت سے غسل دیا کرے، بھائی کو بھائی غسل دیا کرے عظمت کے ساتھ غسل کرے۔

تم جو غیر بندے کو بلا کر لاتے ہو وہ تو مہینے مہینے، دو مہینے کا نہیں بنانا ہوتا، اس کے چاروں طرف دوا لگی ہوئی ہے، میل لگا ہوا ہے، اور اب وہ بے چارہ فقیر، وہ جو نہلانے والے ہیں، وہ جو میل اتار رہے ہیں، اور سوچ رہے ہیں کہ یار میل تو اتارنا پڑ رہا ہے لیکن بچہ اس کا بڑا کنجوس ہے پتہ نہیں کچھ دے گا بھی یا نہیں۔ نہلا رہا ہے پیسوں کے بارے میں سوچ رہا ہے، کہ کتنے دے گا بخشش کی دعا نہیں کر رہا میں کہتا ہوں کہ اگر تو باپ کو غسل دے گا، منہ دھلائے گا، جب بھی دعا کرے گا یا اللہ قیامت کے دن میرے باپ کا چہرہ چمکتا ہوا اٹھے، ہاتھ دھلائے گا وضو کرائے گا الٰہی میرے ابا کے اعضاء وضو قیامت کے دن چمکتے ہوئے اٹھیں، دعا پڑھو گے محبت سے، عظمت سے، بڑے وقار سے غسل دو گے، لیکن تم نے ایسا کرنا ہی نہیں ہر علاقے میں رکھے ہوئے ہیں غسل دینے والے۔ ایک مرد ہوتا ہے ایک عورت ہوتی ہے اسے بلانے جاتے ہیں جب تک وہ آئے نا پڑے رہو دیکھی جائے گی، پہلے زمانے میں ذرا غسل دینے والی عورتیں، اچھی محبت سے غسل دیا کرتی تھیں، کانوں میں، ناک میں جو سونے چاندی کا زیور ہوتا تھا تو وہ نہانے والی کو مل جاتا تھا، وہ لالچ میں بڑے پیار سے غسل دیا کرتی تھیں، اب لوگ پتہ ہے کیا کرتے ہیں، سونے کی بالیاں اتار لیں، بازار کی چار آنے کی بالیاں، وہ ڈال دیں اور سونے کی نکال لیں نہانے والی کیوں لے جائے؟ یہ نہانے والی سے ٹھگی نہیں یہ مرنے والے سے ٹھگی ہے۔ اگر زندہ ہوتی پھر دیکھتا کہ تو سونے کی بالیاں نکال کر دوسری کیسے پہناتا ہے؟

سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کو غسل دیا گیا:

میں عرض کر رہا تھا کہ سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کی وفات ہوگئی۔ رحمت دو عالم، فخر دو عالم، سرکار دو عالم، روح دو عالم حضرت محمد ﷺ نے فرمایا کہ اچھی طرح سے غسل دینا، اچھی طرح سے وضو کرانا جب غسل سے فارغ ہو جاؤ مجھے خبر دینا کفن میں لے کر آؤں گا۔ چناں چہ حضرت زینب رضی اللہ عنہا کو غسل دیا گیا، وضو اچھی طرح سے کرایا گیا اور اطلاع دی گئی کہ اب آپ کی بچی کو غسل دیا جا چکا ہے۔

حضور ﷺ کی غربت:

علما کرام نے لکھا ہے کہ محمد کریم ﷺ ایک پرانی سی چادر اپنے اوپر لینے والی چادر لے کر تشریف لائے اور فرمایا اے میری بیٹی! یہ چادر میں تجھے کفن دیتا ہوں اور یاد رکھنا اس وقت آج تیرے ابا کے پاس اس چادر کے سوا کچھ بھی نہیں۔ تو اگر نبی کا کلمہ پڑھتا ہوا مر جائے تو تو کامیاب ہو جائے گا۔ جو بیٹی اپنے ابا کی چادر کا کفن لے کر گئی ہے خدا کی قسم وہ کتنے اونچے درجے والے بن گئی۔ ادھر نبی کے نطفے سے پیدا ہوئی، ادھر نبی کے گھر میں پلی، نبی کی گود میں پلی، نگاہ نبوت نے اپنے ہاتھوں میں لیا، نبی کی شفقتوں اور رحمتوں نے اس کو پالا، اور آج جب دنیا سے گئی اپنے ابا امام الانبیا ﷺ کی چادر کا کفن اوڑھ کر گئی۔

سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کا جنازہ:

علما کرام نے لکھا ہے کہ حضرت زینب رضی اللہ عنہا کا جنازہ لے کر چلے، حضور نبی کریم ﷺ بھی جنازے کے ساتھ ساتھ ہیں، وہ کتنا مبارک جنازہ ہوگا وہ خوش نصیب جنازہ ہوگا جس جنازے کے ساتھ حضور کریم ﷺ خود تشریف لے جا رہے ہیں اور جنت البقیع میں پہنچے تو آپ نے آواز دی زینب رضی اللہ عنہا کو قبر میں خود اپنے ہاتھوں سے اتاروں گا، قبلہ رخ میں خود موڑوں گا، جس قبر میں سرکار مدینہ ﷺ تشریف لائے ہوں وہ قبر ہے ارے وہ تو جنت ہے، وہ تو جنت الفردوس ہے، فاقوں کے دکھ اٹھائے، اپنوں کے دکھ اٹھائے۔

سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کی خصوصیات:

یہ وہ زینب رضی اللہ عنہا ہے جس نے شعب ابی طالب میں مکے والوں کے بائیکاٹ کے زمانے میں اپنے ابا کے ساتھ ڈھائی برس تک درختوں کے پتوں چبائے اس زینب رضی اللہ عنہا نے، لیکن ابا کا دامن نہیں چھوڑا، نماز میں یکتا تھی، روزے میں یکتا تھی، عبادت میں نرالی تھی، سخاوت میں نرالی تھی، اور کمال ہے جس نے ساری زندگی ابا ابا کہہ کر زندگی بسر کی ہو، اور نبی کے سامنے دنیا سے رخصت ہوگئی ہو، اور اپنے ابا کے کندھوں پر سوار ہو کر گئی ہو، اور وہ بیٹی کتنی مبارک ہے جس کو ابا نے آخری پیغمبر ﷺ نے اپنے ہاتھوں سے قبر میں اتارا ہے۔ سمجھانا میں یہ چاہتا تھا کہ لوگ یہ جانتے بھی نہیں کہ نبی کی اور بیٹی بھی ہے کہ نہیں، کیا کہنا اس بیٹی کا جو پیدا نبی کے سامنے ہوئی، زندگی نبی کے سامنے بسر کی، اور جس کو غسل نبی کی گھر والوں نے دیا، اور جس کو

کفن نبی کی چادر کا ملا، اور جس کے جنازے کو کندھا دینے والا امام الانبیا ﷺ ہیں، اور جس کو قبر میں اتارنے والے شہنشاہ کائنات حضرت محمد کریم ﷺ کی ذات ہو۔ تو فرمایا: اِنَّمَا یُرِیۡدُ اللّٰهُ لِیُذۡهِبَ عَنۡكُمُ الرِّجۡسَ اَهۡلَ الۡبَیۡتِ وَیُطَهِّرَكُمۡ تَطۡهِیۡرًا ﴿۳۳﴾ (الاحزاب) اللہ پاک نے فیصلہ کر دیا نبی کا گھر پاک، نبی کی گھر والیاں پاک، نبی کا سارا خاندان پاک، نگاہ نبوت جس پر پڑ گئی وہ بھی پاک، جس زمین کے جس حصے پر کالی کملی والے نے تھوک دیا وہ بھی پاک۔

حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کا اعزاز:

آپ نے اپنے مرض میں، اپنی تکلیف میں سنڈیاں لگوائیں، پہلے زمانے کا علاج تھا، قریب کے زمانے میں ہمارے سامنے ہوتا رہا ہے، جلماں کا علاج، جوک لوگ نکلوایا کرتے تھے، سنڈیاں لگوایا کرتے تھے، گندا خون نکلوایا کرتے تھے۔ آپریشن یہ تو اب ہوا ہے، حضور کریم ﷺ نے سینڈیاں لگوائیں، برتن میں خون جمع فرمایا، اور حضور ﷺ کے سگے بھانجے ہیں حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ۔ اسماء بنت ابو بکر کا لخت جگر، وہ عبداللہ جس نے بیت اللہ میں شہادت پائی۔ جو سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کے ساتھ مدینے سے ساتھ چلا، حجاج بن یوسف کے ہاتھوں شہید ہوا، جس کا تم نام بھی نہیں جانتے، الحمد للہ اس فقیر کی کیسٹ ہے عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کے نام سے۔ حسین رضی اللہ عنہ نبی کا نواسہ ہے، عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ ابو بکر رضی اللہ عنہ کا نواسہ ہے، عبداللہ رضی اللہ عنہ وہ ہے جس کو گڑتی حضور کریم ﷺ نے اپنے ہاتھوں سے پلائی، نام بھی حضور کریم ﷺ نے رکھا۔ عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ وہ عظمتوں والا جوان ہے کہ جس کی انتہا نہیں۔ سیدہ اسماء بنت رضی اللہ عنہا ابو بکر رضی اللہ عنہ کی بیٹی ہے، جس نے ہجرت والی رات ناشتہ تیار کر کے ساتھ دیا، اور پھر مار کھا کھا کر حضور ﷺ کو کھانا پہنچاتی رہیں۔ تو حضور کریم ﷺ نے سینڈیاں جو لگوائیں خون برتن میں لیا اور اپنے بھانجے عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے فرمایا یہ کسی ایسی جگہ پر پھینک کر، ڈال کر آنا جہاں کسی کا پیر نہ آئے، بے ادبی نہ ہو۔ عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ گئے اور جلدی سے واپس آئے تو حضور کریم ﷺ نے پوچھا عبداللہ کہاں ڈال کر آیا میرا لہو؟ میرا خون کدھر ڈال کر آیا ہے؟ تو جلدی سے واپس آ گیا۔ عرض کرنے لگا میرے آقا ایسی جگہ ڈال کر آیا ہوں جہاں کسی کا پیر تو کیا نظر اور نگاہ بھی نہ پڑے گی، ایسی جگہ پھینک کر آیا ہوں، ڈال کر آیا ہوں کسی کی نگاہ بھی نہیں پڑے گی، نظر بھی نہیں پڑے گی۔

آپ نے فرمایا بتا تو کدھر ڈالا ہے؟ ڈر کے مارے کہ حضور ﷺ ناراض نہ ہو جائیں، فرمایا میرے آقا میں نے کھڑے ہو کر سوچا خون نبی ﷺ کا ہو اور زمین پر ڈالوں، نبی ﷺ کا خون زمین پر پھینکوں، میری غیرت نے اجازت نہ دی، میرے دل نے اجازت نہ دی، میں نے اس دیوار کے پیچھے کھڑے ہو کر پی لیا ہے۔ فرمایا جا عبداللہ سات پشتوں پر جہنم حرام ہو گئی۔ جس جسم میں نبی ﷺ کا خون چلا جائے وہ جسم جہنم میں نہیں جا سکتا۔

حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کی شہادت:

حسین رضی اللہ عنہ نے کربلا میں شہادت پائی، شہادت کے جام نوش فرمائے، بہادر بنا، عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے بیت اللہ میں شہادت پائی۔ بالکل جھکا نہیں، بزدلی کا ثبوت نہیں دیا، بل کہ عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کا سر کاٹ کر عین وہی حالات ہوئے ہیں جو حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کے ساتھ ہوئے ہیں، سر کاٹ کر حجاج بن یوسف نے یوں لٹکا دیا درخت پر سامنے، اور لوگوں سے کہا آؤ دیکھو۔ حضرت اسماء بنت رضی اللہ عنہا ابوبکر رضی اللہ عنہ حضور ﷺ کی سالی عبداللہ رضی اللہ عنہ کی اماں سو سال سے زیادہ عمر کی ہے، پتہ چلا تیرے بیٹے کو شہید کر دیا گیا، سر کاٹ کر درخت پر لٹکا دیا گیا، آئی ہے، واہ واہ آئی ہے سامنے سے، اور بیٹے کے سر کو یوں ایک نگاہ دیکھا ہے فرماتی ہیں:

"مرحبا یا ابن صالح"

اے میرے بیٹے مبارک ہو تیرے اماں کا دل ٹھر گیا، ٹھنڈا ہو گیا، تو دنیا میں بھی بڑا اونچا تھا، آج شہادت کے بعد بھی تیری اماں تجھے سب سے اونچا دیکھ رہی ہے۔ بات یہاں سے چلی نبی ﷺ کا خاندان پاک، جس لکڑی کو نبی ﷺ نے ہاتھ لگا دیا وہ لکڑی پاک، ہاتھ نہیں چاند کی طرف اشارہ کیا تو چاند کا جگر پھٹ گیا، درختوں کو اشارے کیے وہ مجبور ہوئے چلنے پر، پرندوں کو اشارہ کر دیا وہ چی چی کرتے ہوئے سامنے آ گئے۔ میں کہتا ہوں کہ جہاں نگاہ پڑی وہی سب کچھ بن گیا اس لیے فرمایا کمال ہے:

تیری صورت تیری سیرت تیرا نقشہ تیرا جلوہ
تبسم گفتگو بندہ نوازی خندہ پیشانی

سارے جہان کو پاک کر دیا۔ بل کہ ویطھر کم تطھیرا۔ قرآن کہتا ہے کہ نبی کی آل کو

میں نے اتنا مقام دیا خود بھی پاک ہیں، دوسروں کو بھی پاک کر دیتے ہیں۔ جو ان کے مشن پر چلا، جو ان کی عظمتوں پر آیا، جس نے راہ ہدایت پایا اور ان کی عزت کی وہ بھی ان شاء اللہ پاک ہو کر مرے گا، اور جنت الفردوس میں گناہوں سے پاک ہو کر جائے گا۔ میں نے اس لیے گزشتہ جمعہ کو سیدہ خاتون جنت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کے بارہ میں کچھ عرض کیا تھا تا کہ آپ لوگوں کو، مرد اور عورتوں کو یہ پتہ چل جائے کہ نبی ﷺ کی اور بیٹی بھی تھی۔ اور اس نے بڑے بڑے دُکھ اٹھائے، بڑی مار کھائی۔ حضور ﷺ نے سینے سے لگا کر رو دیا اور فرمایا لوگو! میری بیٹی نے دین کی وجہ سے کتنے دُکھ اٹھائے ہیں۔ اللہ پاک ہم سب کو اہل بیت کا خادم اور غلام بنائے، نبی ﷺ کے گھر کی عظمت عطا فرمائے، سارے صحابہ رضی اللہ عنہم کا اکرام عطا فرمائے، حضور کریم ﷺ کی غلامی اور آپ کے فرشتوں کا تابع دار بنائے۔ (آمین)

وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

سیدہ رقیہ بنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ نَحۡمَدُہٗ وَنَسۡتَعِیۡنُہٗ وَنَسۡتَغۡفِرُہٗ وَنُؤۡمِنُ بِہٖ وَنَتَوَکَّلُ عَلَیۡہِ وَنَعُوۡذُ بِاللّٰہِ مِنۡ شُرُوۡرِ اَنۡفُسِنَا وَمِنۡ سَیِّاٰتِ اَعۡمَالِنَا مَنۡ یَّھۡدِہِ اللّٰہُ فَلَا مُضِلَّ لَہٗ وَمَنۡ یُّضۡلِلۡہُ فَلَا ھَادِیَ لَہٗ وَنَشۡھَدُ اَنۡ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحۡدَہٗ لَا شَرِیۡکَ لَہٗ وَلَا نَذِیۡرَ لَہٗ وَلَا مِثۡلَ لَہٗ وَلَا مُعِیۡنَ لَہٗ وَلَا وَزِیۡرَ لَہٗ وَلَا مُشِیۡرَ لَہٗ وَنَشۡھَدُ اَنَّ سَیِّدَنَا وَسَنَدَنَا وَنَبِیَّنَا وَشَفِیۡعَنَا وَھَادِیۡنَا وَمُرۡشِدَنَا وَمَوۡلَانَا مُحَمَّدًا عَبۡدُہٗ وَرَسُوۡلُہٗ اَرۡسَلَہ بِالۡحَقِّ بَشِیۡرًا وَّنَذِیۡرًا، وَاَصۡحَابِہٖ وَاَزۡوَاجِہٖ وَبَارِکۡ وَسَلِّمۡ تَسۡلِیۡمًا کَثِیۡرًا کَثِیۡرًا ○

اَمَّا بَعۡدُ! فَاَعُوۡذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیۡطٰنِ الرَّجِیۡمِ ○ بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ○
"اِنَّمَا یُرِیۡدُ اللّٰہُ لِیُذۡھِبَ عَنۡکُمُ الرِّجۡسَ اَھۡلَ الۡبَیۡتِ وَیُطَھِّرَکُمۡ تَطۡھِیۡرًا ﴿۳۳﴾ وَاذۡکُرۡنَ مَا یُتۡلٰی فِیۡ بُیُوۡتِکُنَّ مِنۡ اٰیٰتِ اللّٰہِ وَالۡحِکۡمَۃِ ؕ اِنَّ اللّٰہَ کَانَ لَطِیۡفًا خَبِیۡرًا ﴿۳۴﴾" (الاحزاب)

صَدَقَ اللّٰہُ مَوۡلَانَا الۡعَلِیُّ الۡعَظِیۡمُ ○ وَبَلَّغَنَا رَسُوۡلُہُ النَّبِیُّ الۡکَرِیۡمُ وَنَحۡنُ عَلٰی ذٰلِکَ لَمِنَ الشّٰھِدِیۡنَ وَالشّٰکِرِیۡنَ وَالۡحَمۡدُ لِلّٰہِ رَبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ ○

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰٓی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیۡتَ عَلٰٓی اِبۡرَاھِیۡمَ وَعَلٰٓی اٰلِ اِبۡرَاھِیۡمَ اِنَّکَ حَمِیۡدٌ مَّجِیۡدٌ ○ اَللّٰھُمَّ بَارِکۡ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰٓی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکۡتَ عَلٰٓی اِبۡرَاھِیۡمَ وَعَلٰٓی اٰلِ اِبۡرَاھِیۡمَ اِنَّکَ حَمِیۡدٌ مَّجِیۡدٌ ○

گزشتہ جمعہ میں دین اور ایمان کا اہم رکن نماز کے بارے میں کچھ عرض کیا تھا، اللہ سبحانہ وتعالیٰ قبول فرمائے (آمین) اور اس کیسٹ کے ذریعہ اللہ پاک بے نمازیوں کو نمازی بنائے۔ ہم سب کے گھروں کو اللہ تعالیٰ خیر و برکتوں سے آباد فرمائے، جتنی بیماریاں ہیں، جتنی پریشانیاں

ہیں، اللہ سب مسلمانوں کی پریشانیاں دور فرمائے (آمین) سب کو آخرت میں مرتے وقت ایمان کی دولت عطا فرمائے (آمین)۔ اس سے پہلے ایک عنوان شروع کر رکھا تھا بنات رسول ﷺ کا، کالی کملی والے کی بیٹیوں کے بارے میں کچھ عرض کر رہا تھا۔ اور نیت میں شہرت نہیں، آگے تھوڑی شہرت ہوگئی ہے کہ بقایا اور ضرورت رہ گئی ہے۔ بل کہ نیت یہ ہے، اور عقیدہ یہ ہے کہ نبی پاک ﷺ کی جوتی مبارک سے محبت کرنا بھی عین ایمان ہے۔ آپ ﷺ کے استعمال کردہ کپڑے کی محبت کرنا بھی عین ایمان ہے، ملک عرب کی محبت بھی عین ایمان ہے، تو چہ جائیکہ نبی پاک ﷺ کے گھرانے سے پیار اور محبت میں تو یہ عرض کروں گا کہ ہمارے اعمال سے نجات بڑی مشکل، ہماری نجات تو اگر ہوئی تو سرکار دو عالم ﷺ کے گھرانے کے صدقے میں ہوگی، کیا کریں گے تیرے عمل، میرے عمل، نیت کھوٹی، اعمال کھوٹے، ریا کاری نے مار لیا، شہرت نے ہمیں برباد کیا، بڑی عجیب بات کہی ہمارے بارے میں۔ مجذوب یوں کہتا ہے: ؎

قدم سوئے مرقد نظر سوئے دنیا
کدھر جا رہے ہو کدھر دیکھتے ہو

بڑھ آگے کو رہے ہیں اور دیکھ رہے ہیں پیچھے۔ ٹھوکر کھا کر گریں گے اور کیا ہوگا؟

امام الانبیا ﷺ کی شہزادی:

اندازہ لگائیں ان مائیوں کا کیا کہنا، ان عورتوں کا کیا کہنا، ان خواتین کا کیا کہنا، ان نبی پاک ﷺ کی شہزادیوں کا کیا کہنا جن کا ابا امام الانبیا ﷺ ہو۔ آج اس زمانہ میں کوئی ڈاکٹر کی بیٹی، کوئی پروفیسر کی بیٹی، کوئی وزیر کی بیٹی، کوئی صدر کی بیٹی، کوئی سفیر کی بیٹی، کوئی کرنل کی بیٹی، کوئی جنرل کی بیٹی، کوئی کمشنر کی بیٹی، کوئی ڈی سی کی بیٹی۔ خدا کی قسم! سیدہ رقیہ رضی اللہ عنہا سارے انبیا علیہم السلام کے سردار کی بیٹی ہے، نبی پاک ﷺ کے گھرانے میں پیدا ہوئی، سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کے پیٹ سے پیدا ہوئی، محمد عربی ﷺ کے نطفے سے پیدا ہوئی۔ یہ بالکل غلط ہے بکواس ہے کہ سرکار دو عالم ﷺ کی ایک بیٹی ہے تین نہیں۔ سیدہ رقیہ رضی اللہ عنہا اپنے ابا سے بڑا پیار کرتی تھیں، بڑی محبت فرمایا کرتی تھیں، بڑی خدمت کیا کرتی تھیں۔ اور ابا کو بھی سیدہ رقیہ رضی اللہ عنہا سے بڑا بے تحاشہ پیار ہے، اتنی حسین تھی، اتنی خوب صورت تھی کہ پیغمبر ﷺ کے گھرانے میں سیدہ رقیہ رضی اللہ عنہا سے زیادہ حسین کوئی نہیں تھا، عابدہ تھی، زاہدہ تھی، نمازی

تھی۔قرآن کریم کا بڑا ذوق شوق رکھتی تھیں، ہر وقت اللہ اللہ کیا کرتی تھی، نبی کریم ﷺ کی خدمت گزاری کیا کرتی تھیں۔ اندازہ لگا اس بیٹی کا کتنا اونچا مرتبہ ہوگا جس کے سر پر امام الانبیا ﷺ کا لاکھوں مرتبہ ہاتھ پھیرا ہو، سیدہ رقیہ رضی اللہ عنہا کو رحمت کائنات ﷺ نے ہزاروں مرتبہ اپنی گود میں لے کر پیار فرمایا، گود میں لیا کرتے تھے، کندھوں پر سواری کیا کرتی تھیں، اپنے ہاتھوں سے روٹی پانی کھلایا کرتے تھے، کس قدر خوش قسمت ہے وہ مائی جس کا ابا محمد مصطفی ﷺ ہے۔

اسلام سے قبل بنات رسول ﷺ کے نکاح:

پھر دو بیٹیوں کی منگنی ہوئی ابولہب کے بیٹوں سے۔ تاریخی واقعات ہیں تھوڑا سا عرض کردوں، جان کے عرض نہیں کرتے، آپ اپنی معلومات تو کرتے نہیں، اعتراض شروع کر دیتے ہیں۔ اچھاجی نبی ﷺ نے کافروں کو رشتے دے دیے تھے، اعتراض کے بغیر نہ تو تم نبی کو چھوڑو، نہ خدا کو چھوڑو، نہ باپ کو معاف کرو، نہ ماں کو معاف کرو، تمہارے پلے ہے کیا سوائے اعتراض کے، تنقید کے، یوں ہی تنقید کرتے کرتے مرجاؤ گے، جب قیامت میں اٹھو گے تو تمہارے پلے برائی کے سوا کچھ نہ ہوگا۔ اسلام کے آنے سے پہلے، قرآن کے نازل ہونے سے پہلے سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کا جو رشتہ کیا حضرت ہالہ حضور کریم ﷺ کے سالے ہیں ان کے بیٹے ابو العاص سے نکاح بھی ہوا، منگنی بھی ہوئی۔ اس زمانے میں مسلمان کوئی بنتا ہی نہیں تھا، اس زمانے میں مسلمان کوئی بنتا ہی نہیں تھا، ابولہب کے دو بیٹے عتبہ اور عتیبہ، ان دونوں سے سیدہ رقیہ اور سیدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا کی منگنی کردی۔ جب قرآن آیا، ایمان آیا، اسلام آیا، دین آیا ابولہب نے سب سے زیادہ مخالفت کی۔ ارشاد فرمایا مدنی کریم ﷺ نے ساری زندگی میں پوری دنیا نے مل کر ستایا، اس سب کے مقابلے میں سگے چچا نے مجھے اکیلے کو ستایا، ہر وقت پتھروں کی جھولی بھر کر پیچھے پیچھے چلتا تھا، اندازہ لگاؤ ایمان والے بیٹھے ہو، کلمہ پڑھنے والے بیٹھے ہو، اسلام، ایمان اور یقین والے بیٹھے ہو، کتنا بڑا دکھ پہنچا ہوگا۔ حضور کریم ﷺ فرماتے ہیں سر کے بالوں سے لے کر پیروں کے ناخن تک جسم کا کوئی حصہ ایسا نہیں جہاں سگے چچا کے ہاتھ کا پتھر نہ لگا ہو۔ ابولہب نے اپنے بیٹوں سے کہا کہ جاؤ تم جواب دے کر آؤ محمد ﷺ کی لڑکیوں کو، ہم نہیں لیتے، اگر تم میرے بیٹے ہو تو جاؤ، جا کر جواب دے کر آؤ۔ یہ بھی ایک بڑی بے عزتی ہے، توہین ہے۔

لوگو قرآن کریم کی وجہ سے اللہ کی توحید کی وجہ سے، نبی پاک ﷺ کی بیٹیوں کے رشتے ٹوٹ گئے۔ تم نے مذاق بنا رکھا ہے ۔

خوش رہے رحمان بھی
راضی رہے شیطان بھی

مرنے کے بعد قرآن مجید بھی پڑھ لیا، ساری زندگی شرک بدعات کی لعنت میں ڈوبے رہے۔

ظالموں کا انجام:

مدنی کریم ﷺ کے سامنے ابولہب بدمعاش کے دونوں بیٹے آئے اور ایک نے آ کر کے جواب دیا میں تیری لڑکی سے شادی کرنے کو تیار نہیں۔ دوسرے نے آ کر محمد عربی ﷺ کی بیٹی کو گال نکال دی، بیٹیوں والے جانتے ہیں انہیں علم ہے کہ بیٹیوں کے کتنے دکھ ہوا کرتے ہیں، محمد کریم ﷺ کا دل دکھا، آپ کے دل پر اثر ہوا، اور جس نے گالیاں دیں برداشت نہ ہو سکی۔ رحمت کائنات ﷺ نے جھولی پھیلا دی، الٰہی مجھے دھکے دیے میں نے اف نہ کی، میرا سارا بدن لہولہان کیا میں نے اف نہ کی، اس ظالم نے میری بیٹی کو گالی دی، مولا اس پر کوئی کتا مسلط فرما دے۔

گیا اور جا کر کہنے لگا باپ کو تو نے تو ہمیں تنگ کیا تھا، اب طاقت ور ہو جا، اس نے کہا کیوں؟ کہنے لگا کہ اس کو نبی نے بددعا کر دی۔ اندازہ لگا ساری زندگی مارنے والا کافر ابولہب تھر تھر کانپنے لگا اب خیر نہیں۔ ملتان کے مسلمانو! کبھی تو اپنے گریبان میں جھانک کر دیکھو، کبھی تو اپنے پلے میں منہ جھکا کر دیکھ۔ اتنا بڑا کافر، دین کا دشمن، قرآن کا دشمن، اللہ کی توحید کا دشمن، نبی کا دشمن، نبی کے گھرانے کا دشمن۔ لیکن اس کو بھی اتنا یقین ہے نبی نے بددعا نکال دی میرا بچہ بچنا بڑا مشکل ہے۔ کبھی ہم نے بھی پرواہ کی قرآن کی بددعا سے بچنے کے لیے؟ نبی پاک ﷺ کی بددعا سے بچنے کے لیے کبھی ہم نے سوچا؟ ملک شام میں تجارت کے لیے ابولہب جانے لگا دونوں بیٹوں کو ساتھ لے گیا شام ہوئی راستے میں ڈیرہ لگایا، قیام کیا، سارے قافلے کو اکٹھا کر کے کہنے لگا، ابولہب تمہیں معلوم ہے میرے بیٹے کو اس نبی نے بددعا دے رکھی ہے ہم نے اس کی بیٹیوں کے رشتوں سے جواب دیا۔ یاد رکھو میرے بچے کو ایسی جگہ سلاؤ جو کسی کو پتہ نہ چلے، چاروں طرف قافلے والے سو گئے، سامان کا ٹیلہ بنا کر اس پر جا کر اس کو سلایا۔ اللہ پاک جل شانہ نے جنگل کے شیر کو حکم دیا اس کم بخت نے میرے محبوب کریم ﷺ کا دل دکھایا اس نے میرے

محبوب ﷺ کی بیٹی کو گالی دی اس کو چیرنا پھاڑنا تیرا کام ہے۔ چاروں طرف لوگ سوئے ہوئے ہیں، شیر حیران کھڑا ہے یہ تو کتنے ہی سوئے پڑے ہیں مجھے کیا معلوم ہے ان میں سے وہ کون سا ہے، کہیں ظلم نہ ہو جائے، کسی اور پر میں حملہ نہ کر دوں، میرا نشانہ کوئی اور نہ بن جائے، قیامت میں مجھے عذاب بھگتنا پڑے گا۔ جنگل کا درندہ، جنگل کا شیر یہ سوچ سکتا ہے میرا نشانہ غلط نہ ہو جائے، میرا حملہ کسی اور پر نہ ہو جائے، مجھ سے کسی اور کو دکھ نہ پہنچ جائے۔ تو کلمہ پڑھنے والا، سرکار مدینہ ﷺ کا امتی ہو کر، کلمہ پڑھ کر تو نے کبھی نہیں سوچا، میری قلم سے کسی پر ظلم نہ ہو جائے، میرے مال سے کسی پر ظلم نہ ہو جائے، میرے عہدے سے کسی پر ظلم نہ ہو جائے، میری ممبری سے کسی پر ظلم نہ ہو جائے، میری چیئرمینی سے کسی پر ظلم نہ ہو جائے۔ تو نے کبھی نہیں سوچا، تو تو شیر سے بھی بڑا درندہ بن گیا ہے۔ شیر کو پتہ ہے کہ قیامت آئے گی تجھے یقین ہی نہیں قیامت پر، تیرا قیامت پر ایمان ہی نہیں۔ اللہ پاک جل شانہ نے فرمایا چاروں طرف سونے والے لوگ بھی ہیں، وہ ایک علیحدہ جگہ سویا ہوا ہے۔ اے جنگل کے شیر جس کے منہ سے نبی پاک ﷺ کو گالیاں دینے کی بدبو آئے اس کو چیرنا پھاڑنا تیرا کام ہے۔ پتہ چلا جو محمد عربی ﷺ کو گالیاں بکے گا اس کے منہ سے کوئی خاص بدبو آئے گی۔ شیر پھر بھی کھڑا ہے الٰہی مجھے کیا معلوم وہ کون سا ہے، کس کا منہ سونگھوں۔ شیر ابھی منہ سونگھتا پھر رہا تھا لوگوں کے، اوپر سے ہوا آئی اور ہوا نے بتادیا کہ نبی کا دشمن ادھر ہے۔ شیر نے چھلانگ لگا کر جو اوپر جا کر سونگھا واقعی نبی پاک ﷺ کو گالی دینے کی بدبو آئی، شیر نے اسے چیر مارا پھاڑ کر پھینک دیا۔

بنت نبی ﷺ عثمان رضی اللہ عنہ کے نکاح میں:

عرض یہ کر رہا تھا کہ ٹھیک ہے محمد مصطفی ﷺ کا معجزہ ہے۔ لیکن صابرہ تو سیدہ رقیہ رضی اللہ عنہا بنی، صابرہ تو سیدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا بنی۔ نبی پاک ﷺ کی بیٹیوں کی اتنی بڑی عزت ہے کہ ساری دنیا کی بہنوں کی آبرو، ساری دنیا کی بیٹیوں کی آبرو، ساری دنیا کی ماؤں کی آبرو، سارے جہان کی عورتوں کی عزتوں کو ایک طرف رکھو، خدا کی قسم سیدہ رقیہ رضی اللہ عنہا کے پاؤں مبارک سے اڑی ہوئی خاک پر قربان ہو سکتی ہے ساری آبرو۔ امام الانبیا محبوب کبریا حضرت محمد مصطفی ﷺ نے سیدہ رقیہ رضی اللہ عنہا کا نکاح حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے فرمایا۔ کون سمجھائے تمہیں، وہ کون سی زبان استعمال کریں اور کب تک کریں۔ بڑے بڑے بزرگوں

کی، اللہ والوں کی عمریں ختم ہوگئیں۔ آج کسی گورنر کے لڑکے کے دروازے پر اس کی لڑکی کے لیے آجایئے لوگ بڑا کہیں گے بڑا خوش نصیب ہے، کسی وزیر کی لڑکی سے شادی کرنے کے لیے آجایئے لوگ کہیں گے بڑا خوش نصیب ہے، کسی بادشاہ کی شہزادی سے شادی کرنے کے لیے آجایئے لوگ کہیں گے بڑا خوش نصیب ہے۔ خدا کی قسم عثمان وہ نوجوان ہے امام الانبیا ﷺ کے دروازے پر دولہا بن کر آیا، دروازہ محمد ﷺ کا ہے اور دولہا عثمان رضی اللہ عنہ ہے۔ سیدہ رقیہ رضی اللہ عنہا کی آپ ﷺ نے اپنے رحمت والے ہاتھوں سے شادی کر کے دی۔ اور میں پھر عرض کروں ہمارا تو عقیدہ ہے یقین ہے کہ دنیا میں سو حصے اگر حسن کے بناؤ سو حصے اگر جمال، خوب صورتی کے بناؤ تو ایک حصہ پوری کائنات کو ملا اور ننانوے حسن کا حصہ محمد ﷺ کو ملا۔ تو آپ کی بیٹی کتنی حسین ہوگی؟ اتنا بڑا حسین، جس کو حسین کہنے، حسین جس کو حسین کہے، ننانوے حصے حسن کا مالک جس کو حسین کہے وہ کتنے حسین ہوں گے۔

حسین جوڑا:

سیدہ رقیہ رضی اللہ عنہا اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ ایک جگہ دونوں میاں بیوی تشریف فرما ہیں، سرکار تشریف لے آئے دیکھ کر مسکرائے اور یوں فرمایا: میں نے ساری زندگی میں اتنا حسین جوڑا نہیں دیکھا۔ تیری میری بات نہیں، کسی گورنر، وزیر، بادشاہ کی بات نہیں، یہ میں اس محبوب کائنات ﷺ کی بات کر رہا ہوں جس کے بارے میں میرا عقیدہ ہے، تیرا بھی ہوگا کہ اگر سرکار پیدا نہ ہوتے یہ جہاں ہی نہ بنتا۔ فرمایا میں نے پوری زندگی میں اتنا خوب صورت جوڑا نہیں دیکھا۔

شعب ابی طالب کی محصوری:

مکہ مکرمہ میں کافروں نے بڑی تنگی دی، بڑی پریشانی دی۔ شعب ابی طالب کے زمانہ میں، شعب ابی طالب میں نے نام لیا، آپ لوگوں کے پلے تو کچھ پڑا ہی نہیں۔ مکہ کے لوگوں نے جب سارے دشمن ہو گئے، دونوں پہاڑوں کے درے میں، درمیان میں آپ کو اور آپ کے غلاموں کو، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو، آپ کے گھر والوں کو قید کر دیا تھا، ڈھائی برس تک قید رہے، نہ کھانا ملا، نہ پانی ملا، پیسوں سے آٹا خریدنے کی بھی کافروں نے ممانعت کر رکھی تھی، پانی بھی نہیں ملتا تھا۔ مالک کائنات کی قسم سیدہ رقیہ رضی اللہ عنہا کالی کملی والے ﷺ کی وہ پیاری بیٹی ہے جس نے ڈھائی برس تک درختوں کے پتے چاچبا کر خدا کا قرآن پڑا، اتنی زبردست بھوک

اٹھائی، خود سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں بھوک کی وجہ سے میری بچیوں کی آواز تک نکلنا بند ہوگئی۔ اتنی مصیبت، اتنی تکلیف، اتنی پریشانیاں اٹھائی ہیں، اس پر بھی بس نہیں۔

ہجرت حبشہ:

حبشہ کی طرف ہجرت فرمائی، خود نبی کریم ﷺ نے رخصت فرمایا، چوراسی مرد، عورت حضور ﷺ نے رخصت فرمائے۔ سیدہ رقیہ رضی اللہ عنہا، سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ، دونوں میاں بیوی کو حبشہ کی ہجرت کے لیے سرکار مدینہ دو تین میل باہر کے سے رخصت فرمانے کے لیے تشریف لے گئے۔ تیری بیٹی خطرے میں سونا بچائے گی، چاندی بچائے گی، اچھے کپڑے بچائے گی، اولاد کی حفاظت کرے گی، روپے پیسے کی حفاظت کرے گی، دھن دولت کی حفاظت کرے گی۔ واہ رقیہ مبارک ہو، امام الانبیا ﷺ کی لخت جگر ہو کر، تو مکہ چھوڑ کر ابا امی کو چھوڑ کر حبشہ کی طرف ایمان بچانے کے لیے ہجرت فرما رہی ہے، مکہ شہر چھوڑ کر جا رہی ہے، پیدائشی شہر چھوڑ کر جا رہی ہے، اپنے محبوب کریم ﷺ کو چھوڑ کر جا رہی ہے۔ اور اس موقع پر اگر آپ کا دماغ حاضر ہے، طبیعت حاضر ہے تو ایک ایسا لفظ فرمایا محمد عربی ﷺ نے، خدا کی قسم اس لفظ سے بھی پیار کرو گے میرا ایمان ہے نجات ہو جائے گی۔ سیدہ رقیہ اپنی بیٹی کے سر پر پیار دیا، فرمایا لخت جگر ایمان بچا کر جا رہی ہے، قرآن بچا کر جا رہی ہے، اپنا دین بچا کر جا رہی ہے، گھبرانا نہ۔ اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے فرمایا اے عثمان رضی اللہ عنہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بعد جب سے دنیا آباد ہوئی ایمان یقین کے لیے وطن چھوڑ کر جانے والا تو پہلا آدمی ہے۔ نہیں سمجھے؟ یعنی آدم سے لے کر آج تک حضور ﷺ فرماتے ہیں عثمان رضی اللہ عنہ مبارک ہو کہ میری بیٹی تیرے ساتھ ایمان کے لیے ہجرت کر کے جا رہی ہے۔

حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا کی دو ہجرتیں:

اور غور کرو سیدہ زینب رضی اللہ عنہا نے بھی ہجرت فرمائی مگر ایک۔ سیدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا نے ہجرت فرمائی، یہ بھی آپ کی بیٹی ہے مگر ایک ہجرت۔ سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا نے بھی ہجرت فرمائی مگر ایک۔ بے شمار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم وہ ہیں جنہوں نے ایک ہجرت فرمائی، ایک کا مطلب سمجھ لو، مکے سے مدینے گئے۔ اور سیدہ رقیہ رضی اللہ عنہا نے دو ہجرتیں کیں، مکہ سے حبشہ گئیں اور حبشہ سے مدینہ آئیں، ڈبل ہجرت فرمائی ہے سیدنا رقیہ رضی اللہ عنہا نے۔

پہلی ہجرت کے وقت میں رخصت فرمانے والے خود نبی پاک ﷺ کی ذات اقدس ہے۔

کفار مکہ حبشہ میں:

اور جب یہ حضرات حبشہ پہنچے۔ مکے والوں کو پتہ چلا کہ اتنے مرد اور اتنی عورتیں اور ان میں سے ایک نبی کی بیٹی بھی اپنی جان بچا کر، ایمان بچا کر، دین بچا کر دوسرے ملک میں چلے گئے۔ انہوں نے مشورہ کیا مکے کے بڑے بڑے کافروں نے اور مشورہ کر کے ایک قافلہ تشکیل دیا، ایک قافلہ تیار ہوا کہ وہاں جاؤ اور انہیں واپس لاؤ پکڑ کر، مارے گئے، ان کی جان بچ گئی۔ ہمارے ہاتھوں سے نکل گئے۔ تمہیں کیا معلوم ہے کہ اس وقت ایمان، یقین کے لیے کلمہ پڑھنے کے بعد کتنی سزا ملتی تھی۔ جا سیدہ زنیرہ سے پوچھ کر آ کلمہ پڑھنے کی وجہ سے تیرے ساتھ کیا بنی، کافر کہتے تھے کہ ہم ان کو مارتے ہیں تاکہ ہم ان کو سیدھا کریں، انہوں نے ایک نبی بنا رکھا ہے، اس کا کلمہ پڑھتے ہیں، سارے جہاں کو غلط کہتے ہیں اور اپنے آپ کو صحیح کہتے ہیں۔ نجاشی سے جب یہ کہا تو اس نے کہا کہ یہ تو ان کا اپنا فعل ہے تمہیں کیا تکلیف ہے تم کیوں آئے، تمہارے ذمہ کیا مصیبت پڑ گئی۔ ارے یہ جان بچا کر اپنا جو کچھ تھا بچا کر بے چارے دوڑتے مرتے میرے ملک میں آکر پناہ لی ہے تمہیں کیا تکلیف ہے۔ اب ماری ہے گولی انہوں نے نجاشی کو، وہ کہنے لگے تمہیں پتہ نہیں ہے یہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو نہیں مانتے۔ جب ہمارے یہاں وڈیرے سے، کسی زمین دار سے، کسی سے کام لینا ہو تو رات کو جا کر کہتے ہیں کہ فلاں آدمی ہے نا، الیکشن میں اس نے آپ کی بڑی مخالفت کی ہے آپ کو ووٹ نہ دیے، آپ کے ساتھ تو رہا۔ ہم قسم اٹھاتے ہیں کہ اس نے آپ کو ووٹ نہیں دیا، اس کے سارے خاندان نے ووٹ نہیں دیا، وہ کہتا ہے کہ اب میں ان کو دیکھتا ہوں۔

دربار نجاشی میں حضرت جعفر طیار رضی اللہ عنہ کی تقریر:

انہوں نے بھی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارہ میں چوں کہ وہ عیسائی تھے تو انہوں نے بھی کہا کہ یہ تیرے عیسیٰ علیہ السلام کو نہیں مانتے۔ اس نے کہا اچھا نہیں مانتے؟ کیا نہیں مانتے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے فرمایا کہ کون جواب دے گا۔ سیدنا جعفر طیار رضی اللہ عنہ، حضرت علی رضی اللہ عنہ کے بھائی ہیں یہ تشریف لائے نجاشی کے دربار میں کھڑا ہو کر قرآن کریم شروع فرمایا: كٓهٰيٰعٓصٓ ﴿١﴾ ذِكْرُ رَحْمَتِ رَبِّكَ عَبْدَهٗ زَكَرِيَّا ﴿٢﴾ (مریم)۔ قرآن کریم کی

سورت مریم شروع کردی، کچہری میں شہنشاہ کے دربار میں کھڑے پڑھتے ہیں، پڑھتے فرمایا:
وَاذْكُرْ فِي الْكِتٰبِ مَرْيَمَ ۘ اِذِ انْتَبَذَتْ مِنْ اَهْلِهَا مَكَانًا شَرْقِيًّا ﴿١٦﴾ (مریم)۔ مریم اپنی کتاب مقدس میں، جب وہ علیحدہ ہوکر، علیحدہ بیٹھ کر، پہاڑ میں جا کر غسل کر رہی تھی، فَاتَّخَذَتْ مِنْ دُوْنِهِمْ حِجَابًا ۫ فَاَرْسَلْنَآ اِلَيْهَا رُوْحَنَا فَتَمَثَّلَ لَهَا بَشَرًا سَوِيًّا ﴿١٧﴾ (مریم)۔ عیسیٰ علیہ السلام کے بارہ میں حضرت مریم کو اطلاع دے دی گئی، ایک بچہ تجھ سے پیدا ہوگا۔ فرمایا: قَالَتْ اَنّٰى يَكُوْنُ لِيْ غُلٰمٌ وَّلَمْ يَمْسَسْنِيْ بَشَرٌ (مریم:۲۰) مجھے کسی نے چھوا نہیں، ہاتھ نہیں لگایا، شادی میری نہیں ہوئی، مجھ سے بچہ کیسے پیدا ہو جائے گا۔ آواز آئی: جب وہ چاہتا ہے شادیوں کی ضرورت نہیں، کس کی شادی، آدم کا باپ نہیں ماں نہیں، حضرت حوا کا باپ نہیں، ماں نہیں، تیری ماں تو ہے، میں عیسیٰ علیہ السلام کو بغیر باپ کے پیدا کردوں تو میری ذات کے لیے کون سا مشکل ہے۔ جعفر طیار رضی اللہ عنہ نے تقریر فرمائی: اے بادشاہ ہم کمزور ہیں، ہم غریب ہیں مال دار نہیں۔ اللہ نے ایک نبی پاک ﷺ ہم میں سے بھیجا، مکے والوں میں سے بھیجا، قریش والوں میں سے بھیجا، اس نے ہمیں حلال وحرام بتایا، کسی کو گالی دینی ناجائز بتائی، کسی کو قتل کرنا حرام بتایا، کسی پر ظلم کرنا حرام بتایا، اللہ کا قرآن دیا، نبوت عطا فرمائی، اللہ کی توحید عطا فرمائی۔ ان کا خیال تو یہ تھا کہ ہماری یہ گولی ایسے لگے گی مذہبی، کہ نجاشی ابھی کہے گا پکڑو انہیں اور ان کے حوالے کرو، یہ کون ہیں۔ نجاشی قرآن سن کر رونے لگا، صحابی کی زبان ہے اللہ کا قرآن ہے، بادشاہ نجاشی کا دربار ہے، سارا دربار رونے لگا، نجاشی خود رونے لگا، اور پھر اس نے ایک تنکا اٹھایا گھاس کا، اور یوں اٹھا کر کہنے لگے خدا کی قسم! جو اس نے بتایا ہے عیسیٰ علیہ السلام اس تنکے سے زیادہ نہیں ہیں جو انہوں نے بتایا وہی سب کچھ ہے اور جاؤ میں کبھی انہیں تمہارے حوالے نہیں کروں گا۔ کبھی یہ تمہیں پریشان نہیں کریں گے، سارے صحابہ دعائیں مانگ رہے ہیں یا اللہ خیر ہو، اپنی خیر ہو، مولا ہماری مدد فرما، نصرت فرما۔ مولا ملک بھی کافروں کا ہے، یہ واپس لے جانے والے بھی کافر آ گئے، اگر پکڑ کر لے گئے تو راستے میں ہمارا قیمہ بنائیں گے۔
چناں چہ عرض اس لیے کر دیا کہ سیدہ رقیہ رضی اللہ عنہا اس قافلے میں تھیں، اس مہاجرین کے قافلے میں تھیں، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھیں۔ اور پھر جب حضور کریم ﷺ ہجرت فرما کر مکے سے مدینے تشریف لے گئے تو یہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا سارا قافلہ حبشہ سے مدینہ آ گیا، ڈبل ہجرت ہو گئی ان حضرات کی۔

جنگ بدر اور عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا اعزاز:

جنگ بدر کے موقع پر یہ بھی ذرا توجہ سے سننے والی بات ہے۔ بعض لوگ صرف رسالے پڑھ کر، اخبارات پڑھ کر معمولی قسم کی کتابیں پڑھ کر اعتراض کر دیتے ہیں کہ جی جنگ بدر میں تمام صحابہ موجود تھے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ موجود نہیں تھے۔ سنی مسلمان علم تو رکھتا نہیں وہ فوراً مغلوب ہو جاتا ہے، اچھا سارے تھے، جی سب تھے، حضرت علی رضی اللہ عنہ تھے، جی ہاں تھے، صدیق اکبر رضی اللہ عنہ تھے، جی ہاں تھے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ بھی تھے، جی ہاں تھے، سب تھے، ہاں سب تھے، مگر عثمان رضی اللہ عنہ نہیں تھے۔ اچھا اسلام اور کفر کی پہلی جنگ، پہلی لڑائی اس میں عثمان رضی اللہ عنہ نہیں ہے۔ یہ ایک اعتراض کرتے ہیں لوگ، مگر حج کرنا ہو، زکوٰۃ دینی ہو، خیرات دینی ہو، دین و ایمان کے ساتھ زندگی گزارنی ہو، اصل بنیاد ہے نبی پاک ﷺ کی اطاعت، فرماں برداری، حضور ﷺ کی غلامی سارا دین ہے، غلامی ایمان ہے۔ جنگ بدر کے موقع پر مدینے پاک میں سیدہ رقیہ رضی اللہ عنہا کو چیچک نکل آئی، سخت بیمار ہیں اگر کفر چڑھ کر آ گیا، اسلام کے مقابلے کے لیے مکے والوں نے چڑھائی کر دی۔ آپ ﷺ نے سب کو فرمایا کہ سب چلو لڑائی میں۔ توجہ کرنا، اب آئی بات، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی یوں فرمایا عثمان! عثمان، جی یا رسول اللہ ﷺ، بات سن تو نے نہیں جانا بدر کی لڑائی میں، جنگ میں تو نے نہیں جانا، کیوں؟ میری بیٹی سخت بیمار ہے اس کی تیمارداری کرنا، اس کی خدمت کرنا، اس کو سنبھالنا تیری ذمہ داری ہے۔ جب نبی پاک ﷺ نے اپنی بیٹی لخت جگر، نور نظر، جگر کے ٹکڑے کی تیمارداری ذمہ لگائی عثمان رضی اللہ عنہ کیسے چلا جائے۔ اور اس کا ایک اور ثبوت میں آپ کو بتاؤں گا جب بدر فتح ہو گیا، واپس آئے تو سیدہ رقیہ رضی اللہ عنہ کی قبر پر مٹی ڈالی جا رہی تھی، یعنی اتنی بیمار تھی، اتنی بیمار تھی جیسے آپ کو اور ہمیں بعض مرتبہ، بعض مریض سے نا امید ہو جاتی ہے کہ ڈاکٹر کو بلاتے ہیں لیکن گھر والے کہتے ہیں چلو اتمام حجت ہے، بچنا نہیں ہے تو نبی پاک ﷺ سے بڑا ڈاکٹر اس کائنات میں کون آئے گا۔ آپ کو یہ اندازہ ہو گیا تھا کہ میری بچی بچے گی نہیں، سخت بیمار ہے، بڑی تکلیف ہے اس لیے عثمان رضی اللہ عنہ کو چھوڑا کہ یہ آخری وقت میں ممکن ہے دفن کفن بھی پیچھے ہی ہو جائے بیماری بھی ہے، تکلیف بھی زیادہ ہے۔ جب حضور کریم ﷺ مدینے پاک میں تشریف لائے اور آپ نے دیکھا مسجد نبوی میں کوئی نہیں، پوچھا کہاں گئے؟ بتایا گیا سارے

جنت البقیع میں ہیں، سیدہ رقیہ رضی اللہ عنہا رخصت ہوگئیں۔

حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا کا استقلال:

جو بیٹی اتنی حسین تھی، اتنی خوب صورت تھی جس نے ایمان اور یقین کے لیے دومرتبہ ہجرت کی ، درختوں کے پتے چبائے قرآن کے لیے، اللہ کی توحید کے لیے بڑے بڑے دُکھ اٹھائے ، وہ بچی فوت ہوگئی۔ قبر میں اتاری جارہی ہے، مٹی ڈالنے کی تیاری ہورہی ہے۔ یہاں سے دوڑا ایک صحابی رضی اللہ عنہ، ذرا ٹھہرو محمد کریم ﷺ تشریف لائے ہیں، حضور ﷺ تشریف لے آئے ہیں، آپ ﷺ نے خود اپنے رحمت والے ہاتھوں سے قبر پر مٹی ڈالی۔ صحابہ رضی اللہ عنہم کہتے ہیں کہ حضور ﷺ نے رو دیا، فرمایا بیٹی رقیہ رضی اللہ عنہا اسلام، ایمان کے لیے بڑے دکھ اٹھائے، بڑی پریشانیاں اٹھائیں میری بیٹی تونے، اور آج تو اللہ کے یہاں جارہی ہے، اللہ کے یہاں میں تجھے اپنے ہاتھوں سے رخصت کررہا ہوں۔ مبارک ہو تجھے تونے اسلام کے لیے بڑے دکھ اٹھائے ہیں۔ اور پھر بدر میں چوں کہ فتح ہوئی تھی، بدر میں مال غنیمت ملا تھا، اب غنیمت کا مال اس کو ملتا ہے جو جنگ میں، جہاد میں شریک ہو۔ حضور اکرم ﷺ نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو بدر کے مال غنیمت سے برابر کا حصہ دیا، مال غنیمت کا حصہ دیا، فرمایا تو میری بچی کی جو خدمت کررہا تھا بدر کے مال غنیمت میں تیرا بھی حصہ ہے۔

قرآن اور اہل بیت عظام رضی اللہ عنہم:

تو امام الانبیا محبوب کبریا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے خاندان کے بارہ میں قرآن کہتا ہے: اِنَّمَا یُرِیْدُ اللّٰہُ ۔ اللہ پاک نے ارادہ فرمالیا، اِنَّمَا یُرِیْدُ اللّٰہُ لِیُذْھِبَ عَنْکُمُ الرِّجْسَ اَھْلَ الْبَیْتِ (الاحزاب: ۳۳) ۔ اللہ پاک نے فیصلہ کردیا، اللہ پاک نے ارادہ فرمالیا، محمد عربی ﷺ کے سارے گھرانے کو پاک کردینے کا، ہر طرح کی پلیدی سے، دنیا سے گناہوں سے پاک، شرک کی پلیدی سے پاک، بدعتوں سے پاک، تمام گناہوں سے پاک۔ اِنَّمَا یُرِیْدُ اللّٰہُ لِیُذْھِبَ عَنْکُمُ الرِّجْسَ اَھْلَ الْبَیْتِ ، فرمایا میرے محبوب کریم ﷺ میں نے آپ کے سارے گھرانے کو، خاندان کو پاک کردیا۔ اس میں سیدہ رقیہ رضی اللہ عنہا بھی آگئیں، ام کلثوم رضی اللہ عنہا بھی آگئیں، ساری ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن آگئیں، میرے آقا کا سارا گھرانہ آگیا۔ فرمایا: اِنَّمَا یُرِیْدُ اللّٰہُ لِیُذْھِبَ عَنْکُمُ الرِّجْسَ اَھْلَ الْبَیْتِ

وَيُطَهِّرَكُمۡ تَطۡهِيرٗا ﴿۳۳﴾ (الاحزاب) میں نے پاک کردیا، دنیا ان کے پیچھے کتنے الزام لگائے، بہتان لگائے، کتنی بکواس کرے، میں خدا جو پاک کر چکا ہوں قریب کوئی چیز نہیں آسکتی۔ وَاذۡكُرۡنَ مَا يُتۡلَىٰ فِي بُيُوتِكُنَّ مِنۡ اٰيٰتِ اللّٰهِ وَالۡحِكۡمَةِ ؕ (الاحزاب: ۳۴)۔ میرے محبوب کریم ﷺ اس قرآن پاک میں تلاوت کرتے جاؤ، بتاتے جاؤ میری کتنی حکمتیں ہیں، میرے کتنے اسرار ہیں، میرے اس قرآن میں کتنے راز ہیں، اِنَّ اللّٰهَ كَانَ لَطِيۡفًا خَبِيۡرًا ﴿۳۴﴾ (الاحزاب)۔ اللہ فرماتے ہیں جو لوگ منہ سے بات نکالیں گے وہ بھی میں سنتا ہوں، اور جو دلوں میں وساوس لائیں گے میں وہ بھی جانتا ہوں۔ یعنی میرے نبی پاک ﷺ کے ازواج مطہرات، بنات، بیٹیاں صحابہ کرام کے بارے میں خدا کہتا ہے: ان اللہ کان لطیفا خبیرا میں ساروں کی زبانوں سے واقف ہوں، ایک ایک لفظ سنتا ہوں، ایک ایک کے دل سے اٹھنے والے ارادوں کو جانتا ہوں کہ میرے نبی پاک ﷺ کے گھرانے پر ان کے اعتراضات ہیں، قیامت میں سب کے جواب بھی دوں گا، سب کو سزا بھی دوں گا۔ بڑا عجیب گھرانہ ہے یہ اندازہ تو لگاؤ اس در کے بارے میں تمہیں کیا بیان کرسکتا ہوں جہاں جبرائیل علیہ السلام غلامی کرے، میں اس در کے بارہ میں کیا کہہ سکتا ہوں، جہاں ملائکہ قطار در قطار ہزاروں آکر سلام کرتے ہیں۔

محبت صحابہ رضی اللہ عنہم وصحابیات رضی اللہ عنہن ایمان ہے:

مسلمانو جن کے گھروں میں پورا قرآن اترا ہو ان بچیوں کا کیا کہنا، اس نبی پاک ﷺ کے گھر والوں کا کیا کہنا جن کے گھروں میں قرآن اترا، ان سارے گھر والوں سے پیار کرنا، محبت کرنا، اطاعت کرنا عین ایمان ہے۔ جو آدمی اپنی بیٹی، اپنی پوتی، اپنی نواسی، اپنے گھر کی کسی بچی کا نام اس نیت سے رکھے کہ پیغمبر ﷺ کی بیٹیوں کے پیار میں کہ میرے نبی کی بیٹی کا یہ نام ہے، خدا کی قسم اس پر بھی بہت بڑا اجر ملے گا۔ نام رکھنا تو کوئی عبادت نہیں، لیکن اس نیت سے عبادت ہو جائے گا، اسی طرح سے ازواج مطہرات کا اتنا اونچا مقام ہے جن کے بستر پر قرآن آیا ہو، کیا کہنا ان کی شان کا جن کے گھر میں قرآن اترا ہو، سخاوت ان کے گھر کی ہو، شہادت جن کے گھر کی ہو، عدالت جن کے گھر کی ہو، نبوت جن کے گھر کی ہو، انہیں اور کیا چاہیے۔ فاقے انہوں نے کاٹے، بھوک انہوں نے دیکھی۔ بدقسمتی سے آج نبی پاک ﷺ کے گھرانے سے ہمیں محبت نہیں رہی، تمہیں پیار نہیں رہا۔ فلمی کنجریوں کے نام ہم اپنی بچیوں کے رکھتے ہیں، ناچنے والی،

ڈانس کرنے والی، گیت گانے والی کنجریوں کے نام ہم اپنی بچیوں کے رکھتے ہیں، ہمیں ان سے پیار ہے، نبی پاک ﷺ کی بیٹیوں سے پیار نہیں، ازواج مطہرات سے محبت نہیں،، اس گھر سے تعلق ہو تو ایسا ہو نہیں سکتا۔ تقویٰ میں نرالی تھیں سیدہ رقیہ رضی اللہ عنہا۔ یوں آتا ہے کتابوں میں کہ ہر وقت تقریباً نماز پڑھتی تھی، بڑی خاموش طبیعت کی تھی۔ اور نبی پاک ﷺ جب سیدہ رقیہ رضی اللہ عنہا کو دیکھتے فوراً مسکرا دیا کرتے تھے سیدہ رقیہ رضی اللہ عنہا کو دیکھ کر۔ جس کی قبر پر مٹی ڈالتے ڈالتے خود نبی پاک ﷺ نے رو دیا، کتنا دکھ پہنچا ہوگا، کتنی تکلیف پہنچی ہوگی۔ یہ مختصری میں نے معروضات عرض کر دیں۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نبی پاک ﷺ کے سارے گھرانے کے صلہ میں میری تمہاری نجات فرمائے۔ (آمین) اللہ پاک ہماری اولاد کو علم دین عطا فرمائے۔ (آمین) اور نبی پاک ﷺ کے شہر سے، ملک سے، دین سے، ایمان سے، خاندان سے، ہر چیز سے محبت ہو، ہر چیز سے پیار ہو، ہر چیز ہمارے دلوں میں محبت کے طور پر جاگزیں ہو۔

وَاٰخِرُ دَعْوٰنَآ اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

سیدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ نَحْمَدُهٗ وَنَسْتَعِيْنُهٗ. وَنَسْتَغْفِرُهٗ وَنُؤْمِنُ بِهٖ وَنَتَوَكَّلُ عَلَيْهِ وَنَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّاٰتِ اَعْمَالِنَا مَنْ يَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهٗ وَمَنْ يُّضْلِلْهُ فَلَا هَادِيَ لَهٗ وَنَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَلَا نَظِيْرَ لَهٗ وَلَا مِثْلَ لَهٗ وَلَا مُعِيْنَ لَهٗ وَلَا وَزِيْرَ لَهٗ وَلَا مُشِيْرَ لَهٗ وَنَشْهَدُ اَنَّ سَيِّدَنَا وَسَنَدَنَا وَنَبِيَّنَا وَشَفِيْعَنَا وَهَادِيْنَا وَمُرْشِدَنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ اَرْسَلَهٗ بِالْحَقِّ بَشِيْرًا وَّنَذِيْرًا. وَاَصْحَابِهٖ وَاَزْوَاجِهٖ وَبَارِكْ وَسَلِّمْ. تَسْلِيْمًا كَثِيْرًا كَثِيْرًا ○

اَمَّا بَعْدُ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ○ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○ "اِنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيْرًا ﴿۳۳﴾ وَاذْكُرْنَ مَا يُتْلٰى فِيْ بُيُوْتِكُنَّ مِنْ اٰيٰتِ اللّٰهِ وَالْحِكْمَةِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ لَطِيْفًا خَبِيْرًا ﴿۳۴﴾" (الاحزاب)

صَدَقَ اللّٰهُ مَوْلَانَا الْعَلِيُّ الْعَظِيْمُ ○ وَبَلَّغَنَا رَسُوْلُهُ النَّبِيُّ الْكَرِيْمُ وَنَحْنُ عَلٰى ذٰلِكَ لَمِنَ الشّٰهِدِيْنَ وَالشّٰكِرِيْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ○

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ ○ اَللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ ○

یہ ۲۲ پارے کی آیات ہیں۔ پروردگار عالم کو جیسے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات سے پیار ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سب گھر والوں سے بھی پیار ہے۔

اہل بیت رضی اللہ عنہم، ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن، بنات رسول صلی اللہ علیہ وسلم، کوئی ہم جیسے اور

ہمارے جیسے لوگ نہیں تھے۔ ہم ایک دوسرے کو اپنے اوپر قیاس کر لیتے ہیں۔ جس گھر پر اللہ کی رحمتیں اتنی نازل ہوئی ہوں، جس دروازے پر آ کر ستر ستر ہزار فرشتے سلام کرتے ہوں، اس گھر کے رہنے والوں کا کیا کہنا!

جس گھر میں اللہ جل شانہ کا قرآن کریم نازل ہوتا ہو، جبرائیل امین علیہ السلام آتا ہو اور جن گھر والوں کو رب کے سلام آتے ہیں، ان گھر والوں کو کیا کہنا!

سیدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا حضور ﷺ کی تیسری لختِ جگر:

حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا حضور ﷺ کی تیسری بیٹی ہیں۔ میرا مقصد آپ حضرات کو ان کے واقعات سنانا نہیں بل کہ ایمان کی بات یہ ہے کہ دل چاہتا ہے کہ پیغمبر ﷺ کے گھر کے ایک ایک فرد سے اتنا پیار ہو، اتنی محبت ہو، اتنا تعلق ہو، اتنا سوز و گداز ہو، کیوں کہ اس عشق میں، اس محبت میں بھی نجات ہے۔ یہ کوئی خالی بات نہیں، اعتقاد بنا لینا، عقیدت بنا لینا۔

سیدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا کا اعزاز:

سیدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا بعثت نبوی سے دو سال پہلے پیدا ہوئیں۔ جناب فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا سے بڑی ہیں اور سیدہ رقیہ رضی اللہ عنہا سے چھوٹی ہیں۔

اصل میں اتنی بات کافی تھی اور کچھ نہ سنو، کوئی بات کہ پیغمبر ﷺ کے نسب سے پیدا ہوئی۔ کوئی بادشاہ کی بیٹی، کوئی راجہ کی بیٹی، کوئی وزیر کی بیٹی، کوئی گورنر کی بیٹی، کوئی سفیر کی بیٹی، کوئی ولی کی بیٹی، کوئی قطب کی بیٹی، کوئی ابدال کی بیٹی، کوئی اللہ والے کی بیٹی، سیدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا امام الانبیا ﷺ کی بیٹی ہیں۔

پھر کسی کو ملازموں نے کھلایا ہوگا۔ کسی کو نوکرانیوں نے کھلایا ہوگا۔ کسی کو ماموں نے پالا ہوگا۔ کسی کو گود میں لے کر ماں نے پیار کیا ہوگا۔ کسی کو گود میں لے کر باپ نے پیار کیا ہوگا۔

سیدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا وہ اللہ والی ہے کہ جس کو امام الانبیا ﷺ کھلایا کرتے تھے، جس کے ماتھے پر حضور ﷺ نے بوسے دیئے۔

کیسی مبارک ہے وہ بیٹی کہ جس کو گود ملی سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کی۔ حضور ﷺ فرمایا کرتے تھے کہ خدیجہ رضی اللہ عنہا امور خانہ داری میں، گھر کے انتظامات میں اور بچوں پر اتنی مہربان ہے کہ میں نے اتنی مہربان عورت بچوں پر زندگی میں کبھی دیکھی ہی نہیں۔

حضرت سیدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا حسن کے اعتبار سے بھی اعلیٰ اور سیرت کے اعتبار سے بھی اعلیٰ، پیدائش نبی ﷺ کے گھر میں ہوئی، پلی نبی ﷺ کے گھر میں، تربیت نبی ﷺ نے کی۔

سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کا بہت جلدی انتقال ہوگیا۔ اسی سال میں ابو طالب کا بھی انتقال ہوگیا۔ مدنی کریم ﷺ پر اتنی پریشانی آئی، اتنا بوجھ آیا، آپ ﷺ نے اس سال کا نام "عام الحزن" رکھ دیا۔ غم کا سال رکھ دیا۔

بنت رسول ﷺ کی منگنی:

سیدہ کچھ سیانی ہوئی تو دونوں بہنوں سیدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا اور سیدہ رقیہ رضی اللہ عنہا کی نسبت کردی ابولہب کے بیٹوں کے ساتھ، دونوں سے منگنی ہوگئی۔

اعلان نبوت ہوا۔ وہ چچا جس نے نبی ﷺ کی پیدائش پر باندیاں آزاد کیں، لونڈیاں آزاد کیں، مٹھائی تقسیم کی۔ او لوگو! میرے یتیم بھتیجے کو دیکھو! آج کے بعد میرے گھر میں چراغ جلانے کی ضرورت نہیں۔

پیدائش کے وقت اتنی محبت کرنے والا، اتنی مسرتوں کا اظہار کرنے والا، اتنی خوشی منانے والا، جب آپ ﷺ نے فاران کی چوٹیوں پر کھڑے ہوکر اعلان فرمایا:

یایها الناس. اے لوگو! قولوا لا اله الا الله تفلحون. کہو کہ اللہ کے سوا کوئی حاجت روا نہیں، مشکل کشا نہیں، بیمار کو تندرستی دینے والا کوئی نہیں، اولاد دینے والا کوئی نہیں، اُجاڑنے والا کوئی نہیں، بسانے والا کوئی نہیں، بادشاہ بنانے والا کوئی نہیں، بادشاہ کو اُٹھا کر پھانسی کے تختے پر لٹکوانے والا اس کے سوا کوئی نہیں۔

ابولہب نے اسی وقت سب سے پہلا پتھر مارا چہرہ انور پر، جناب محمد کریم ﷺ سے اتنا ناراض ہوا، اتنا بگڑا، اتنا پریشان ہوا، اپنے بیٹوں عتبہ اور عتیبہ کو کہنے لگا اگر تم نبی ﷺ کی بیٹیوں سے شادیاں کروگے، میرا زندگی بھر کا میل جول ختم ہے، میں تمہارے ساتھ قطع کلامی کروں گا۔ میں تم سے بات بھی نہیں کروں گا۔ ہم ایک خدا کو نہیں مانتے، وہ ایک خدا کو ماننے والا۔ ہم ۳۶۰ خداؤں کو ماننے والے، اگر تم میرے بیٹے ہو تو جاؤ، جا کر نبی ﷺ کی بیٹیوں کو طلاق دے کر آؤ۔

بیٹیوں کے درد وہی جانتے ہیں کہ جن کی بیٹیاں ہیں، جن کی بیٹیاں نہیں وہ اس درد کو جانتے ہی نہیں۔ کس طرح نبھانی پڑتی ہے، کس طرح گزر کرنی پڑتی ہے، کس طرح سر جھکا کر وقت گزارنا پڑتا ہے۔

محمد عربی ﷺ کے دروازے پر ابولہب کے دونوں بیٹے آئے اور بڑے نے صاف انکار کر دیا، ابھی تو رخصتی نہیں ہوئی تھی۔ لیکن نبی ﷺ کی شان میں چھوٹے نے گستاخی بھی کی۔ بے ادبی کی، گالیاں بھی دیں۔

میں سارا جہان قربان کردوں محمد کریم ﷺ کی ذات پر، قرآن کریم میں ہے:

"حَرِيْصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ﴿۱۲۸﴾" (التوبہ)

آپ ﷺ کے دل کو ٹھیس لگی، دکھ پہنچا، کلیجے میں درد اُٹھا۔ ظالم! تم میرے ساتھ بگاڑ کرتے ہو، مجھے مارتے ہو، مجھے پریشان کرتے ہو، مالک کائنات کی قسم! سر کے بالوں سے لے کر پیروں کے ناخنوں تک جسم کا کوئی حصہ ایسا نہیں کہ جہاں تمہارے باپ نے مجھے پتھر نہ مارے ہوں۔ میں نے پھر بھی گالی نہیں دی۔ کبھی برا نہیں کہا۔ تمہارے لیے بددُعا نہیں کی۔ ظالمو! تم نے میری بیٹیوں کی بے عزتی کی، تم نے مجھے گالیاں دیں، مجھے آج درد ہوا ہے۔

حضور ﷺ کی بددُعا پوری ہوئی:

نبی ﷺ کی بے ساختہ زبان سے نکلا، میرے اللہ! عتیبہ پر کوئی کُتّا مسلط فرما۔

لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ: اتنا سستا نہیں جتنا تو نے سمجھ رکھا ہے۔

تیرے ہاں سونے کی قیمت، چاندی کی قیمت ہے، کپڑے کی قیمت ہے، دکان کی قیمت ہے، مکان کی قیمت ہے، کلمے کی کوئی قیمت نہیں، کلمے کی قیمت پوچھنی ہو، سیدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا کی قبر سے پوچھ کر آؤ، پیغمبر ﷺ کی بیٹی کلمے کی وجہ سے تجھے کتنے صدمے اُٹھانے پڑے؟

لیکن حد ہوگئی، اگر میں یوں کہتا تو تم فتوے لگاؤ گے کہ وہ ہم سے پھر بھی اچھے نکلے۔

ابولہب کو پتہ چل گیا، نبی ﷺ نے میرے بچے کے لیے بددُعا کر دی۔ اس بچے کو بھی پتہ چل گیا۔ ابوطالب زندہ تھا، ابوطالب نے بلا کر کہا کہ ابولہب تم نے اپنے اوپر بھی اور اپنی اولاد پر بھی ظلم کیا۔ یاد رکھ! میرے بھتیجے کی بددعا سے تو بچنے والا نہیں، بچ نہیں سکے گا۔ دونوں کو لرزہ طاری ہوگیا۔

نبی ﷺ کی زبان کے سامنے، نبی ﷺ کے فرمان کے سامنے کافر لرزہ کھا گیا۔ ان کا یقین ہے نبی ﷺ کی زبان غلط نہیں ہوسکتی، نبی ﷺ کا فرمان غلط نہیں ہوسکتا، نبی ﷺ کا ارشاد غلط نہیں ہوسکتا، ابولہب کافر کو بھی یقین ہے۔

تو اتنا بڑا مسلمان ہے، حاجی ہے، نمازی ہے، قاضی ہے، تو افسر بنا پھرتا ہے، تو زمین دار بنا

پھرتا ہے۔لیکن مالک کائنات کی قسم! تجھے حضور ﷺ کی زبان پر یقین کوئی نہیں!

ابولہب شام کے ملک میں تجارت کے لیے جانے لگا۔ڈر کے مارے بیٹے کو الگ نہیں رہنے دیتا تھا، میں اس کی حفاظت کروں گا، راستے میں چلتے چلتے شام ہوگئی، قافلہ ٹھہر گیا۔

ابولہب اتنا بڑا دشمن، سارے قافلے کے لوگوں کو اکٹھا کر کے کہنے لگا تمہیں معلوم ہے کہ اس مکے کے نبی ﷺ نے میرے بچے کو بدعاد ے رکھی ہے۔ ہمیں ڈر ہے۔سارے سامان کا ٹیلہ بناؤ، سارا سامان تجارت اکٹھا کر کے ایک ٹیلہ بنایا گیا۔اس پر اس کے بچے کو سلایا گیا۔چاوں طرف اوروں کو سلادیا تاکہ حفاظت ہوجائے۔

اسے یہ معلوم نہ تھا کہ کس گھر کی گستاخی کی ہے، کس گھر کی بے ادبی کی ہے، کس گھر کے ساتھ بے حرمتی کی ہے۔

اللہ پاک نے جنگل کے شیر کو آواز لگادی۔او جنگل کے شیر میرے نبی ﷺ کے دشمن کو ختم کرنا تیری ذمہ داری ہے۔

کن لوگوں کی میں بات کرر ہا ہوں:

"اِنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيْرًا ۝۳۳" (الاحزاب)

اللہ پاک فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے محبوب ﷺ کے سارے گھرانے کو، آپ ﷺ کے اہل بیت رضی اللہ عنہم کو پاک کردیا۔

جنگل کا شیر آتا ہے، حیران ہے کس طرح پہچان کروں۔وہ کون ہے جس نے نبوت کی توہین کی ہے، ظلم نہ ہوجائے، مجھ سے زیادتی نہ ہوجائے۔

اندازہ لگاؤ تم کلمہ پڑھنے والے مسلمان ہو، تو جنت کا ٹھیکیدار ہے، بہت بڑا مسلمان بنا پھرتا ہے، قبر کا تجھے پتہ نہیں، حشر کا تجھے پتہ نہیں، پل صراط کا تجھے پتہ نہیں، نہ جانے تم کتنے ظلم کرتے ہو، نہ جانے ہاتھ سے کتنے ظلم ڈھاتا ہے، نہ جانے قلم سے کتنے ظلم کرتا ہے۔

آج جنگل کا شیر حیران ہے۔الٰہی! مجھے پتہ نہیں چل رہا، وہ کون سا گستاخ ہے، کسی دوسرے کو چیر دوں ظلم نہ ہوجائے، درندہ شرما رہا ہے۔جنگل کا جانور شرما رہا ہے، جنگل کا شیر شرما رہا ہے، تو حاجی ہوکر، عالم ہوکر، مسلمان بن کو دوسرے پر زیادتی کرتے ہوئے تو قبر میں تو چلا گیا، لیکن شرمایا کبھی نہیں۔

تو سمجھتا ہے کہ یہ رات دن کے معاملات جیسے کیسے ہوا گزر رہی ہے، ایسے ہی گزر جائیں گے ،نہ نہ، ایک ایک سانس ریکارڈ ہو رہا ہے۔

بعض صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے جب حضور اکرم ﷺ سے یہ سنا کہ ایک ایک لفظ لکھا جائے گا۔ اور ایک ایک حرکت نوٹ کی جائے گی۔ خدا کی قسم! بیس بیس برس تک لوگوں سے کام نہ ہوا، بولنا چھوڑ گئے تھے۔

جنگل کا شیر ہے۔ انتظار میں کھڑا ہے، اللہ پاک کی طرف سے شیر کو آواز آئی ، او جنگل کے شیر! ان سب کے منہ سونگھ کر دیکھ لے۔ جس کے منہ سے نبی ﷺ کے خلاف گالیاں دینے کی بدتمیزی کی، گستاخی کی بو آئے، اس کو مارنا ہے۔

اسے اتنا شعور ہے کہ زیادتی نہ ہو جائے۔ یہ سب کے منہ سونگھتا ہے، چاروں طرف سونے والوں کے منہ سونگھ لیے، پتہ پھر بھی نہ چلا۔

پھر حیران ہے۔ الٰہی! کیا کروں، ان میں نہیں ہے۔ یہ ساری کائنات، مالک کائنات کے قبضہ میں ہے، اس لیے فرمایا:

اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ اَلْحَيُّ الْقَيُّوْمُ

اللہ پاک نے ہوا کو حکم دیا، جلدی کر تو میرے جنگل کے شیر کو سمجھا دے، تو بتا دے کہ میرے محبوب ﷺ کا گستاخ کہاں ہے۔

اوپر سے ہوا آئی، اس میں سے بدبو آئی پیغمبر ﷺ کی بے ادبی، گستاخی کی، پیغمبر ﷺ کو گالی دینے کی۔ جنگل کے شیر نے چھلانگ لگائی، اس کو چیر کر ٹکڑے کر دیے۔

شعب بنی ہاشم میں محصوری:

اللہ تعالیٰ تجھے مدینہ پاک کی زیارت نصیب فرمائے، نبی پاک ﷺ کے گنبد خضریٰ پر جا اور وہاں جا کر پوچھ کر آ، کملی والے ﷺ! تیرا اس لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ پر کیا خرچ ہوا ہے۔ کتنی بڑی بڑی زیادتی سہی ہے۔ پھر بھی باز نہ آئے۔ مکہ والوں نے شعب بنی ہاشم میں تین سال تک قید کر دیا۔ مسلمان مرد و عورت صحابہ رضی اللہ عنہم تمام کے تمام درے میں بند ہیں، کھانے کو نہیں، پینے کو نہیں، جھاڑیوں کے پتے بھی نہیں۔

کفار کا حضور ﷺ سے جھگڑا کیا تھا؟

حضور ﷺ فرماتے ہیں کئی دفعہ ایسا موقع آیا کہ سیدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا اور سیدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا بھوک و پیاس کی وجہ سے تڑپ جاتی تھیں۔ سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کا کلیجہ نکلنے کو ہو جاتا تھا۔

حضور ﷺ اپنی ان ننھی ننھی کلیوں کو دیکھ کر رویا کرتے تھے۔ کوئی قتل وقتال کا جھگڑا نہیں، کوئی لین دین کا جھگڑا نہیں، جھگڑا صرف یہ ہے کہ یہ ایک اللہ کو مانتے ہیں۔ سارا کچھ ایک اللہ کو کیوں کہتے ہیں۔

ایک دو دن کی بات نہیں، تین سال تک بڑی مصیبتیں برداشت کرنا پڑیں۔ پیسے دے کر کوئی چیز نہیں ملتی۔ درختوں کے پتے بھی ملنے بند ہو گئے۔

امام الانبیا، محبوب کبریا حضرت محمد ﷺ فرماتے ہیں میں نے اپنی بچیوں کو دیکھا کہ وہ بیٹھی رو رہی ہیں۔ سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا بھی رو رہی ہیں۔ میں نے ان سب سے رونے کا سبب پوچھا؟ سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کی آواز نہ نکل سکی اور کہنے لگی:

اے کملی والے میں مکے کی بڑی دولت مند عورت تھی۔ میں مشہور تاجرہ تھی۔ بڑا مال تھا، بڑا کاروبار تھا، بڑا روپیہ پیسہ تھا، بڑا سونا چاندی تھا، لیکن مجھے کوئی پشیمانی نہیں، خوش ہوں۔ تمام کا تمام میرا لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ پر خرچ ہو گیا۔

آج حالت یہ ہے کہ میری بچیاں بھوکی ہیں، پیاسی ہیں۔ ان کی آواز تک نکلنی بند ہو گئی، میں آخر ماں ہوں، کس طرح برداشت کروں، آپ کوئی دعا فرمائیں۔

تین سال کے عرصہ کے بعد سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کے بھتیجے کو پتہ چلا کہ میری پھوپھی خدیجہ رضی اللہ عنہا اتنی بیمار ہے، اتنی بھوکی، اتنی پیاسی ہے کہ آج کل میں اس کا دم نکلنے والا ہے۔

باوجود کفر کے رشتہ داری کے، مدنی کریم ﷺ نے روتے ہوئے فرمایا او مکے والو! چلو ہمارا توحید باری تعالیٰ میں جھگڑا ہے، کلمے کی وجہ سے جھگڑا ہے۔ لیکن یہ ہمارے بچے اور ہماری بچیاں، تم قریش کے خاندان کے ہو، عرب کے باشندے ہو، تم تو فخر کیا کرتے تھے مہمان نوازی پر، ان بچوں کو تڑپتے ہوئے دیکھ کر مذاق کرتے ہو، تمہیں شرم آنی چاہیے۔ یہ ننھی ننھی بچیاں تڑپ رہی ہیں پانی کے بغیر!

سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کا بھتیجا تھوڑا سا کھانا لے کر آنے لگا، ادھر اتفاق سے ابو جہل کی نظر پڑ گئی۔ کہنے لگا کہ یہ صریح خلاف ورزی ہو رہی ہے۔ مسلمانوں کے پاس کھانے پینے کی کوئی چیز نہیں جانے دی جائے گی۔

سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کا بھتیجا کہنے لگا میں سب کے لیے نہیں، میری پھوپھی بڑی بیمار ہے، میری پھوپھی کی بیٹیاں بیمار ہیں، سیدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا کا کئی دن کا فاقہ ہے، سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کا کئی دن کا فاقہ ہے۔ میری پھوپھی بھوک کی وجہ سے مر رہی ہے۔ پیاس سے مر رہی ہے۔ میں تو صرف ان کے لیے لے کر چلا ہوں۔

شکر ہے اس زمانے کے لوگ کافر ہونے کے باوجود بھی صلہ رحمی، قرابت داری تو جوش مارتی تھی۔ آج دیکھ لو بھائی کھا رہا ہے، بہن دیکھ رہی ہے۔ بہن کھا رہی ہے بھائی دیکھ رہا ہے۔ اس کے بچے مر رہے ہیں، اسے پرواہ نہیں۔ اس کے بچے مر رہے ہیں، اسے پرواہ نہیں۔

ابو جہل نے اپنا قبیلہ بلا لیا۔ ادھر سے دوسرا آدمی آیا اس نے بھی اپنا آدمی بلا لیا۔ ابو جہل کہنے لگا کہ کھانے کا لقمہ تو کیا پانی کی ایک بوند نہیں جا سکے گی۔ اسے غصہ آیا، اس نے اونٹ کی ہڈی اٹھا کر ابو جہل کے سر میں دے ماری۔

پھر اور کافر لوگ اکٹھے ہو گئے۔ کہنے لگے تین سال ہو گئے۔ تمہاری ابھی تک آگ بجھی نہیں، ایک نہیں، دو نہیں، سینکڑوں بچے صحابیات رضی اللہ عنہن کی گود میں تھے۔ اتنے ننھے ننھے بچے، چاندی جیسی شکل والے بچے، جب ماں کو کھانا نہ ملا، پینا نہ ملا، درختوں کے پتے بھی نہ ملے، چاند جیسے بچے بھوک اور پیاس کی وجہ سے اپنی ماؤں کی گود میں جان دے رہے ہیں۔

ہر عورت بھی دیکھ رہی ہے کہ پریشانی کا عالم ہے۔ لیکن کوئی ثابت نہیں کر سکتا کہ کوئی کسی عورت سے گلہ شکوہ ہو گیا ہو، کسی نے اسلام کی برائی کی ہو، کسی نے قرآن کی برائی کی ہو، اسلام کی وجہ سے ایمان کلمے کی وجہ سے ہمارے بچے بھوکے رہے ہیں۔

کتابوں میں موجود ہے کہ ایک عورت کہتی تھی: میرا ایک بچہ ہے یہ مر جائے، لاکھوں مر جائیں، میں کلمہ چھوڑنے کو تیار نہیں۔

ہم رات دن میں کئی مرتبہ چھوڑ دیتے ہیں جب بے ایمانی کرنے کا موقع ملے گا، جب ہی چھوڑ دیں گے۔

سیدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا کی ہجرت:

سیدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا مکے میں تھی۔ ہجرت کر کے حضور ﷺ مکہ سے مدینہ چلے گئے۔ زید بن حارث رضی اللہ عنہ کو حضور ﷺ نے بھیجا، بعد میں جاؤ اور میرے اہل وعیال کو، میرے بچوں کو لے آؤ، آپ مدینہ میں پہنچیں۔

میدانِ بدر آ گیا۔ سیدہ رقیہ رضی اللہ عنہا جوان کی بڑی بہن تھیں۔ جو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے نکاح میں تھیں۔ ہجرت حبشہ کے وقت سیدہ رقیہ رضی اللہ عنہا حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھیں۔ جن کو حضور ﷺ نے خود مکے سے میلوں باہر نکل کر رُخصت فرمایا۔

اور یوں فرمایا کہ عثمان (رضی اللہ عنہ)! حضرت لوط علیہ السلام اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بعد تو پہلا آدمی ہے جو ایمان، اسلام کے لیے بمعہ بیوی کے ہجرت کر رہا ہے۔

میں نے عرض کیا کہ اس گھر کا ہر آدمی نرالا ہے۔ سیدہ رضی اللہ عنہا اور سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ ایک جگہ دونوں میاں بیوی بیٹھے ہیں۔ آپ ﷺ تشریف لے آئے اور آپ ﷺ نے قسم کھا کر فرمایا "میں نے زندگی بھر میں اس قدر حسین جوڑا کبھی نہیں دیکھا"

بنتِ رسول ﷺ کی رحلت:

جنگ بدر کے موقع پر سیدہ رقیہ رضی اللہ عنہا سخت بیمار تھیں۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو نبی پاک ﷺ نے فرمایا تم یہیں رہ کر میری بیٹی کی تیمارداری کرو۔ میں تمہیں جنگ میں شریک سمجھوں گا۔

جب جنگ بدر سے حضور ﷺ واپس تشریف لائے تو جنت البقیع میں حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا کا جنازہ رکھا ہوا تھا۔ بعد میں جب بھی حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو نبی ﷺ دیکھتے تو روتے ہوئے نظر آتے، پریشان حال نظر آتے۔

حضور ﷺ نے پوچھ لیا کہ میرے عثمان رضی اللہ عنہ تو نے رو رو کر یہ اپنا کیا حال کر لیا۔ تو اتنا غم زدہ کیوں ہے۔ تو اتنا پریشان کیوں رہتا ہے؟

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ عرض کرتے ہیں کہ حضور ﷺ! آپ کی بیٹی مجھے اتنا غم دے گئی، میں مرسکتا ہوں غم دور نہیں ہو سکتا۔ مجھے نیند نہیں آتی اور بڑی پریشانی یہ ہوئی کہ

دیکھ عثمان رضی اللہ عنہ کی نگاہ کہاں تک پہنچی۔ عرض کیا کہ ایک تو آپ ﷺ کی لختِ جگر جدا ہو گئی۔ آپ ﷺ کی بیٹی انتقال فرما گئی۔ میں اکیلا رہ گیا، اور دوسرا یہ غم ہو گیا کہ میری آپ ﷺ

سے رشتہ داری ختم ہو گئی۔

فرمایا عثمان رضی اللہ عنہ! میرے رشتے ختم نہیں ہوا کرتے۔ قیامت میں بھی میرے رشتے برقرار رہیں گے۔ لوگوں کے رشتے ختم ہو جاتے ہیں، میرے رشتے ختم نہ ہوں گے۔

حضور ﷺ کے دوہرے داماد:

کچھ دنوں کے بعد نبی پاک ﷺ نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو بلا کر سیدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا کا اسی حق مہر پر جو حق مہر حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا کا تھا، جو فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا کا تھا۔ اسی حق مہر پر سیدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا کا نکاح فرما دیا۔

دو نکاح آسمانوں پر ہوئے:

جبرائیل امین علیہ السلام آئے اور آ کر اطلاع دی یا رسول اللہ ﷺ! اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا اور سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کا میں نے نکاح کر دیا۔

تمہارے رشتے نائی لے کر جائیں گے، تمہارے رشتے ماموں رشتہ دار لے کر جائیں گے، تمہارے رشتے خالائیں، پھوپھیاں کرائیں گی تمہارے رشتے بھائی برادری کرے گی۔

خدا کی قسم! ام کلثوم رضی اللہ عنہا! قربان کر دوں تیری جوتی سے اُڑتی ہوئی خاک پر دونوں جہان کو، تیرا رشتہ خدا نے کیا۔

حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر آج تک کے نکاح نبیوں نے پڑھائے، ولیوں نے پڑھائے، صحابہ رضی اللہ عنہم نے پڑھائے، قطبوں نے پڑھائے، علما پڑھاتے ہیں، قاضی پڑھاتے ہیں، رجسٹرار پڑھاتے ہیں، سب نکاح پڑھاتے آئے ہیں، سارے نبیوں کے نکاح، رسولوں کے نکاح، پیغمبروں کے نکاح، صحابہ رضی اللہ عنہم کے نکاح، قطبوں کے نکاح، ابدالوں کے نکاح زمین پر ہوئے، اس دنیا میں ہوئے، بندوں نے کیے۔

صرف دو نکاح ایسے ہیں کہ جو آسمانوں پر ہوئے ہیں۔ سیدہ زینب رضی اللہ عنہا جن کا حضور ﷺ سے نکاح ہوا تھا۔ اور ام کلثوم رضی اللہ عنہا کا نکاح آسمانوں پر ہوا تھا۔ اس نکاح پر سارا جہان قربان نہ کر دوں، جب قاضی خود خدا بنتا ہو۔

مثالی میاں بیوی:

چھ برس تک سیدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے گھر میں رہیں۔ کیا کہنا

اس زندگی کا، پیغمبر ﷺ سیرت بنانے والا ہو، سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا پالنے والی ہو، کیا کہنے!
کیا بات ہے ازدواجی زندگی کی کہ چھ سال میں ایک سیکنڈ کے لیے بھی نہ بات بگڑی، کبھی رنجش ہوئی ہی نہیں۔

ہم اپنی بیٹیوں کو جہیز دیں گے، برتن دیں گے، کپڑے دیں گے۔ پیغمبر ﷺ نے سیدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا کو فرمایا رخصتی کے وقت، فرمایا ام کلثوم رضی اللہ عنہا تیرے ابا کے پاس دھن ودولت کچھ نہیں۔ جہیز نہیں ہے، لیکن ایک بات ہے، میں نے جو تیرے لیے آدمی تلاش کیا ہے، خاوند تلاش کیا ہے، اس کی صورت ابراہیم سے ملتی ہے۔

پھر فرمایا کہ اے ام کلثوم رضی اللہ عنہا میں نے جو تیرے لیے شوہر تلاش کیا ہے۔ اس کی سیرت اور عادات تیرے باپ کی سیرت وعادات سے ملتی ہیں۔

کتنی بڑی بات فرمادی۔ کہ میں نے تجھے سب کچھ دے دیا۔ سلیم الطبع خاتون تھیں۔ پیغمبر ﷺ کے گھر میں پلنے والی بچی تھی۔ بڑا اچھا وقت گزرا۔

پیغمبر ﷺ کی اس بیٹی کو بھی بیماری نے آلیا۔ زندگی نہیں، کچھ دن بیمار رہ کر انتقال فرماگئیں۔

سیدہ رضی اللہ عنہا کو غسل کس نے دیا؟

نبی ﷺ نے خود حکم دیا۔ میری بیٹی ام کلثوم رضی اللہ عنہا کو غسل دینے کے لیے اسماء رضی اللہ عنہا بھی آئے۔ حضرت لیلیٰ رضی اللہ عنہا بھی آئے اور فلاں آئے۔ کئی عورتوں کے نام لیے۔ اچھی طرح سے غسل دینا۔ میری پیاری بیٹی کو پیار سے غسل دینا۔

جب سیدہ رضی اللہ عنہا کا جنازہ نکلا:

عورتیں غسل دینے میں مشغول رہیں۔ مدنی کریم ﷺ دروازے پر کھڑے ہوئے رورہے ہیں۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کہتے ہیں کہ ہم دیکھ رہے تھے اتنے روئے اتنے روئے کہ آنسو داڑھی سے گزر کر زمین پر ٹپکنے لگے۔

اطلاع دی گئی، خبر دی گئی، غسل سے فارغ ہوگئے، غسل دیا جاچکا۔ امام الانبیا محبوب کبریا حضرت محمد ﷺ نے عورتوں سے فرمایا تم کفن پہنادو۔ میں جنازہ پڑھاؤں گا۔

تیرا جنازہ مارکیٹ سے گزرے گا، تیرا جنازہ بازار سے گزرے گا، کسی کا جنازہ منڈی سے گزرے گا، کسی کا جنازہ اڈے سے گزرے گا، کسی کا جنازہ اسٹیشن سے گزرے گا۔ کسی کا جنازہ

سڑکوں گلیوں سے گزرے گا۔ مالک کائنات کی قسم! واہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا! تیرا جنازہ مدینہ کی گلیوں سے گزر رہا ہے۔

حضور ﷺ نے فرمایا کہ عثمان رضی اللہ عنہ تیرا تو برا حال ہوگیا۔ عرض کیا آقا ﷺ موت کا انتظار کر رہا ہوں۔ میری دنیا اب ختم ہوگئی ہے۔

فرمایا اب میں کیا کروں؟ عثمان رضی اللہ عنہ تو مجھے اتنا پیارا لگتا ہے۔ اگر میرے پاس چالیس بیٹیاں ہوتیں تجھے ہی دیتا چلا جاتا، ساری ختم ہو جاتیں۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ میرے سامنے حضور ﷺ نے فرمایا: عثمان رضی اللہ عنہ کا غم مجھ سے دیکھا نہیں جاتا۔ اس کا رنج دیکھ کر میرا دل چاہتا ہے میری سو بیٹیاں ہوتیں اسی کو دیتا چلا جاتا، ساری ہی فوت ہو جاتیں۔

جنازہ جنت البقیع میں پہنچا۔ جناب مدنی کریم ﷺ نے فرمایا ابوطلحہ رضی اللہ عنہ، ابوالفضل رضی اللہ عنہ، حضرت علی رضی اللہ عنہ کو فرمایا کہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا کو تم پکڑ کر قبر میں اُتار دو۔

سیدہ رضی اللہ عنہا نے کبھی شکوہ نہ کیا:

درختوں کے پتے کھا کھا کر ایمان پر ثابت قدم رہنے والی سیدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا، مکے والوں کے ظلم و ستم سہہ کر ام کلثوم رضی اللہ عنہا نے وقت گزارا۔ مکے کے لوگ مکھن کھاتے تھے۔ پیغمبر ﷺ کی بیٹیاں پتے کھاتی تھیں، لیکن کبھی شکوہ نہیں کیا کہ ہم کس گھر میں پیدا ہوئیں۔

حضور ﷺ کی بات پوری ہوئی:

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے پیغمبر ﷺ کو اتنا پیار تھا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ پہنچے۔ فاروق اعظم رضی اللہ عنہ آئے سیدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا کی شادی سے پہلے، کہ اے عثمان رضی اللہ عنہ! میری بیٹی حفصہ بیوہ ہوگئی ہے۔ میں درخواست کرتا ہوں کہ میری بیٹی سے آپ نکاح کرلیں۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے انکار فرما دیا۔ فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کو دکھ لگا۔ ہائے میں اپنی بیٹی کے لیے گیا، عثمان رضی اللہ عنہ اتنا نیک آدمی ہو کر انکار کر دیا۔ پھر کوشش کی کہ جناب محمد عربی ﷺ سے عرض کروں۔ گزارش کروں۔ آپ ﷺ کے کہنے پر کام بن جائے۔

تو جا کر عرض کر دیا یارسول اللہ ﷺ! میں نے عثمان رضی اللہ عنہ سے حفصہ رضی اللہ عنہا کے لیے کہا تھا۔ لیکن عثمان رضی اللہ عنہ نے انکار کر دیا، مجھے بڑی تکلیف ہوئی۔

آپ ﷺ نے جواب دیا۔ میرے فاروق رضی اللہ عنہ! گھبرانہ، تیری بیٹی حفصہ رضی اللہ عنہا کو عثمان رضی اللہ عنہ سے بہتر خاوند ملے جائے گا اور عثمان رضی اللہ عنہ کو حفصہ رضی اللہ عنہا سے بہتر لڑکی مل جائے گی۔

پیغمبر کی بات پیغمبر کی بات ہوتی ہے، کون کر سکتا ہے۔ زبان پیغمبر کی ہوتی ہے، حکم عرش سے آتا ہے۔

اس لیے قرآن کریم نے ایسے لفظ استعمال کیے ہیں کہ میرا ارادہ ہو گیا کہ میں اہل بیت کے قریب برائی کو جانے بھی نہ دوں گا۔

اسی لیے فرمایا:

﴿إِنَّمَا يُرِيدُ اللَّهُ لِيُذْهِبَ عَنكُمُ الرِّجْسَ أَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيرًا ۝﴾ (الاحزاب: ۳۳)

عجیب گھر ہے، اس کی بڑی عظمتیں ہیں۔

یہاں آدمی تھوڑا سا اونچا ہو جائے تو اس کی نظر بگڑ جاتی ہے۔ لوگوں کی بھی بگڑ جاتی ہے۔ اور یہاں حال یہ ہے کہ

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی باتیں:

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ تشریف لے جا رہے ہیں۔ پیغمبر ﷺ نے فرمایا کہ جس نے جنتی دیکھنا ہو، دیکھ لے۔ مشکل سے مشکل وقت میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے قدم نہیں ہلنے دیا۔ محاصرے کے وقت میں حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے مشورہ دیا کہ شام چلیں۔ لیکن مشکل وقت میں نبی ﷺ کا دیار نہ چھوڑا۔

علامہ ابن کثیر رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ تمام قطبوں، ابدالوں، فقہا میں سے ایک آیت پر صرف حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے عمل کیا۔ پوری اُمت میں اور کوئی کر ہی نہیں سکا۔

وہ کیا آیت ہے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ جیسے جرنیل آئے،

حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ جیسے جرنیل آئے،

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ جیسے جرنیل آئے،

بڑے بڑے پیغمبر ﷺ کے شیر آئے اور کہا عثمان رضی اللہ عنہ! اجازت دیں، ہم باغیوں کو ابھی مدینہ سے نکال دیتے ہیں، آپ کے قریب نہ آسکیں گے۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس فوج بھی تھی، لشکر بھی تھا، پولیس بھی تھی، انتظام بھی تھا، حکومت بھی تھی۔

لیکن فرمایا خبردار! اگر تم نے کسی کو انگلی لگائی میرے دشمن کو مدینہ میں!

کیوں؟ مدینہ نبی ﷺ کا شہر ہے، اس کی بے ادبی نہ ہو جائے۔

اس وقت بات کہی کہ جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ چالیس روز کے بھوکے تھے۔ چالیس دن کے پیاسے تھے۔ اس وقت اتنی بات کہنا!

اس لیے قرآن کریم نے فرمایا:

"يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اصْبِرُوْا وَصَابِرُوْا وَرَابِطُوْا ۣ وَاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ۝۲۰۰" (آل عمران)

اے ایمان والو! اے صبر والو! اے ثابت قدم رہنے والو! اے تقوی پہ مرنے والو! جان دینے والو! آخری وقت تک قرآن کو سینے سے لگانے والو! نبی ﷺ کی محبت کو دل میں بسانے والو!

خدا کہتا ہے کہ میں تمہارے صبر کی تائید کرتا ہوں، میں تمہارے ربط کی تاکید کرتا ہوں، میں تمہارے تقویٰ کو تسلیم بھی کرتا ہوں، تقویٰ بھی قبول کرتا ہوں۔

"وَاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ۝۲۰۰" (آل عمران)

تم ہی کامیاب ہو، تم ہی ہمیشہ کامیاب رہو گے۔

پتہ چلا ان مدینہ کی گلیوں کا بھی ادب کرنے والا عثمان رضی اللہ عنہ ہے۔ پیغمبر ﷺ کا دوہرا داماد ہے۔ جن کے نکاح میں دو بیٹیاں آئیں۔ "ذوالنورین" کا لقب ملا۔

حضور ﷺ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو بار بار روتے ہوئے دیکھتے، پریشان ہوا کرتے تھے، آپ ﷺ بھی رویا کرتے تھے، عثمان رضی اللہ عنہ! تو چپ کر جا، صبر کر، میں کیا کروں۔ میری بیٹیاں، دو تجھے دے دیں۔ میرا بس نہیں ہے۔

ام کلثوم رضی اللہ عنہا کی وفات کے بعد حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو بار بار غشی آتی تھی۔ بے ہوش ہو جاتے تھے۔

اتنا عظیم آدمی، حضرت علی رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے۔ عثمان رضی اللہ عنہ! تیرا مرتبہ

سارے صحابہ رضی اللہ عنہم سے زیادہ ہے۔ایک اور بات ہے۔

حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر جناب محمد کریم ﷺ کی ذات اقدس تک ایک لاکھ ۲۴ ہزار افراد کم وبیش پیغمبروں میں سے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے سوا پوری دنیا میں کوئی آدمی ایسا نہیں جس کے نکاح میں کسی نبی کی دو بیٹیاں آئی ہوں۔پوری دنیا میں واحد آدمی ہے۔پوری دنیا میں نرالا ہے کہ امام الانبیا ﷺ کی دو بیٹیاں آئیں۔

رحمت کائنات کے دروازے پر عثمان رضی اللہ عنہ دومرتبہ دولہا بن کر آیا۔اس قدر شان بلند ہے ان حضرات کی!

ثابت قدمی اتنی، آج دنیا قتل ہورہی ہے، قیامت تک قتل ہوتی رہے گی۔

کسی کا خون مٹی پر، کسی کا خون پانی میں، کسی کا خون کپڑے پر، کسی کا خون تلوار پر۔

میں قسم کھا کر کہتا ہوں، عثمان رضی اللہ عنہ کا خون بھی اتنا پیارا، زمین پر نہیں گرا، اللہ کے قرآن پر گرا ہے۔حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو چالیس دن تک بھوکا پیاسا رکھ کر ذبح کر دیا گیا۔

اس لیے پیغمبر ﷺ کے خاندان سے پیار کرنا عین ایمان ہے۔محبت کرنا عین ایمان ہے۔

اللہ تعالیٰ عمل کی توفیق عطا فرمائے۔(آمین)

وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

سیرت سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰهِ نَحۡمَدُهٗ وَنَسۡتَعِیۡنُهٗ وَنَسۡتَغۡفِرُهٗ وَنُؤۡمِنُ بِهٖ وَنَتَوَکَّلُ عَلَیۡهِ وَنَعُوۡذُ بِاللّٰهِ مِنۡ شُرُوۡرِ اَنۡفُسِنَا وَمِنۡ سَیِّاٰتِ اَعۡمَالِنَا مَنۡ یَّهۡدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهٗ وَمَنۡ یُّضۡلِلۡهُ فَلَا هَادِیَ لَهٗ وَنَشۡهَدُ اَنۡ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحۡدَهٗ لَا شَرِیۡكَ لَهٗ وَلَا نَظِیۡرَ لَهٗ وَلَا مِثۡلَ لَهٗ وَلَا مُعِیۡنَ لَهٗ وَلَا وَزِیۡرَ لَهٗ وَلَا مُشِیۡرَ لَهٗ وَنَشۡهَدُ اَنَّ سَیِّدَنَا وَسَنَدَنَا وَنَبِیَّنَا وَشَفِیۡعَنَا وَهَادِیۡنَا وَمُرۡشِدَنَا وَمَوۡلَانَا مُحَمَّدًا عَبۡدُهٗ وَرَسُوۡلُهٗ اَرۡسَلَهٗ بِالۡحَقِّ بَشِیۡرًا وَّنَذِیۡرًا، وَاَصۡحَابِهٖ وَاَزۡوَاجِهٖ وَبَارِكۡ وَسَلِّمۡ تَسۡلِیۡمًا کَثِیۡرًا کَثِیۡرًا ۝

اَمَّا بَعۡدُ! فَاَعُوۡذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیۡطٰنِ الرَّجِیۡمِ ۝ بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ۝

اِنَّمَا یُرِیۡدُ اللّٰهُ لِیُذۡهِبَ عَنۡکُمُ الرِّجۡسَ اَهۡلَ الۡبَیۡتِ وَیُطَهِّرَکُمۡ تَطۡهِیۡرًا ۝۳۳ وَاذۡکُرۡنَ مَا یُتۡلٰی فِیۡ بُیُوۡتِکُنَّ مِنۡ اٰیٰتِ اللّٰهِ وَالۡحِکۡمَةِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ کَانَ لَطِیۡفًا خَبِیۡرًا ۝۳۴ (الاحزاب)

صَدَقَ اللّٰهُ مَوۡلَانَا الۡعَلِیُّ الۡعَظِیۡمُ ۝ وَبَلَّغَنَا رَسُوۡلُهُ النَّبِیُّ الۡکَرِیۡمُ وَنَحۡنُ عَلٰی ذٰلِكَ لَمِنَ الشّٰهِدِیۡنَ وَالشّٰکِرِیۡنَ وَالۡحَمۡدُ لِلّٰهِ رَبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ ۝

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیۡتَ عَلٰی اِبۡرَاهِیۡمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبۡرَاهِیۡمَ اِنَّكَ حَمِیۡدٌ مَّجِیۡدٌ ۝ اَللّٰهُمَّ بَارِكۡ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکۡتَ عَلٰی اِبۡرَاهِیۡمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبۡرَاهِیۡمَ اِنَّكَ حَمِیۡدٌ مَّجِیۡدٌ ۝

آنحضرت ﷺ کی چار صاحبزادیاں تھیں۔ حضور ﷺ کی چار بیٹیاں تھیں۔ اس لیے ایک ایک کا حال ذکر کیا۔ ایک فائدہ یہ ہوگا کہ معلومات ہوں گی اور دوسرا یہ کہ حضور ﷺ کی بیٹیوں سے محبت عین ایمان ہے۔

فضائل سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا:

جن کو پیغمبر ﷺ سے محبت ہے، ہمیں ان سے محبت ہونی چاہیے۔ حضور ﷺ کی سب سے چھوٹی بیٹی سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا ہیں، جن کے حالات میں زہد وتقویٰ، فقر وفاقہ سیدہ کو اپنے ابا سے ورثے میں ملا تھا، اس قدر عاجزی، انکساری، اللہ اللہ کرنا جو سیدہ کی طبیعت میں ودیعت کر دیا گیا تھا۔

جس کو کملی والے نے تربیت دی ہو، اس کے تقویٰ اور پرہیز گاری میں کیا شبہ کیا جا سکتا ہے۔

سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کی خستہ حالی:

سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی مالی حالت کمزور تھی۔ کئی دن تک کوئی مزدوری نہ لگی، کاروبار نہ لگا۔ مدینہ میں کسی تاجر کا مال آیا، اس کا مال اُتارا، مزدوری کی، رات گئے حضرت علی رضی اللہ عنہ جو خرید کر لائے۔ ظاہر ہے کہ ایسے وقت میں پیسنا اور چکی چلانا اور پھر یہ عام عورت کی بات نہیں، یہ جگر گوشہ رسول ہے، حضرت سیدہ بتول ہیں۔

سرکار مدینہ ﷺ نے فرمایا فاطمہ رضی اللہ عنہا میرے جگر کا ٹکڑا ہے۔

اور جس وقت جو گھر میں آئے، یہ نہیں کہ پہلے سے کھا پی لیا ہو، دو دن کا پہلے سے فاقہ ہے۔ سیدہ نے ایسے وقت میں چکی چلائی اور جَو پیسے، روٹی پکائی، خود کھائی، اور علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو بھی کھلائی۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ایسی عورت دنیا میں نہیں مل سکتی، جیسی اللہ تعالیٰ نے مجھے سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا عطا کی ہے۔

سرکار دو عالم ﷺ کے دل میں، طبیعت میں، دماغ میں سخاوت کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی۔ کئی دن کا فاقہ ہے۔

علما کرام نے لکھا ہے کہ سر پر جو چادر ہے، اس میں ایک نہیں، دو نہیں، پچیس پیوند لگے ہوئے ہیں۔

سیدہ نماز پڑھ کر مصلّے پر رو رہی ہیں۔ اے میرے مالک! تیری مرضی میں تیری رضا پر راضی ہوں۔ حالت میری یہ ہے کہ کپڑا نہیں، روٹی نہیں، بچے بلبلا رہے ہیں بھوک کی وجہ سے!

حضور ﷺ کا معجزہ:

حضور ﷺ تشریف لے آئے۔ فرمایا بیٹی کیوں رو رہی ہو؟ سارا ماجرا سنایا۔ سارا قصہ عرض

کر دیا۔میرے ابا! کئی دن کی بھوک ہے۔ بچوں کے فاقے نے پریشان کر دیا ہے۔کپڑوں کا یہ عالم ہے۔رحمت عالم ﷺ کا دریائے کرم جوش میں آیا۔فرمایا بیٹی! ذرا اپنے مصلّٰے تو اٹھاؤ۔

سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے مصلّٰے اُٹھایا، دیکھتی کیا ہیں سونے چاندی کے ڈھیر لگے ہوئے ہیں۔ فرمایا بیٹی جتنا چاہو سونا لے لو، جتنی چاہو چاندی لے لو۔لیکن یاد رکھو! جنت میں کچھ حصہ نہ ملے گا۔

دکھی بھی ہے، پریشان بھی ہے۔ بچے بھی پریشان ہیں۔خود بھی پریشان ہے۔ بھوک نے نڈھال کر رکھا ہے۔سرکار مدینہ ﷺ نے فرمایا بیٹی جتنا چاہو لے لو، اپنا گھر لے لو۔ یہ خزانہ ختم ہونے والا نہیں!

علما کرام نے لکھا ہے کہ سیدہ فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہا نے اوپر مصلّٰے ڈال دیا اور ہاتھ تک نہ لگایا اور بیٹھ کر کھڑی ہو گئیں۔میرے ابا جان! جس چیز کی وجہ سے میری آخرت جاتی ہے، میں اس خزانے کو دیکھنے تک کے لیے تیار نہیں۔

کوئی اور ہوتی تو کہتی ابا! آخرت جب آئے گی تو آئے گی۔میرے پیٹ میں تو آج آگ لگی ہوئی ہے۔میں اپنے بچوں کو پریشان کیسے دیکھوں؟

صبر واستقلال کے ساتھ خزانوں پر مصلّٰے ڈال دیا اور عرض کیا ابا! آئندہ کبھی روؤں گی بھی نہیں!

سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کا افلاس:

سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا سخت بیمار ہو گئیں۔امام الانبیا، محبوب کبریا حضرت محمد مصطفی ﷺ پوچھنے کے لیے تشریف لائے، دروازے پر تشریف لائے، اجازت مانگی، لخت جگرِ! میری نورِ نظر! میں تیرا ابا اندر آنا چاہتا ہوں۔

عرض کیا ابا! ٹھہر جاؤ۔حضور ﷺ ٹھہرے ہوئے سوچ رہے ہیں کہ کیا بات ہے؟ فرمایا بیٹی! آ جاؤں؟ عرض کیا کہ ابا ذرا ٹھہر جاؤ۔اپنی چادر اندر پھینک دو۔

بیٹی کیا بات ہے؟ عرض کرنے لگی کملی والے! آج تیری بیٹی کے پاس اتنا کپڑا نہیں کہ بدن چھپا سکے۔

حضور ﷺ کو دکھ ہوا، صدمہ عظیم پہنچا۔آپ ﷺ نے چادر اندر پھینک دی۔سیدہ نے چادر کو لپیٹا اور پردہ کیا اور اپنے بدن کو لپیٹ کر عرض کیا میرے ابا! اب تشریف لے آؤ۔

حضور ﷺ تشریف لے آئے۔فرمایا بیٹی! کیا حال ہے؟

عرض کیا کہ مالک کا شکر ہے۔وقت گزر رہا ہے۔کوئی مجھے پریشانی نہیں۔فرمایا بیٹی! تیرے

پاس کپڑا بھی نہیں اور کھانا نہ معلوم کب کھایا ہوگا؟

عرض کیا کہ ابا! جب میرا مالک کھلائے گا تو کھالوں گی۔

اتنی غربت اور اتنے افلاس کے باوجود کوئی شکایت نہ کی۔ کبھی خاتون جنت نے گلہ نہ کیا۔ کون ہے جوان کی برابری کرے؟ کون ہے جو سیدہ کا اُسوہ آج نمونہ بنائے؟ بڑا مشکل ہے۔ فرمایا یہ لوگ ہیں: سَیِّدَۃُ نِسَاءِ اَھْلِ الْجَنَّۃِ فَاطِمَۃُ۔ جنت کی تمام عورتوں کی سردار سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا ہوں گی۔

اہل بیت کون؟

"اِنَّمَا یُرِیْدُ اللّٰہُ لِیُذْھِبَ عَنْکُمُ الرِّجْسَ اَھْلَ الْبَیْتِ وَیُطَھِّرَکُمْ تَطْھِیْرًا ﴿۳۳﴾" (الاحزاب)

میرے نبی کے گھرانے والو! اہل بیت رسول! میں تمہیں اچھی طرح سے پاکیزہ بنانا چاہتا ہوں۔ تاکہ تم عظیم سے عظیم ترین بن جاؤ۔

سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کی خدمت:

سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں چار دن کے بعد "جو" آئے۔ آپ نے پیسا، پکایا، خود کھایا اور سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو بھی کھلایا۔

ایک روٹی لے کر مسجد نبوی میں اپنے ابا کی خدمت میں حاضر ہوئی۔ مدنی کریم ﷺ نے فرمایا فاطمہ رضی اللہ عنہا! یہ روٹی کہاں سے آئی، تو کیوں لے کر آئی؟

عرض کیا میرے ابا! چار دن کے بعد علی المرتضیٰ کی کوئی مزدوری لگی۔ کچھ دھندہ لگا۔ جو خرید کر لائے۔ میں نے بھی روٹی کھائی، ایک روٹی بچا کر لائی ہوں۔ نہ جانے میرے ابا نے کب روٹی کھائی ہوگی۔

مدنی کریم ﷺ کی آنکھوں میں آنسو آ گئے۔ فرمایا بیٹی! چار دن کے بعد تیرے ابا نے یہ ٹکڑا دیکھا ہے۔

سیدہ بارگاہ رسالت میں:

کس انداز کے ساتھ شہنشاہ کائنات نے زندگی بسر فرمائی ہے؟ گھر کا کام سیدہ خود کرتی ہیں۔ جھاڑو لگاتی ہیں، پانی بھر کر لاتی ہیں، چکی بھی چلاتی ہیں۔

کہیں سے کچھ غلام اور باندیاں مدنی کریم ﷺ کی خدمت عالیہ میں آئیں۔

علی المرتضیٰ فرمانے لگے فاطمہ رضی اللہ عنہا! تیرے ابا کے پاس باندیاں آئی ہیں۔ تھک جاتی ہو، پریشان ہو جاتی ہو، کوئی باندی مانگ لاؤ۔ خدمت کیا کرے گی، کام میں حصہ ڈال دے گی۔

سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا مدنی کریم ﷺ کی خدمت عالیہ میں آ پہنچی۔ زبان سے نہ کہا۔ فرماتی تھیں کہ خود حضور ﷺ نے پوچھا میری فاطمہ رضی اللہ عنہا! کیسے آئی ہو؟

عرض کیا کہ یہ مقصد لے کر آئی تھی۔ شاید مجھے کوئی باندی مل جائے۔ کوئی کام میں مدد کرنے کے لیے مل جائے۔

فرمایا بیٹی! ابھی تک تیرا ابا "اصحابِ صفہ" کی ضروریات سے فارغ نہیں ہوا۔ اے فاطمہ رضی اللہ عنہا! کیا میں تجھے ایسی چیز نہ بتاؤں کہ جو یہاں بھی کام آئے، قبر میں بھی کام آئے اور حشر میں بھی کام آئے۔

عرض کرنے لگیں کہ ایسی چیز دے دو۔ فرمایا بیٹی! ہر نماز کے بعد تینتیس مرتبہ "سُبْحَانَ اللّٰہِ" تینتیس مرتبہ "اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ" اور چونتیس مرتبہ "اَللّٰہُ اَکْبَرُ" پڑھ لیا کرو۔

خوش ہو کر واپس آ گئیں۔ یہ نہ کہا کہ ابا! میں تو آئی تھی باندی مانگنے، آپ نے وظیفہ بتا دیا۔ ایمان تھا فاطمہ رضی اللہ عنہا کا! کس انداز کے ساتھ زندگی گزر رہی ہے۔ کتنا افلاس ہے، کتنی غربت ہے۔

حضور ﷺ کا آخری حج اور علالت:

مرض الوفات سے پہلے حجۃ الوداع میں مدنی کریم ﷺ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اور سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کو ساتھ لے گئے۔ سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا کے گھر سے پتہ چلا کہ آج شہنشاہ کائنات اچانک بیمار ہو گئے۔

فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا پوچھنے لگیں کہ کیا ہوا؟ مرض بڑھتا چلا گیا، پریشانی بڑھتی چلی گئی۔

سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ تیرہ دن اور تیرہ رات تک میں اپنے ابا کے پاس بیٹھی رہی۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پریشان تھے۔ مغموم تھے۔ حزن وملال کے پہاڑ ان پر ٹوٹ رہے تھے۔

مجھے اور آپ کو کیا معلوم کہ حضور ﷺ کی جس دن وفات ہوئی، حضور ﷺ کا جس دن جنازہ اُٹھا، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر کیا بیتی ہوگی۔ ہمیں بیٹے کی موت کا غم معلوم ہے۔ ہمیں بیوی کی

موت کا غم معلوم ہے، بھائی کی موت کا غم معلوم ہے۔ حضور ﷺ کی وفات کا غم صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی قبروں سے جا کر پوچھو کہ تم پر کیا بنی تھی۔

جنہوں نے گھر اُجڑوا دیئے، لوہے کے دانت کھالیے، چمڑیاں ادھیڑ دی گئیں۔ انگاروں پر لٹکا دیا گیا۔ لیکن صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے حضور ﷺ کا دامن نہ چھوڑا، چاروں طرف چکر لگا رہے ہیں۔

فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا سے بار بار پوچھتے ہیں جگر گوشہ رسول! رسول اللہ ﷺ کا حال بتاؤ؟

صحابہ رضی اللہ عنہم سے فرماتی ہیں کہ دُعا کرو۔ حالات اچھے نہیں ہیں۔ مرض بڑھتا چلا گیا۔

خاتون جنت نے غربت تو کاٹی تھی، افلاس تو گزارہ تھا، رات دن فاقے تو کاٹے تھے۔ مگر یہ مصیبت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کے لیے جان لیوا ثابت ہوئی۔

سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں میرا چار دن کا اگر فاقہ ہوتا، میں اپنے والد کی صورت دیکھ کر بھوک کو مٹالیا کرتی تھی۔

مدینہ منورہ ہے۔ اللہ تعالیٰ ہر مسلمان کو زیارت نصیب فرمائے۔ (آمین)

حضور ﷺ اور شیخین رضی اللہ عنہما کا فاقہ:

دوپہر کا وقت ہے۔ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ مسجد میں آبیٹھے۔ نماز کا وقت نہیں۔

فاروق اعظم رضی اللہ عنہ تشریف لائے، بیٹھے۔ پوچھا ابوبکر رضی اللہ عنہ! نماز کا وقت تو نہیں، اس وقت یہاں کیسے بیٹھے ہو؟

فرمانے لگے کہ فاروق رضی اللہ عنہ! دو دن کی بھوک نے مجھے بے تاب کر دیا۔ گھر نہ بیٹھا گیا۔ عمر فاروق رضی اللہ عنہ فرمانے لگے ابوبکر رضی اللہ عنہ! مجھے تین دن کی بھوک نے بے تاب کر دیا ہے۔ میں گھر سے نکل آیا ہوں۔

دونوں حضرات تشریف فرما ہیں۔ کچھ دیر کے بعد امام الانبیا محبوب کبریا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ تشریف لائے۔ ان دونوں سے وجہ پوچھی۔ ان دونوں نے وجہ بتادی۔

رحمت دو عالم ﷺ کی آنکھوں میں آنسو آگئے۔ فرمانے لگے ابوبکر رضی اللہ عنہ! آج تیرے پیغمبر ﷺ کا پانچ دن کا فاقہ ہے۔ تینوں حضرات اکٹھے ہو گئے۔

آسمان نے نہ جانے کیا کیا نظارے دیکھے۔ اور یہ تینوں ہستیاں جس دروازے پر اکٹھے ہو کر

گئے ہیں، وہ دروازہ بھی کتنا خوش نصیب ہوگا۔

حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ کا اعزاز:

حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ کے دروازے پر حضور ﷺ تشریف لے گئے۔ پتہ چلا کہ ابوایوب رضی اللہ عنہ مکان پر موجود نہیں!

خوش نصیب تھی گھروالی! کون ابوایوب رضی اللہ عنہ کہ اتنا ادب والا واقعہ ہوا کہ ہجرت کے بعد حضور ﷺ کی اونٹنی چلی۔ ہر صحابی کی تمنا تھی۔ ہر مسلمان کی تمنا تھی۔ ہر کلمہ گو کی تمنا تھی۔ اے کاش! میرے گھر رونق لگے۔ میرے گھر کو زینت بخشیں۔ میرے گھر میں جلوہ افروز ہوں۔ میرے یہاں تشریف لائیں، بستر بچھائے بیٹھے ہیں۔ کھانے پکائے بیٹھے ہیں، انتظار کر رہے ہیں، مکان سجا رکھے ہیں۔

حضرت ابوایوب رضی اللہ عنہ آنسو بہا رہے ہیں، گھر والی کو فرمانے لگے۔ سب نے انتظار کی تیاری کر لی۔ میرے گھر میں تو تین دن کا فاقہ ہے۔ میرے مقدر کہاں؟ میرے نصیب کہاں کہ حضور ﷺ میرے یہاں تشریف لائیں۔ میرے بچوں کا تو پہلے سے تین دن کا فاقہ ہے۔

میں کیا خدمت کروں گا۔ میں کیا کھانا کھلاؤں گا۔ میں کیا انتظام کروں گا۔ کیا اہتمام کروں گا۔

مسجد قبا سے آگے نکلے۔ ہر صحابی نے آگے بڑھنے کی کوشش کی، مگر شہنشاہ کائنات ﷺ نے فرمایا اے لوگو! میری اونٹنی کو چھوڑ دو۔ یہ تو مَامُوْرٌ مِنَ اللّٰہِ ہے۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس کو امر ملا ہوا ہے۔ جہاں یہ بیٹھ جائے گی، وہاں میرے ڈیرے لگ جائیں گے۔

بڑے بڑے امیر زادوں کے دروازے تھے، اچھے کھاتے پیتے دروازوں سے اونٹنی آگے چل رہی تھی۔ لوگ دعا مانگ رہے ہیں۔ الٰہی! میرا مقدر کھول دے، میرے مقدر میں فرمادے۔

ادھر ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ سجدے میں پڑے ہیں۔ الٰہی! میں غریب ہوں، مسکین ہوں۔ مدینے میں مجھ سے زیادہ غریب کوئی نہیں!

سرکار دو عالم ﷺ کی اونٹنی ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ کے دروازے پر آ کر بیٹھ گئی۔

کسی کا بستر منظور نہیں، کسی کا کھانا منظور نہیں، کسی کا گھر کو سجانا منظور نہیں۔ ”ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ کے آنسو منظور ہو گئے“

گھر میں فاقہ ہے۔ خدا کی قسم! یہ دولت، فاقے والے گھروں میں آتی ہے۔ جوں جوں

آدمی دولت مند ہو جائے گا، جوں جوں انسان کے دل سے خوف خدا، دین کی محبت اور قرآن کی محبت نکلتی جائے گی۔

ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ نے اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا کہ میرے کہاں مقدر! ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ نے اشارے اشارے میں بتا دیا کہ میرا تو فاقہ ہے۔ مدنی کریم ﷺ نے فرما دیا کہ میرا بھی فاقہ ہے۔

حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ کا ادبِ رسول ﷺ!

فرمایا ابو ایوب رضی اللہ عنہ! بچوں کو لے کر اوپر چلے جاؤ۔ ہم نیچے قیام کریں گے۔ صحابی اپنے بال بچوں کو لے کر اوپر چلے گئے۔

ادب دیکھیے! آنسو بہانا آسان ہے۔ عشق کی آہیں بھرنا آسان ہے۔ اپنے آپ کو حضور ﷺ کا عاشق اور غلام سمجھنا بڑا آسان ہے۔ نبھانا بڑا مشکل ہے، کر کے دکھانا بڑا مشکل ہے۔

رات کا وقت ہے۔ حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ کے دماغ میں بات آئی، میں چھت پر ہوں۔ میرے آقا ﷺ نیچے ہیں، بے ادبی ہو رہی ہے، اب نیچے جاؤں تو حضور ﷺ کے حکم کی خلاف ورزی ہوگی۔ یہاں بیٹھوں تو بے ادبی ہوگی۔

علما کرام فرماتے ہیں کہ ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ نے ساری رات ایک کونے میں گزار دی۔ اس کا نام ادب ہے، اس کا نام عشق ہے، اس کا نام جنون ہے۔

یہ ہے وہ سوز و گداز کہ جو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو کامیاب کرتا تھا۔

نبی ﷺ اور صدیق و فاروق رضی اللہ عنہما ابو ایوب رضی اللہ عنہ کے مکان پر:

تینوں حضرات اکٹھے ہو کر ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ کے مکان پر آئے۔ معلوم ہوا کہ حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ گھر پر نہیں ہیں۔

اہلیہ نے کہا کہ حضرت ابو ایوب رضی اللہ عنہ موجود نہیں، میں آپ کی تابع دار موجود ہوں، تشریف رکھیں، تکلف نہیں کیا، پتہ چل گیا کہ حضور ﷺ کا پانچ دن کا فاقہ ہے۔ جلدی سے کھانا تیار کیا، گوشت تیار کیا اور روٹی پکائی۔ حضور ﷺ کے سامنے رکھ دی۔ حضور ﷺ کی آنکھوں میں روٹی دیکھ کر آنسو آ گئے۔ فرمایا کہ میرا تو پانچ دن کا فاقہ ہے۔ میری فاطمہ رضی اللہ عنہا کا اس سے بھی زیادہ ہوگا۔ ایک روٹی جلدی لے جاؤ اور میری بیٹی کو پہنچاؤ۔

حضور ﷺ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں:

عرض کر رہا تھا کہ بیٹیوں کے بڑے دکھ ہوتے ہیں۔

خاتون جنت حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا اپنے ابا کے سرہانے بیٹھی ہے۔ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا پاس بیٹھی ہیں۔ سرکار دو عالم ﷺ کا جوں جوں وقت قریب آتا جاتا ہے، مرض بڑھتا چلا جاتا ہے۔ فاطمہ رضی اللہ عنہا کا کلیجہ شق ہوتا جاتا ہے، تکلیف ہو رہی ہے۔

بالآخر ساری ازواج مطہرات رضی اللہ عنہا کو اکٹھا فرمایا اور حضور ﷺ نے اجازت طلب کی کہ تم تمام مجھے اجازت دو کہ میں اپنی بیماری کے ایام سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے حجرہ میں گزاروں۔ سب نے اجازت دے دی۔

اگلی بات سنو! حضور ﷺ نے فرمایا کہ میری عائشہ رضی اللہ عنہا! ٹھنڈے پانی کا پیالہ لے آؤ۔ سوچا پیاس لگی ہوگی، گھبراہٹ ہوئی ہوگی۔ پانی کا پیالہ لے کر حاضر خدمت ہوگئیں۔ اشارہ کر کے فرمایا کہ یہاں رکھ دو۔

سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں دیکھ رہی تھی کہ جب رحمت عالم ﷺ نے پانی میں ہاتھ بھگو کر چہرہ انور پر چھینٹے مارنے شروع کر دیے۔ فاطمہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ میرا جگر پھٹنے لگا، میرا کلیجہ شق ہونے لگا، فرماتی تھیں میرے ابا! یہ کیا بنی!

جب حضور ﷺ فوت ہوئے:

سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے سامنے یہ آفتاب نبوت، یہ چلتا ہوا آفتاب، اپنی آفتابی کے ساتھ چلتا چلتا آخر ۱۲ ربیع الاول کو اس دنیا سے رخصت ہوگئے۔

صحابہ رضی اللہ عنہم کے ہوش اُڑ گئے۔ صحابہ رضی اللہ عنہم پریشان ہوگئے۔ صحابہ رضی اللہ عنہم عقل کھو بیٹھے۔ فاروق اعظم رضی اللہ عنہ تلوار لے کر کھڑے ہوگئے۔ جو یہ کہے گا کہ حضور ﷺ کا انتقال ہوگیا وہیں اس کی گردن اُڑا دوں گا۔ میرے محبوب ﷺ کی موت آ ہی نہیں سکتی۔

تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے حوصلہ دیا اور انہیں قرآنی آیات پڑھ کر سمجھایا، صبر کا درس دیا۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بھی موجود ہیں، حضور ﷺ کو غسل دیا گیا۔ تجہیز وتکفین میں تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم موجود تھے۔

سیدہ کو حضور ﷺ کی جدائی کا صدمہ:

سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا اپنے ابا کی چوکھٹ پر بیٹھ کر سارا دن رویا کرتی تھی۔ اور کہتی تھی میرے ابا! میں بھوک اور پیاس کی پرواہ نہ کرتی تھی۔ کپڑا نہ ہونے کی مجھے پرواہ نہ تھی میں نے آٹھ آٹھ دن کے فاقے کاٹے، مجھے کوئی پرواہ نہ ہوئی۔

اے میرے ابا! تیری جدائی کے بعد میری زندگی اجیرن ہوگئی۔ اب میں اپنا وقت کیسے گزاروں؟

سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا سے حضور ﷺ کی رازداری:

آخری وقت میں سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور ﷺ نے اپنی لختِ جگر کو بلایا اور کان میں کچھ فرمایا۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا رونے لگیں اور چند لمحات کے بعد حضور ﷺ نے پھر سیدہ کو اپنے قریب بلایا اور کان میں کچھ فرمایا تو سیدہ ہنسنے لگی۔

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے اس وقت پوچھا کہ بتاؤ تم نے یہ کیا کیا؟ فرماتی تھیں کہ میں اپنے ابا کی زندگی میں نہیں بتا سکتی۔

وفات پیغمبر ﷺ کے بعد سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے پوچھا کہ فاطمہ رضی اللہ عنہا! اب تو بتادو۔

فرمانے لگیں کہ مجھے پہلی دفعہ بلا کر مدنی کریم ﷺ نے میرے کان میں فرمایا فاطمہ رضی اللہ عنہا صبر کرنا، اپنے سر کے بال نہ نوچنا، گریبان نہ پھاڑنا، پریشانی کا اظہار مت کرنا، تیرے ابا کا وقت نزدیک آگیا تو میں رونے لگی۔ جب مجھے یہ معلوم ہوا۔

اور پھر فرمایا مدنی کریم ﷺ نے، میرے ابا نے، فرمایا فاطمہ رضی اللہ عنہا! تجھے مبارک ہو، جنت میں تمام عورتوں کی سردار بنے گی۔

اس بات کو سن کر میں ہنس پڑی۔ یہ تھی وہ رونے اور ہنسنے کی وجہ!

حضور ﷺ کی وفات کے بعد سیدہ چھ ماہ تک زندہ رہیں۔ علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں ہم نے فاطمہ رضی اللہ عنہا کو کبھی ہنستے نہ دیکھا۔ ہم نے فاطمہ رضی اللہ عنہا کو پیٹ بھر کر روٹی کھاتے نہ دیکھا۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ کو بلاتی، جو حضور ﷺ کے خادم تھے۔ بار بار کہتی تھیں اے انس رضی اللہ عنہ! کن ہاتھوں سے تم نے میرے ابا کے اوپر مٹی ڈالی؟ کس طرح سے تم نے میرے ابا

کو دفن کر دیا؟ بہت رنجیدہ اور مغموم رہتی تھیں۔

بالآخر وہ وقت آن پہنچا، بیمار ہیں۔ دونوں بچوں حسنین وکریمین رضی اللہ عنہما کو فرمایا اپنے نانا کی قبر پر جاؤ۔ دونوں گئے، واپس آ گئے۔ فرمانے لگی آؤ بیٹو! میں آخری دفعہ اپنے ہاتھ تمہارے سر پر پھیر دوں۔

کس کو اپنی اولاد عزیز نہیں؟ کس کو اپنی اولاد پیاری نہیں؟ کس کو اچھی نہیں لگتی؟

سیدہ نے اولاد کی تربیت کی:

جس نے اپنی اولاد کا اتنا خیال ہو، سیدہ زینب رضی اللہ عنہا سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کی بیٹی ہیں۔ حسنین کریمین کی بہن ہیں، قرآن کی تلاوت کر رہی تھی۔ تلاوت کرتے کرتے اتنا انہماک ہوا، اتنا استغراق ہوا، سر سے کپڑا اُتر گیا۔

سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا اٹھی اور سر پر کپڑا ڈالتے ہوئے فرمانے لگی بیٹی! ننگے سر ہو کر تلاوت نہیں کیا کرتے۔

ادب کرو قرآن کریم کا، ننگے سر بیٹھ کر تم قرآن کی تلاوت کر رہی ہو!

ادب سکھایا اپنی بچی کو سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے!

حضرت حسن رضی اللہ عنہ اور حضرت حسین رضی اللہ عنہ دونوں بچے آپس میں کسی بات پر جھگڑ پڑے، بچے جو تھے۔

سیدہ فرمانے لگی میرے بیٹو! میرے لختِ جگر! میرے نورِ نظر! تمہیں معلوم نہیں تمہارے نانا کا فرمان ہے جو آپس میں جھگڑا کرے، تنازعہ اُٹھائے، فتنہ کرے وہ جہنم میں جائے گا۔

اللہ کا خوف:

نماز کے لیے کھڑی ہوئیں۔ ایک کو دائیں کھڑا کر لیا اور دوسرے کو بائیں کھڑا کر لیا، رونا شروع کر دیا: "الٰہی! میرے بچوں کو معاف کر دے"

جس ماں نے اولاد کی یوں تربیت کی ہو، ادب کی تعلیم دی ہو، وہ خود کتنی نیک ہوگی۔

سیدہ کی قرآن سے محبت:

سیدنا سلمان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ میں ایک دن حضور ﷺ کی بیٹی کے دروازے پر گیا میں نے دیکھا کہ دونوں بچوں کو پنکھا بھی کر رہی ہیں اور قرآن کی تلاوت بھی کر رہی ہیں۔

ایک صحابی کہتا ہے کہ میں نے دیکھا کہ ایک ہاتھ سے چکی چلا رہی ہے اور ایک ہاتھ سے حسین رضی اللہ عنہ کا جھولا جھلا رہی ہے اور زبان سے قرآن کی تلاوت ہو رہی ہے۔

کس انداز سے اپنی اولاد کو پالا ہے، تربیت کی ہے۔ بڑی غیرت والی تھیں۔

جھوٹ نہ بولا کرو:

بعض لوگ یہ کہیں گے کہ یہ فاطمۃ الزہراء کی تعریف کرتے ہیں۔ لیکن صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے تو ناراض کر دیا تھا۔ یہ سب جھوٹ ہے۔

ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کو ناراض نہیں کیا۔ نہ وہ ان سے ناراض گئیں۔ وقتی طور پر بات ہو جاتی ہے۔ یوں حضرت علی المرتضیٰ سے سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا ناراض ہوئیں۔

سیدہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے ناراض ہوئیں:

ایک دفعہ حضور ﷺ کو خبر ملی کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ ابوجہل کی لڑکی کے ساتھ شادی کرنا چاہتے ہیں۔ سیدہ کو بھی خبر ملی۔ انہوں نے اس خبر دینے والے سے پوچھا کہ تو قسم کھا، اس نے قسم کھالی۔

سیدہ نے حضرت حسن وحسین رضی اللہ عنہما کو گود میں لیا اور آستانہ نبوت پر آپہنچی اپنے ابا کے پاس! اور کیوں نہ آتی۔ آخر بیٹی باپ کے پاس نہ جائے گی تو کہاں جائے گی۔

حضور ﷺ کو بڑا رنج ہوا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو بلوایا اور فرمایا کہ جاؤ جا کر ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما کو بلا کر لاؤ۔ حضور ﷺ نے نکاح کے گواہوں کے طور پر ان کو لیا اور اب بھی ان کو بلا رہے ہیں۔

اور دونوں کے سامنے فرمایا علی رضی اللہ عنہ! تمہیں معلوم نہیں فاطمہ رضی اللہ عنہا میرے جگر کا ٹکڑا ہے۔ فاطمہ رضی اللہ عنہا میری لختِ جگر ہے، میری نورِ نظر ہے۔

یاد رکھو! حبیب اللہ کی بیٹی اور ابوجہل کی بیٹی ایک گھر میں جمع نہیں ہو سکتی۔ تم ابوجہل کی بیٹی کے ساتھ نکاح نہیں کر سکتے۔ جب تک کہ تم میری بیٹی کو طلاق دے دو اور یا اسے راضی کر لو۔

وقتی ناراضی غیرت کی وجہ سے ہو ہی جاتی ہے۔ اگر ہو گئی ہو تو کیا بات ہے؟ ہم تو سب کے غلام اور تابعدار ہیں۔ سب کے جاں نثار ہیں۔ اہل بیت رضی اللہ عنہم اور صحابہ رضی اللہ عنہم کی غلامی کے صدقہ میں نجات چاہتے ہیں۔

ہماری تو یہ تمنا ہے کہ ہم کچھ نہیں، ہم سیار کار ہیں، گناہ گار ہیں۔ لیکن اے پروردگار! ان

لوگوں کے کفش بردار ہونے کی وجہ سے ہماری مغفرت فرمادے تو ہم کامیاب ہیں۔

فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا نے اپنے بچوں کے سر پر ہاتھ پھیرا، اپنی بچیوں کے سر پر ہاتھ پھیرا۔

اللہ دنیا میں دس گنا دیتا ہے:

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے پوچھا کس چیز کے کھانے کو جی چاہتا ہے؟ فرمایا ہاں! انار کو جی چاہتا ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ انار لے آئے۔

اندازہ لگاؤ، بیمار ہو، آخری وقت قریب ہو، اس کا دل بھی چاہتا ہو، مفلسی بھی ہو، غریبی بھی ہو اور ایسے وقت میں ایک انار لا کر دیا۔

ادھر انار توڑ کو کھانا شروع کرنے والی تھی، باہر کسی نے صدا لگائی: "اللہ کے نام پر کچھ دو" یہ نہیں تھا کہ چار دانے انار کے سائل کے ہاتھ پر رکھ دو۔ بیمار کے لیے منگوایا ہے۔

فرمایا کہ تمام کا تمام سائل کو دے دو۔ میرا آخری وقت ہے۔ میں جنت میں انار کھالوں گی۔

ایسے وقت میں بھی، آخری وقت قریب ہے۔ اللہ کے فضل سے اپنے دروازے پر آنے والے کو جواب نہیں دیا۔

وہ سائل انار لے کر چلا گیا۔ کچھ دیر کے بعد اور آیا دروازے پر، اس نے دس انار حضرت علی رضی اللہ عنہ کو دے دیے کہ یہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو کھلا دو۔ اللہ جانے آدمی تھا یا فرشتہ؟ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے سامنے انار رکھتے ہوئے فرمایا جتنے مرضی کھالو، یہ اللہ نے بھیجے ہیں، یہ نو عدد ہیں۔

فرماتے ہیں:

"مَنْ جَآءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهٗ عَشْرُ اَمْثَالِهَا" (الانعام: ۱۶۰)

اللہ فرماتے ہیں کہ جو میری راہ میں ایک دے گا، میں اس کو دس دوں گا۔ اللہ تعالیٰ قرآن میں دس کا وعدہ فرماتے ہیں۔ یہ "نو" کیوں لوں؟ میرے پورے دس ہونے چاہئیں۔

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے ایک انار چھپا لیا تھا۔ فرمانے لگے کہ رسول اللہ ﷺ کی بیٹی بڑی ذہین ہے۔ یہ دسواں بھی میرے پاس موجود ہے۔ اللہ نے دس کے دس ہی بھیجے ہیں۔

یعنی اتنا قرآن کا فہم، اتنا عبور تھا قرآن کریم پر، اپنے بچوں کو پڑھ کر ڈراتی تھیں۔ لوری دیتی تھیں قرآن پڑھ کر!

سیدہ عکسِ رسول ﷺ تھیں:

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا رسول اللہ ﷺ کا نمونہ تھیں۔ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا چلنے میں، پھرنے میں، کھانے میں، پینے میں، اُٹھنے میں، بیٹھنے میں، ابا کے نقش قدم پر تھی۔ کامل نمونہ بنی ہوئی تھی سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا حضور ﷺ کا!

آخری وقت نزدیک آگیا، نڈھال ہیں، پریشان ہیں، آخری وقت ہے۔

سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو بلوایا اور فرمانے لگی اے علی رضی اللہ عنہ! تم میرے شوہر ہو، تم میرے خاوند ہو، تم مجاہد تھے، تم میدان جنگ کے سپاہی تھے، میں کمزور اور ضعیف تھی۔ نہ جانے کتنی کوتاہی ہوئی ہوگی۔ میں رسول اللہ ﷺ کی بیٹی ضرور ہوں۔ لیکن قبر سے ڈرتی ہوں۔ اے علی رضی اللہ عنہ! مجھے اللہ کے لیے معاف کردو۔

آج کون سی عورت ہے؟ جو ان چیزوں کو سوچتی ہے۔ کہ خاوند کے حقوق میں مجھ سے کتنی کوتاہی ہوئی ہوگی؟ خاوند کے ساتھ برتاؤ میں میری کتنی کوتاہی ہوئی ہوگی؟ مجھے اپنی زندگی میں معاف کرالینا چاہیے۔

اور رسول اللہ ﷺ کی بیٹی ہے، لختِ جگر ہے، جگر گوشہ رسول ﷺ ہے۔ رو بھی رہی ہے اور فرمانے لگی اے علی رضی اللہ عنہ! اللہ کے لیے میں تم سے معافی چاہتی ہوں۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ رو پڑے اور فرمانے لگے فاطمہ رضی اللہ عنہا! نہ جانے کتنے تیرے حق مجھ سے تلف ہوئے ہوں گے۔ تیری روٹی میرے ذمہ تھی۔ یہاں آٹھ آٹھ دن کا فاقہ ہوا، میں کیا جواب دوں گا؟ میں تجھ سے معافی چاہتا ہوں۔

عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا، حضرت زینب رضی اللہ عنہا، حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا، حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا، حضرت سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا جتنی مائیں تھیں، سب کو بلا کر کہنے لگی عائشہ رضی اللہ عنہا! ام سلمٰی رضی اللہ عنہا! میمونہ رضی اللہ عنہا! تمام کے نام لے کر عرض کیا میں تمہاری بچی ہوں۔ میں تمہاری بیٹی ہوں۔ نہ جانے کبھی تلخی ہوئی ہوگی، میں تم سے معافی چاہتی ہوں۔

پیغمبر ﷺ کی بیٹی نے اسوہ قائم کردیا۔ نمونہ قائم کردیا کہ رسول اللہ ﷺ کی بیٹی ہو کر آخرت کا کتنا ڈر ہے۔ تمام ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن نے معاف کردیا اور ساری رونے لگیں۔ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اور سب نے بار بار فرمایا تم رسول اللہ ﷺ کی بیٹی ہو، تم سرکار

دو عالم ﷺ کے جگر کا ٹکڑا ہو، ہم سے اگر کبھی تلخ کلامی ہوئی ہو، یا کوئی رنج پہنچا ہو، اللہ کے لیے ہمیں بھی معاف کر دینا۔

ہمارے ہاں تو معاف کرنا عیب سمجھا جاتا ہے۔ اگر کوئی کہ مجھے معاف کر دینا تو آگے سے کہتا ہے کہ تو مجھے مارنا چاہتا ہے۔ میں مر رہا ہوں۔

اگر مرنے والا کہے تو دوسرے کہتے ہیں نہیں نہیں، ابھی تو تیرے مرنے میں بہت دیر ہے۔ بعد میں دیکھیں گے۔ یعنی ہمارے ہاں معافی کا "کھاتہ" ہی نہیں۔

سیدہ کو وصیت:

یہ پیغمبر ﷺ کی صاحبزادی ہیں۔ جو آخرت کی فکر اور آخرت کی غم کی وجہ سے، اپنے خاوند اور اپنی ماؤں سے سب سے معافی طلب کرتی ہیں اور وہ ان سے معافی طلب کرتی ہیں۔ آخری وقت میں فرمایا کہ علی رضی اللہ عنہ! میرا آخری وقت نزدیک ہے۔

تجھے کیسے پتہ چلا؟ فرمانے لگی کہ ابھی ذراسی نیند آ گئی تھی۔ غنودگی میں، میں نے اپنے ابا کا دیدار کر لیا۔ میں نے حضور ﷺ سے پوچھا کہ ابا! کس کا انتظار کر رہے ہو؟ فرمانے لگے بیٹی! تیرا انتظار ہے۔ میں تیرا انتظار کر رہا ہوں۔ اس لیے میرا آخری وقت ہے۔

اے علی رضی اللہ عنہ! مجھے غسل اچھی طرح سے دلوانا اور میرا انتقال اگر دن میں ہو جائے تو جنازہ پھر بھی رات کو اُٹھایا جائے۔ میری زندگی میں کسی غیر محرم کی نظر مجھ پر نہیں پڑی، میں چاہتی ہوں کہ میرے جنازے پر بھی کسی کی نظر نہ پڑنے پائے۔

اتنا اہتمام کیا اور فرمایا کہ بتاؤ میرے جنازے کو کیسے اُٹھاؤ گے؟ اور یوں چھڑیاں سی لائی گئیں اور یوں اس سے پردہ کیا گیا۔ دیکھ کر فرمانے لگیں الحمدللہ! ہاں اسی طرح سے لے جانا۔

چناں چہ مغرب اور عشاء کے درمیان خاتون جنت سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا اپنے ابا کے چھ مہینے کے بعد اپنے مالک حقیقی سے جا ملیں۔

مدینہ میں غم ہوا، پیغمبر ﷺ کی بیٹی کا جنازہ اُٹھ رہا ہے۔ تمام مدینہ والے مسلمان آئے۔

خود فرمایا تھا کہ جنت البقیع میں دفن کر دینا۔ جنازہ رات کو اُٹھایا گیا اور جنت البقیع میں دفن کر دیا گیا۔ اللہ کے سپرد کر دیا گیا۔

آخرت کی فکر کرلو:

پتہ چلا کہ ولی، نبی، درویش، پیر، قلندر، اچھا، برا جب ہم سب نے خاک میں چلے جانا ہے تو پتہ نہیں کب وہ وقت آجائے، اس لیے زیادہ سے زیادہ آخرت کا فکر کیا جائے۔ اپنی زندگی میں انقلاب لاؤ، تبدیلی لاؤ۔ عورتوں کو ان کا اسوہ اپنانا چاہیے۔ کتنی غربت کاٹی، کتنا افلاس کاٹا، فاقوں میں عمر بسر گئی۔ مگر فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا نے گلہ نہ کیا، شکوہ نہ کیا، کبھی مقدر کو برا نہ کہا کہ میرا نصیب اچھا نہیں۔ اللہ کی رضا پر راضی رہی۔

اللہ مجھے اور آپ کو سمجھ اور عمل کی توفیق دے۔ (آمین)

وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

شہادت سید الشہداء سیدنا امیر حمزہ رضی اللہ عنہ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ نَحْمَدُہٗ وَنَسْتَعِیْنُہٗ وَنَسْتَغْفِرُہٗ وَنُؤْمِنُ بِہٖ وَنَتَوَکَّلُ عَلَیْہِ وَنَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَیِّاٰتِ اَعْمَالِنَا مَنْ یَّھْدِہِ اللّٰہُ فَلَا مُضِلَّ لَہٗ وَمَنْ یُّضْلِلْہُ فَلَا ھَادِیَ لَہٗ وَنَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَلَا نَظِیْرَ لَہٗ وَلَا مِثْلَ لَہٗ وَلَا مُعِیْنَ لَہٗ وَلَا وَزِیْرَ لَہٗ وَلَا مُشِیْرَ لَہٗ وَنَشْھَدُ اَنَّ سَیِّدَنَا وَسَنَدَنَا وَنَبِیَّنَا وَشَفِیْعَنَا وَھَادِیْنَا وَمُرْشِدَنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ اَرْسَلَہٗ بِالْحَقِّ بَشِیْرًا وَّنَذِیْرًا، وَاَصْحَابِہٖ وَاَزْوَاجِہٖ وَبَارِکْ وَسَلِّمْ تَسْلِیْمًا کَثِیْرًا کَثِیْرًا ○

اَمَّا بَعْدُ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ○ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○ یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اسْتَعِیْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوۃِ ط اِنَّ اللّٰہَ مَعَ الصّٰبِرِیْنَ ﴿۱۵۳﴾ وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ یُّقْتَلُ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ اَمْوَاتٌ ط بَلْ اَحْیَآءٌ وَّلٰکِنْ لَّا تَشْعُرُوْنَ ﴿۱۵۴﴾ وَلَنَبْلُوَنَّکُمْ بِشَیْءٍ مِّنَ الْخَوْفِ وَالْجُوْعِ وَنَقْصٍ مِّنَ الْاَمْوَالِ وَالْاَنْفُسِ وَالثَّمَرٰتِ ط وَبَشِّرِ الصّٰبِرِیْنَ ﴿۱۵۵﴾ الَّذِیْنَ اِذَآ اَصَابَتْھُمْ مُّصِیْبَۃٌ لا قَالُوْٓا اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رٰجِعُوْنَ ﴿۱۵۶﴾ اُولٰٓئِکَ عَلَیْھِمْ صَلَوٰتٌ مِّنْ رَّبِّھِمْ وَرَحْمَۃٌ قف وَاُولٰٓئِکَ ھُمُ الْمُھْتَدُوْنَ ﴿۱۵۷﴾ (البقرہ)

صَدَقَ اللّٰہُ مَوْلَانَا الْعَلِیُّ الْعَظِیْمُ ○ وَبَلَّغَنَا رَسُوْلُہُ النَّبِیُّ الْکَرِیْمُ وَنَحْنُ عَلٰی ذٰلِکَ لَمِنَ الشّٰھِدِیْنَ وَالشّٰکِرِیْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ○

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰٓی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰٓی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰٓی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ ○ اَللّٰھُمَّ بَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰٓی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰٓی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰٓی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ ○

یہ دوسرا پارہ سورہ بقرہ کی آیات ہیں، خداوند کریم نے ان آیات میں مقام شہداء بیان فرمایا۔ اللہ کی راہ میں، اللہ کے نام پر دین اسلام اور عظمت قرآن پر جان دینے والوں کو خداوند کریم خراج تحسین پیش فرماتے ہیں، دنیا والوں کو ان مقام اور ان کی عظمت جتلا رہے ہیں، کہ جو آدمی خالصتاً میری رضا کے لیے اپنا سر کٹا دے۔

مقام شہادت:

حدیث میں ہے فرمایا نبی کریم ﷺ نے، اللہ کی عدالت قائم ہوگی، شہداء آئیں گے، اللہ میاں شہیدوں کو فرمائیں گے، جنت میں میں نے سرخ اور سبز یاقوت کے محل عطا کردیے اور پوچھیں گے کیا تم راضی ہوگئے؟ شہید عرض کریں گے نہیں، فرمایا جاؤ تمہیں اتنی حوریں، اتنے غلمان، اتنی نہریں، اتنے باغ و بہار میں نے عطا کردیے پوچھا جائے گا تم راضی ہو؟ شہید کہتے ہیں کہ نہیں جنت کے بالا خانے مل جائیں گے اور نعمتیں ملیں گی، خداوند کریم نہ جانے کیا کیا انعام فرمائیں گے، پھر پوچھا جائے گا کیا تم راضی ہوگئے، عرض کریں گے نہیں۔ فرمایا خود مانگو کیا مانگتے ہو، عرض کریں گے اے پروردگار عالم! یہ جنت کے بالا خانے، یہ محل، یہ باغ و بہار، یہ نہریں، یہ حور و غلمان، یہ تمام کی تمام لذتوں والی شے ہیں، ٹھیک ہے۔ لیکن اے پروردگار عالم اگر ہماری منشاء کے مطابق یہیں کچھ دینا چاہتے ہو، اے مالک تیرے جلال کی قسم! تیری عزت کی قسم! تیری آبرو کی قسم! تیری الوہیت کی قسم! او مالک بے نیاز تو مجھے دنیا میں پیدا کردے اور تیرے دین کے لیے ہمیشہ سر کٹانے میں جو مزہ آیا وہ جنت میں کہاں ملے گا؟

اگر ہم سے پوچھ کر انعامات کی بارش ہو تو پھر ہم سے پوچھ کر کرنی ہو، اگر ہماری دل جوئی ہو، اگر ہمیں منشا کے مطابق انعام ملنا ہے۔ تو اے پروردگار عالم! ہماری تمنا ہے ہمیں بار بار دنیا میں بھیجو، اور پھر تیرے نام پر لڑائی ہو، تیرے نام کی عظمت کی وجہ سے میں سر کٹا کر آؤں۔

حضور ﷺ کی تمنا شہادت کے لیے:

ارشاد فرمایا مدنی کریم ﷺ نے، اے میرے مالک تیری راہ میں سو مرتبہ مجھے شہید کیا جائے، سو مرتبہ مجھے زندہ کیا جائے، میں بڑا راضی۔

سر کٹانے کی لذت:

مقام شہادت بڑی اونچی چیز ہے۔ پروردگار عالم نے اس میں بڑی لذت رکھی ہے، اس میں بڑا

سرور رکھا ہے، اس میں بڑا کیف رکھا ہوا ہے۔ پھر شہداء کی عظمتوں کو دیکھو، کوئی شہید کربلا ہے، کوئی شہید بدر ہے، کوئی شہید حنین ہے، کوئی شہید یرموک ہے، کوئی شہید خندق ہے، کوئی شہید احد ہے۔ کسی شہید کی میت پر بیٹھ کر اس کا باپ رویا، کسی شہید کی میت پر بیٹھ کر اس کی ماں روئی، کسی شہید کی میت پر بیٹھ کر اس کے بھائی روئے، کسی شہید کے پاس بیٹھ کر اس کے خاندان والے روئے۔

سید الشہداء:

خدا کی قسم ایک شہید ایسا ہے جس کی لاش کے ٹکڑوں کے پاس بیٹھ کر امام الانبیا ﷺ خود روئے۔ پروردگار عالم کی عدالت ہوگی، آواز آئے گی شہیدوں کو بلاؤ۔ یہ کون آگئے؟ یہ شہداء بدر آگئے، یہ کون آگئے؟ یہ شہداء حنین آگئے، یہ کون آگئے؟ یہ شہداء خندق آگئے، یہ کون آگئے؟ یہ شہداء یرموک آگئے، یہ کون آگئے؟ یہ شہداء تبوک آگئے، یہ کون آگئے؟ یہ شہداء کربلا آگئے، یہ کون آگئے؟ یہ شہداء فلاں وادی آگئے، یہ کون آگئے؟ یہ بیر معونہ پر ہونے والے شہداء ہیں۔

آواز آئے گی او شہیدو تم تو سارے شہید ہو، وہ سید الشہداء کہاں ہے؟ تمام شہیدوں کا سردار کہاں ہے؟ اَسَدُ اللہِ وَاَسَدُ رَسُوْلِہٖ میرا شیر کہاں ہے، میرے کالی کملی والے ﷺ کا شیر کدھر ہے؟ علما نے لکھا ہے: کوئی شہید اپنا کٹا ہوا بازو لے کر آئے گا، کوئی شہید اپنا سر کٹا ہوا اپنی ہتھیلی پر لائے گا، آئے گی امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کی باری اس کے ٹکڑے آئیں گے۔

سید الشہداء صرف اور صرف حضرت حمزہ:

خداوند کریم نے مقام شہادت بڑا اونچا رکھا ہے۔ پروردگار عالم نے عظمتوں کے لحاظ سے سید الشہداء حضرت امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کو جو نوازا، فرمایا پیغمبر ﷺ نے۔ سید الشہداء حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ سارے شہیدوں کے سردار ہیں۔ ابھی یہ تو تیری میری غلطی ہے، غلطی تیری نہیں میری ہے کہ میں نے تجھے حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کا مقام نہ بتایا، پیغمبر کے چچا کی عظمت نہ بتائی، پیغمبر کے چچا کا مرتبہ نہ بتایا، دن کبھی نہ بتلایا، مہینہ کبھی نہ بتلایا، خدا کی قسم تم مسلمان کہلاتے ہو، آج تک کسی نے حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کا یوم نہیں منایا۔

کون حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ؟

کس عظمت کے ساتھ دین اسلام قبول فرمایا۔ مدنی کریم ﷺ حرم محترم میں تشریف فرما ہیں، اکیلے بیٹھے ہیں۔ ابو جہل سامنے سے آیا اور آ کر کہنے لگا کیا پروگرام بنا رہے ہو؟ کیا اسکیم

سوچ رہے ہو؟ کیا منصوبہ بندی ہو رہی ہے؟ رحمت دو عالم ﷺ نے کوئی جواب نہ دیا۔ ظالم نے پتھر اُٹھایا، آمنہ کے دریتیم کے سر میں دے مارا، سرکار مدینہ ﷺ مظلوم ہیں۔ ساتھی ہیں، فوج نہیں، لشکر نہیں، جماعت نہیں، تنے تنہا ہیں، غربت ہے، افلاس ہے۔ سر سے لہو کی دھار جو نکلی مگر خاموش رہے۔ امیر حمزہ رضی اللہ عنہ شام کو اپنے گھر میں تشریف لائے، باندی کہنے لگی تمہیں معلوم بھی ہے آج مکے کے چوہدری نے تیرے یتیم بھتیجے کو مارا ہے۔ سیدنا امیر حمزہ رضی اللہ عنہ برداشت نہ کر سکے، اسی وقت کمان اُٹھائی حرم محترم میں جا پہنچے، دیکھا ابوجہل بیٹھا ہے، جا کر کمان سر میں ماری، لہو کی دھار نکال دی اور کہا کہ تم نے میرے یتیم بھتیجے کو اکیلا سمجھا ہے، تم نے لاوارث سمجھا ہے، تم نے بے وارث سمجھ کر میرے یتیم بھتیجے کو مارا، بے کس، بے بس سمجھ کر میرے یتیم بھتیجے کو مارا۔ خدا کی قسم جب تک میں زندہ ہوں تم میرے بھتیجے کی طرف آنکھ اٹھا کر نہیں دیکھ سکتے۔ آج ان حضرات کی شان میں گستاخی کرنا بڑا آسان ہے، ان کو طعنہ زنی کرنا بڑا آسان ہے، ان کو طرح طرح کی گالیاں دینا بڑا آسان ہے۔ خدا کی قسم جب پیغمبر کے سر میں پتھر لگے بدلہ لینے کے لیے تم میں سے کون گیا تھا؟ تم کہاں تھے؟ اور اگر تم اس وقت بھی ہوتے تو بے ایمانی سے کام لیتے، منافقت سے کام لیتے۔ امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کی حالت کفر ہے، ابھی مسلمان نہیں ہوئے، لیکن خون کا جوش آیا اور سر میں کمان ماری۔ اور واپس آئے آکر فرمایا کہ میرے بھتیجے راضی ہو جا غم نہ کرنا میں تیرا بدلہ لے آیا ہوں، میں نے تیرا بدلہ لے لیا، میں تیرا انتقام لے چکا ہوں۔ خدا کی قسم مدنی کریم ﷺ نے فرمایا میرے چچا، بار بار امیر حمزہ نے کہا کہ میں نے بدلہ لے لیا، میں نے انتقام لے لیا۔ حضور ﷺ نے جواب نہ دیا، آخر جب بار بار کہا تو فرمایا میرے چچا اگر مجھے راضی کرنا چاہتے ہو خدا کی قسم میں بدلہ لینے نہیں آیا، میں تو اس لیے آیا ہوں کہ لوگ مجھے پتھر ماریں میں انہیں معاف کر دوں گا، لوگ مجھے زخمی کر دیں، لوگ مجھے پریشان کر دیں میں اسی وقت معاف کرنے چلا جاؤں۔ میں بدلہ لینے کے لیے ہرگز نہیں آیا، میں انتقام لینے کے لیے ہرگز نہیں آیا، لیکن میرے بھتیجے میں نے تو تیرا بدلہ لے دیا ہے۔ فرمایا اگر مجھے خوش کرنا چاہتے ہو تو جلدی کرو کلمہ پڑھو۔ سیدنا امیر حمزہ رضی اللہ عنہ نے کلمہ پڑھا مسلمان ہو گئے، نبی پر پہلے بھی جان چھڑکتے تھے، اور پھر اس کے بعد وہ غلامی کی ہے وہ جانثاری کی ہے کہ تاریخ شاہد ہے کہ پیغمبر ﷺ ہر وقت اپنے چچا کو یاد کر کے رویا کرتے تھے۔

غزوہ احد میں بہادری کے جوہر:

دنیا نے دیکھا شوال کی پندرہ تاریخ سوموار اور پیر کا دن غزوہ احد ہوا۔ جنگ بدر میں حضرت امیر حمزہ رضی اللہ عنہ موجود ہیں۔ بڑے بڑے بہادر کافر تیاری کر کے آئے، سیدنا امیر حمزہ رضی اللہ عنہ نے کئی کفار کو ٹھکانے لگا دیا۔ حارث تیمی کہتے ہیں کہ میں نے دیکھا امیر حمزہ رضی اللہ عنہ نے شتر مرغ کے پر کا جھنڈا بنایا ہوا تھا اور ایک ہاتھ میں جھنڈا تھا اور ایک ہاتھ میں تلوار تھی، جس طرح جاتے کافروں کی صفیں پلٹ جاتیں۔ سیدنا عبدالرحمٰن ابن عوف رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے بدر کے میدان میں دیکھا حضرت امیر حمزہ رضی اللہ عنہ جس طرح سے جاتے ہیں کافروں میں بھگدڑ مچ جاتی ہے اور جو بہادر تھے، بڑا بہادر کافر سامنے آتا ہے چیلنج کرتا ہے آؤ میرے مقابلے میں۔ حضرت امیر حمزہ رضی اللہ عنہ فوراً آگے بڑھ کر تلوار کو وار کرتے تھے، خود رسول اکرم ﷺ نے دیکھا امیر حمزہ رضی اللہ عنہ نے بڑی شجاعت کا مظاہرہ کیا، بڑی جرأت کا مظاہرہ کیا، بہت بڑی بہادری دکھائی، پیغمبر ﷺ نے فرمایا: اَسَدُ اللهِ وَ اَسَدُ رَسُوْلِهٖ خدا کا بھی شیر ہے میرا بھی شیر ہے، بڑے بڑے کافروں کو جب قتل کیا تھا اور مکے کے کافر بھاگ گئے۔ مکے میں شور ہوا کہ جب تک امیر حمزہ کو کوئی قتل نہ کرے اس وقت تک بات نہیں بنے گی۔ خدا کی قسم ان حضرات کے ہاں بہت سوچا جاتا تھا، ہمارے ہاں تو سوچ و بچار کا مادہ ہی ختم ہے، یہ بڑا کچھ کر گزرتے تھے۔ بہادر تو بہادر رہے بڑے بڑے معزز صحابی، غریب صحابی، نادار صحابی پیچھے رہنے کے لیے تیار نہ ہوتے تھے۔

صحابہ رضی اللہ عنہم کی بہادری:

علما کرام نے لکھا ہے کہ ایک صحابی رضی اللہ عنہ کے جسم پر اسی کے قریب تلواروں، تیروں کے زخم ہیں، ہاتھ سالم نہیں، سر سالم نہیں، پیر سالم نہیں، سر میں زخم ہیں، سینے پر زخم کے زخم ہیں، پیٹ اور پیٹھ پر زخموں کی گنتی نہیں، ٹانگوں اور رانوں پر زخموں کی گنتی نہیں اور میدان جہاد میں پڑا ہے اور منہ کے بل اور اپنی کہنیوں کے بل آگے کو گھسیٹ رہا ہے، میدان جہاد کی طرف بڑھ رہا ہے، لڑائی کی طرف آگے کی طرف جا رہا ہے۔ ایک صحابی کی نظر پڑی اللہ والے اب تو آرام کر تیرا آخری وقت ہے، رو کر کہنے لگا تجھے کیا معلوم ہے ایک جگہ لیٹ کر جان دیتے ہوئے شرم آتی ہے۔

عمرو بن جموح رضی اللہ عنہ کی شجاعت:

عمرو بن جموح صحابی رضی اللہ عنہ ہیں، مدنی کریم ﷺ کا معذور صحابی رضی اللہ عنہ ہیں، ہاتھوں کے بل چلتا ہے پاؤں ہے نہیں، عورت نے آکر کہہ دیا میدان جہاد گرم تھا، عمرو بن جموح سارا مدینہ بڑا خوشی منا رہا ہے میں بہت رنجیدہ ہوں اور میں مدینے کی عورتوں میں بیٹھنے کے قابل نہیں، سب کے خاوند جہاد میں چلے گئے میرا خاوند گھر میں بیٹھا ہے، معذور کو نکال لائی۔

بدر کا بدلہ لینے کے لیے:

بدر کا بدلہ لینے کے لیے بڑے بڑے منصوبے بنائے کفار مکہ نے، سارے قریش نے چندے کیے، دولت جمع کی، سوار جمع کیے، سواریاں جمع کیں، بڑے بڑے بہادر جمع کیے، غلاموں سے آزادیوں کا وعدہ کیا۔ ان حضرات کے تقویٰ کا کیا کہنا، صحابہ کرام اور صحابیات رضی اللہ عنہم کا، آج ہم تو ایک منٹ میں شرک کر بیٹھتے ہیں، منٹ میں مرد وعورت شرک کر بیٹھتے ہیں۔ ابوسفیان رضی اللہ عنہ اس وقت تک ایمان نہیں لائے تھے، سیدہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی اہلیہ ہم سب کی ماں ہے، پیغمبر کے گھر میں ہے اور حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کے والد ہیں، حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں بڑے بڑے منصوبے بنائے گئے، ہندہ کا ابا، ہندہ کا بھائی، ہندہ کا چچا، کئی رشتہ دار بدر میں قتل ہوئے، روئی قریش کے سامنے کھڑی ہو کر، ارے تم سارے مر گئے میرا سارا خاندان ختم کرا دیا، امیر حمزہ رضی اللہ عنہ سے تم بدلہ لینے کے لیے تیاری کرو۔

غلط فہمی:

شوال کا مہینہ تھا اور پندرہ تاریخ تھی، احد پر آپہنچے اور قریش نے آکر حملہ کر دیا۔ محمد عربی ﷺ نے ایک پہاڑ کے درے پر پچاس صحابہ رضی اللہ عنہم کو بٹھایا جب تک میں نہ کہوں یہاں سے مت ہلنا۔ ابتدا میں مسلمانوں کو فتح ہوئی کافر بھاگ نکلے، اور اب وہ جو درے پر بیٹھے تھے ان میں اختلاف ہو گیا، ایک کہنے لگا کہ حضور ﷺ نے فرمایا تھا کہ جب تک میں نہ کہوں یہاں سے اٹھنا نہیں۔ دوسرے کہنے لگے نہیں بھائی حضور ﷺ نے تو لڑائی کے لیے فرمایا تھا، لڑائی ختم ہو گئی وہ بھاگ گئے، ہمیں فتح ہو گئی اب یہاں بیٹھ کر کیا کریں گے بھائی، اب یہاں بیٹھنے سے کیا فائدہ، اجتہادی غلطی ہو گئی۔ گویا یہ سمجھا کہ حضور ﷺ نے ہمیں حکم یہاں لڑائی کے وقت تک بیٹھنے کا دیا ہے۔ بس وہاں سے اٹھ کر چلے آئے، بھاگتے ہوئے کافروں نے جب وہ

درہ خالی دیکھا، مسلمان بے فکر تھے، مال غنیمت اکٹھا کر رہے تھے وہاں سے آکر حملہ کر دیا، چناں چہ پیغمبر کے ستر صحابہ رضی اللہ عنہم شہید ہو گئے۔ اور حالت یہ بنی کہ امام الانبیا محبوب کبریا حضرت محمد ﷺ کو کافروں کی ایک جماعت نے آکر دھکا دیا حضور ﷺ پہاڑ کی غار میں گر پڑے آپ نے جو خود ٹوپی پہنی ہوئی تھی، اس کی زنجیر اس کا حلقہ حضور ﷺ کے پیارے پیارے چہرہ انور میں گھس گئی لہو کی دھار دور جا کر پڑی۔

شہادت پیغمبر ﷺ کی افواہ:

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی جماعت آ پہنچی، کافروں کو مار بھگایا، مگر حضور ﷺ زخمی ہو گئے، مدینہ منورہ میں شہرت ہو گئی حضور ﷺ نعوذ باللہ شہید ہو گئے۔ خدا کی قسم مدینے کے یتیموں میں کہرام مچ گیا، ہمارا وارث کون بنے گا؟ مدینے کی بیواؤں نے شور مچا دیا، رو رو کر ہنگامہ کر دیا، مدینے میں اندھیرا چھا گیا۔ یتیم روئے، بیوہ روئی، مظلوم روئے، بے کس روئے، بے بس روئے، اپاہج روئے، محتاج روئے، سارا مدینہ رویا، امام الانبیا ﷺ کی شہادت کے بعد جی کر کیا کریں گے؟ مدنی کریم ﷺ کے زخموں پر مرہم پٹی کی جا رہی ہے، اطلاع ملی کہ پیارے پیغمبر ﷺ تیرے چچا کو شہید کر دیا گیا۔

شہادت حمزہ رضی اللہ عنہ:

حضور ﷺ نے دیکھا حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا حضور ﷺ کی پھوپھی، امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کی بہن ہے، دوڑی دوڑی جاتی ہے، حضور ﷺ نے فرمایا زبیر رضی اللہ عنہ ذرا دوڑو عورت زاد ہے میں نے سنا ہے لاش کا حال ٹھیک نہیں، جا کر روکو۔ حضرت زبیر رضی اللہ عنہ آگے بڑھے اور صفیہ رضی اللہ عنہا سے کہا اللہ کے پیغمبر ﷺ نے آپ کو آگے چلنے سے منع فرما دیا۔ توجہ کرنا یہ ہے تابع داری، یہ ہے غلامی، اس کا نام ہے مسلمانی۔ کہتے ہیں کہ صفیہ رضی اللہ عنہا نے پاؤں آگے رکھنے کے لیے ابھار رکھا تھا وہ بھی پیچھے کو واپس رکھ دیا، پیغمبر ﷺ نے روکا ہے، پیغمبر ﷺ کے روکنے کے بعد اگر ایک قدم میں نے آگے بڑھایا تو کہیں میں جہنم میں نہ چلی جاؤں۔ صحابیہ رضی اللہ عنہا ایک قدم آگے نہیں رکھتی نبی کے فرمان کے خلاف۔ یہاں سو سال کی زندگی، ساٹھ سال کی زندگی، پچاس برس کی زندگی ساری کی ساری پیغمبر ﷺ کے فرمان کے خلاف گزر رہی ہے، ایک گناہ کرنا اور ایک اس پر سینہ زوری کرنا۔ آج کل تو گناہ بھی کرتے ہیں اور گھمنڈ بھی

کرتے ہیں۔ بڑے بڑے اچھے لوگ گناہ کو عبادت بنا لیتے ہیں۔ اگلے دن میں نے ایک حاجی صاحب سے کہا کہ حاجی صاحب تمہارے ہاں بھی ٹی وی لگا ہوا ہے، کہنے لگا قاری صاحب آپ کو پتہ نہیں اس میں خبریں بڑی صاف آتی ہیں، لعنت کے ایریل لگے ہوئے ہیں چاروں طرف۔ مولویوں نے لگا لیے، حاجیوں نے لگائے ہوئے ہیں، اتنی اتنی داڑھی ہے گھر میں جا کر دیکھو تو اتنا بڑا صندوق سا رکھا ہوا ہے، شام کو حاجن، حاجی، حاجی کی اولاد، بیٹی اور بہو ساری اکٹھی ہو جاتی ہیں، جیسے مرے ہوئے کتے پڑے ہوں، اور بڑے بڑے فلسفے بتاتے ہیں کہ بچے دوسروں کے ہاں جاتے ہیں، کیا کریں؟

امام الانبیا محبوب کبریا حضرت محمد ﷺ کے فرمان کے مطابق میری تیری شکل نہیں، میرا تیرا عقیدہ نہیں، میری تیری نماز نہیں، میرا تیرا عمل نہیں، ساری زندگی خلاف ہے مرنا بھی، شادی بھی، جینا بھی۔

بہن بھائی کی لاش پر:

مگر یہ عورت ذات ہے۔ اندازہ لگاؤ جس کے ماں جائے بھائی کے ٹکڑے ہو گئے، بہن کا کلیجہ پھٹ گیا، جگر پھٹ کر منہ کو آیا ہو، ایسے وقت عمل کا کیا مطلب؟ اگر زبیر کے کہنے پر صفیہ نے قدم نہیں بڑھایا، حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں میرے بیٹے زبیر جاؤ میرے آقا سے جا کر کہو میں نے کلمہ پڑھا ہے، مین نے صبر کرنا بھی سیکھ لیا، میں جذع و فضع نہیں کروں گی، میں رونا دھونا نہیں کروں گی، میں کپڑے نہیں پھاڑوں گی، میں اپنے آپ کو نہیں نوچوں گی، میں نے صبر کرنا سیکھ لیا۔ خدا کی قسم کیا منظر ہوگا، کیا وقت ہوگا۔ ادھر صفیہ چلی، ادھر امام الانبیا ﷺ تشریف لائے، بڑے بڑے شہید ہوئے، مگر یہ شہید نرالا، امام الانبیا تشریف لائے، ادھر سے حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا آ رہی ہیں، احد کے دامن میں حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی میت پر پہنچے۔

پیغمبر حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی لاش پر:

خدا کی قسم تاریخ شاہد ہے، پیغمبر ﷺ پہنچے، پیغمبر ﷺ نے اپنے پیارے چچا کے چہرے پر نظر ڈالی تو ناک نہیں، ادھر ادھر نظر ڈالی تو دونوں ہاتھ نہیں، اور ذرا نیچے کو جا کر دیکھا تو دونوں لب نہیں۔ ذرا کلیجے پر ہاتھ رکھ کر سوچو! ذرا جگر پر ہاتھ رکھ کر سوچو، پیغمبر ﷺ کے دل پر کیا بیتی ہوگی، پیغمبر ﷺ کو کتنی تکلیف پہنچی ہوگی۔ حضور ﷺ اپنے بہادر، شیر، دلیر پیارے چچا کے منہ میں جھانک کر دیکھا تو منہ میں زبان نہیں، اور تھوڑی سی نظر نیچے کی تو پیٹ میں جگر اور کلیجہ نہیں۔ ایک تو یہ حالت دیکھی ایک

کا غم، اس کی پریشانی اور پھر ذرا کلیجے پر ہاتھ رکھ کر سوچو کہ اس وقت کوئی چرانے والا بھی آجائے تو زخموں پر نمک نہیں چھڑکا جاتا۔ ادھر احد پہاڑ کے دامن سے آواز آتی ہے: حضرت کو دکھاتی تھی ہندہ کھا کھا کر کلیجہ حمزہ کا، ادھر سے آواز آتی ہے کہ محمد عربی ﷺ دیکھ لے میں تیرے چچا کا جگر چبا رہی ہوں۔ حدیث کی کتابیں اٹھا کر دیکھو، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کہتے ہیں کہ حضور ﷺ نے دیکھا کہ دونوں ہاتھ نہیں، دونوں پاؤں نہیں، کپڑے بھی اتار کر لے گئے، پیغمبر ﷺ کے چچا کے گیارہ ٹکڑے ہوئے پڑے ہیں، مدنی کریم ﷺ کو چکر آ گیا، طبیعت پریشان ہوگئی، کھڑے نہ رہ سکے، بیٹھ گئے۔ آسمان کی طرف چہرہ انور اٹھایا اور جھولی پھیلا دی اور فرمانے لگے: اے زمین و آسمان کے مالک! اب تو راضی ہوجا، یہ دیکھ میرے پیارے چچا کا کیا حال بنا پڑا ہے۔ اور فرمایا کہ اگر میری پھوپھی نہ آئی ہوتی، اور کوئی یہاں نہ ہوتا، تیرے جلال کی قسم، تیری عزت کی قسم، تیری آبرو کی قسم میں اپنے چچا کے ٹکڑوں کو یہاں سے نہ اُٹھاتا، اگر تو یوں ہی راضی ہے تو میں تجھے یوں ہی راضی رکھتا، تیرا دین بلند ہوتا چلا جائے میرے پیاروں کا قیمہ بنتا چلا جائے۔

شہید زندہ ہوتا ہے:

سیدہ صفیہ رضی اللہ عنہا کھڑی ہیں روتی نہیں۔ صفیہ رضی اللہ عنہا تیرے بھائی کا حال ہے؟ تو روتی کیوں نہیں؟ شور کیوں نہیں کرتی، کہتی ہے کہ میرا عقیدہ کچھ اور ہے، میرا یقین کچھ اور ہے، میرا ایمان کچھ اور ہے۔

روئیں وہ جو قائل ہوں اموات شہیدوں کے
ہم زندہ جاوید کا ماتم نہیں کرتے

میں کیوں روؤں، میں کپڑے کیوں پھاڑوں، میں نے تو قرآن پڑھا ہے، میں نے قرآن میں پڑھا ہے: وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ يُّقْتَلُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتٌ ؕ (البقرۃ: ۱۵۴) میں قرآن پڑھ کر آئی ہوں، میں نے قرآن کریم پڑھا ہوا ہے، جو میری راہ میں مارا گیا، بَلْ اَحْيَآءٌ وَّلٰكِنْ لَّا تَشْعُرُوْنَ۝ (البقرۃ) وہ زندہ ہوجاتا ہے۔ حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا ٹکڑوں کو اکٹھے کیئے ہوئے بیٹھی ہے، اپنے بھائی کا چہرہ دیکھ رہی ہے، زخمی بدن دیکھ رہی ہے، سارے ٹکڑے ہوئے پڑے ہیں۔ جھولی پھیلا کر کہتی ہے: پروردگار میرے بھائی کی قربانی قبول فرما، میرے بھائی کی قربانی کے صدقے میں میرا بھی بیڑہ پار کردے۔ حضرت صفیہ رضی

اللہ عنہا نے اپنے گھر پر ہی سن لیا تھا کہ کافر لوگ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کے کپڑوں کو اتار کر لے گئے ہیں، دو چادریں لے کر آئی، میرے بھائی پر کفن ڈالو، ننگا کر گئے ہیں، ٹکڑے ہیں۔

دوسرا شہید:

دوسری طرف نظر پڑی ایک انصاری صحابی شہید ہوا پڑا ہے، کپڑے اس کے بھی اتار لیے گئے۔ (توجہ کرو مسلمانو) نبی ﷺ نے حکم نہیں دیا، نبی ﷺ نے اس وقت یہ نہیں فرمایا، مگر نبی ﷺ کی تعلیم کا اثر دیکھو، نبی ﷺ کی سیرت سازی کا اثر دیکھو۔ صفیہ رضی اللہ عنہا کہتی ہے کہ لوگو چادریں واپس کرو میرے بھائی پر ڈالنے سے پہلے، کہنے لگی چادریں دو ہیں، ایک ماں جایا بھائی ہے، ایک وہ ہے جس نے میں نے اور میرے بھائی نے ایک پیٹ میں پرورش پائی ہے۔ ایک ماں جایا بھائی دوسرا احمد کریم ﷺ کا کلمہ شریک بھائی ہے، اگر میں نے صرف اپنے پر چادر ڈال دی اور دوسرے کو ننگا دفن کیا تو قیامت میں خدا یہ نہ پوچھ لے کہ صفیہ اگر کچھ دینے آئی تو اپنے کو دے کر چلی آئی۔ آج ہمارے ہاں لینا دینا ہی بڑا عجیب ہے، اول تو کسی کو کچھ دینے کی ہمیں طاقت نہیں ہوتی، سوچتے سوچتے مر جاتے ہیں، اور اگر دے بھی دیا تو جب تک اسے برباد نہ کرلیں اس وقت تک ہمیں چین نہیں آتا۔ کسی طالب علم کو، کسی بھائی بھتیجے کو، کسی بہن بھانجی کو کبھی زکوٰۃ خیرات دے دی عورتیں طعنہ دیتی ہیں، منہ لے کر باتیں کرتی ہو ہمارے ہاں کی زکوٰۃ کھاتی رہی ہو، ہمارے فطرانے کھا کر پلتے ہیں۔ تم کیا کھا کر پلتے ہو تمہیں پتہ نہیں ہے۔ خدا کی قسم تمہاری زکوٰۃ کھا کر، فطرانے کھا کر، تمہاری گالیاں کھا کر، تمہارے طعنے سہہ کر ان بزرگوں نے، اماموں نے، خطیبوں نے، علماء نے، اللہ والوں نے دین مبین کی پہرے داری کی، قرآن کریم کی حفاظت کی، اس کی ترقی اور اشاعت کے لیے ساری عمر گزار دی۔ خدا کی قسم جب مرو گے تب پتہ چلے گا کہ ان لوگوں کا کیا مقام ہے؟ فرمایا: يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُبْطِلُوْا صَدَقٰتِكُمْ بِالْمَنِّ وَالْاَذٰى (البقرہ: ۲۶۴) ایمان دارو اپنے صدقے کو برباد نہ کرو، منہ پر لا کر، جتلا کر۔ اور کہتا ہے:

احسان کر کے آ جتلا کر بھی لطف کیا
اس طرح سے دے کہ دست گدا کو خبر نہ ہو
بوئے کو اب سے کوئی لگا نہ لے پتہ
جگر کے جل جانے کی ہوا کو خبر نہ ہو

کوئی چیز سامنے نہ آئے۔

حضرت صفیہ رضی اللہ عنہ کا ایثار:

صفیہ کہتی ہے ایک چادر میرے بھائی کو دے دو ایک چادر میرے کلمہ شریک انصاری بھائی کو دے دو۔ پھر پتہ چلا، یاد آیا ایک چادر بڑی ہے ایک چادر چھوٹی ہے۔ فرمایا اگر میں نے اپنے بھائی کو بڑی چادر دے دے اور دوسرے پر چھوٹی چادر ڈالی کل قیامت کے دن خداوند کریم یہ نہ فرمادے اپنے کو بڑی دی، عزیز کو چھوٹی دی۔ قیامت کے دن خدا کے دربار میں شرمندہ نہ ہو جاؤں۔

ہمارا کردار:

ہمارے ہاں جو چیز ہمارے مطلب کی نہ ہو۔ وہ ایک عورت کہنے لگی، بہو تھی اپنے ساس کو خالہ رات کی بچی دال خراب ہوگئی کل جب طالب علم آئے گا مدرسے کا اس کو دے دینا۔ جو دال خراب ہو جائے وہ طالب علم کو دے دو، اور جو اچھی چیز ہو اپنے مطلب کی۔ یعنی خدا اسی لیے ہے کہ خراب چیز اسے دیتے جاؤ۔ بڑے بڑے لوگوں کے ہم نے طریقہ کار دیکھے، سارے سال میں جس کپڑے والے کا کپڑا نہ بکا، چھوٹے گاہک نے، جس نے کپڑا لیا ہی نہیں، وہ کپڑا پھر رمضان کے قریب۔ انہوں نے کہا یہ یار دو سال کا پڑا ہے اسے زکوٰۃ میں لگا دو۔ ایمان داری سے بتاؤ کہ اللہ تعالیٰ ہماری نیتوں سے واقف نہیں؟ ایک ایک خون کے قطرے سے وہ واقف ہے، وہ دیکھ رہا ہے۔

قرعہ اندازی:

صفیہ رضی اللہ عنہا کہتی ہے ان چادروں کی قرعہ اندازی کرو، چناں چہ قرعہ اندازی کی گئی، اللہ کی شان دیکھو صحابی رضی اللہ عنہ کے حصے میں بڑی چادر آگئی۔

رسول اللہ ﷺ کے آنسو:

حضرت مدنی کریم ﷺ تشریف فرما ہیں۔ افلاس کی حالت دیکھو، غربت کی حالت دیکھو، پیغمبر ﷺ کے گھرانے کی حالت تو دیکھو، ان ٹکڑوں کو جوڑ کر ایک چادر ڈالی گئی، اور چادر کوئی نہیں، کپڑا کوئی نہیں، حضور ﷺ آنکھوں میں آنسو لیے بیٹھے ہیں۔ میرے چچا کا کیا حال بنا ہے دین اسلام کی وجہ سے؟ فرمایا: وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ قُتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتًا ؕ (آل عمران: ۱۷۰) ان لوگوں کو مردہ خیال بھی نہ کرو جو میری راہ میں ٹکڑے کرا گئے۔

کوئی عورت کے پیچھے مرے گا، کوئی زمین کے پیچھے مرے گا، کوئی ٹیوب ویل اور نہری پانی کے پیچھے مرے گا، کوئی دوکان اور مکان کے پیچھے مرے گا۔ خدا کی قسم صحابہ کرام رضی اللہ عنہم، امام الانبیا اور اللہ کے احکام اور اسلام کی عظمت پر مرے گا۔

عرض کیا گیا مدنی کریم ﷺ پیارے چچا کی چادر چھوٹی ہے، سر پر ڈالتے ہیں تو پیر کھل جاتا ہے، پیر پر ڈالتے ہیں تو سر کھل جاتا ہے۔ فرمایا میرے چچا کا سر ڈھانپ دو اور پیروں پر درخت کے پتے ڈال دو۔ ارے کیفیت کا اندازہ لگاؤ، یہ سارے شہید تو بعد کے ہیں۔ خدا کی قسم یہ کتنی عظمتوں کا مالک شہید ہوگا، کتنا بڑا شہید ہوگا، ان کی قبر پر حضور ﷺ آنسو بہا رہے ہیں۔ فرمایا میرے چچا اللہ تعالیٰ تجھ پر کرم کرے، اللہ تعالیٰ تجھ پر رحم فرمائے۔ سید الشہداء حمزہ رضی اللہ عنہ کے الفاظ میرے آقا حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی زبان سے نکلے ہوئے ہیں لہٰذا ان کے مقابلے میں کوئی شہید سردار نہیں ہوسکتا۔ تیرے ہاتھ میں ترازو تو نہیں کہ جس کو چاہے گھٹا دے جس کو چاہے بڑھا دے، جس کو چاہے اونچا کر دے، جس کو چاہے نیچا کر دے، یہ تو خدا اور اس کے رسول ﷺ کے ہاتھ میں ہے۔ پیغمبر ﷺ نے فرمادیا اَسَدُ اللّٰهِ وَاَسَدُ رَسُوْلِهٖ، خدا اور میرا شیر ہے سیدنا امیر حمزہ رضی اللہ عنہ۔ حضرت کے چچا کے پاؤں پر جب درختوں کے پتے پڑے حضور ﷺ کی آنکھوں میں آنسو آ گئے، کیا عظمت ہے۔ اور آج بھی جب حاجی لوگ مدینہ پاک جاتے ہیں، اللہ پاک ہر مسلمان کو زیارت نصیب فرمائے (آمین) اور احد کی پہاڑ کی طرف جاتے ہیں، امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کی قبر سے آواز آتی ہے، زبان حال سے کہتا ہے او پاکستانی حاجیو کیا تمہیں شرم نہیں آئی تم اسلام چاہتے ہو مگر قربانی نہیں دیتے۔ آؤ مجھ سے پوچھو کہ میں نے اللہ کے نام پر گیارہ ٹکڑے کروائے تھے، ادھر دکھ اتنا، اتنی پریشانی، اتنا صدمہ پہنچا محمد عربی ﷺ کو، اور پھر کمال دیکھو۔

فتح مکہ اور قاتل حمزہ رضی اللہ عنہ کا قبول اسلام:

مکہ فتح ہوا ہے لوگ دھڑا دھڑ آ رہے ہیں، کلمہ پڑھ رہے ہیں، مسلمان بن رہے ہیں، کسی صحابی رضی اللہ عنہ نے آ کر آواز دی یا رسول اللہ ﷺ وحشی بن حرب حضرت حمزہ رضی اللہ عنہا کا قاتل بھی ڈر کے مارے مکے سے طائف بھاگ گیا کہ میرا کیا بنے گا۔ پھر طائف میں مسلمان پہنچے اندازہ ہو گیا کہ اب جان نہیں چھوٹتی۔ خود مدینے حاضر ہوئے اور مسلمان بنے۔ حضرت

وحشی نے کہا کہ یارسول اللہ ﷺ آپ مجھے پہچانتے ہیں؟ مجھے آپ جانتے ہیں میں کون ہوں؟ ادھر ہاں فرمائی، ادھر پیغمبر ﷺ کی پیاری آنکھوں سے آنسوں ٹپکنے لگے، فرمایا وحشی خوب جانتا ہوں، اچھی طرح سے مجھے پتہ ہے میرے شیر کے ٹکڑے کرنے والا تو ہے۔ عرض کیا یارسول اللہ میرے لیے معافی کی گنجائش ہے فرمایا: الاسلام یھدم ما کان قبلہ۔ اسلام گزشتہ کفر کی عمر کے سارے گناہوں کو معاف کردیتا ہے، مگر وحشی تجھے پتہ ہونا چاہیے میں فرشتہ نہیں، میں خدا نہیں، میں عرش پر بیٹھنے والا خدا نہیں، میری قدرت کاملہ پوری دنیا پر نہیں چلتی، میں ایک انسان ہوں، میں ایک آدمی ہوں، میری بات سن لے تیرا دین اسلام قبول ہے، معتبر ہے تو صحابی رضی اللہ عنہ ہے تو نے ایمان اسلام کے بعد میری زیارت کرلی۔ مگر وحشی یاد رکھنا میرے سامنے نہ آنا، میں تیرا چہرہ دیکھوں گا مجھے چچا یاد آئے گا۔ وحشی فرماتے ہیں کہ میں حضور ﷺ کی نظروں سے دور رہا کرتا تھا اور رویا کرتا تھا کہ میں نے کیا ہے؟

ہندہ کا قبول اسلام:

ہندہ۔ مدنی کریم ﷺ کو اطلاع دی گئی کہ ہندہ جیسی عورت بھی بیت اللہ کے چاروں اطراف کانپتی پھر رہی ہے، میں نے تو جگر چبایا تھا، میں نے تو کلیجہ چبایا تھا، میں نے تو غلام آزاد کیا تھا، قتل کھڑے ہو کر میں نے کرایا تھا، میرا کیا بنے گا۔ مدنی کریم سے پوچھا گیا۔ فرمایا جاؤ جاؤ ہندہ سے کہو جب میں نے چادر رحمت والی بچھادی، کوئی پکڑے گا میں چھڑاتا نہیں۔ کس انداز کے مالک تھے محمد عربی ﷺ، افعال و کردار، حضور ﷺ کو بڑا صدمہ پہنچا تھا اور اخلاق کیسا کر کے دکھایا۔

عکرمہ کا قبول اسلام:

عکرمہ بھاگ نکلا۔ ام حکیم بھاگی بھاگی گئی دیکھا کشتی میں سوار ہو رہا ہے سمندر میں، کہا کہاں چلا ہے؟ تجھے پتہ نہیں ہے میں نے کوئی کسر اٹھا رکھی ہے تکلیف پہنچانے میں، آج وہ آگئے مکہ ختم ہوگیا، خدا جانے ہمارا کیا بنے گا؟ کہنے لگی عکرمہ میں اس چہرے کا دیدار کر کے آئی ہوں، میں اس صورت کی زیارت کر کے آئی ہوں، تم نے صرف سنا ہے دیکھا نہیں عکرمہ، آجا میرے ساتھ آجا، اس نے تو رحمت کی چادر بچھا رکھی ہے۔ کہنے لگا ام حکیم تو مروائے گا، اس نے کہا کہ میری ذمہ داری ہے تو آ تو سہی، بڑی زبردستی سے لے کر آئی۔ حرم محترم میں داخل ہوئی عرض کرنے لگی یارسول اللہ ﷺ یہ عکرمہ آگئے، حضور ﷺ کھڑے ہوگئے فرمایا عکرمہ، مرحبا تم میرے ہو

میں تمہارا ہوں، دین قبول کرو میں سب کچھ معاف کرتا ہوں۔

دشمن صحابہ ذلیل ہوگا:

میں ایک بات کہنا چاہتا ہوں کہ جن لوگوں نے ٹکڑے کرا کر دین کا جھنڈا لہرایا ہو، جن لوگوں کی زبانیں کاٹی گئیں ہوں، جن لوگوں کی آنکھیں نکالی گئیں ہوں، جن حضرات کے بچوں کا قیمہ بنا دیا گیا ہو، انہوں نے اسلام پھیلایا۔ اور اب یہ چودھویں صدی والے اسلام پھیلائیں گے، جن کے پاس نہ نماز، نہ روزہ، نہ داڑھی، نہ لینا، نہ دینا، سرخی پوڈر مردلگائیں پھریں، یہ اسلام لائیں گے؟ تم مجاہدوں والی صورت تو پہلے بناؤ، شکل مردانی، چال مردانی، پہچانے ہی نہیں جاتے، باتیں کرتے ہیں۔ خدا کی قسم مدنی کریم ﷺ کے جانثاروں کے لیے جنہوں نے گستاخی کے لیے زبان چلائی، جنہوں نے ادبی کی، وہ دنیا میں بھی مارے گئے وہ آخرت میں ذلیل ہوں گے۔ میرا ایمان ہے جو نبی کے یاروں کی شان میں گستاخی کرتا ہے اس کی مرتے ہی شکل بدل جاتی ہے، بالکل شکل بدل جاتی ہے۔ تمہارا اختلاف کیا ہے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے، تمہارا کھایا کیا ہے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے۔ اور یہ سنی ہیں ناسن ہوگئے ہیں کاٹ دو پتہ ہی نہیں چلتا۔

شہداء کی تاریخ سے واقفیت نہیں:

سیدنا امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کی شہادت کی تاریخ سے واقف نہیں، سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی شہادت کی تاریخ سے واقف نہیں۔ تمہیں شہید کربلا کا تو بڑا پتہ ہے شہید مدینہ کا پتہ نہیں۔

شہداء بدر، شہداء احد، شہداء حنین، شہداء خندق، شہداء تبوک جن کو پیغمبر ﷺ نے اپنے ہاتھوں سے دفنایا، جن کو پیغمبر ﷺ نے اپنے کندھوں پر اٹھایا زخمی ہونے کے بعد۔

صابرہ خواتین:

اور ہم تو یہ بھی نہیں مانتے کہ سیدہ زینب رضی اللہ عنہا نے واویلا کیا ہو۔ چار عورتیں ہیں جنہوں نے صبر کیا۔ حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا جس نے پیارے بھائی سیدنا امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کے گیارہ ٹکڑے دیکھ کر آنسو نہ بہائے، کپڑے نہ نوچے، چہرہ نہ پیٹا، ارے وہ صفیہ رضی اللہ عنہا جو حضور ﷺ کے سامنے کھڑی ہیں، حضور ﷺ کے سامنے اپنے ماں جائے بھائی کے گیارے ٹکڑے دیکھتی ہیں، زبان نہیں، آنکھ نہیں، لب نہیں، ہاتھ نہیں، کان نہیں، جگر نہیں، تمام چیزیں نہیں، مگر صفیہ صبر کا دامن نہیں چھوڑتی۔ ان کے بعد سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی ذات ہے۔

آج کسی عورت کے سر سے دکان دار جائے گا، کسی عورت کے سر سے کارخانہ دار جائے گا، کسی عورت کے سر سے زمیندار جائے گا، کسی عورت کے سر سے ڈاکٹر جائے گا، کسی عورت کے سر سے افسر جائے گا، کسی عورت کے سر سے پیر جائے گا، کسی عورت کے سر سے مولوی جائے گا۔ خدا کی قسم عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا تیرے جگر پر کیا بیتی ہوگی جب تیرے سر سے امام الانبیا گئے۔ جب صحابہ رضی اللہ عنہ ٹکریں مار رہے ہیں، صحابہ رضی اللہ عنہ دیوانے بن کر جنگلوں کو نکل گئے، بے ہوش ہوئے پڑے ہیں، ابوبکر کی بیٹی، او نبی کی گھر والی، ہماری ماں تیرے جگر پر اس وقت کیا بیتی ہوگی؟ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے صبر کیا، نہ کپڑے پھاڑے، نہ چہرہ نوچا، صبر کیے بیٹھی رہی۔

اور تیسری صابرہ عورت ہے سیدہ نائلہ رضی اللہ عنہا۔ سیدنا عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ امام مظلوم، شہید مدینہ سامنے ٹکڑے کر دیے گئے، حضور ﷺ کے روضے کے سامنے چالیس دن کا پیاسا عثمان رضی اللہ عنہ، تڑپا تڑپا کر شہید کر دیا گیا مگر نائلہ نے آنسو نہ بہائے، نہ روئی، نہ چلائی۔

اور چوتھی عورت سیدہ زینب رضی اللہ عنہا۔ میں نہیں مانتا کہ جس کو ساری رات حسین نے قرآن سنایا ہو، اللہ کا کلام سنایا ہو وہ سن کر اس پر عمل نہ کرے۔ یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اصْبِرُوْا وَصَابِرُوْا وَرَابِطُوْا ۟ وَاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ﴿۲۰۰﴾ (آل عمران) صبر کرو، رک جاؤ، اللہ سے ڈرو اگر کامیاب ہونا چاہتے ہو۔

سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کی زبان ہو اور اللہ کا کلام ہو اور سننے والی سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کی بیٹی سیدہ زینب رضی اللہ عنہا ہو، اگر وہ عمل نہیں کرے گی تو اس دنیا میں کون عمل کرے گا۔ صابرہ ہے زینب رضی اللہ عنہا۔ سارے خاندان کا ڈھیر لگا ہوا دیکھ کر کوئی واویلا نہیں کیا، جھولی پھیلاتی ہے، آنسو بہاتی، خاموش آنسو بہاتی ہے۔ اللہ میاں کے حضور ﷺ میں دعا کرتی ہے یا اللہ جو ہوا قیامت کی سرخروئی عطا فرما۔

سیدنا حسین رضی اللہ عنہ نمازی تھے:

مولانا ابوالکلام کے لکھنے کے مطابق سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کے جسم پر ۳۳ زخم تیروں ۳۴ زخم تلواروں کے ہیں، مگر واہ بہادر کے بیٹے اب بھی تجھے دین کا، اسلام کا، ایمان کا احساس ہے۔ فرمایا میں بے نمازی نہیں۔ دعا کرو کہ اللہ ہمیں بھی بے نمازی کر کے نہ مارے۔ فرمایا میں قاتل نہیں، میں زانی نہیں، میں شرابی نہیں، میں نے چوری کبھی نہیں کی، میں نے کبھی کسی کی

آبروریزی نہیں کی، مجھ پر کیوں حملہ کرتے ہو؟ میرا لہو کیوں بہاتے ہو؟ فرمایا اس وقت حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کا اس زمین پر لخت جگر میرے سوا کوئی نہیں، شیر خدا کا نورِ نظر کوئی نہیں، سب کچھ بتایا، کون سنتا کون مانتا؟ جب ضد پر آدمی آجائے پھر کسی کی بات نہیں سنی جایا کرتی۔ سب کچھ تنگ کر دیا، کوئی ایک بات بھی سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کی نہ مانی، بس ایک ہی رٹ تھی کہ یہاں کھڑے کھڑے اعلان کرو کہ ہم تمہاری بیعت کو تسلیم کرتے ہیں۔ فرمایا کہ یہ سودا اتنا سستا نہیں۔ یہ گردن کٹ سکتی ہے جھک نہیں سکتی، اس کے ٹکڑے ہو سکتے ہیں مگر میں بک نہیں سکتا۔ قیامت تک امت کو حسین نے سبق دیا، سارا خاندان دینا پڑے تو دیا جا سکتا ہے مگر نبی ﷺ کے دین پر آنچ نہیں آنے دی جائے گی، کس انداز سے شہادت کا پیالا پی رہے ہیں۔

مسئلہ مشکل کشا:

اللہ میاں نے فرمادیا تیرے درجے بلند ہوں، میری توحید کا مسئلہ صاف ہو، لوگوں کو پتہ تو چل جائے کہ میں نہ دوں کوئی اور دے نہیں سکتا، حوض کوثر کا مالک تو بنا لیکن یہاں نہ دوں میری مرضی۔

اللہ میاں جانتا تھا وقت آئے گا لوگ کہیں گے علی مشکل کشا ہے۔ آ ؤ اپنے خاندان کی مشکل کشائی کیوں نہ کی۔

حضرت سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کو کہیں گے مشکل کشاء اپنے خاندان کی مشکل کشائی کیوں نہ کی۔ اور آج بھی کوئی نہیں مانتا، ملنگ آتا ہے علی حیدر مشکل کشا، بیٹا بابے نوں روٹی کھلا، ادھر مشکل کشاء تجھے چائے بھی نہیں پلا سکتا۔

اللہ تعالیٰ نے ثابت کر دیا مشکل کشا میں ہوں، حاجت روا میں ہوں، معبود میرے سوا کوئی نہیں، درجے بہت بلند کیے۔ فرمایا ہاں ہاں جو میری راہ میں شہید ہو گیا اس کی عظمت اتنی اونچی، اس کی برتری اتنی اونچی، اس کی بزرگی اتنی بڑھ گئی۔ اے لوگو تمہاری زبانوں کو اتنی اجازت نہیں کہ تم انہیں مردہ کہو، تمہیں مردہ کہنے کی اجازت نہیں۔ فرمایا جو لوگ میری راہ میں شہید ہو گئے وہ میرے پاس کھانا کھاتے ہیں، بل احیاء عند ربھم یرزقون، میں کھانا کھلاتا ہوں، مجھے کہاں سے لانا پڑتا ہے، میں تو جنتی کھانے کھلاتا ہوں، جنت کے اعلیٰ درجے کے کھانے کھلاتا ہوں۔ فَرِحِیْنَ وہ بڑی خوشی سے رہتے ہیں تمام شہداء، شہداء بدر ہوں، شہداء احد ہوں، شہداء حنین ہوں، شہداء تبوک ہوں، شہداء یرموک ہوں، شہداء مدینہ ہوں، شہداء کربلا ہوں، شہداء

بیت اللہ ہو، تمام کے تمام کو خداوند کریم اپنے یہاں سے روزی کھلاتا ہے۔

ایمان اور جان:

اس لیے تمام مسلمانوں کو بتایا گیا کہ دین جو ہے وہ اہم ہے، دین پہلے ہے جان بعد میں ہے، ایمان پہلے ہے جان بعد میں ہے، ایمان ہمیشہ رہے گا جان آج ہے کل نہیں، یہ تو سودا چلتا ہی رہتا ہے۔

ہمارا تلاوت قرآن کا مشغلہ نہیں، نماز کا مشغلہ نہیں، کھیل تماشے کی صورت بن جاتی ہے۔ اس لیے ہمیں اپنی زندگی پر غور کرنا چاہیے، خداوند کریم ہمیں صحیح صحیح سمجھ کر اور صحیح صحیح عمل کی توفیق نصیب فرمائے۔ (آمین) اور حضرت محمد مدنی ﷺ کا غلام بنائے۔ سارے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور سارے اہل بیت کا غلام بنائے، نبی کے خاندان کا بھی تابع دار بنائے۔

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

سیرت نواسہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

حضرت سیدنا حسین رضی اللہ عنہ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ نَحْمَدُهٗ وَنَسْتَعِيْنُهٗ وَنَسْتَغْفِرُهٗ وَنُؤْمِنُ بِهٖ وَنَتَوَكَّلُ عَلَيْهِ وَنَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّاٰتِ اَعْمَالِنَا مَنْ يَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهٗ وَمَنْ يُّضْلِلْهُ فَلَا هَادِيَ لَهٗ وَنَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَلَا نَظِيْرَ لَهٗ وَلَا مِثْلَ لَهٗ وَلَا مُعِيْنَ لَهٗ وَلَا وَزِيْرَ لَهٗ وَلَا مُشِيْرَ لَهٗ وَنَشْهَدُ اَنَّ سَيِّدَنَا وَسَنَدَنَا وَنَبِيَّنَا وَشَفِيْعَنَا وَهَادِيْنَا وَمُرْشِدَنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ اَرْسَلَهٗ بِالْحَقِّ بَشِيْرًا وَّنَذِيْرًا. وَاَصْحَابِهٖ وَاَزْوَاجِهٖ وَبَارِكْ وَسَلِّمْ تَسْلِيْمًا كَثِيْرًا كَثِيْرًا ○

اَمَّا بَعْدُ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ○ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

"وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ يُّقْتَلُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتٌ ؕ بَلْ اَحْيَآءٌ وَّلٰكِنْ لَّا تَشْعُرُوْنَ ﴿۱۵۴﴾" (البقرہ)

وَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ سَيِّدَةُ نِسَاءِ اَهْلِ الْجَنَّةِ فَاطِمَه

وَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ سَيِّدَا شَبَابِ اَهْلِ الْجَنَّةِ الْحَسَنُ وَالْحُسَيْنُ

وَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ اِنَّ ابْنِيْ هٰذَا سَيِّدٌ لَعَلَّ اللّٰهُ اَنْ يُّصْلِحَ بِهَا بَيْنَ الْفِئَتَيْنِ عَظْمَتَيْنِ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ

وَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ اِذَا رَأَيْتُمُ الَّذِيْنَ يَسُبُّوْنَ اَصْحَابِيْ فَقُوْلُوْا لَعْنَتُ اللّٰهِ عَلٰى شَرِّكُمْ

صَدَقَ اللّٰهُ مَوْلَانَا الْعَلِيُّ الْعَظِيْمُ ○ وَبَلَّغَنَا رَسُوْلُهُ النَّبِيُّ الْكَرِيْمُ وَنَحْنُ عَلٰى ذٰلِكَ لَمِنَ الشّٰهِدِيْنَ وَالشّٰكِرِيْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ○

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰٓی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰٓی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ ○ اَللّٰھُمَّ بَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰٓی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰٓی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ ○

محترم بزرگو! عزیز دوستو! یہ جو محرم کے سلسلے چلتے ہیں کئی لوگ ہمارے ہمیں کہتے ہیں کہ یہ دس دن تو ان کے ہیں۔ میں ان کو کہا کرتا ہوں لکھ دے اپنی عمر کے دس دن ان کو دے دے، کوئی آدمی لکھنے کے لیے تیار نہیں کہ میری موت دس دن پہلے آجائے اور دس دن فلاں کو مل جائیں، بڑے بڑے روادار بن کر آتے ہیں کہ یہ دس دن ان کے ہیں، یہ دس دن ان کے ہیں اور باقی تیرے باپ کے ہیں، دن تو سارے خدا کے ہیں۔

امام حسین کے ہم زیادہ حق دار ہیں کہ ان کا ذکر خیر کریں۔ حسین ان کو الاٹ ہوا ہے کیا؟ انہوں نے الاٹ کرار کھا ہے؟ حسین تو میرا ہے میں حسین کا ہوں۔

حسین نمازی تھا میں نمازی ہوں۔

حسین قاری تھا میں قاری ہوں۔

حسین حافظ تھا میں حافظ ہوں۔

حسین عالم تھا میں ان کی جوتیوں کے صدقے میں عالم ہوں۔

میں حسین رضی اللہ عنہ کا وفادار ہوں:

جس کو غسل کے فرض نہیں آتے وہ حسین کا کیا لگتا ہے؟ کئی منچلے سے نوجوان آپ کو حسین کا ذکر نہیں کرنا چاہیے، تجھے کیا تکلیف ہے میں کیوں نہ کروں، میں تو حسین کے اتنا قریب ہوں اور اتنا مانتا ہوں کہ دنیا میں کوئی فرقہ اور کوئی طبقہ اور کوئی جماعت اتنا نہیں مانتی۔ میری فجر کی نماز اس وقت تک مکمل نہیں ہوتی جب تک میں آل نبی پر درود نہ پڑھوں، میری سنت مکمل نہیں، نفل نماز مکمل نہیں، جمعے کی نماز مکمل نہیں، ظہر، عصر، مغرب اور عشاء، وتر اور تمام نمازیں مکمل نہیں ہوتیں جب تک آل نبی پر درود نہ پڑھوں۔ تم حسین کو سال میں دس دن یاد کرتے ہو میں رات دن میں حسین کو ۷۳ مرتبہ یاد کرتا ہوں۔ اور میں حسین کو ہائے حسین کہہ کر یاد نہیں کرتا، میں واہ حسین کہہ کر یاد کرتا ہوں، اس لیے کہ حق کا سبق میں نے یاد کیا اور تم بھلا بیٹھے، یہ تو میں نے بات اس لیے عرض کر دی کہ ہمارا تو تخریب کا پروگرام ہی نہیں اور نہ ہی ہم نے تخریب کی ہے اور نہ تخریب

کے قائل ہیں اور نہ تخریب چاہتے ہیں۔ آپ لوگ ایک بات بتائیں؟ آپ لوگوں نے بقرہ عید کی نماز پڑھی تھی؟ (جی) پولیس آئی تھی (نہیں) عیدالفطر کی نماز پڑھی تھی؟ (جی) پولیس آئی تھی؟ (نہیں) آخری جمعہ پڑھا تھا؟ (جی) پولیس آئی تھی؟ (نہیں) ختم قرآن رمضان شریف میں ہوتے تھے؟ (جی) پولیس آئی تھی؟ (نہیں) میلاد ہوتے ہیں؟ (جی) پولیس آتی ہے؟ (نہیں) پتہ چلا کہ جب عبادت ہوگی پولیس کی کوئی ضرورت نہیں۔

جمعہ عبادت ہے، عیدالفطر عبادت ہے، عیدالاضحیٰ عبادت ہے، تراویح عبادت ہے، ختم قرآن عبادت ہے، اور اللہ اللہ کرنا عبادت ہے نبی کریم ﷺ کا ذکر خیر کرنا عبادت ہے۔

شرارتی کون؟

ارے تم کیوں کسی کو برا کہو اور اچھا کہو، حکومت خود مانتی ہے کہ دسویں محرم ان کے عبادت کا دن نہیں شرارت کا دن ہے، یہ چھٹی والے دسویں محرم کو کیوں بھاگے آرہے ہیں خطرہ ہے شرارت کا، پتہ چلا صدر سے لے کر معمولی چپڑاسی تک جانتے ہیں بھاگو بھاگو آج شرارت کا دن ہے عبادت کا نہیں۔ اگر عبادت کا دن ہوتا تو کوئی خطرہ نہیں۔ یہ سارا پاکستان نماز عیدین پڑھتا ہے، جگہ جگہ جمعے ہوتے ہیں، رش ہوتا ہے کوئی خطرہ نہیں۔ پتہ چلا کہ عبادت اگر کرو تو کوئی خطرہ نہیں، شرارت کرو گے تو خطرہ ہی خطرہ ہے، حکومت نے یہ تسلیم کیا کہ یہ قصہ عبادت پر مبنی نہیں بل کہ شرارت پر مبنی ہے۔

عبادت کے لیے لائسنس کی ضرورت نہیں:

سنو پچھلے زمانے کی بات کروں گا انگریز کے زمانے کی۔ آپ لوگ عید کی نماز پڑھتے ہیں؟ (جی) قرآن شریف ختم کرتے ہو؟ (جی) لائسنس لیا کبھی؟ (نہیں) درود شریف پڑھتے ہو؟ (جی) لائسنس لیا کبھی؟ (نہیں) محفل میلاد ہوتی ہیں؟ (جی) لائسنس لیا کبھی؟ (نہیں) پتہ چلا کہ عبادت کا کوئی لائسنس نہیں، انگریز نے بھی نہیں بنایا۔ معلوم یہ ہوا کہ انگریز جو عیسائی تھا، بے دین جاہل تھا، شیطان تھا، کافر تھا اس کی نظروں میں تعزیہ عبادت نہیں، اگر عبادت ہوتی تو لائسنس نہ بناتا۔

چرس کا لائسنس، افیون کا لائسنس اور تعزیے کا بھی لائسنس ہے۔ غیر مسلم ہو کر انگریز نے اس شے کو انگریز نے اس کھاتے میں رکھا۔ مقدمہ اگر کرنا ہے تو جاؤ ملکہ وکٹوریہ کی قبر پر کرو یہ تو انہوں نے کہا میں نے تو ان کی بات بتائی ہے۔ عبادت اگر ہو تو اس میں کوئی گڑبڑ نہیں، اور پھر ساری دنیا عبادت کرتی ہے اپنے اپنے معبد خانے میں، اچھی عبادت ہے کہ سر پر اٹھا کر چل دو عبادت کو۔

حسین رضی اللہ عنہ اور صحابہ رضی اللہ عنہم کی عظمت:

مدنی کریم ﷺ کے صحابہ اور اہل بیت تمام کے تمام عظمتوں والے، شان والے، اللہ پاک نے ان کو توقیر بخشی کوئی چھین نہیں سکتا۔ حسین نے کلمہ پڑھنے کے بعد ایمان کی حالت میں حضور ﷺ کے چہرہ انور کا دیدار کیا وہ تو صحابی، اور جس کو نگاہ نبوت نے ایک مرتبہ نہیں لاکھوں مرتبہ پیار سے دیکھا ہو وہ ہے حسین، لاکھوں مرتبہ دیکھا، جس گود میں پرورش پائی، جس گھر میں پرورش پائی، خداوند کریم نے اس گھر کو اتنا نوازا۔

جنت کی بشارت:

صحابہ کرام کا بہت بڑا مجمع ہے اور مدنی کریم ﷺ تشریف فرما ہیں، ایک مسافر آ گیا، کافر ہے بوڑھا ہے۔ کہنے لگا اے نبی اللہ ﷺ میں مسافر ہوں، کافر ہوں، تیرا ماننے والا نہیں، گھر بڑا دور ہے سواری کا سوال کرتا ہوں۔ چاہیے تھا کہ حضور ﷺ فرماتے کہ تیرے لیے یہاں سواریوں کا کارخانہ لگا ہوا ہے، ہمارے اپنے پاس ہی پوری نہیں ہیں تجھے کیسے دے دیں۔ واہ میرے آقا حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کا دریا کرم جوش میں آ گیا۔ فرمانے لگے آج جو مجھے سواری دے میں جنت میں اعلیٰ درجے کی سواری کا وعدہ کرتا ہوں۔ عبادہ بن صامت اٹھے اور اپنی اونٹنی لے کر حضور ﷺ کے حوالے کر دی، آپ نے اس کافر کے حوالے کر دی لے اپنا سفر پورا کر لے۔ کہنے لگا اب مجھے کپڑا بھی چاہیے۔ آپ فرما دیتے کہ یہاں کوئی ٹیکسٹائل مل کھلا ہوا ہے، ارے ایک چیز تجھے دے دی۔ مدنی کریم ﷺ کھڑے ہو گئے فرمانے لگے اے لوگو! آج جو مجھے کپڑے دے میں جنت میں اعلیٰ درجوں کے جوڑوں کا وعدہ کرتا ہوں۔ ایک صحابی اٹھا اس نے کپڑا حضور ﷺ کے حوالے کر دیا، حضور ﷺ نے مسافر کو عطا کر دیا۔ اس کے بعد وہ کہنے لگا مجھے بھوک لگی ہے کھانا کھلاؤ، اب بھی نہیں فرمایا کہ تو تو ہل گیا، تجھے تو عادت پڑ گئی، اب جا کر کوئی اور دروازہ دیکھ۔ فرمانے لگے اے لوگو! کون ہے جو آج مجھ محمد رسول اللہ ﷺ کو کھانا دے میں جنت میں اعلیٰ درجے کے کھانوں کا وعدہ کرتا ہوں۔

نبوت کا گھرانہ سخی ہے:

علما کرام نے لکھا ہے کہ اس سوال کا جواب نہ ملا۔ تین سو صحابہ کا مجمع بیٹھا ہے جواب اس لیے نہیں ملا کہ تین سو صحابہ میں سے ایک بھی ایسا نہیں جس کا تین دن سے کم کا فاقہ ہو۔ سلمان فارسی

رضی اللہ عنہ اٹھے مسافر کا ہاتھ پکڑا ادھر آ میں تجھے اسے دروزے پر لے کر جاؤں گا جہاں سے کچھ نہ کچھ ضرور ملے گا، مسافر کو ساتھ لیا، سیدہ فاطمۃ الزہراء کے دروازے پر جا کر آواز دی: یا اهل بیت رسول الله انطعم فی سبیل الله۔ اللہ کے نام پر کھانے کا سوال ہے مسافر بھوکا ہے دور کا ہے۔ اندر سے آواز آئی ہے حسنین کریمین کی شکلیں دیکھو چار دن کے فاقے میں ہیں شکلیں بدل دیں، واپس ہونے لگے اندر سے آواز آتی ہے یوں ہی نہ جاؤ میرے سر کی چادر لے جاؤ شمعون یہودی کے پاس جا کر گروی رکھ دو غلہ بدلہ میں لے آؤ، پیس کر پکا کر کھلا کر بھیجوں گی۔ سلمان فارسی رضی اللہ عنہ نے چادر لی شمعون یہودی کے پاس جا کر سودا کیا، یہودی غلہ بھی تولتا جاتا ہے اور روتا بھی جاتا ہے، پوچھا روتا کیوں ہے؟ کہنے لگا میری کتاب میں موجود ہے آخر الزمان پیغمبر کی بیٹی کے دروازے پر مسافر آئے گا ہو گا بھی کافر لیکن وہ اس کا پیٹ بھرنے کے لیے اپنے سر کی چادر اتار کر دے دے گی، یہودی کے پاس گروی رکھے گی، لوگو آج میں وہی یہودی بن گیا ہوں، غلہ بعد میں دے کر آنا، دیر نہ کرو مجھے دربار رسالت میں لے چلو، وہاں جا کر کیا کرے گا کہنے لگا:

چلو ڈھونڈیں غلاموں کو شہنشاہ کر دیا جس نے
زمانے بھر کے غلاموں کو آقا کر دیا جس نے
گر تم چاہتے ہو کہ امن ہو جائے زمانے میں
تو پھر یہ دولت ہے پوشیدہ محمد ﷺ کے خزانے میں

ولادت حسین اور گھٹی:

عرض کر رہا تھا کہ حسین نے کہاں تربیت پائی۔ جو اتنا سخاوت والا گھر ہے آج تیرے بچے کو گھٹی نانی پلائے گی، خالہ پلائے گی، پھوپھی پلائے گی، دایا پلائے گی۔ حسین وہ ہے جس کے منہ مبارک میں گھٹی امام الانبیا حضرت محمد ﷺ کا لعاب دہن گیا۔

حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے کھلونے:

نام سرکار مدینہ ﷺ نے خود رکھے۔ آج تیرا بچہ پلاسٹک کے کھلونوں سے کھیلے گا، مٹی کے کھلونوں سے کھیلے گا، لکڑی کے کھلونوں سے کھیلے گا۔ حسین وہ ہے جو کالی کملی والی کی زلفوں سے کھیلتا تھا۔ آج تیرا بچہ کار کی سواری کرے گا، موٹر کی سواری کرے گا، ہوائی جہاز کی سواری

کرے گا، ریل گاڑی کی سواری کرے گا، طرح طرح کی سواری کرے گا۔ حسین وہ ہے جو شہنشاہ کائنات کے کندھوں پر سواری کرتا تھا۔ تیرے بچوں کو عزیز واقرباء کی عورتیں کھلائیں گی، ہمشیرہ امی جان کھلائیں گی، حسین وہ ہے جس کو سرکار مدینہ ﷺ کھلایا کرتے تھے، پالا ہے، پرورش کی ہے، تربیت کی ہے۔

میرے خاندان پر صدقہ حرام ہے:

تھوڑی سی عمر ہے سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کی، حرم نبوی سے گزر رہے ہیں، مسجد نبوی میں صحابہ صفہ کے لیے جو صدقہ کی کھجوریں آتی تھیں وہ پڑی تھیں۔ بچہ ہے کیا معلوم، ایک کھجور اٹھا کر منہ میں ڈال لی تو سرکار مدینہ ﷺ نے یہ نہیں فرمایا کہ بیٹا آئندہ ایسی حرکت نہ کرنا، حلق میں انگلی ڈال کر نکال لی، جانتے تھے جس منہ نے قرآن پڑھنا ہے، جس زبان نے قرآن پڑھنا ہے اگر استقامت نہ رہی اگر غلط بات، غلط چیز، اگر دوسروں کا حق حلق سے نیچے گیا اس حلق سے صحیح قرآن کی آواز کیسے آئے گی؟ ورنہ بچہ کو یہ کہہ دیتے بیٹا آئندہ ایسا نہ کرنا، بیٹا یہ کھجوریں اپنے لیے ٹھیک نہیں، حلق میں انگلی دے کر نکال لی اور فرمایا بیٹا صدقے کا مال سیدوں کے لیے حرام ہے۔ کسی زمانے میں صدقے کا مال سیدوں کے لیے حرام تھا، اب الحمد للہ جھٹکے کا بھی حلال ہے۔ کون سا افسر ہے جو رشوت نہیں لیتا، کون سا ہے لاؤ میدان میں، ہم جانچ کر بتلادیں گے یہ جھٹکے کا مال نہیں، کون سا زمیندار ہے جو مزاروں اور ادھر ادھر کے غریب لوگوں کو تنگ نہیں کرتا، یہ جھٹکے نہیں، کون سا تاجر ہے جو ملاوٹ کر کے کمائی نہیں کرتا، یہ جھٹکا نہیں۔

سید حسین ہوتا ہے:

پہلے زمانے کے سید بڑے حسین ہوا کرتے آج کل کے سید تو توبہ میری۔ شاہ صاحب مر گئے سیاہ صاحب رہ گئے، جیسے دیکھو الٹا تو اکالا، سید اور کالا، ہور گوں میں خون حسین کا اور شکل صحیح نہیں۔ فاطمۃ الزہراء کا مقدس خون جس کی رگوں میں ہوگا وہ صورت کا بھی حسین ہوگا، سیرت کا بھی حسین ہوگا، اس کی شکل نرالی ہوتی ہے، اس کی صورت نرالی ہوتی ہے۔ جن لوگوں نے سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمہ اللہ کی زیارت کی ہے سید ایسا ہوتا ہے سبحان اللہ، دل کرتا ہے دیکھتے ہی رہو، دیکھتے ہی رہو۔ اور ایک ہمارا زمانہ ہے کنڈیکٹر کہتا ہے شاہ جی، روکیں، سارے کنڈیکٹر سید، سارے ڈرائیور سید، سارے کوچوان سید، یہ سارا پاکستان سیدوں سے بھر گیا ہے، یہ برآمد

کہاں سے ہوئے ہیں؟ سید خود بھوکا رہ کر اوروں کو کھلاتا ہے، سید خود نہیں پہنتا اوروں کو پہناتا ہے۔ جب دائیں بائیں سارا محلہ کھانہ لے سید نہیں کھاتا، سید کو چین نہیں آتا جب تک پتہ نہ لگا لے، محلے کا ہر آدمی روٹی کھا چکا ہے۔ میں نے یہ بات بتائی نہیں اس خاندان کی عادت ہے ہاں ہاں اس خاندان کے وارث نے ایک وقت میں دو دو پتھر اپنے پیٹ پر باندھے ہیں، اس خاندان کی عادت ہے کہ یہ دوسرے کی تکلیف گوارہ نہیں کرسکتا۔

حسین رضی اللہ عنہ متعلم، نبی معلم:

سیدنا حسن رضی اللہ عنہ مدنی کریم ﷺ سے قرآن سیکھتے ہیں، یاد کرتے ہیں، براہ راست شاگرد ہے، صحابہ کرام نے عزت کی ہے تمام صحابہ پیار کرتے تھے۔

فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی حسین رضی اللہ عنہ سے محبت:

مال غنیمت آیا سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے دور میں، تمام نوجوان صحابہ کرام کو پانچ پانچ سو دیے، حسنین کریمین کی باری آئی ایک ایک ہزار دیا۔ عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما بول اٹھے ابا جان! امیر المؤمنین کیا بات ہے ہمیں پانچ پانچ سو ان کو ایک ہزار، کیوں؟ حضرت فاروق رضی اللہ عنہ جلال میں آگئے فرمانے لگے خبردار ان کی برابری کا خیال کیا، تمہیں کیا معلوم ہے۔ اپنی اماں کو دیکھ، ان کی اماں کو دیکھ، اپنے نانا کو دیکھ، ان کے نانا کو دیکھ۔

حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی وصیت میرا جنازہ رات کو اُٹھے:

تمہاری برابری کیسے ہوگئی؟ یہ اس فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کے لخت جگر ہیں جس نے آخری وقت میں شیر خدا کو بلایا اور فرمانے لگی ایک میری وصیت ہے، میرا ایک کہنا جس کو پورا کرنا، اگر میرا دن کو انتقال ہوجائے جنازہ پھر بھی رات کو اُٹھانا، پوچھا گیا کیوں؟ فرمانے لگی اس لیے ساری زندگی میں کبھی مجھ پر غیر محرم کی نظر نہیں پڑی، میرا جی چاہتا ہے میرے جنازے پر بھی غیر کی نظر نہ پڑنے پائے۔ جو عورت فاطمۃ الزہراء کو ماننے والی ہے وہ کبھی بازاروں میں نہیں پھرے گی، وہ کبھی جلوسوں میں نہیں نکلے گی، وہ کبھی چھت پر کھڑی ہوکر تماشا نہیں دیکھے گی، عزت کی بات ہے ساری۔

سیدہ کی غیرت کی وجہ سے:

سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کی غیرت کا پاس خلاق عالم نے بھی فرمایا۔ حدیث پاک میں آتا ہے میدان حشر برپا ہوگا، پل صراط سے رسول گزر رہے ہوں گے، انبیا گزر رہے ہوں گے، پیغمبر گزر رہے ہوں گے، صحابہ گزریں گے، غوث گزریں گے، ابدال گزریں گے، قطب گزریں گے۔ آئے گی فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کی باری، اعلان کیا جائے گا اے کلیم اللہ! اے خلیل اللہ! اے ذبیح اللہ! اے نجی اللہ! اے پیغمبرو! اے رسولو! اے صحابہ! اے ابدالو! اے غوثو! تمام کے تمام یَغُضُّوا مِنۡ اَبۡصَارِکُمۡ اپنی نظروں کو نیچا کرلو، کیوں کہ پل صراط سے خاتون جنت گزرنے والی ہے۔ جن کی ماں کا یہ حال ہو ان کی اولاد کتنی غیرت والی ہوگی۔ کتنے غیور خاندان سے سیدنا حسن وحسین کا تعلق ہے، اور ان کی غیرت کا پتہ چلتا ہے، ان واقعات کو جو آج غلط رنگ میں تمہارے سامنے دہرائے جا رہے ہیں۔ ایک بات پہلے سمجھ لیں نہ تو یہ واقعہ قرآن کریم کا، نہ واقعہ نبی کے فرمان میں موجود، نبی پاک ﷺ کے تقریباً باون، ترپین سال بعد ہوا ہے یہ واقعہ۔ میدان کربلا میں جو واقعہ پیش آیا ہمارے بے چارے ان پڑھ لوگوں کو یہ معلوم نہیں ہے کہ یہ واقعہ موسیٰ علیہ السلام کے زمانے کا ہے یا حضور ﷺ کے زمانے کا ہے۔ ہم بڑے خوش نصیب ہیں ہمیں قوم ایسی ملی ہے کہ ہم کہیں جنت میں دریں ملیں گی پھر بھی کہتے ہیں سبحان اللہ، ہم کہتے ہیں کہ دوزخ میں بڑے انگارے ہیں پھر بھی کہتے ہیں سبحان اللہ، سبحان اللہ۔ بڑے نیک اور پڑھے لکھے لوگ ملیں گے شکر ہے کہ تم پڑھے ہوئے نہیں اگر پڑھ جاتے تو پتہ نہیں کیا حال کرتے؟ معاملہ ہی کچھ اور ہو جاتا۔

لطیفہ:

سکھوں والا حال نہ بن جاتا۔ سردی کا موسم تھا سردار صاحب اپنی بلی کو نہلا رہے تھے پاس سے ایک آدمی گزرا اس نے کہا کہ سردی ہے نہلا نہ مر جائے گی، اس نے کہا جا تیرے جیسے عقل مند ہم نے بڑے دیکھ رکھے ہیں۔ وہ بلی مر گئی وہ آدمی جو آیا تھا جس نے ٹوکا تھا قدرتی بات ہے آدمی کو کجلی ہوتی ہے میں تجھے کہتا نہیں تھا؟ سردار جی میں نے کہا نہیں تھا کہ نہ نہلا مر جائے گی۔ اس نے کہا کہ نہلانے سے نہیں مری یہ نچوڑنے سے مر گئی ہے۔ میں نے نہلانے کے بعد اسے نچوڑا تھا۔

عجیب عقل ہے:

کہتا ہے کہ راوی دیکھ رہا ہے نہ ایمان داری سے بتلاؤ، خاندان نبوت اجڑ رہا ہو، گلشن محمد ﷺ کو لوگ اجاڑ رہے ہوں، اور کوئی کھڑا ہو کر روایت کرتا رہے وہ بے ایمان نہیں؟ (ہے) نہ ایمان داری سے بتلاؤ، میں جو ذکر کر رہا ہوں اور ابھی میں بتلاؤں گا کہ ان پر کتنے ظلم وستم ہوئے، تمہارا خود کا دل کرے گا کہ اب اگر کوئی موقع آیا نہ ہم خود ظالموں کو ماریں گے۔ جی چاہتا ہے؟ (جی)

حضرت حسین کا امتحان:

اور جس نے کالی کملی والے کا گلشن اجاڑ دیا اس سے بڑا ظالم کون ہے؟ جب آج چودہ سو سال کے بعد بھی دل چاہتا ہے تو وہ اچھا راوی ہے جو اس وقت قاسم کے گلے پر چھرا چلا، نہ وہ رویا نہ مرا، علی اصغر شہید ہوا، علی اکبر کے ٹکڑے ہوئے، نہ اسے شرم آئی وہ بس کھڑا ہو کر روایت ہی کرتا رہا، بس یہ کوئی روایت نہیں۔ ظلم وستم ہوا ہے انکار نہیں۔ اور کیوں نہ ہو آخری آزمائش ان کی نہ ہوتی تو اور کس کی ہوتی، جو کالج پڑھے گا امتحان تو اسی کا ہوگا، گاجریں بیچنے والے کا امتحان نہیں ہوگا، اور حسین نے نبی کی گود میں تربیت پائی امتحان کیوں نہ ہوتا، اور یہ انہیں کا حصہ تھا کہ اس طرح کے امتحان میں کامیاب ہو جانا۔ ایک اور بات بتلاؤں ذرا کلیجے پر ہاتھ رکھ کر سوچا کرو اپنی جان پر کھیل کر جانا یہ اور بات ہے، اور سامنے کٹے ہوئے بچوں کے جسموں کا ڈھیر دیکھنا یہ اور بات ہے، تو اپنی تکلیف برداشت کر لے گا، اگر بچے نے روتی آواز میں آواز لگا دی ابا جی! تیرا کلیجہ پھٹ جائے گا۔

یہ حسین صابر کا حصہ تھا، یہ حسین زاہد کا حصہ تھا، وہ عابد تھا، وہ زاہد تھا، وہ متقی تھا، وہ پرہیزگار تھا، وہ سپاہی تھا، اسلام کا علمبردار تھا، جو لیاقت میں یکتا، شرافت میں یکتا، دیانت میں یکتا، عبادت میں یکتا اور تمام چیزوں میں فوقیت رکھتا تھا، اس وقت جتنے لوگ تھے سب سے اعلیٰ۔

مسلم بن عقیل قاصد حسین:

سیدنا حسین رضی اللہ عنہ مدینے سے ہجرت فرما گئے، مکے تشریف لائے، اور یہاں بیٹھ کر حضرات نے بڑا منع کیا کہ آپ تشریف نہ لے جائیں تو انسان جو کچھ کر سکتا ہے سیدنا حسین نے وہ کیا۔ مسلم بن عقیل کو پتہ لگانے کے لیے بھیجا، اپنے آدمی کو بھیجا، صحیح آدمی کو بھیجا کہ جاؤ کوفے شہر کے حالات کا اندازہ لگاؤ اور مجھے خبر دینا کہ وہاں کیا حالات ہیں؟ یہ ہمارے ساتھی کہہ رہے ہیں کہ وہ دغاباز لوگ ہیں، لہٰذا نہ جاؤ تم جاؤ اور وہاں سے خبر دینا۔ اور میں جو کچھ عرض کر رہا ہوں

یہ مولانا ابوالکلام کا شہید اعظم، شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کا سر الشہادتین، مفتی محمد شفیع رحمہ اللہ کا شہادت حسین اور قاری محمد طیب رحمہ اللہ کی شہادت حسین، ان چار پانچ بزرگوں کی کتابوں کا اخذ عرض کررہا ہوں۔ میں نے خود کچھ نہیں بنایا، ہمارا چوں کہ اپنے بزرگوں پر یقین ہے، ہمارا اپنے بزرگوں پر اعتماد ہے، اس لیے ہم مولانا ابوالکلام کو مورخ مانتے ہیں، ہم مفتی محمد شفیع رحمہ اللہ کو مفسر مانتے ہیں، ہم قاری محمد طیب رحمہ اللہ کو محقق مانتے ہیں، اور ہم شاہ ولی اللہ کو جدامجد مانتے ہیں۔ اس لیے نہ ہم اس بات کے حق میں ہیں کہ یزید کو نعوذ باللہ لعنت اللہ علیہ کہا جائے نہ ہم اس حق میں ہیں کہ اس کو ہم جنت کا ٹھیکیدار بتائیں، اللہ کے سپرد کرو اور بلکہ تم اپنا فکر کرو۔ کیا اللہ تم سے پوچھے گا قبر میں کہ یزید جنت میں گیا یا دوزخ میں گیا؟ (نہیں) تم اپنا فکر کرو، تم سے یزید کے بارے میں سوال نہیں ہوگا۔ بہرحال جس نے ظلم کیا اللہ پاک کے علم میں ہے، ہر آدمی بھی جان سکتا ہے کہ ظلم وستم کی حد ہوگئی۔

قاصد حسین رضی اللہ عنہ کوفہ میں:

مسلم ابن عقیل جب کوفے پہنچے اور انہوں نے جا کر اعلان کیا کہ میں سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کا قاصد ہوں۔ عبداللہ ابن زیاد وہاں کا گورنر ہے اس کو جب پتہ چلا کہ کوفہ شہر تو سارا حسینی بن گیا، اور تمام کے تمام لوگ حسین کی طرف سے ان کے قاصد کے ہاتھ پر بیعت کر بیٹھے، وہ بڑا چالاک تھا، وہ بڑا شاطر تھا، اس نے کہا اگر میں نے گولی تیر کی لڑائی کی بات بگڑ جائے گی، اس نے دولت کی گولی ماری، اس نے دولت کا تیر چلایا، اعلان کردیا جو حسین کا ساتھ چھوڑ دے گا اس کو سونا ملے گا، چاندی ملے گی، روپیہ ملے گا، پیسہ ملے گا، نوکری ملے گی، ملازمت ملے گی، کرسی ملے گی۔ اب یہ جو کلمہ گو لوگ ہوتے ہیں ان سے درجوں کا بھی کچھ کہنا نہیں، اور جب یہ گرنے پہ آئیں تو اس کی بھی کوئی حد نہیں۔

کوفیوں کی دغابازی:

مولانا ابوالکلام آزاد نے لکھا ہے کہ حالت یہ بنی جانے والوں کی، دوڑنے والوں کی، کسی کا جوان باپ کوئی پکڑ کرلے گیا، چلو میاں شرارت میں نہیں پڑا کرتے گھر میں کچھ مال آرہا ہے، کسی کی اماں پکڑ کرلے گئے، کہ چلو اپنے گھر میں بیٹھو کچھ دولت مل رہی ہے۔ مولانا لکھتے ہیں کہ ظہر کی نماز میں ۴۰ ہزار آدمی حضرت کا مرید تھا، عصر کی نماز میں اٹھارہ ہزار رہ گیا، مغرب کی نیت باندھی تو

پانچ سو تھے، سلام پھیرا تو ایک بھی نہیں، سارے بھاگ گئے۔ اب تم کہہ رہے ہو کہ سارے بھاگ گئے، سارے بڑے لائق تھے۔ اور تم مرغے کی ٹانگ کھا کھا کر ووٹ دیتے ہو، تم ایمان دار ہو؟ کاروں میں گھومتے ہو، چائے کی پیالی پیتے ہو، پانی کی جگہ سیون اپ چڑھاتے ہو۔

سچے وفادار:

تمام دوڑ گئے، مسلم بن عقیل تن تنہا پردیس، کل تک سارا شہر مرید تھا آج ایک بھی اپنا نہیں۔ گلی گزر رہے ہیں جاتے جاتے ایک دروازے پر بیٹھ گئے، عورت نے دروازہ کھولا کون ہے؟ فرمایا مسافر ہوں، پردیسی ہوں، خاندان نبوت کا ایک فرزند ہوں، میرا یہاں کوئی نہیں، عورت کہنے لگی کیا آپ مسلم بن عقیل ہیں، کہاں پہنچانا میں وہی ہوں، لیکن ایمان والی تھی کہنے لگی تیرا گھر میں رکھنا خطرے سے خالی نہیں۔ لیکن آجاؤ ڈرتی ہوں کل قیامت میں یہی سوال نہ ہو جائے کالی کملی والا میرا دامن پکڑ کر پوچھ نہ لے، میرے فرزند کو جگہ نہ دی آج میں تجھے جگہ کیسے دوں۔ اندر بٹھایا، خدمت کی، مہمان داری کی، اور خوش ہوئی کہ مجھے کوئی پرواہ نہیں۔ اور ادھر اعلان ہو گیا کہ جو پکڑ کر لائے گا اس کو اتنا روپیہ ملے گا؟ خدا کی قسم کلمہ پڑھنے والے، نمازیں ادا کرنے والے، مسلمان کہلانے والے، انعام لینے کے لیے مسلم بن عقیل کو تلاش کرتے پھرتے ہیں، تم کہو گے کہ تلاش کرتے پھرتے تھے پکڑوانے کے لیے۔ یہ کبھی کبھی ہمارے پیچھے پولیس لگ جاتی ہے تم نہیں پکڑواتے ہمیں؟ کہا میں مجبور ہوں سرکاری ملازم ہوں، اگر تم مجبور ہو تو کوفے والے جو عبید اللہ کے نوکر تھے وہ مجبور نہیں تھے، پھر ان کی برائی کیوں کرتے ہو؟

مسلم بن عقیل تقیے کے قائل نہ تھے:

مسلم بن عقیل کے مکان کا پتہ چل گیا، وفادار عورت تھی صاف کہہ دیا جب تک میرا سر نہیں اُتر جاتا اس وقت تک تم مسلم بن عقیل تک نہیں جا سکتے، میں نے خاندان نبوت کے فرزند کو گھر جگہ دی ہے دھوکہ نہیں کیا، میں ثابت کروں گی کہ میں نے سر کا سودا نہیں کیا ہے، ایمان کا سودا نہیں کیا، سر قلم کر دیا گیا۔ مسلم بن عقیل نے جب دیکھا کہ میرا محافظ جو تھا گھر والا جو تھا وہ ختم ہو گیا ہے اب مسلم بن عقیل بہادر خاندان کا بہادر بیٹا تو ہے الزام خاندان نبوت پر تقیے کا، یہ لوگ تقیے کے قائل نہ تھے، مسلم بن عقیل نے یہ نہ سوچا کہ میں اکیلا ہوں، ہتھیار لیے اور میدان میں آ گئے فرمایا آؤ مقابلہ کرو، جب تک دم میں دم ہے آخری سانس تک میں مقابلہ کرتا رہوں گا، ہتھیار

ڈالنا اپنے آپ کو پیش کرنا یہ خاندان نبوت کی عادت نہیں۔ شہر بیگانہ، دیس بیگانہ، حکومت بیگانی، تمام کچھ انہیں لوگوں کا، مسلم بن عقیل نے آخری دم تک جنگ کی، تیروں سے چھلنی ہو گئے دیوار سے سر لگا کر تیر چلاتے رہے، آخر کار بیٹھ گئے ایک ظالم نے تیر مارا مسلم بن عقیل کے لبوں سے گزر گیا، پکڑا مسلم بن عقیل کو اور چھت پر لے جا کر دو ٹکڑے کر کے پھینک دیا۔

حضرت مسلم بن عقیل رضی اللہ عنہ نے حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو خط لکھا:

ادھر جب اتنی کثرت سے بیعت کی لوگوں نے، مسلم ابن عقیل نے حضرت حسین کی خدمت میں خط لکھ دیا کہ معاملہ بالکل ٹھیک ہے تشریف لے آؤ، وہ خط پہلے جا چکا ہے وہاں سے وہ چل پڑے راستے میں پتہ چلا کہ مسلم ابن عقیل کو بے دردی سے شہید کر دیا گیا۔

خطبہ حسین رضی اللہ عنہ:

تو سیدنا حسین رضی اللہ عنہ نے ایک طرف تمام لوگوں کو اکٹھا کر کے خطبہ دیا۔ فرمایا معاملہ ختم ہے اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ موت قریب ہے میں تمام کو اجازت دیتا ہوں کہ تم اپنی عورتوں کو بیوہ نہ کراؤ، تم اپنے بچوں کو یتیم نہ کراؤ، کھلی اجازت دیتا ہوں کہ چلے جاؤ۔ اور یہی عادت ہے خاندان نبوت کی کہ وہ خود مرتے ہیں دوسروں کو مارنے کے خواہاں نہیں ہوتے۔

امامت حسین رضی اللہ عنہ:

امام حسین رضی اللہ عنہ آگے بڑھے۔ منزل بمنزل سفر ہو رہا ہے، دشمن کی فوج نے آ کر گھیرا ڈال لیا، ظہر کی اذان ہوئی، جماعت تیار ہے، آپ نے قاصد بھیجا کہ یہ مسلمان تو ہیں ان سے پوچھو نماز پڑھو گے؟ انہوں نے کہا ہاں پڑھیں گے، فرمایا میرے پیچھے پڑھو گے ہاں آپ کے پیچھے پڑھیں گے، مجھے امام مانتے ہو صحیح؟ ہاں بالکل، پھر فرمایا آؤ کہنے لگے ہمارا تو وضو نہیں اور پانی ہے نہیں۔ واہ حسین جو مشکیزوں میں، برتنوں میں، بچوں کے لیے پانی بھر رکھا تھا حسین رضی اللہ عنہ نے دشمن کی فوج کو دیا، ہمارا اللہ وارث ہے تم وضو کر کے نماز پڑھو، مسلمان کی نماز کا قضا ہونا ٹھیک نہیں۔

دوسرا خطبہ:

اتنا سخی تھا حسین ایسے وقت میں پانی دیا۔ پھر حضرت حسین نے خطبے دیے ہیں فرمایا لوگو! میرا حسب نسب پہچانو، اس وقت اللہ کی زمین پر آسمان کے نیچے میرے سوا نبی کا نواسہ کوئی نہیں، میں

فاطمۃ الزہراء کا لخت جگر ہوں، شیر خدا کا فرزند ہوں۔اے لوگو خیال کرو، پہچان کرو میں کون ہوں؟ میرے خون میں ہاتھ رنگنے سے تمہیں کیا ملے گا؟ مجھے یاد نہیں کہ میں نے ساری زندگی میں جھوٹ کوئی بولا ہو، فرمایا عمر میں میں نے کبھی بدکاری نہیں کی، فرمایا تمام عمر میں میں نے کبھی کوئی شرک نہیں کیا، تمام عمر میں میں نے ایک نماز کبھی قضا نہیں کی، پھر کیا وجہ ہے، میری خطا بتاؤ، میرا قصور بتاؤ، میرا گناہ بتاؤ، کس وجہ سے تم میرے در پے ہو، تمہیں حاصل کیا ہوگا، تمہیں ملے گا کیا؟ انہوں نے کہا کہ اور تم ہم کچھ نہیں جانتے یہاں کھڑے کھڑے آپ بیعت کا اعلان کر دیں۔آپ وقت کی گورنمنٹ کے حق میں ووٹ دے دیں، یہ گورنمنٹ جو ہے خدا کی پناہ ہے اس کا نشہ ہائے ہائے، اس کا نشہ بڑا ہے۔صدیاں گزریں کہنے والے نے کہا تھا میری کرسی بڑی مضبوط ہے، تھوڑے دن نہیں گزرے تھے کہ پھر لوگوں نے دیکھا کہ وہ تخت سے تختِ دار پر تھے، نشہ پتہ نہیں کیا کیا کراتا ہے حکومت کا؟ کیا کیا کہلواتا ہے تم ایک اس گورنمنٹ کو لیے پھرتے ہو، ہزاروں گورنمنٹ اس قسم کی آئیں ہیں جنہوں نے بڑے بڑے ظلم ڈھائے، بڑے بڑے ستم کیے۔

تاریخ کا مطالعہ کرو:

تاریخ کا مطالعہ کرو تمہیں ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا جنازہ جیل سے نکلتا ہوا دکھائی دے گا۔
تاریخ کا مطالعہ کرو تمہیں امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کا جنازہ جیل سے نکلتا ہوا دکھائی دے گا۔
تاریخ کا مطالعہ کرو تمہیں احمد بن حنبل رحمہ اللہ کی پشت پر کوڑے برستے ہوئے دکھائی دیں گے۔
تاریخ کا مطالعہ کرو تمہیں امام مالک رحمہ اللہ کو مدینے کی گلیوں میں گھسیٹا ہوا نظر آئے گا۔
تاریخ کا مطالعہ کرو تو تمہیں شہید مدینہ داماد رسول ﷺ، سیدنا عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ کا جنازہ چل رہا ہے اور پتھروں کی بارش ہو رہی ہے۔

تین شرائط:

سیدنا حسین نے ان کے سامنے تین تجویزیں رکھیں۔فرمایا کہ پہلے میری اور اپنے حکمران کی ملاقات کراؤ۔کہنے لگے وہ حضرت امیر معاویہ کا بیٹا ہے تو حضرت علی المرتضیٰ کا بیٹا ہے۔اگر تم مل گئے تو پھر ہم نے کیا لیا؟ جانتے تھے کہ اگر ملاقات ہوگئی تو ساری سازبازی بے کار ہو جائے گی۔علما کرام نے لکھا ہے کہ سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کی شکل صورت حضور ﷺ کی صورت کے مشابہ تھی۔ اہل مدینہ کہتے ہیں کہ جب ہم تڑپتے تھے جب ہم پھڑکتے تھے جب ہم چیختے تھے، چلاتے تھے اور

حضور ﷺ کی صورت دیکھنے کو جی چاہتا تھا تو حسین کو دیکھ لیا کرتے تھے۔ جانتے تھے کہ اگر ان کی ملاقات ہوگئی تو بات گئی، پھر فرمایا یہ نہیں مانتے تو پھر کسی سرحد پر بھیج دو میں جہاد میں مصروف ہو جاؤں گا، آخر میں شیر خدا کا فرزند ہوں، میری رگوں میں سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کا مقدس خون ہے اور یہ بھی نہیں مانتے تو میں جہاد کی غرض سے آیا ہوں واپس چلا جاتا ہوں۔ انہوں نے کہا کہ ہمیں تو تینوں باتیں منظور نہیں ہیں ہم تو ایک بات جانتے ہیں کہ یہاں کھڑے کھڑے اسی حالت میں بیعت کا اعلان کرو یعنی وقت کی گورنمنٹ کے حق میں ووٹ دو، امام حسین نے فرمایا کہ پھر تم نے مجھے پہچانا ہی نہیں، تم نے مجھ کو جانا ہی نہیں، تم نے میری شناخت نہیں کی، تم بیگانے ہو مجھ سے۔ اگر آج میں سر جھکا دوں ظالم کے سامنے تو قیامت تک پھر سبق کون دے گا کہ ظالم کے سامنے سر کٹایا کرتے ہیں سر جھکایا نہیں کرتے۔ غلط بات ہے اس طرح میں ووٹ نہیں دوں گا۔

صبر کی تلقین:

جنگ شروع ہوگئی، سارا خاندان ذبح ہو گیا۔ سیدنا حسین نے خواتین کو، اپنے تمام ساتھیوں کو تلقین کر دی قرآن کریم سنا دیا:

"اسْتَعِينُوا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوةِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصّٰبِرِيْنَ ﴿۱۵۳﴾" (البقرہ)

نماز پڑھو صبر سے کام لو اللہ پاک صبر والوں کا ساتھی ہے۔

اور دوسرا حسین یہ بھی جانتے تھے کہ اللہ کے ہاں شہادت کا بہت اونچا مرتبہ ہے ایک ایک کر کے بوت کے خاندان کا چشم و چراغ آگے بڑھا اور شہید ہوتا چلا گیا، تمام کے تمام شہادت کی نیند سو گئے، اب بھی نڈھال نہیں، اب بھی قدم مبارک اکھڑے نہیں، گھبرائے نہیں، پریشان نہیں۔

ہمارا عقیدہ:

مظفر گڑھ کے لوگو! اسماعیل کی نرم و نازک ایڑیوں کی رگڑ سے زم زم کا چشمہ جاری ہو سکتا ہے۔ علی اصغر کا خون ناحق جس زمین پر پڑا وہ زمین نہیں پھٹ سکتی؟ (پھٹ سکتی ہے)

اللہ پاک دریا کا رخ موڑ دیتا، بارش برسا دیتا، یہ تو اس کے پیغمبر کا نواسہ ہے جن کی انگلیوں سے چشمے نکلے اور قافلے کا قافلہ پی گیا، پھر آئے حسین اب بھی باز آجاؤ، فرمایا جاؤ جاؤ یہ سر کسی کے سامنے جھکنے والا نہیں، حسین نے سبق دے دیا۔

قبر کے سامنے، لکڑی کے سامنے، درخت کے سامنے، نہیں نہیں، وزیر کے سامنے نہیں نہیں،

گورنر کے سامنے نہیں نہیں، صدر کے سامنے نہیں، حکمران کے سامنے نہیں، کسی اور کے سامنے نہیں نہیں، یہ سر جھکنے کو تیار نہیں۔ سارا خاندان ذبح ہوا پڑا ہے میں حسین تیری استقامت پر قربان جاؤں، تیرے صبر پر قربان جاؤں، تیری پرہیزگاری پر قربان جاؤں کہ تو نے کس طرح نانا کے دین کا دامن پکڑا ہوا ہے۔ اسی کو کہتے ہیں: ۔

لہو کی موج میں ڈوبے بچایا سب کو طوفان سے
گناہ گاروں کی کشتی کی حمایت ہو تو ایسی ہو
نبی نانا علی بابا شرافت ہو تو ایسی ہو

حسین رضی اللہ عنہ کا مولوی کو درس:

اور حسین نے مولوی کو بھی درس دیا ہے۔ حسین نے سبق دیا حلوے کی پلیٹ پر قرآن پڑھنا بڑا آسان ہے، ریوڑی پتاشے پر قرآن پڑھنا آسان ہے، مٹھائیوں پر قرآن پڑھنا بڑا آسان ہے، حسین نے عملاً ثابت کر دیا نیزے کی انھیوں پر قرآن پڑھنا کمال ہے، سارا جہان کہتا ہے نذر اللہ نیاز حسین، ساری عمر گزر گئی حسین کی نیاز کھاتے کھاتے، کبھی حسین کی طرح سر تو دیا ہوگا۔ فرمایا: ۔

نہ مسجد میں نہ بیت اللہ کی دیواروں کے سائے میں
نماز عشق ادا ہوتی ہے تلواروں کے سائے میں

حسین نے نماز کہاں پڑھی، سر کہاں جھکایا یہ ثابت کر دیا میرا یہ سر صرف اللہ تعالیٰ کے دروازے پر جھک سکتا ہے۔ اس کو کہتا ہے: ۔

سر نیزے پر حضرت نے سنایا یوں کلام اللہ
ملائک بھی ہوئے حیران تلاوت ہو تو ایسی ہو

پانی پینے کے لیے نہیں، تیمم کر کے حسین نے نماز کا ارادہ کیا، اور حسین جانتا تھا سر جھکانا اللہ کے دربار میں سب سے بڑی عبادت ہے، اور ایسا سجدہ کیا حسین نے کہ قیامت آجائے گی سر آج تک نہیں اُٹھا۔ ۔

اٹھانا نہ سر سجدے سے کچھ ایسی محویت ہوئی
شہید ناز کو نیند آگئی آغوش خنجر میں

کہاں سو رہا ہے شہید۔ فرق صرف یہ ہے میں قرآن کو مانتا ہوں آیت پڑھی: وَلَا تَقُوْلُوْا

لِمَنْ يُّقْتَلُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتٌ ط (البقرہ: ۱۵۴) آگے کیا ہے؟ بل احیاء حسین کو سب سے زیادہ میں مانتا ہوں، قرآن کہتا ہے کہ حسین کو رونہ حسین زندہ ہے۔

محرم میں شادی جائز ہے:

اور کہتے ہیں کہ محرم کا مہینہ ہے شادی نہ کرنا۔ پھر تم ذوالحجہ کے مہینے میں کیوں شادی کرتے ہو؟ کسی مہینے میں کسی کی شہادت ہے، کسی مہینے میں کسی کی شہادت ہے، کسی مہینے میں کسی کی وفات ہے ، میرا خیال ہے کہ شادی والے کو چھوڑ دیں پھر؟ تم جتنے بیٹھے ہو تم کو سنی نہیں سمجھتا، تم سارے وہ بیٹھے ہو، کون ہے جو بیٹی کی شادی ان ایام میں کرے میری اپنی شادی محرم کے مہینے میں ہوئی ہے کئی لوگوں نے کہا کہ یہ جوڑی سلامت نہیں رہے گی، الحمد للہ ٹھیک ہے جوڑی، کہتے ہیں اولاد کی کمی ہوگی الحمد للہ نو ہیں، آپ کے سامنے نو بچوں کا باپ بیٹھا ہوں۔ فرمایا: نَحْنُ نَرْزُقُكُمْ وَاِيَّاهُمْ تم کو روزی تمہارے بچوں کا میں تمہیں صدقہ کھلا رہا ہوتا ہوں تمہارے عمل اس قابل نہیں کہ تم کو ایک دانہ دیا جائے، تم تو معصوم بچوں کا صدقہ کھا رہے ہو۔ بڑا بدنصیب ہے وہ آدمی جو بچوں کی وجہ سے گھبرائے، ہائے کپڑے کہاں سے لاؤں۔ یہ جو ریڈیو ٹی وی پر کہتے ہیں:

تھوڑا کنبہ، اچھی بات۔ بڑا کنبہ، بری بات۔ پتہ نکالو یہ جو بولتی ہے ناریڈیو پر، ایک ایک دفعہ میں دو دو پیدا ہوتے ہیں۔

محرم کے واقعات:

شادی تو درکنار اس مہینے میں تاریخ مقرر نہیں کرتے، اچھا مہینہ نہیں، برا مہینہ ہے، اسلام کا سن ہجری تو برا؟

علما کرام نے لکھا ہے کہ سیدنا آدم جس دن جنت میں داخل ہوئے محرم کی دسویں تاریخ تھی۔

نوح علیہ السلام کی کشتی کی حفاظت کی گئی محرم کی دسویں تاریخ تھی۔

موسیٰ علیہ السلام کو دریا میں راستہ ملا محرم کی دسویں تاریخ تھی۔

ابراہیم کی چیخا میں حفاظت کی گئی محرم کی دسویں تاریخ تھی۔

عیسیٰ کو پھانسی سے اللہ نے بچایا، آسمانوں پر اٹھایا محرم کی دسویں تاریخ تھی۔

امام حسین کو شہید کیا گیا محرم کی دسویں تاریخ تھی۔

قیامت قائم ہوگی محرم کی دسویں تاریخ ہوگی۔

بدعات سے بچو:

یہ دن تو اور ڈرنے کا ہے کہ قیامت کا دن ہے یہ، سنت کی تابعداری کیا کرو، بدعات کو چھوڑ دو، عورتیں خاص کر ہماری، کئی کئی حج کیے ہوئے ہیں، کئی کئی خیرات زکوۃ کا بڑا اہتمام ہے، لیکن عقیدہ تمام کے تمام بدعات میں شامل ہیں، کسی دن کو منحوس بنانا، کسی مہینے کو غلط بنانا، قیامت میں خدا پوچھے گا کہ مہینے تو نے بنائے تھے یا میں نے؟

اور کتابوں میں ہم نے پڑھا نہیں اپنے بزرگوں کے یا رلوگوں سے سنا کہ قاسم ابن حسن کی میدان کربلا میں شادی ہوئی، وہ وہاں نہ رکے تم یہاں رکے بیٹھے ہو۔ حضور ﷺ کی شادی حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا سے، یعنی حسین کے نانا، نانی کی شادی اسی مہینے میں ہوئی۔ اور جس مہینے میں فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کی والدہ کی شادی ہوئی اس مہینے کو برا جاننا، اور کل فاطمہ تم سے پوچھے گی نہیں؟

خاندان نبوت شہادت کے بعد:

خاندان نبوت کو شہید کرنے کے بعد خواتین کو لے کر بازار میں سے چلے، ایک مسجد کے پاس سے گزرنے لگے، لوگوں کا دماغ خراب ہوتا ہے، مسجد کا سرکاری ملاں دیوار کے اوپر سے جھانک کر کہنے لگا ملا مزہ تمہیں، حکومت لینے آئے تھے؟ میں ایک بات اور کہہ دوں کوئی برا مانے مجھے کوئی پرواہ نہیں، میں کسی کا الحمدللہ ملازم نہیں۔ جن لوگوں کا یہ عقیدہ ہے اور جن کا یہ نظریہ ہے کہ حسین اقتدار کے لیے آئے تھے اور نہیں ملا تو کیا ہوا؟ اور مارا گیا تو کیا ہوا، میرا یقین کہتا ہے کہ وہ اس ملاں کی نسل ہے، ملاں کہنے لگا مزہ ملا؟ حکومت لینے آئے تھے تعارفی شکست ہوئی ہماری جیت ہوئی، سارے کہو خاندان نبوت سب سے نرالا؟ (سب سے نرالا) ہر آدمی نرالا۔ امام زین العابدین جو بیمار ہے، نہ چپ رہ سکے، نہ سن سکے، اٹھ بیٹھے فرمایا او ملاں ملک تیرا، حکومت تیری، دیس تیرا، شہر تیرا، علاقہ تیرا، فوج تیری، اقتدار تیرا، یہ سب کچھ ہونے کے بعد بھی اب ہار تیری ہے اور اگر تیرے نانا کا نام آئے تو ہار میری ہے جیت تیری ہے۔

صحابی کی غیرت ایمانی:

یہ لشکر امام حسین رضی اللہ عنہ کے سر کو لے کر گورنر کے دربار میں گیا انعام لینا تھا، اکرام حاصل کرنا تھا، دولت بٹورنی تھی، وہ ظالم آگے بڑھا اور بقول سارے بزرگوں کے جیسا لکھا ہے

کہ سیدنا امام حسین کے دندان مبارک پر چھڑی ماری کہ اس منہ سے مقابلہ کرنے آیا تھا؟

حضرت انس رضی اللہ عنہ بوڑھا صحابی ہے ستر اسی سال کا نہ دیکھ سکا، فوراً کھڑے ہو گئے فرمانے لگے اے کمینے، او ظالم کس منہ کی بے ادبی کر رہا ہے، یہ وہ منہ ہے یہ وہ چہرہ ہے، یہ وہ لب ہیں، میری آنکھوں نے لاکھوں مرتبہ دیکھا مدنی کریم ﷺ پیار کیا کرتے تھے، تو نے توہین رسول اللہ ﷺ کی ہے، نواسہ رسول کی توہین کر کے تم نے ان کے نانا کی توہین کی ہے، اس نے کہا کہ میں نے کتنوں کے سر اتار دیئے تو بوڑھا ہے، میں لحاظ کرتا ہوں بوڑھا اٹھ کر چلا گیا۔ ایک نابینا کھڑا ہو گیا وہ کہنے لگا تو تو ہے حرام کا، اس نے کہا کہ موت نے آنا ہے کل بھی آنا ہے آج ہی آجائے، جس حوض کوثر پر نواسہ رسول پانی پی رہا ہے پیچھے جا کر میں بھی پی لوں گا، پروانہ کی کہ دربار کس کا ہے، حکومت کس کی ہے، اقتدار کس کا ہے۔

خاندان نبوت دربار رسالت ﷺ میں:

تو میں عرض کر رہا تھا کہ توہین کرنے والوں نے توہین کی، جلوس بھی نکالتے پھرے، اپنے عیبوں کو چھپاتے بھی پھرے، اس کے بعد یہ حکمران کے دربار میں گیا جلوس، انہوں نے ٹھہرایا کھانا کھلایا، خدمت کی اس کے بعد محافظ دیا، قافلہ بنایا اور مدینہ منورہ پہنچایا، مدینہ منورہ پہنچ کر حضور ﷺ کے روضے کے سامنے حسین کی بہن سیدہ زینب رضی اللہ عنہا نے سونے کے کنگن اتارے اور محافظ کی طرف بڑھائے کہ تو نے ہمیں پانی پلایا، وضو کرایا، نمازیں پڑھائیں، سارے راستے ہماری خدمت کی یہ میں تمہیں ہدیہ دیتی ہوں، میرے تیرے جیسا ہوتا فوراً کہتا لائیے آپ کے گھر کا تو تبرک ہے، لائیے آپ سے نہیں لیں گے تو کس سے لیں گے؟ کئی مرتبہ میں سوچتا ہوں میں اگر ہوتا تو کہتا سیدہ زینب کو لا مدرسے میں داخل کردے رسید کاٹ دوں۔ وہ محافظ مدینے کا باشندہ تھا کہنے لگا اگر زینب سونے کا انعام لوں کل ختم ہو جائے گا، چاندی کا انعام لوں کل ختم ہو جائے گا، روپیہ پیسہ دولت لوں کل ختم ہو جائے گا۔

اے زینب انعام ضرور لوں گا، چھوڑوں گا نہیں، نانا کے دربار میں کھڑی ہو وعدہ کرو کل قیامت کے دن جب میری روح سیاہی مجھے پھنسوائے گی وعدہ کرو نانا سے کہہ کر میری شفاعت کرا دینا۔

کتنا عقل مند نکلا، کتنا سمجھ دار نکلا، کس بات کو ڈھونڈا جس کا آج ہم سے کوئی بھی سودا کرنے کو تیار نہیں، یہی لوگ کامیاب ہوئے جنہوں نے اپنے نانا کے مشن کو بچایا اور ہر طریقے سے

اپنے آپ کو کامیاب کر دیا، اگر وہ وہاں شہید نہ ہوتے دو سو سال یا پچاس سال کے لیے یکے بعد دیگرے سب رخصت ہو جاتے، جن کے والد رخصت ہوئے، جن کی اماں رخصت ہوئی، جن کے نانا رخصت ہوئے، مگر آج آپ ان کو یاد کیسے کرتے؟ پروردگار عالم نے اس خاندان کو نوازا تھا کہ قیامت تک لوگ تمہیں داد دیتے ہیں، تمہیں آفریں کہتے رہیں، تمہیں مرحبا کہتے رہیں۔

اب موقع ہے کہ حسین کو مرحبا کہو، حسین کو مبارک باد دو، قرآن کریم پڑھو، ایصال ثواب کرو، درود شریف پڑھو، استغفار کرو، اللہ اللہ کرو، بدعات سے بچو، رسومات سے بچو۔

اللہ پاک مجھے اور آپ کو عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)

وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

واقعہ کربلا

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ نَحۡمَدُہٗ وَنَسۡتَعِیۡنُہٗ وَنَسۡتَغۡفِرُہٗ وَنُؤۡمِنُ بِہٖ وَنَتَوَکَّلُ عَلَیۡہِ وَنَعُوۡذُ بِاللّٰہِ مِنۡ شُرُوۡرِ اَنۡفُسِنَا وَمِنۡ سَیِّاٰتِ اَعۡمَالِنَا مَنۡ یَّھۡدِہِ اللّٰہُ فَلَا مُضِلَّ لَہٗ وَمَنۡ یُّضۡلِلۡہُ فَلَا ھَادِیَ لَہٗ وَنَشۡھَدُ اَنۡ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحۡدَہٗ لَا شَرِیۡکَ لَہٗ وَلَا نَظِیۡرَ لَہٗ وَلَا مِثۡلَ لَہٗ وَلَا مُعِیۡنَ لَہٗ وَلَا وَزِیۡرَ لَہٗ وَلَا مُشِیۡرَ لَہٗ وَنَشۡھَدُ اَنَّ سَیِّدَنَا وَسَنَدَنَا وَنَبِیَّنَا وَشَفِیۡعَنَا وَھَادِیۡنَا وَمُرۡشِدَنَا وَمَوۡلَانَا مُحَمَّدًا عَبۡدُہٗ وَرَسُوۡلُہٗ اَرۡسَلَہٗ بِالۡحَقِّ بَشِیۡرًا وَّنَذِیۡرًا وَاَصۡحَابِہٖ وَاَزۡوَاجِہٖ وَبَارِکۡ وَسَلِّمۡ تَسۡلِیۡمًا کَثِیۡرًا کَثِیۡرًا ۝

اَمَّا بَعۡدُ! فَاَعُوۡذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیۡطٰنِ الرَّجِیۡمِ ۝ بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ۝ وَالَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا بِاللّٰہِ وَرُسُلِہٖۤ اُولٰٓئِکَ ھُمُ الصِّدِّیۡقُوۡنَ ٭ۖ وَالشُّھَدَآءُ عِنۡدَ رَبِّھِمۡ ؕ لَھُمۡ اَجۡرُھُمۡ وَنُوۡرُھُمۡ ؕ وَالَّذِیۡنَ کَفَرُوۡا وَکَذَّبُوۡا بِاٰیٰتِنَآ اُولٰٓئِکَ اَصۡحٰبُ الۡجَحِیۡمِ ۝۱۹ (الحدید)

صَدَقَ اللّٰہُ مَوۡلَانَا الۡعَلِیُّ الۡعَظِیۡمُ ۝ وَبَلَّغَنَا رَسُوۡلُہُ النَّبِیُّ الۡکَرِیۡمُ وَنَحۡنُ عَلٰی ذٰلِکَ لَمِنَ الشّٰھِدِیۡنَ وَالشّٰکِرِیۡنَ وَالۡحَمۡدُ لِلّٰہِ رَبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ ۝

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰٓی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیۡتَ عَلٰٓی اِبۡرَاھِیۡمَ وَعَلٰٓی اٰلِ اِبۡرَاھِیۡمَ اِنَّکَ حَمِیۡدٌ مَّجِیۡدٌ ۝ اَللّٰھُمَّ بَارِکۡ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰٓی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکۡتَ عَلٰٓی اِبۡرَاھِیۡمَ وَعَلٰٓی اٰلِ اِبۡرَاھِیۡمَ اِنَّکَ حَمِیۡدٌ مَّجِیۡدٌ ۝

گزشتہ جمعہ میں نواسہ رسول جگر گوشہ بتول، سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت کے سلسلے میں کچھ عرض کیا تھا، اللہ جل شانہ نے ان حضرات کو اونچے درجے عطا فرمائے، اعلیٰ منصب عطا فرمایا، یہ وہ لوگ گزرے ہیں جن کے بارے میں مسلمانوں کو قرآن کریم میں یہ تعلیم دی گئی کہ تم

دعائیں کرو کہ اے اللہ ہمارا ان اللہ والوں کے ساتھ انجام فرما جن پر تیرا انعام ہوا، جن پر مولا کی کریمی ہوئی، رحمت ہوئی، عطا ہوئی، بندہ نوازی ہوئی، ہمیں بھی ان کے ساتھ جگہ عطا فرما۔

صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ ۔ ان لوگوں کی راہ ہمیں دکھا جن پر تیرا انعام ہوا، جن پر تیری مہربانی ہوئی، جن کی تو نے دستگیری فرمائی، جن کے سروں پر تو نے تاج نبوت سجائے، اور صدیقین کے ساتھ ہمارا انجام فرما، شہداء کے ساتھ ہمارا انجام فرما، صالحین کے ساتھ ہم لوگوں کی آخرت کو بنا۔ قرآن کریم میں نماز کی ہر رکعت میں یہ تعلیم دی گئی کہ تم دعا مانگو: اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ ۝ اے اللہ سیدھا راستہ دکھا، ان کے لوگوں کے راستے چلا، اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ ، جن پر تیرا انعام ہوا، یہ دعا سکھائی اللہ پاک نے ہر امتی کو، ہر مسلمان، ہر کلمہ پڑھنے والے کو۔

سورۃ فاتحہ ام القرآن ہے:

ہم لوگ سورۃ فاتحہ کی قدر نہیں کرتے۔ مفسرین نے اس کو ام القرآن لکھا ہے، سارے قرآن کی ماں ہے یہ سورۃ فاتحہ، یعنی جو کچھ تفصیل کے ساتھ پورے قرآن میں موجود ہے، اجمال کے ساتھ وہی الحمد شریف میں موجود ہے، اور جو الحمد شریف میں موجود ہے وہ بسم اللہ میں موجود ہے، اور جو ساری بسم اللہ میں موجود ہے وہ بسم اللہ کی اکیلی ب میں موجود ہے، کیا تحقیق ہے علما کرام کی سبحان اللہ، کیا شان ہے ان حضرات کی، اللہ کو اس دعا پر اتنا پیار آیا، وہ کتنا کریم ہے کہ اس نے مانگنا بھی سکھایا کہ مجھ سے یوں مانگو۔

انعام یافتہ لوگوں کا راستہ:

فرمایا: اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ ۝ (الفاتحہ) ، یہی ہم سب کو سیدھا راستہ دکھا، اچھا راستہ بتایا، فرمایا: صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ ، ان لوگوں کی راہ پر ہمیں چلا جن پر تیرا انعام ہوا۔

اللہ ہمیں پتہ نہیں وہ منعم علیہم لوگ کون ہیں جن پر تیری کریمی ہوئی وہ کون ہیں؟ جن پر تیری عطا ہوئی وہ کون ہیں؟ جن پر تیری کریمی کی بارش برسی وہ کون ہیں؟ فرمایا: وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ فَاُولٰٓئِكَ مَعَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ (النساء:۶۹) ، میں خدا نے انعام کیا، مہربانی کی ان لوگوں پر، مِّنَ النَّبِيّٖنَ سارے نبی، سارے رسول ﷺ، سارے پیغمبر، وَالصِّدِّيْقِيْنَ ، سارے صدیقوں پر میرا کرم ہوا، وَالشُّهَدَآءِ ، اللہ فرماتے ہیں جنہوں نے

میری راہ میں سر کٹا دیے، جنہوں نے میرے نام پر گلے کٹا دیے، جنہوں نے میرے دروازے پر اپنی گردنیں کٹا دیں، وَالشُّهَدَآءِ وَالصّٰلِحِيْنَ ؕ شہداء اور صالحین کے راستے پر چلا۔

اے میرے بندے جب تو نے انعام والا راہ مانگ لیا، انعام والے لوگوں کا نام لے لیا، برے لوگوں سے بچنے کے لیے بھی دعا مانگ لے، غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ ۝ (الفاتحہ)، اے پروردگار جن پر تیری ناراضی ہوئی ان سے ہمیں دور کر دے، گمراہ لوگوں سے بچا، بدمعاشوں سے بچا، حرام خوروں سے بچا، الٰہی جو تیرا دروازہ چھوڑ کر چلے گئے ان سے بھی بچا۔

فرمایا: میرے بندے اس وقت تک تیری نماز صحیح نہیں، تیری ایک رکعت بھی میرے یہاں قابل قبول نہیں، جب تک ہر رکعت میں تیری یہ دعا نہ ہو جائے، دعا بڑی چیز ہے، آج ہمارا اس طرف دھیان نہیں، خیال نہیں، پرواہ نہیں۔

صرف خدا سے مانگو:

نماز پڑھنے کے بعد جب دعا مانگیں گے دل کی توجہ سے نہیں، انگلیاں چٹخائیں گے، ادھر ادھر دیکھیں گے، اللہ پاک سے مانگیں اللہ پاک فرمائیں گے میرے بندے، بندے سے مانگنے جائیں کتنی باتیں بناتا ہے، کتنی چرب اللسانی دکھاتا ہے، زبان کے چسکے کتنے ملاتا ہے، بعد میں جا کر سوال کرتا ہے۔ مجھ خدا سے مانگتے وقت تیرا دل بھی سیدھا نہیں، ہاتھ بھی سیدھا نہیں، کوئی چیز بھی سیدھی نہیں مجھ سے مانگتے وقت، تجھے کس نے بتایا کہ یوں کر، اور سب نے مانگا ہر وقت مانگا۔

امام الانبیا محبوب کبریا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ ہر لحہ ہر گھڑی، ہر ساعت، ہر وقت، ہر آن، رات کو بھی، ساری ساری رات کھڑے کھڑے پاؤں مبارک ورم کر گئے پھر بھی کالی کملی والے کی جھولی پھیلی ہوئی ہے، عجیب انداز ہے حضور ﷺ کا، کس قدر مانگا اور بڑی عجیب بات کہی کمتر مرحوم اسی کو کہتا ہے:

کھٹن راتاں مصلے تے کھلوتے پیر سج ویندے

دو جہاں کا بادشاہ عرش عظیم کا مہمان، ساری کائنات کا سردار، امام الانبیا محبوب کبریا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کا یہ حال ہے:

کھٹن راتاں مصلے تے کھلوتے پیر سج ویندے

قرآن پڑھتے پڑھتے، تلاوت کرتے کرتے، مولی سے مانگتے، کالی کملی والے کے پیر سوج جاتے ہیں آواز آتی ہے:

نہ اتنا جاگ رلیا آکھے عبادت اے جئی ہووے
کرن دشمن بھی تعریفاں لیاقت اے جئی ہووے
پیغمبر مقتدی ہوں امام امت اے جئی ہووے

کالی کملی والا ساری رات قرآن کریم کی تلاوت کرے، امت کے لیے دعائیں مانگے اور امت کا حال یہ ہے، حاجی ہے، پیر ہے، مولوی ہے رات کو کروٹ نہیں بدلتا، سوتا جو ہے، مجال ہے اٹھ جائے پچھلی رات، نبی ساری ساری رات رو رو کر دعائیں کرتے ہیں، آج کالی کملی والے کا امتی دو منٹ مانگنے کے لیے وقف نہیں کرتا، خدا کی ذات پر یقین نہیں، میں کہتا ہوں کہ کس نے نہیں مانگا؟

سید پر مظالم:

حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کا آخری وقت ہے میدان کربلا ہے، دشمنوں کا گھیرا ہے چاروں طرف سے یلغار کردی، تیر اندازی کردی، نیزے چلائے، تلواریں چلائیں، نبی ﷺ کا گلشن اجاڑ دیا، نبی کا چراغ بجھا دیا، محمد عربی ﷺ کے نواسے پر تلواریں چلا دیں، نبی ﷺ کے خاندان پر تلواریں چلا دیں، نبی ﷺ کے خاندان کو ختم کر دیا، ایک نے بھی نہ سوچا کہ میری تلوار کس پر چل رہی ہے، کسی نے پرواہ نہ کی میرا خنجر کس پر چل رہا ہے، میرے نیزے کے سامنے کون ہے، میرے تیر کی نوک کا شکار کون بن رہا ہے۔

سارا خاندان ختم کر دیا، مولانا آزاد مرحوم لکھتے ہیں کہ امام حسین رضی اللہ عنہ کے ایک جسم پر اسی کے قریب زخم ہیں، تلواریں ماریں، خنجر مارے، تیر مارے، بھالے مارے لوگوں نے۔

صبر کا درس:

آخری وقت ہے فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کے لخت جگر کا، شیر خدا کے نور نظر کا، نواسہ رسول ہے، جگر گوشہ بتول ہے، میدان کربلا میں اکیلا کھڑا ہے، اللہ کے حضور جھولی پھیلا دی، اے میرے مولا! اے میرے خالق! اے میرے پیدا کرنے والے! اِنَّ اللّٰہَ مَعَ الصّٰبِرِیْنَ. میں صبر کرتا ہوں میں شکر کرتا ہوں، روؤں گا نہیں، تڑپوں گا نہیں، پھڑکوں گا نہیں، میں کسی سے

بدلہ لینے کو تیار نہیں، جو تیری رضا ہے وہی میری رضا ہے، اگر تو ساروں کو لے کر راضی تو میں ساروں کو دے کر راضی، مجھے تو تیری رضا چاہیے۔اے مولی یہ سامنے قاسم ابن حسن کی لاش ہے ،یہ علی اصغر کی لاش ہے، یہ علی اکبر کی لاش ہے، یہ غازی عباس کی لاش ہے۔اے میرے مولا کس کس کو گنوں، یہ خیمے کے چاروں طرف ڈھیر لگ گیا، سارا خاندان تیرے یہاں پہنچ گیا، مگر میں نے جھولی پھیلا دی، میں نواسہ رسول ہوں، جگر گوشہ بتول ہوں، خالق تو، مالک تو، میں تیرا بندہ۔

حسین کی دعا!

الٰہی تیرے دربار میں جھولی پھیلاتا ہوں میرے خاندان کی قربانی قبول فرما، دعا مانگی ہے سیدنا حسین نے، میرا خاندان قبول فرما۔

کسی کا صدقہ قبول کرے گا، کسی کی خیرات قبول کرے گا، کسی کی نماز قبول کرے گا، کسی کے روزے قبول کرے گا، کسی کا حج قبول کرے گا، کسی کی تہجد قبول کرے گا، کسی کی اشراق قبول کرے گا، کسی کی عید جمعے قبول کرے گا۔اے اللہ میں حسین تیرا بندہ میرا خاندان قبول کر۔

حسین رضی اللہ عنہ کی دعا قبول ہوگئی:

سارا میرا خاندان تیرے سامنے ہے، پہلی پہلی دعا کی امام نے اے میرے مولا! اگر تو رد کر دے تو تیرا کچھ نہیں بگاڑ سکتا، تو بڑا بے نیاز ہے، تو سارے جہان کا خالق و مالک ہے، پہلی دعا فرمائی حسین نے میدان کربلا میں، اور کس حالت میں؟ سر سے لے کر پاؤں تک زخمی ہیں، لہو ٹپک رہا ہے، خاندان سویا پڑا ہے، مستورات بھوک اور پیاس کی وجہ سے خیمے میں تڑپ رہی ہیں، رو رہی ہیں قرآن کی تلاوت کی آواز آرہی ہے، حسین نے جھولی پھیلا دی اپنے مولیٰ کے سامنے، یا اللہ میرے خاندان کی قربانی قبول فرما، حسین کو تسلی ہوئی میری دعا قبول ہوگئی۔

دوسری دعا بھی قبول ہوگئی:

جناب حسین رضی اللہ عنہ نے ایک اور دعا مانگ دی اے میرے مولا! اے میرے پروردگار! اے احکم الحاکمین! اے بے نیاز بادشاہ! میری ایک دعا اور ہے، ظالموں نے لوگوں نے دشمنوں نے میری جماعت اجاڑ دی، جب سے میں نے ہوش سنبھالا ہے میں نے اکیلے میں نماز نہیں پڑھی میں نے محمد عربی ﷺ کی گود میں تربیت پائی، کالی کملی والے سے تعلیم پائی، میں اپنے نانا کی گود میں کھیلا، میرے نانا نے مجھے یہ تعلیم دی، میں نے آج تک جماعت کے بغیر نماز

نہیں پڑھی، خاندان میرا سو گیا، جماعت میری ختم ہوگئی، بدن میرا زخمی ہے۔

اے میرے مولا میری ایک یہ بھی دعا قبول فرما، جنہوں نے میری جماعت کی، جماعت کی نماز ختم کی، میرے قاتلوں کو مولی قیامت تک جماعت کی نماز نصیب نہ ہو، میری جماعت ختم کردی، میں اکیلا نماز پڑھوں گا اب آخری وقت ہے، عصر کا وقت قریب ہے، مولی میں تو مدینے میں، سفر میں، حضر میں، کبھی بھی میں نے جماعت کی نماز نہ چھوڑی، میری جماعت ختم ہوگئی، تکبیر کہنے والا کوئی نہیں، اذان دینے والا کوئی نہیں، میرے پیچھے کھڑا ہونے والا کوئی نہیں، میرے مولا جنہوں نے میرے ساتھ یہ ظلم کیا، میرا اعزاز ختم کیا، میرا شوق ختم کیا۔ یہ بھی قبول کرلے، میرے قاتلوں کو جنہوں نے میرے معصوموں کو بھی سلا دیا، ان کو قیامت تک جماعت کی نماز نہ ملے۔

غور کرو:

اب دیکھ لو کون لوگ ہیں جن کو جماعت کی نماز نہیں ملتی، اور اگر آپ کی توجہ ہے تو حسین نے اور بھی کچھ مانگا ہے، دعا مانگنا بھی نانا سے سیکھا ہے، ہر وقت جو دعائیں ہوتی تھیں امت کے لیے، خدا کی قسم یہ اس کالی کملی والے کا نواسہ ہے۔

حضور ﷺ کے آخری لمحات:

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: کہ آخری وقت آواز بالکل پست ہوگئی، آواز ختم ہوگئی، سانس ختم ہورہا تھا معمولی ہونٹ حرکت کرتے تھے امام الانبیا شہنشاہ کائنات ﷺ کے۔ جناب عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں میں نے بالکل کان لگا دیا، آخری وقت میں میرے محبوب کی کیا آواز ہے، ادھر دم ختم ہورہا تھا، سانس ختم ہورہے تھے، معمولی لب حرکت کرتے تھے، آواز آتی تھی: رب الغفر لی امتی ۔ مولا میری امت کو معاف کردے، اللہ میری امت کو معاف کردے۔

تیسری دعا کی قبولیت:

حضرت حسین رضی اللہ عنہ نے پہلی دعا تو فرمائی اپنی قربانی کی قبولیت کی، جانتے تھے وہ بے نیاز ہے، رد کرنے پر آئے کوئی پوچھنے والا نہیں، قبول کرنے پر آئے کوئی ٹوکنے والا نہیں، تیسری دعا فرمادی حضرت حسین رضی اللہ عنہ نے الٰہی ایک دن نہیں گزرا کہ میں نے قرآن ختم نہ کیا ہو۔

میرا ابا قرآن کا قاری،

میری اماں قرآن کی قاریہ،
میرا انانا قرآن کا قاری۔

مولا تو جانتا ہے حسین بھی قاری، میری اولاد بھی قرآن کی قاری، میرے بچے بھی قرآن کے قاری، میں خود قاری سارا دن میں قرآن پڑھتا تھا، اپنے بچوں کو قرآن سکھاتا ہوں، الٰہی آج انہوں نے دل توڑا، میرے سارے قاری شہید ہو گئے، میرا آخری وقت ہے، اومیرے مولا جس سینے میں قرآن تھا اس سینے میں بھالے مارے، جس سینے میں اللہ کا قرآن تھا اس سینے میں تیر مارے، جس سینے میں قرآن تھا اس سینے پر خنجر چلائے، جس سینے میں اللہ کا قرآن تھا اس سینے کو انہوں نے چھلنی کر دیا۔ میرے مولا، میری ایک یہ بھی دعا ہے کہ میرے جو مارنے والے ہیں، ظالم ہیں، قاتل ہیں مولا ان کو سونا بے شک دینا، ان کو چاندی بے شک دینا، ان کو زمین بے شک دینا، ان کو دولت بے شک دینا، ان کو جائیداد بے شک دینا، اے میرے مولا میری دعا ہے تیرے دربار میں، ان کو حافظ قرآن، قاری ہونے کی دولت نہ ملے، قرآن یاد نہ ہو، انہوں نے قرآن کی بے ادبی کی ہے، قرآن کریم کی توہین کی ہے، قرآن کریم کی عظمت کو انہوں نے برقرار نہیں رکھا، ان سینوں کو پیاسا مارا ہے، جس میں قرآن تھا اور قرآن بھی حضور ﷺ نے سکھایا تھا۔

حسین کی وادی کربلا میں نماز:

کیا عجیب دعائیں مانگی ہیں نواسہ رسول جگر گوشہ بتول نے، امام حسین رضی اللہ عنہ نے، دکھے ہوئے دل سے دعائیں مانگیں، اور پھر اس کے بعد نماز کا پروگرام بنالیا۔ اندازہ لگاؤ ایسے وقت میں نماز، آج امتی شادی میں نماز نہیں پڑھتا، مصروفیت بڑی ہے، مہمان ہیں نا، مہمان تجھے جہنمی بنانے آئے ہیں؟ آ مہمان تجھے دوزخ میں ڈالنے آئے ہیں؟ شادی کی مصروفیات کی وجہ سے عورتیں نماز نہیں پڑھتیں، نماز نہیں پڑھتیں، بھئی اللہ نے ہمارے گھر میں خوشی کیوں دی؟ آج تو شادی میں نماز نہیں پڑھتا، تو سفر میں نماز نہیں پڑھتا، تو گھر میں بیٹھا بیٹھا نماز نہیں پڑھتا، آ حسین پر قربان ہو جا، حسین کی قبر پر کروڑ ہا رحمتیں نازل ہوں، حسین رضی اللہ عنہ کی روح اور ان کے ساتھیوں کی روحوں پر کروڑوں رحمتیں ہوں، خاندان سامنے پڑا ہے اور مستورات پیاسی تڑپ رہی ہیں اور حسین رضی اللہ عنہ نماز کے لیے تیمم کر رہا ہے۔

کمال ہے لوگوں کی آج، اچھے بھلے حاجی نماز نہیں پڑھتے، مولوی نماز نہیں پڑھتے، اب تو

بیڑہ غرق ہوگیا، قرآن جن کو آتا ہے وہ نماز نہیں پڑھتے، خدا کا قہر نہیں ہے تو اور کیا ہے؟

حسین نے تیمم کیا:

حسین رضی اللہ عنہ کے بدن پر اسی کے قریب زخم ہیں، سورج کی طرف حسین رضی اللہ عنہ دیکھتا ہے، عصر کی نماز کو دیر ہورہی ہے، فاطمہ رضی اللہ عنہا کا لال زمین پر بیٹھ کر تیمم کرتا ہے، نماز کی تیاری ہے اسی کو کہتے ہیں: ؎

تیمم خاک سے ہووے لہو سے غسل سید ہو
لب دریا پیاسوں کی شہادت ہو تو ایسی ہو

حسین رضی اللہ عنہ نماز کی کس حال میں تیاری کررہا ہے؟ تو کوٹھی میں بیٹھا نماز نہیں پڑھتا، تو بنگلے میں بیٹھا نماز نہیں پڑھتا، تو دکان پر بیٹھا نماز نہیں پڑھتا، تو ہوٹل پر بیٹھا نماز نہیں پڑھتا، تو دفتر میں بیٹھا نماز نہیں پڑھتا، تو اپنے ہاؤس میں بیٹھا ہوا نماز نہیں پڑھتا۔ تجھے ساری سہولتیں میسر ہیں، مگر تو رب کے حضور ﷺ کو سجدہ کرنے کو تیار نہیں، تو نماز کا طریقہ حسین رضی اللہ عنہ سے سیکھ لے، کہتا ہے: ؎

تیمم خاک سے ہووے لہو سے غسل سید ہو
لب دریا پیاسوں کی شہادت ہو تو ایسی ہو

حسین رضی اللہ عنہ نے نماز کی تیاری کرلی، اور سورج کی طرف چہرہ اٹھا کر دیکھا اور یوں دعا کردی الٰہی شہادت کا مرتبہ بڑا اونچا ہے، اور چلتا ہوا مارا جائے اور بات ہے، میری ایک دعا یہ بھی ہے میرا سر سجدے میں ہو اور میں تیرے پاس پہنچ جاؤں، میں تیرے دروازے پر سجدہ کرنے لگا ہوں، سر میرا، در تیرا۔

الٰہی سب کچھ دے بیٹھا ہوں، سب کچھ قربان کرچکا ہوں، یہ میرا سر باقی ہے میں تیرے حضور میں اس کو رکھتا ہوں، اور تمنا میری یہ ہے قیامت آجائے لیکن میرا سر سجدے سے نہ اٹھے میں سجدہ ریز رہوں، میں تیری مناجات کرتا ہوں، میں تیرے دربار سے مانگتا ہی رہوں تو دیتا نہ تھکے میں لیتا نہ تھکوں۔

سر سجدے میں:

سر سجدے میں رکھ دیا، ظالم آگے بڑھے نواسہ رسول ﷺ جگر گوشہ بتول رضی اللہ عنہا، سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کے سر مبارک پر خنجر مار کر سر تن سے الگ کردیا اور بڑے خوش ہوئے کہ ہم

نے کام کر دیا، انعام کے مستحق بن گئے، اب فلاں انعام ملے گا اب فلاں انعام ملے گا۔

نواسہ رسول کو شہید کرنے کے بعد انعام کو تلاش کرتے پھرتے ہیں، اس پر صبر نہیں آیا، ذلیل لوگوں کی آگ نہ بجھی، خاندان نبوت کو ختم کر کے بھی ان کی آگ نہ بجھی، جلوس بنایا، فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کی بیٹی کا جلوس بنایا، سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کو اونٹوں پر بٹھایا، سیدہ سکینہ رضی اللہ عنہا کو بٹھایا، خاندان نبوت کی مستورات کو بٹھایا، یہ کون خاتون ہیں؟ یہ کون سی نبی کی بچیاں ہیں۔

ظالم کے ظلم:

علما کرام نے لکھا ہے کہ سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ ابھی شہید نہیں ہوئے تھے کسی ظالم نے مستورات کے خیمے کی طرف گھوڑے موڑ دیے، حسین نہ دیکھ سکے فوراً چلائے ظالمو، کمینو، ایک طرف ہٹ جاؤ، نبی ﷺ کے خاندان کی مستورات کی طرف نہ آؤ، ان کے خیمے کی طرف آنکھ نہ اُٹھاؤ۔

آج بھی جن لوگوں کا مزاج نہیں ہے وہ کسی کی بہن کو نہیں تاڑتے، وہ کسی کی بیٹی کو بری نگاہ سے نہیں دیکھتے، وہ کسی کی بیوی کے ساتھ برائی نہیں کرتے۔ جو پرانے بدمعاش ہیں، نسلی حرامی ہیں، ان کا آج بھی وہی طریقہ کار ہے، کڑوی لگتی ہیں باتیں کیوں انتظام نہیں؟ آج فاروق اعظم کا دور ہوتا میری تمہاری سب کی گردنیں اُڑا دی جاتیں بتایا جاتا کہ مسلمان کیسے ہوا کرتے ہیں؟ مسلمانوں نے اپنا سب کچھ بیچ کر کھالیا۔

ایمان بیچا، عزت بیچی، آبرو بیچی، تقدس بیچا، حتی کہ نبی کا خاندان بیچ دیا۔

نواسہ رسول ﷺ جھکا نہیں:

علما کرام نے لکھا ہے حضرت حسین رضی اللہ عنہ نے شرط پیش کی کہ مجھے یزید سے ملنے دو۔ اور بتاؤ کہاں ان کو پھانسی لگتی تھی اگر وہ یہ شرائط مان جاتے، بس انعام نہ ملتا، اور جانتے تھے یہ علی کا بیٹا ہے وہ معاویہ کا بیٹا ہے، دونوں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے بیٹے ہیں اگر یہ مل گئے تو اپنا کیا بنے گا؟ پھر ہمارا کچھ نہیں بچے گا، اس لیے ظالموں نے دونوں کو ملنے ہی نہ دیا انہوں نے کہا کہ یہاں کھڑے کھڑے ووٹ ڈالو، حمایت کرو یہاں کھڑے کھڑے، سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کی رگوں میں نبی کا خون ہے، فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کا خون ہے، شیر خدا کا خون ہے، گردن کیوں جھکا دیتا ہے، انہوں نے کہا کہ تم کیا چاہتے ہو؟ کیا میں خاندان دے کر گھبرا گیا ہوں، میں اپنا سارا خاندان دے کر کیا تمہارے سامنے ہار گیا ہوں؟ نہیں نہیں فرمایا:

ہری ہے شاخ تمنا ابھی جلی تو نہیں
جگر کی آگ دبی ہے مگر بجھی تو نہیں
جفا کی تیغ سے گردن وفا شعاروں کی
کٹی ہے برسر میدان مگر جھکی تو نہیں
کٹا کر گردنیں بتا گئے یہ کربلا والے
کہ باطل کے سامنے جھک نہیں سکتے خدا والے

خاندان نبوت نے یہ بتادیا کہ غلط کے سامنے، ظالم کے سامنے کٹ جائیں، مرجائیں، خدا کے ہاں چلے جاؤ مگر جھکو مت۔

اہمیت نماز:

یہ آج کل کے لوگ کیا جانیں حسین رضی اللہ عنہ کی قیمت، چائے کی پیالیاں پی کر ووٹ دینے والو، پیسے کھا کھا کر ووٹ دینے والو، دکانوں، مکانوں کے فائدے اٹھا کر ووٹ دینے والو، تم سارے کے سارے حسین رضی اللہ عنہ کے مشن کے دشمن ہو، تمہارا حسین رضی اللہ عنہ سے کوئی واسطہ نہیں، پھر رہے ہیں ساتھ ساتھ، پھر رہے ہیں بھاگے ہوئے، ادھر بھی یہی تھا، اس وقت بھی یہی ہے۔

سیدنا حسین رضی اللہ عنہ نے سب کچھ دے دیا، آخر میں آکر سر بھی دے دیا اور نماز کی عظمت بتادی کہ جو حسینی ہوگا اس کی نماز تو کیا جماعت بھی نہیں جائے گا، جو حسینی ہوگا اس کی جماعت بھی قضا نہیں ہوگی، اس لیے کہ نماز میں خدا ملتا ہے، اس لیے فرمایا کہ حسین رضی اللہ عنہ تجھے نماز میں سر دینا کیوں پسند آیا، گھوڑے پر شہید کیوں نہ ہوئے، دوڑتے ہوئے شہید کیوں نہ ہوئے، مستورات کے پاس کھڑے ہو کر کیوں شہید نہ ہوئے؟ سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کے پاس کھڑے کھڑے شہید کیوں نہ ہوئے، شہر بانو کے ساتھ کھڑے کھڑے شہید کیوں نہ ہوئے، اپنی بچی کے پاس کھڑے شہید کیوں نہ ہوئے؟ علی اصغر کو گود میں لیے کیوں شہید نہ ہوئے، علی اکبر کو گود میں لے کر کیوں شہید نہ ہوئے، حسین رضی اللہ عنہ تیری ادا میں کالی کملی والے کی ادائیں ہیں، تجھے کیسے پسند آیا کہ سر میرا، در تیرا، تجھے یہ بات کیسے پسند آئی؟ اس لیے کہتا ہے کہ اس لیے پسند آگئی:

دیکھ کے گھر تلاش ہے سر کو جھکانا نماز میں
دیدہ دل کو کھول کر لطف اٹھا نماز میں
شیر خدا کے لال نے ایسی پڑھی ہے کیا نماز
اس کی نماز کو دیکھنا کوئی پڑھے گا کیا نماز
خنجر ظلم کربلا ہوتی رہی ادا نماز

ادھر خنجر چلا، ادھر آواز آئی: سُبْحَانَ رَبِّيَ الْأَعْلٰى، اے میرے مولیٰ! پاک ذات ہے تیری، برتر توں ہے، بزرگ تو ہے، رب تو ہے سارے جہان کا، مولی تو ہے، دیکھ لے میرے ساتھ کیا بن رہی ہے؟ اس لیے کہتا ہے:

خنجر ظلم کربلا ہوتی رہی ادا نماز
کر لے حسینؓ کی طرح سر کو کٹا نماز میں
مہمان بنا کر آپ کو مہمان نوازی خوب کی
کھانا تو درکنار تھا پانی کی بوند تک نہ دی

بوریاں بھر دیں خطوں کی، آؤ آپ سے بڑا اس دنیا میں اللہ والا کوئی نہیں، تو فاطمۃ الزہراء کا لخت جگر ہے، تو شیر خدا کا نور نظر ہے، آپ نواسہ رسول ہیں، جگر گوشہ بتول ہیں، تشریف لائیں ہم آپ کے پیچھے جان مال سب کچھ لگا دیں گے، ہم تمہارا ساتھ دیں گے، تمہیں امام بنائیں گے، سب کچھ کیا، کھانے کون پوچھتا ہے؟ پانی کی بوند نہ دی، اور کہتا ہے:

ظلم وستم کو دیکھیے پھیر دی حلق پر چھری
عاشق کبریاء کا سر کٹ گیا نماز میں

حسین رضی اللہ عنہ امتحان میں کامیاب ہو گئے، سر نمبر لے گیا بلکہ انعام لے گیا، مولا نے خاندان مانگا، خاندان دے دیا، سر مانگا دے دیا، نماز میں مانگا نماز میں دے دیا، سجدے میں مانگا سجدے میں دے دیا، حسین رضی اللہ عنہ کامیاب ہو گیا۔

اجڑا ہوا خاندان کوفہ کی طرف:

اب جن لوگوں نے یہ ساری کاروائی کی، جن لوگوں نے خاندان نبوت پر ظلم ڈھائے، نیزے چلائے، خنجر چلائے، تیر چلائے، تلواریں چلائیں، اور اب اس اجڑے ہوئے خاندان

کی عورتوں کو لے کر کوفہ کے بازاروں میں جلوس لے کر نکلتے ہیں، وہی لوگ ہائے ہائے کرتے نکلے اپنا جرم چھپانے کے لیے، اپنے آپ کو چھپانے کے لیے۔

تمام دنیا کی کتابوں میں موجود ہے سب سے پہلے یزید کی بیوی نے ماتم کیا، ہم یزید کی بیوی کی پیروی کیوں کریں، ہم تو حسین رضی اللہ عنہ کی پیروی کریں گے، ہم تو سیدہ زینب کی جوتیوں کی غلامی کریں گے، بازاروں میں گھمایا، اس اجڑے ہوئے خاندان کو، ان کی آگ نہ بجھی، ان کی حرص ختم نہ ہوئی اور لوگوں نے اس کو اکرام بنالیا ہے۔

جرأت والا خاندان، بہادری والا خاندان، کسی کے سامنے کیسے جھک جاتا، کون چپ کرتا، وہ کمینہ گورنر عبید اللہ ابن زیاد مجمع میں کھڑا ہوا، ہمیں پتہ ہے حسین رضی اللہ عنہ کو شکست ہوئی، پرلے کونے سے ایک نابینا بول اُٹھا، ایک محتاج بول اُٹھا، ایک غریب بول اُٹھا، اور یہ نہیں کہا کہ خاموش کہنے لگا او کمیڑی کی اولاد، سبحان اللہ، ایسی گالی دی کہ یاد رکھے گا حالاں کہ وہ گورنر ہے یہ محتاج ہے، وہ مالک ہے، یہ غریب ہے، انعام والے آگے بیٹھے ہیں، غریب پیچھے بیٹھا ہے، کہنے لگا او کمیڑی کی اولاد، خبردار بکواس نہ کر پیغمبر کے نواسے کو نہ بھونک۔

اتنی تو کرسکتا تھا وہ اتنا ہی کرسکتا تھا اس نے کر دیا، اور تمہارا کیا حال ہے، اگر کار والے کا، تانگے والے کا ایکسیڈنٹ ہوجائے جو آئے گا کار والے کا حمایتی ہے دیکھو جی تانگے والے کی غلطی ہے یہ وہاں تھا بھی نہیں، آیا بھی پیچھے سے ہے، پوچھتا بھی نہیں ہوا کیا ہے؟ اور تم نے طاقت ور کا ساتھ دینا ہے، کار والے کا اس میں کیا گناہ، کار والے کی اس میں کیا خطا ہے، تانگے والے کو دیکھو، ریڑھی والے کا گناہ نکالیں گے، سائیکل والے کا گناہ نکالیں گے، بغیر پوچھے اس لیے کہ ذہن بن گیا ظلم کا ساتھ دینے کا، ظالم کا ساتھ دینے کا، ذہن بن گیا، آج لوگ کتنے بڑے بڑے ظلم کرتے ہیں کوئی پوچھتا ہے، نہ کوئی پوچھ ہے نہ کوئی طریقہ ہے نہ کوئی بات ہے، کوئی بھی بات نہیں کرتا ظلم کی۔

یہ تو خاندان نبوت تھا اس میں تو وہ لوگ تھے جن کو پیغمبر ﷺ نے اپنی گود میں کھلایا، لوگوں کے تیر اس جوان کو لگے، جو نبی کے کندھوں پر سوار ہو کر زلفوں کو پکڑ کر چلتا تھا، مانو قصور اپنا بہت بڑا ظلم ہوا۔

جرأت مند فرزند:

اور پھر بھی باز نہ آئے۔ کتابوں میں لکھا ہے امام زین العابدین حسین کا لخت جگر ہے، یزید

نے پوچھ لیا کہ کشتی کرے گا؟ حدیث کی باتیں نہیں تاریخ کی باتیں ہیں، کشتی کرے گا؟ یزید کے بیٹے کے ساتھ کشتی کرنے کے لیے امام زین العابدین تیار ہو گئے، بالکل تیار ہوں لاؤ اپنے بیٹے کو، پھر ہنس کر کہنے لگا دیکھا یہ نہیں کسی سے ڈرا کرتے، ڈریں کیوں؟

ظلم عظیم معاف نہیں:

اور ایک بات اور میں آپ کو سنا کر ذہن صاف کر دوں، کئی لوگوں کے دماغوں میں ہے کہ کتنا بڑا کیوں نہ ہو توبہ کرنے سے معاف ہو جاتا ہے، کتنا بڑا ظلم کرو توبہ کا دروازہ کھلا ہے۔

مفتی محمد شفیع رحمہ اللہ کراچی والے اپنی کتاب میں لکھتے ہیں کہ جب بھی یزید نے یہ سوچ کر صلوٰۃ التسبیح کی نیت باندھی کہ میرا گناہ معاف ہو جائے، سجدہ نہیں کر سکتا تھا، درد اتنا ہوتا تھا کہ سجدے سے پہلے ہی نماز توڑ دیتا تھا۔

اور ایک ایک کتے کی موت مرا، جو بھی نواسہ رسول ﷺ کو ستانے میں مارنے میں شریک تھے سارے کے سارے کتے کی موت مرے ہیں۔

اور پھر اندازہ لگاؤ کہ جب یہ لٹا پٹا خاندان واپس مدینے میں آیا ہو گا تو کیا بنی ہو گی، ہم اور آپ نہ ہمیں ان سے محبت ہے، نہ ان کے دکھ کو ہم لوگ سمجھ سکتے ہیں، وہی لوگ جانتے ہیں جنہوں نے اس تکلیف اور مصیبت کو اٹھایا۔

روضہ اقدس پر:

سیدہ مدینہ پاک گئیں سیدھی نانے کے دروازے پر گئی، کالی کملی والے کے روضہ پر جا کر زینب کہتی ہے: اے میرے نانا کتنا کچھ لے کر گئی تھی، خالی واپس آئی ہوں، سب کچھ لٹا آئی۔

بھائی نہیں، بھتیجے نہیں، بیٹے نہیں، بھانجے نہیں، تمام کا تمام خزانہ تیرے نام پر لٹا آئی ہوں، اے میرے مولا! ہم نے سب کچھ دے دیا، مگر تیرے قرآن کو نہ چھوڑا، تیرے دیے ہوئے ایمان کا سودا نہ کیا، دین کا سودا نہ کیا، ظلم کے سامنے گردن نہ جھکائی، باطل کے سامنے ہاتھ نہیں پھیلایا، بھیک نہیں مانگی، کوئی سوال نہیں کیا، انہوں نے قدر نہ کی، ہم اللہ کے پاس پہنچ گئے لیکن ظالم کے سامنے نہ جھکے۔

سارا کچھ دے آئی ہوں تیرے نام پر اور ہمیں کچھ نہیں چاہیے، سیدہ زینب رضی اللہ عنہا نے جھولی یہاں بھی پھیلا دی، اللہ میرے سارے خاندان کی قربانی قبول فرما۔

تمہیں تو یہ فکر بھی نہیں ہوتی کہ اللہ کے ہاں وہ نیکی قبول ہونی چاہیے جو کی ہے، زینب رضی اللہ عنہا نے رو کر دعا کی، مولی کے دروازے پر کھڑے ہو کر مولی میں دے تو سب کچھ آئی ہوں لیکن تیرے ہاں قبول ہو جائے۔

سچے لوگ:

اس لیے عرض کیا قرآن کہتا ہے: وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰہِ وَرُسُلِہٖ جن لوگوں کا اللہ اور اس کے رسول ﷺ پر ایمان ہے، اُولٰٓئِكَ هُمُ الصِّدِّيْقُوْنَ یہی صدیق ہیں، وَالشُّهَدَآءُ یہی شہید ہیں۔ آگے فرمایا: عِنْدَ رَبِّهِمْ ۖ لَهُمْ اَجْرُهُمْ وَنُوْرُهُمْ ۖ اللہ کہتا ہے کہ ان کے لیے میرے پاس بڑا اجر ہے اور نور ہے اور فرمایا: وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَكَذَّبُوْا جو میری آیتوں کو نہیں مانتے میں نے بھی ان کے لیے جہنم تیار کر رکھی ہے۔

اللہ ہم سب کو صحابہ رضی اللہ عنہم، اہل بیت کا خادم اور غلام بنائے۔ ان جیسی اللہ ہمیں نماز کی توفیق نصیب فرمائے، وہ عزم حوصلہ اور جرات عطا فرمائے، اور تمام قربانیوں کو قبول فرمائے۔ آمین

وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

حضرت سعد بن ربیع رضی اللہ عنہ کی شہادت

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ نَحْمَدُہٗ وَنَسْتَعِیْنُہٗ وَنَسْتَغْفِرُہٗ وَنُؤْمِنُ بِہٖ وَنَتَوَکَّلُ عَلَیْہِ وَنَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَیِّاٰتِ اَعْمَالِنَا مَنْ یَّھْدِہِ اللّٰہُ فَلَا مُضِلَّ لَہٗ وَمَنْ یُّضْلِلْہُ فَلَا ھَادِیَ لَہٗ وَنَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَلَا نَذِیْرَ لَہٗ وَلَا مِثْلَ لَہٗ وَلَا مُعِیْنَ لَہٗ وَلَا وَزِیْرَ لَہٗ وَلَا مُشِیْرَ لَہٗ وَنَشْھَدُ اَنَّ سَیِّدَنَا وَسَنَدَنَا وَنَبِیَّنَا وَشَفِیْعَنَا وَھَادِیْنَا وَمُرْشِدَنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ اَرْسَلَہٗ بِالْحَقِّ بَشِیْرًا وَّنَذِیْرًا، وَاَصْحَابِہٖ وَاَزْوَاجِہٖ وَبَارِکْ وَسَلِّمْ تَسْلِیْمًا کَثِیْرًا کَثِیْرًا ○

اَمَّا بَعْدُ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ○ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○

قال اللہ تبارک وتعالیٰ: فَاِنْ اٰمَنُوْا بِمِثْلِ مَآ اٰمَنْتُمْ بِہٖ فَقَدِ اھْتَدَوْا ۚ (البقرۃ: ۱۳۷)

عن عمر قال قال رسول اللہ ﷺ اصحابی کالنجوم فبایھم اقتدیتم اھتدیتم۔

صَدَقَ اللّٰہُ مَوْلَانَا الْعَلِیُّ الْعَظِیْمُ ○ وَبَلَّغَنَا رَسُوْلُہُ النَّبِیُّ الْکَرِیْمُ وَنَحْنُ عَلٰی ذٰلِکَ لَمِنَ الشّٰھِدِیْنَ وَالشّٰکِرِیْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ○

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ ○ اَللّٰھُمَّ بَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ ○

حضرت گرامی! رمضان المبارک کا پاک اور بابرکت مہینہ، جہنم کے عذاب سے بچنے کا مہینہ، جنت الفردوس میں داخل ہونے کا مہینہ، اللہ اللہ کرنے کا مہینہ، توبہ واستغفار کر کے اللہ

تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کے دن آ گئے۔ گیارہ مہینے کے گناہوں کی معافی مانگنے کا وقت آ گیا۔

حضور کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: لوگو! جو آدمی رمضان المبارک کا ادب کرے، اس کا احترام کرے، روزہ جیسا کہ اس کا حق ہے اس طرح سے روزہ رکھے، جھوٹ نہ بولے، منہ سے غلط بات نہ کرے، سارے دن کا روزہ صحیح طرح سے رکھے، رات کو بھی قرآن مجید پڑھے اور سنے، اللہ پاک کے نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا: رمضان گزرنے کے بعد اللہ پاک حکم دیں گے۔ اومیرے فرشتو جاؤ جنہوں نے روزے رکھے جاؤ ان سے معافحہ کر کے آؤ۔

ارشاد فرمایا مدنی کریم ﷺ نے او لوگو! تم پہ برکت والا مہینہ آ گیا۔ خیر والا مہینہ آ گیا، اپنے لیے جنت الفردوس میں اعلیٰ درجہ کی بلندی حاصل کر لو۔

دنیا عارضی ہے:

ارشاد فرمایا مدنی کریم ﷺ نے او لوگو نہ جانے کس کس کے لیے یہ رمضان آخری مہینہ، آخری دن ہے، آخری گھڑیاں ہیں، اگلے دن نہ جانے کتنے لوگ قبروں میں ہوں گے۔

"اذا جاء اجلھا لا یستاخرون ولا یستقدمون"

موت کا ایک سیکنڈ ادھر ادھر نہیں ہو سکتا، جو وقت مقرر کر دیا مالک کائنات نے اس پہ موت آجائے گی۔ جناب نبی کریم ﷺ نے ہر وقت یہی تعلیم دی یہی تلقین فرمائی لوگو اپنے آپ کو سنبھال لو، لوگو! اپنے آپ کو آخرت کے لیے تیار کرو، فرمایا:

"قُلْ مَتَاعُ الدُّنْيَا قَلِيلٌ ۚ"

دنیا عارضی ہے، دنیا فانی ہے، بہت تھوڑے دنوں کے لیے آئے ہو۔

"وَالْاٰخِرَةُ خَيْرٌ لِّمَنِ اتَّقٰى ۚ"

آخرت باقی رہنے والی ہے اس کے لیے تیاری کر۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی لگن:

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے ہر وقت یہی لگن لگائی، یہی دھن لگائی، اسی مگن میں رہے جو کالی کملی والے سے سنا، اس پہ ساری زندگی عمل کر کے دکھلایا۔

جناب مدنی کریم ﷺ نے اعلان کر دیا او لوگو! آؤ میدان جہاد میں چلو، اب اللہ کے نام پر اپنی جان قربان کرو، مال قربان کرو۔

"تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَتُجَاهِدُوْنَ"

آؤ اللہ اور اس کے رسول کے نام پر اپنی جان و مال قربان کر دو۔

"بِاَمْوَالِكُمْ وَاَنْفُسِكُمْ ۭ ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ⑪" (الصف)

جان، مال کھپانے والوں کو اللہ تعالیٰ جو اجر دیں گے، جو انعام دیں گے، جو اپنی رضا نصیب فرمائیں گے، جو اپنی خوشنودی عطا فرمائیں گے، اس وقت پتہ چلے گا بندے کو کہ اللہ کی رضا کی کیا قیمت ہے۔

جناب مدنی کریم ﷺ نے اعلان کر دیا آؤ لوگو! چلو اسلام کو چمکانے کے لیے نکلو، کفر کو مٹانے کے لیے میدان میں آؤ۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی جماعت چلی مسلمانوں کا، ذرا اندازہ لگاؤ اس فوج کا اندازہ لگا!

کیا کہنا اس فوج کا، جس فوج کا کمانڈر انچیف کالی کملی والا ہو،

کیا کہنا اس فوج کا، جس فوج کا سردار امام الانبیا ہو،

کیا کہنا اس لشکر کا، جس لشکر کا امیر محمد ﷺ ہو۔

سعد بن ربیع کی محبت رسول ﷺ:

میدان جہاد میں تشریف لے گئے، جنگ ہے، جہاد ہوا، کچھ شہید ہو گئے کچھ غازی ہو کر واپس آ گئے، کچھ زخمی ہو کر واپس آئے۔ ایک صحابی رضی اللہ عنہ تلاش کرنے پر بھی نہیں ملتا، اندازہ لگاؤ ایسے موقع پر کسی کو امی یاد کرے گی، کسی کو ہمشیرہ یاد کرے گی، کسی کو بیٹی یاد کرے گی، کسی کو بیوی یاد کرے گی، کسی کو بھائی یاد کرے گا۔ اندازہ لگاؤ کتنا خوش قسمت ہے سعد بن ربیع رضی اللہ عنہ جس کو کالی کملی والے یاد فرما رہے ہیں۔ فرمایا میرا سعد کہاں ہے؟ اور یاد کر کے امام الانبیا ﷺ رو رہے ہیں، کیسے مقدر ہیں ان لوگوں کے، کتنی تقدیریں اچھی ہیں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی۔ اور کیوں نہ ہوں انہوں نے اس وقت سات زمین کے اوپر آسمان کے نیچے کوئی بھی ساتھ نہ تھا، انہوں نے اس وقت ساتھ دیا جب ہر کوئی دشمن تھا۔

تلاش کر کے واپس آیا عرض کیا یا رسول اللہ سعد بن ربیع نہیں ملا، ارشاد فرمایا جاؤ پہاڑ کی چوٹی پر چڑھ جاؤ، پہاڑ کے اوپر کھڑے ہو جاؤ، دونوں جوان چلے جاؤ اور وہاں جا کر آواز لگاؤ سعد بن ربیع تو جہاں بھی ہے تجھے کالی کملی والے نے بلایا ہے، سرکار ﷺ نے تجھے بلایا ہے۔

علما نے لکھا ہے جب ان دونوں جوانوں نے یہ آواز لگائی کہ حضور ﷺ نے تجھے بلایا ہے، ایک پہاڑ کی غار میں سے دھیمی دھیمی، دھیری دھیری سی آواز آئی، میرے اندر چلنے کی طاقت نہیں۔ تم میرے قریب آ جاؤ۔ دونوں نوجوان قریب پہنچے، کیا دیکھتے ہیں، سعد بن ربیع کے سر سے لے کر پاؤں تک اسی کے قریب زخم ہیں، تلواروں کے زخم ہیں، تیروں کے زخم ہیں، پریشان ہیں، لہو بہہ رہا ہے، آخری وقت ہے۔ چوری کر کے زخم نہیں کھائے، کسی عورت کی وجہ سے مار نہیں کھائی، دولت کی وجہ سے زخم نہیں کھائے، حکومت کی وجہ سے زخم نہیں کھائے، ایک ہی راستہ ہے۔

"بِاَمْوَالِكُمْ وَاَنْفُسِكُمْ ۭ ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ⑪" (الصف)

اللہ کے بتائے ہوئے راستے میں سر سے لے کر پاؤں تک سب کچھ قربان کر دیا۔

سعد بن ربیع ان دونوں جوانوں سے کہتا ہے مجھے اٹھا کے لے چلو، کہتے ہیں کہ مجھے اٹھاؤ۔ اٹھائیں کیسے؟ سارا بدن تو زخمی ہے اور اب جاؤ گے کہاں؟ آخری وقت ہے۔ صحابہ رضی اللہ عنہم کہنے لگے مدینے میں جانے کا پروگرام ہے؟ بیوی سے ملنا ہے؟ کہنے لگا نہیں۔ کیا اپنے بچوں سے ملنا ہے؟ صحابی رضی اللہ عنہ کہتا ہے۔ نہیں نہیں، پھر کیا بات ہے؟ کہاں جائے گا؟ صحابی کہتا ہے: ؎

میرے دل کی تمنا میرے دل میں رہی
میری آرزو پوری نہ ہو سکی
میری حسرت نہ نکل سکی
میرا شوق پورا نہ ہوا
میرا ذوق پورا نہ ہوا

میں نے حضور اکرم ﷺ سے سنا تھا، جس حال میں کوئی مرے گا، جس حال میں موت آئے گی، جس حال میں موت کی اجل آجائے گی اسی حال میں اپنی قبر سے اٹھے گا۔ میری تمنا ہے میں آخری وقت میں حضور ﷺ کا دیدار کرتا جاؤں، میں نبی کریم ﷺ کی زیارت کرتا جاؤں، تاکہ میں قیامت کے دن اسی حال میں اٹھوں۔ رسول کریم ﷺ کی زیارت کرتا ہوا اٹھوں، دیدار کرتا ہوا اٹھوں۔ اس کو دونوں جوانوں نے مشکل سے اٹھایا۔

زخمی حالت ہے، لہو رس رہا ہے، خون لہو ٹپک رہا ہے۔ ادھر مدینے پاک میں خبر پہنچا دی سعد بن ربیع مل گیا۔ حال یہ ہے، تمنا یہ ہے، شوق رکھتا ہے زیارت کا۔ سرکار ﷺ مدینے سے باہر تشریف لے چلے۔ لوگوں نے پوچھا کالی کملی والے کدھر؟ آپ ﷺ نے فرمایا: سعد بھی چلے

گا، میں بھی چلوں گا، راستے میں ملاقات ہو جائے گی، سعد بن ربیع کو اٹھا کے لا رہے ہیں لہو ٹپک رہا ہے، بے ہوشی ہے۔

رحمت کائنات ﷺ نے جب دیکھا تو زمین پہ بیٹھ کر رحمت والی جھولی پھیلا دی، گود پھیلا دی۔ اور صحابی کا زخمی جسم آغوش رحمت میں رکھ لیا، تمنا پوری ہو گئی۔ یوں لکھا ہے کتابوں میں صحابی رضی اللہ عنہ کو تھوڑا سا ہوش آیا، مسکرانے لگا، ہنسنے لگا، سرکار ﷺ نے پوچھا کیا بات ہے؟ عرض کیا آقا! میری تمنا پوری ہو گئی، میری آرزو پوری ہو گئی، میری حسرت پوری ہو گئی۔

پوچھا تیرا کیا حال ہے؟ کہنے لگا میرے سارے دکھڑے ختم ہو گئے، میرے سارے زخم ختم ہو گئے، تیرا دیدار مل گیا مجھے سب کچھ مل گیا۔ اور اگلی بات سنو تو حیران ہو جاؤ گے۔ یوں آتا ہے سنن کی روایت میں، جب صحابی رضی اللہ عنہ نے یہ بات کہی دریائے کرم جوش میں آ گیا، سرکار ﷺ نے صحابی رضی اللہ عنہ کے ماتھے کا بوسہ لیا۔ صحابی رضی اللہ عنہ کا ماتھا، سرکار ﷺ نے چوم لیا فرمایا:

"فُزْتُ بِرَبِّ الْكَعْبَةُ"

نوجوان نے کہا رب کعبہ کی قسم میں کامیاب ہو گیا۔

اندازہ لگاؤ! کسی کی موت سڑک پہ آئے گی، کسی کی موت آپریشن روم پر آئے گی، کوئی گھر بار میں بیوی کو دیکھتا مرے گا، کوئی بچوں کو دیکھتا مرے گا، کوئی بنگلے کو دیکھتا مرے گا، کوئی کوٹھی کو دیکھتا مرے گا، کوئی مکان کو دیکھتا مرے گا، کوئی دکان میں مرے گا، کوئی دفتر میں مرے گا۔

حضور ﷺ کی گود میں موت:

سعد بن ربیع رضی اللہ عنہ مبارک ہو۔ سرورِ کائنات ﷺ کی گود میں دم توڑ رہا ہے، کتنے اچھے مقدر تھے ان لوگوں کے۔ روایت میں ایک خاص جملہ آتا ہے: جس وقت صحابی رضی اللہ عنہ کا دم نکلنے لگا، روح پرواز کرنے لگی، زخمی حالت میں پوری طاقت سے اچھل کر اپنا رخسار حضور ﷺ کے قدموں پر رکھ دیا، تیرے قدموں میں دم نکل جائے، میں کامیاب شہید ہو گیا، روح پرواز کر گئی، مدینے میں اعلان کر دیا گیا مضافات مدینہ آ گیا، سارے صحابہ رضی اللہ عنہم آ گئے۔

جناب سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ جیسے جلیل القدر صحابی کھڑے رو رہے ہیں، کاش یہ موت میری ہوتی۔ اے کاش! رسول اکرم ﷺ کی گود میں میرا دم نکلتا، میری موت آئی۔ فاروق اعظم رضی اللہ عنہ جیسے رو رہے ہیں، عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ جیسے کھڑے رو رہے

ہیں، طلحہ رضی اللہ عنہ، زبیر رضی اللہ عنہ جیسے روتے ہیں اے کاش! یہ موت میری بن جاتی۔ جنازہ اٹھانے والے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ جیسے، اندازہ لگاؤ میدان جہاد میں زخم کھائے، تیر کھائے، تلواریں کھائیں۔

مدینے کی گلیوں سے جنازہ گزر رہا ہے اور جنازہ اٹھانے والے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ جیسے، فاروق اعظم رضی اللہ عنہ جیسے، عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ جیسے۔ ایک اپنا منظر بھی دیکھا کرو، کبھی ہمیں جو اٹھا کر لے جاتے ہیں جنازے کو، ادھر جنازہ بھی اٹھا رکھا ہے، اور نیچے چلنے والا آدمی کہتا ہے یہ بڑا بے ایمان آدمی تھا جس کا میں نے جنازہ اٹھا رکھا ہے، جنازہ اٹھا رکھا ہے۔ اندازہ لگاؤ! کیوں ایسا کرتے ہو۔ اسی کو مجذوب کہتا ہے کہ ؎

جانے والی کس سے کیا لے جائے
جان ٹھہری جان ہی لے جائے گی
روؤ جب جب بھی لے جائے گی
تجھ پر اک دن خاک ڈالی جائے گی

عطر ملنے والو! ہر وقت سینٹ، خوشبوؤں میں رہنے والو! ہر وقت اچھے صاف ستھرے رہنے والو! ہر وقت شیشے میں منہ دیکھنے والو! خدا کی قسم تمام سر سے لے کر پاؤں تک سارے بدن کو کیڑے کھا جائیں گے۔

عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ جیسے صحابی جنازہ اٹھائے سعد بن ربیع کا چلے ہیں۔ مدینے کی گلیوں سے جنازہ گزر رہا ہے اور خاص بات یہ ہے کہ کسی کے جنازے کے ساتھ دوست چلیں گے، کسی جنازے کے ساتھ رشتہ دار چلیں گے، کسی جنازے کے ساتھ اولاد چلے گی، کسی جنازے کے ساتھ بھائی برداری چلے گی۔ سعد بن ربیع مبارک ہو تیرے جنازے کے ساتھ سرکار مدینہ ﷺ چل رہے ہیں۔ اس کی وجہ یہ نہیں کہ وہ بڑا دولت مند تھا، اس کی وجہ یہ نہیں تھی کہ یہ بہت بڑا وزیر تھا، اس کی وجہ یہ نہیں کہ یہ بڑا خوب صورت تھا۔ بل کہ اس کی وجہ یہ ہے کہ اس نے اللہ تعالیٰ کے نام پر قربانی دی ہے۔ ورنہ اس کی جان پلاسٹک کی نہیں تھی، ربڑ کی نہیں تھی، پتھر کی جان نہیں تھی، میرے تیرے جیسی جان تھیں، تکلیف ہوتی تھی، تلواریں لگیں، چھرے چلے، تیر لگے، زخم آئے، لہو بہا، تکلیف پہنچی۔

سرکار مدینہ ﷺ کو جب جنازے کے ساتھ چلتے دیکھا، حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ عجیب

صحابی تھا، نہ نوکری کرتا تھا، نہ مزدوری کرتا تھا، نہ کوئی کاروبار کرتا ہے۔ کسی نے پوچھا ابو ہریرہ تجھے بھوک نہیں لگتی؟ کہتا ہے جب زیادہ بھوک لگتی ہے میں اپنے آقا ﷺ کا چہرہ دیکھتا ہوں میری بھوک ختم ہو جاتی ہے، میری پیاس ختم ہو جاتی ہے، میری پریشانی ختم ہو جاتی ہے۔

سعد کے جنازہ میں فرشتے آئے:

وہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتا ہے کہ حضور ﷺ کو دیکھا سعد بن ربیع رضی الہ عنہ کے جنازے کے ساتھ چل رہے ہیں اور اپنے پیر اٹھا اٹھا کر، اپنے قدم مبارک اٹھا کر پیروں کی انگلیوں سے آپ چل رہے ہیں، ایڑیاں اٹھا کے آپ چل رہے ہیں۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے پوچھا میرے آقا! کانٹے نہیں، روڑے نہیں، پتھر نہیں، آپ ﷺ اس طرح سے تکلیف سے کیوں چل رہے ہیں، یہاں کوئی کانٹے تو ہیں نہیں؟ آپ اس طرح کیوں تشریف لے جا رہے ہیں، فرمایا:

"او ابو ہریرہ جو میں دیکھتا ہوں وہ تو نہیں دیکھ سکتا۔"

تجھے کیا معلوم ہے؟ سعدی بن ربیع رضی اللہ عنہ نے اسی کے قریب زخم کھا کر اللہ کے نام پہ جہاد کیا، قربانی دی اور پھر میری گود میں دم توڑا اور جنازے کا حال دیکھ رہے ہو تجھے کیا معلوم ہے، سعد بن ربیع کا جنازہ پڑھنے کے لیے اتنے نوری فرشتے آسمان سے آئے ہوئے ہیں، جنازے کے چاروں طرف قدم رکھنے کی گنجائش نہیں، اتنا فرشتہ آیا ہوا ہے جنازے کے لیے۔ اب دل تو تمہارا بھی کرتا ہے میرا بھی کرتا ہے کہ چلو زیادہ فرشتے نہ آئیں تھوڑے ہی آجائیں۔

پر وہ کام کون کرے، کون بیوی سے الگ ہو کر جان دے؟ کون بچوں کو چھوڑے؟ کون گھر بار کو چھوڑے اور سب کچھ چھوڑ کر محمد عربی ﷺ کے دین کا جھنڈا لے کر چلے۔ اس کی بلندی کے لیے چلے، کفر کو مٹاتا ہوا چلے، شرک و بدعت کو مٹاتا ہوا چلے، کون ایسا کرے؟

قبر میں حضرت مسکرائے:

جنازہ جنت البقیع میں پہنچا اس کے بارے میں حضور ﷺ نے فرمایا یہ جنت کا ٹکڑا ہے۔ اللہ پاک سب کو مدینے پاک کا دفن نصیب فرمائے (آمین)۔ آپ ﷺ نے فرمایا قبر میں اتار کر چلے آؤ، قبلہ رخ میں اپنے ہاتھوں سے خود کروں گا، قبر میں اتارنے والے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ جیسے، فاروق اعظم رضی اللہ عنہ جیسے، طلحہ رضی اللہ عنہ زبیر جیسے، کتنے بڑے جلیل القدر صحابی

رضی اللہ عنہ ہیں قبر میں اتار کر چلے آئے اور فرمایا قبلہ رخ میں اپنے رحمت والے ہاتھوں سے خود موڑوں گا۔ بھلا جس قبر میں سرکار ﷺ تشریف لائیں وہ قبر ہے یا جنت ہے، آپ ﷺ تشریف لے آئے قبر میں۔ جس کا سارا بدن کٹا ہوا ہے سارا بدن زخمی ہے، انگلی رکھنے کی گنجائش نہیں ہے، اس کا زخمی سر رحمت کائنات ﷺ نے قبلے کی طرف پھیرا، باہر تشریف لائے ہنستے ہوئے، مسکراتے ہوئے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے کسی نے پوچھا! حضور ﷺ کیا بات ہے؟ آپ ﷺ فرماتے ہیں: قبر بڑی خوف ناک جگہ ہے، بڑی وحشت ناک جگہ ہے، بڑی ڈراؤنی جگہ ہے، آپ ﷺ تو ہنستے ہوئے تشریف کیوں لائے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: سعد بن ربیع ہنس رہا تھا اسے دیکھ کر مجھے بھی ہنسی آ گئی۔

وہ کیوں ہنسا؟ فرمایا: جب جنت کی کھڑکی کھلی، جب جنت کا دروازہ کھلا، حوروں نے مبارک باد دی، جنت کا نظارہ آیا تو صحابی ہنسنے لگا، صحابی رضی اللہ عنہ کو دیکھ کر مجھے بھی ہنسی آ گئی۔ عرض کرنے کا مقصد یہ ہے کہ ہم اعمال صالحہ کریں اور آخرت کی فکر کریں۔

وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

غلامان محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ نَحۡمَدُہٗ وَنَسۡتَعِیۡنُہٗ وَنَسۡتَغۡفِرُہٗ وَنُؤۡمِنُ بِہٖ وَنَتَوَکَّلُ عَلَیۡہِ وَنَعُوۡذُ بِاللّٰہِ مِنۡ شُرُوۡرِ اَنۡفُسِنَا وَمِنۡ سَیِّاٰتِ اَعۡمَالِنَا مَنۡ یَّھۡدِہِ اللّٰہُ فَلَا مُضِلَّ لَہٗ وَمَنۡ یُّضۡلِلۡہُ فَلَا ھَادِیَ لَہٗ وَنَشۡھَدُ اَنۡ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحۡدَہٗ لَا شَرِیۡكَ لَہٗ وَلَا نَظِیۡرَ لَہٗ وَلَا مِثۡلَ لَہٗ وَلَا مُعِیۡنَ لَہٗ وَلَا وَزِیۡرَ لَہٗ وَلَا مُشِیۡرَ لَہٗ وَنَشۡھَدُ اَنَّ سَیِّدَنَا وَسَنَدَنَا وَنَبِیَّنَا وَشَفِیۡعَنَا وَھَادِیۡنَا وَمُرۡشِدَنَا وَمَوۡلَانَا مُحَمَّدًا عَبۡدُہٗ وَرَسُوۡلُہٗ اَرۡسَلَہٗ بِالۡحَقِّ بَشِیۡرًا وَّنَذِیۡرًا، وَاَصۡحَابِہٖ وَاَزۡوَاجِہٖ وَبَارِكۡ وَسَلِّمۡ تَسۡلِیۡمًا کَثِیۡرًا کَثِیۡرًا ○

اَمَّا بَعۡدُ! فَاَعُوۡذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیۡطٰنِ الرَّجِیۡمِ ○ بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ○ "قُلۡ اِنۡ کُنۡتُمۡ تُحِبُّوۡنَ اللّٰہَ فَاتَّبِعُوۡنِیۡ یُحۡبِبۡکُمُ اللّٰہُ وَیَغۡفِرۡ لَکُمۡ ذُنُوۡبَکُمۡ ؕ وَاللّٰہُ غَفُوۡرٌ رَّحِیۡمٌ ﴿۳۱﴾ قُلۡ اَطِیۡعُوا اللّٰہَ وَالرَّسُوۡلَ ۚ فَاِنۡ تَوَلَّوۡا فَاِنَّ اللّٰہَ لَا یُحِبُّ الۡکٰفِرِیۡنَ ﴿۳۲﴾" (آل عمران: ۳۱، ۳۲)

صَدَقَ اللّٰہُ مَوۡلَانَا الۡعَلِیُّ الۡعَظِیۡمُ ○ وَبَلَّغَنَا رَسُوۡلُہُ النَّبِیُّ الۡکَرِیۡمُ وَنَحۡنُ عَلٰی ذٰلِكَ لَمِنَ الشّٰھِدِیۡنَ وَالشّٰکِرِیۡنَ وَالۡحَمۡدُ لِلّٰہِ رَبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ ○

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیۡتَ عَلٰی اِبۡرَاھِیۡمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبۡرَاھِیۡمَ اِنَّكَ حَمِیۡدٌ مَّجِیۡدٌ ○ اَللّٰھُمَّ بَارِكۡ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکۡتَ عَلٰی اِبۡرَاھِیۡمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبۡرَاھِیۡمَ اِنَّكَ حَمِیۡدٌ مَّجِیۡدٌ ○

تجھے اے بلبل نادان نوا سوجھی ہے گانے کی
مگر مجھ کو پڑی ہے فکر تیرے آشیانے کی
یہ گل چیں بادباں صیاد سب تیرے کرم فرما

لیے بیٹھے ہیں دل میں حسرت تیرے مٹانے کی
قفس بھی مقراض بھی بالکل نئے ہوں گے
نئی ترکیب ہوگی تجھ کو پھندے میں پھنسانے کی
اگر گلشن میں رہنا ہے تو بدل لے تو ڈھنگ اپنا
سماعت پھر نہ ہوگی کسی حیلے بہانے کی

باعث فخر اور باعث مسرت بات ہے کہ میں اور آپ سب حضرات امام الانبیا محبوب کبریا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی تشریف آوری اور آپ کی ولادت کا دن منا رہے ہیں۔

قرآن اور صاحب قرآن:

سرکار دو جہاں حضرت محمد کریم ﷺ کی سیرت اور آپ کی تعریف کون کرسکتا ہے۔ خدا جن کا ثناء خواں ہو، ان کی سیرت کو مکمل کون کرے گا۔ تورات میں تعریف، انجیل میں تعریف، زبور میں تعریف، ساری انسانیت تو کیا چاند، سورج، ستارے بھی ابھی پیدا نہیں ہوئے، آسمان زمین نہیں، اللہ پاک جل شانہ نے جلسہ بلایا انبیا علیہم السلام کا، اور آمنہ کے لعل ﷺ کی سرداری کا عالم ارواح میں اعلان فرمایا۔

وہ ذات مقدس جو عرب کی سرزمین سے ایک بہت بڑا پیغام لے کر، ایک عظیم مشن لے کر، انسانوں کی کامیابی کا طریقہ لے کر، اس دنیا میں تشریف لائے۔

گویا اللہ پاک کا قرآن کریم یہ کسی انسان کا کلام نہیں، کسی فرشتے کا کلام نہیں، کسی ذات کا کلام نہیں، یہ پروردگار عالم کا کلام ہے۔ جو محمد عربی ﷺ کی ذات پر اللہ پاک نے نازل فرمایا۔ آج اس کی صورت، تبرک نہ بناؤ، یہ لائحہ عمل ہے، یہ دستور العمل ہے، یہ دستور زندگی ہے، یہ معاشرت اور مباشرت، ساری زندگی کے شعبہ جات پر حاوی ہے۔

خدا کی قسم! جن لوگوں نے الم سے والناس تک قرآن کو اپنایا تھا، پوری دنیا ان کے سامنے جھکا دی گئی۔

حضور ﷺ کی ساری جماعت کامیاب:

اور نگاہِ نبوت نے جو جماعت تیار کی، حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی پوری جماعت جناب صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے لے کر بلال حبشی رضی اللہ عنہ تک ایک لاکھ ۲۴ ہزار صحابہ

کرام رضی اللہ عنہم سب، ساری جماعت پکی، ساری جماعت سچی، ساری جماعت حق والی، اس لیے کہ سارے کملی والے کے شاگرد تھے۔

مسلمانو! غور کرو، پرائمری سکول میں پڑھنے والے بچے پاس، مڈل سکول میں پڑھنے والے بچے پاس، ہائی سکول میں پڑھنے والے بچے پاس، کالج میں پڑھنے والے بچے پاس، کملی والے کے شاگرد کیسے فیل ہو جائیں گے؟

محمد عربی ﷺ نے دار العلوم قائم فرمایا۔ یونی ورسٹی قائم فرمائی۔ محمدی یونی ورسٹی قائم ہوئی اور جس کا نصاب تعلیم عرش عظیم سے آیا۔

اس کالج کا کیا کہنا، اس دار العلوم کا کیا کہنا جس کا پرنسپل کملی والا ہو، اور طلبہ وطالبات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ہیں۔

اللہ پاک نے فرمایا میرے محبوب ﷺ! اب امتحان ان کا کون لے، آپ نے ان کو تیار کر دیا۔ آپ نے ان کو پڑھا دیا۔ ان کے دلوں کی صفائی کر دی۔ ان کے اندر سے شرک وبدعت کو نکال دیا۔ کفر ونفاق کو نکال دیا۔ توحید کا خزانہ جمع کر دیا۔ قوت بڑھا دی۔ جذبہ جہاد بلند کر دیا۔ اب ان کا امتحان کون لے۔

اگر فرشتوں سے امتحان دلوائیں، تو میرے محبوب ﷺ! تیری بھی توہین ہے، میری بھی توہین ہے، اس لیے امتحان میں لوں گا۔

فرمایا: اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ امْتَحَنَ اللّٰهُ. میں خدا نے امتحان لیا،

لباس کا نہیں، کھانے پینے کا نہیں، قُلُوْبَهُمْ لِلتَّقْوٰى. میں نے ان کے دلوں کا امتحان لیا۔ نیتوں کا امتحان لیا۔ ارادوں کا امتحان لیا۔ للتقوی پرہیز گاری ملی، میرا ڈر ملا، میرے محبوب ﷺ کی غلامی ملی۔

الٰہی! پھر ان کو ڈویژن کون سی دی؟

فرمایا: لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّاَجْرٌ عَظِيْمٌ - میری رضا ان کے لیے، میری بخشش ان کے لیے، میرا لطف ان کے لیے، میری مہربانی ان کے لیے، میری جنت ان کے لیے، لوگو! یہ میرے لیے، میں ان کے لیے۔

حضور ﷺ پر ظلم کے پہاڑ:

قربانیاں دی ہیں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے، حضور ﷺ کی ذات پاک ہے مکہ پاک میں، چاروں طرف سے کفار نے گھیرا ڈالا ہوا ہے، کوئی ہڈی مارتا ہے، کوئی پتھر مارتا ہے، کوئی روڑا مارتا ہے۔ چاروں طرف سے مارنے والوں کا مجمع ہے۔ کوئی روکنے والا نہیں، کوئی ٹوکنے والا نہیں ،کوئی پوچھنے والا نہیں۔

سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کو کسی نے آواز دی۔ اے زینب رضی اللہ عنہا! تم کہاں چلی گئی۔ تیرے ابا کو لوگوں نے مار ڈالا۔ پانی کا پیالہ لے کر دوڑی۔ اور دوڑی آتی ہے۔ اور آ کر ابا کا حال دیکھ کر لپٹ گئی۔ مالک کائنات کی قسم! علما کرام نے لکھا ہے۔

لوگوں نے اتنا مارا، بیٹی کے کپڑے بھی خون آلودہ ہو گئے۔

اور مکے والوں سے پوچھا ہے اے مکے والو! میرے ابا کو نہ مارو۔ قصور بتاؤ؟ جرم بتاؤ؟ میرے ابا کا گناہ بتاؤ؟ کیا بات ہے، اگر تمہارا قرض میرے ابا نے دینا ہو، نہ مارو، میں مزدوری کر کے چکا دوں گی۔ میں تمہارا قرضہ پورا کر دوں گی۔ یتیم مکہ کو نہ مارو۔

علما نے لکھا ہے: حضور کریم ﷺ زمین پر تشریف فرما ہوئے۔ پانی کا پیالہ اٹھایا، منہ میں پانی لے کر جو کلی کی تو منہ سے لہو آیا۔

آج جو ایمان، جو قرآن، جو اسلام، مسلمانوں کو نہیں بھاتا، راس نہیں آتا۔

کوہاٹ کے مسلمانو! خدا کی قسم! اس قرآن کے لیے کملی والے کا لہو بہایا گیا۔

ایک دن کی بات نہیں۔ ۲۳ برس میں ایک وقت بھی پیٹ بھر کر کھانا نہ کھایا۔ رات دکھوں میں کٹی، دن دکھوں میں کٹا، رات دن پریشانی ہی پریشانی ہے۔ پانچ پانچ دن کا فاقہ ہے۔

بیٹی نے پوچھا کہ ابا! یہ جو نہیں بتاتے، آپ ہی بتائیں کہ کیا بات ہے، یہ مارتے کیوں ہیں؟

فرمایا لخت جگر تیرا ابا ان کو دوزخ سے نکال کر جنت کا وارث بنانا چاہتا ہے۔ اس لیے مار رہے ہیں۔

ابا! پھر چھوڑ وان کو، رہنے دو۔

فرمایا نہیں:

"وَاَنْذِرْ عَشِيْرَتَكَ الْاَقْرَبِيْنَ"

مجھے میرے خدا نے خود حکم دیا ہے میرے محبوب ﷺ میرا قرآن سناتا جا، پتھر کھاتا جا، انجام اچھا ہوگا۔ تیری جماعت کو غالب میں کروں گا۔

بازار سے تشریف لائے ہیں حضور اکرم ﷺ اور سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا خاتون جنت کو آواز دی، لخت جگر!

جی ابا! سامنے آؤ۔ پانی لاؤ۔ سمجھی میرے ابا کو پیاس لگی ہوگی۔ پانی جو طلب کر رہے ہیں، یا وضو فرمائیں گے۔ پانی لے کر حاضر خدمت ہوئیں۔ تو سر مبارک جھکا دیا۔ فرمایا لخت جگر! کسی نے میرے سر پر گندگی پھینک دی۔ پانی لاؤ اور دھو ڈالو۔

اندازہ لگاؤ جو قرآن آج مسلمانوں کو راس نہیں آتا، اس قرآن کی وجہ سے اس چہرے پر لوگوں نے گند پھینکے، جس چہرے کی قسمیں خود قرآن نے کھائیں:

"وَالضُّحٰی، وَالَّیْلِ اِذَا سَجٰی"

میرے محبوب ﷺ! تیرے چمکتے چہرے کی قسم، تیری زلفوں کی سیاہی کی قسم۔

ارے اس چہرے پر لوگوں نے گند پھینکے اس قرآن کی وجہ سے، اس چہرے کی اللہ نے قرآن میں قسمیں کھائی ہیں۔

حرم محترم ہے۔ بیت اللہ شریف ہے۔ جناب صدیق اکبر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں نے شور سنا، میں بیت اللہ کی طرف نکلا، حرم محترم کی طرف نکلا، میں نے دیکھا، سارا مکہ مارنے والا، ایک کملی والا مار کھانے والا، کس نے نہیں مارا، خود ارشاد فرماتے ہیں:

سر سے لے کر پاؤں تک جسم کا کوئی حصہ ایسا نہیں، جہاں سگے چچا کے ہاتھ کا پتھر نہ لگا ہو۔ چچا نے پتھر نہ مارا ہو۔

اور مارا کس نے نہیں، اپنوں نے مارا، غیروں نے مارا، عورتوں نے مارا، بچوں نے مارا، بوڑھوں نے مارا، جوانوں نے مارا، طائف کی بستی کے بچوں نے شہنشاہ کائنات ﷺ کو مارا۔

حضور ﷺ کی امت سے محبت:

آج ہم ساری قربانیوں کو پسِ پشت ڈال کر یہودیوں کی سازشوں کے آلہ کار بنتے ہیں۔ کوئی کدھر کی بات کرتا ہے، کوئی کدھر کی بات کرتا ہے، قیامت میں تم کیا جا کر منہ دکھاؤ گے۔

حدیث پاک میں آتا ہے: علما موجود ہیں، اللہ تعالیٰ نے فرمایا میرے محبوب ﷺ! دو باتوں

میں سے ایک بات پسند کرو۔ تیری آدمی امت کو میں بغیر حساب کے جنت میں بھیج دوں گا۔ جنت عطا کردوں گا۔ اور آدمی کا حساب کتاب لوں گا۔ یا آپ شفاعت کا جھنڈا لے لیں۔ یا میری ذمہ داری پر آدمی امت کو بغیر حساب کے جنت میں منظور کرلو۔ آدمی کا حساب کتاب لوں گا۔ یا پھر شفاعت کا تاج لے لو۔

حضور ﷺ نے عرض کیا میرے اللہ! میں آدمی کیوں، میں اس وقت تک راضی نہیں ہوں گا جب تک ایک ایک امتی کو جنت میں نہ لے جاؤں۔ مجھے تو شفاعت کا تاج پسند ہے۔ میں تو تیرے دروازے پر سجدے کروں گا۔ عاجزی کروں گا۔

مشکوۃ شریف میں حدیث ہے: میں اتنا لمبا سجدہ کروں گا کہ سات دن اور آٹھ راتوں کا وقت بیت جائے۔

اور عاجزی کر کر کے ایک ایک امتی کو جنت میں ساتھ لے کر جاؤں گا۔

حرم کعبہ میں حضور ﷺ پر ستم:

سرور کائنات ﷺ کو لوگوں نے بیت اللہ میں مارا۔ خانہ کعبہ میں مارا، ادھر دھکا، اُدھر دھکا، صدیق اکبر رضی اللہ عنہ آگے بڑھے، اور آواز لگائی:

اتقتلون رجلا، کیا تم اس آدمی کو قتل کرنا چاہتے ہو جو اتنی بات کرتا ہے،

ان یقول ربی الله، اللہ میرا رب ہے، اور وہ بڑا بے نیاز ہے، وہی پالنے والا ہے اسی کی شہنشاہی ہے یہ سارا نظام کائنات چل رہا ہے۔

اک ظالم اٹھتا ہے اسی مجمع میں سے اور محمد کریم ﷺ کے پیارے گلے میں کپڑا ڈالتا ہے، اور اتنے بل چڑھاتا ہے کہ سرکار ﷺ کی آنکھیں باہر آگئیں۔

ایک اور اُٹھا اس نے کپڑا ڈالا اتنا زور سے جھٹکا مارا کہ حضور ﷺ کے منہ میں جھاگ آگئی۔

صرف خدا سے مانگو:

میں کیا کہنا چاہتا ہوں، جس نبی ﷺ نے اتنے دکھ اٹھائے ہیں اس ایمان کے لیے، اس یقین کے لیے، جس قرآن کے لیے، جس اسلام کے لیے، آج تم اس کو مسجد میں قید کرتے ہو، آج تم نے اس قرآن کو مُردوں کے لیے رکھا ہوا ہے۔

ہوائی جہاز زندوں کے لیے، موٹر زندوں کے لیے، یہ پارک زندوں کے لیے، یہ بازار

زندوں کے لیے، یہ سبزیاں ترکاریاں زندوں کے لیے، یہ پھل زندوں کے لیے، یہ زمین وآسمان زندوں کے لیے۔

اور خدا کا قرآن مردوں کے لیے۔اس سے بڑا کیا ظلم ہوگا۔کیا قہر ہوگا، کہ ہم قرآن کو تبرک کے طور پر رکھے ہوئے ہیں۔

جب تک ہماری عدالتوں میں، ہماری مارکیٹ میں، ہمارے معاشرے میں، اللہ کا قرآن نہیں آئے گا۔خدا کی قسم! نہ تمہیں یہودی بچا سکتے ہیں، نہ کوئی کافر تمہاری حفاظت کر سکتا ہے، امداد آئے گی خدا کی طرف سے آئے گی۔

حضرت خالد رضی اللہ عنہ کا اعزاز:

ایک ایک صحابی نے کمال کر دیا ہے۔حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ جیسا بہادر، ایک سو پچیس جنگیں لڑی ہیں۔اور ایک میں بھی شکست نہیں کھائی۔ایک میں بھی نہیں مرا۔

منفرد اعزاز:

بل کہ ایک جنت کے موقع پر لاکھوں کا مجمع ہے کفار کا، ان کا جو جرنیل تھا وہ خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو کہنے لگا کہ تم ڈرتے ہی نہیں، تم بلا ہو، بھوت ہو، جن ہو، تم کیا چیز ہو؟

کہنے لگے بندے ہیں اللہ کے!

کفار کا جرنیل کہنے لگا کہ ہم لاکھوں کی تعداد میں آکر پھر بھی تم سے ڈر رہے ہیں۔تم کیا چیز کھاتے ہو، کیا کشتہ کھاتے ہو؟

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہاں کشتہ بڑا اہم ہے۔ہم کھاتے ہیں، اچھا مجھے بھی کھلا۔ کہنے لگے یہ کشتہ غسل کر کے کھایا جاتا ہے۔اس کو غسل کرایا، وضو کرایا۔فرمایا: وہ کشتہ یہ ہے: اشھد ان لا الہ الا اللہ واشھد ان محمد رسول اللہ. اقرار کر کہ اللہ کے سوا معبود کوئی نہیں، اور کملی والے کے سوا ختم نبوت کے تاج والا کوئی نہیں!

جو اس نے کلمہ پڑھا۔تو کہنے لگا: صدقت یا خالد، اے خالد رضی اللہ عنہ! تو نے سچ کہا، جب میں نے یہ کشتہ کھا لیا اب میری رگوں کا خون بدل گیا، میرے ارادے بدل گئے، میرے عزائم بدل گئے، میرا پروگرام بدل گیا۔میں اس کلمہ حق کو غالب کرنے کے لیے اپنی فوج کے ساتھ جا کر ٹکراتا ہوں۔

اس نے کہا کہ ابھی تو تم نئے ہو۔ کوہاٹ جائے گا۔ کوئی پاس کرے گا، کوئی کام سیکھے گا، پھر جائے گا۔

مدینہ پاک میں جا قرآن سیکھ۔ نماز سیکھ، کہنے لگا تم نے یہ کشتہ بہت پرانا کھا رکھا ہے، تم نے اس کی طاقت کو پچایا ہوا ہے، میں نہیں پچا سکتا۔

تلوار اٹھائی اور اپنی فوج کے سامنے جا کر کہتا ہے اللہ اکبر! آؤ مقابلہ کرو۔ محمد ﷺ کا غلام آ گیا ہے۔ اپنی فوج سے مقابلہ کرتے کرتے دنیا سے رخصت ہو گیا۔

علما لکھتے ہیں: نہ ایک نماز پڑھی، نہ زکوٰۃ دی، نہ روزہ رکھا، ابھی کلمہ پڑھا اور جنت میں داخل ہو گیا۔

ان لوگوں نے کابل سے لے کر طرابلس کے علاقے فتح کر کے دیے۔ افریقہ اور براعظم تمہیں لے کر دیا۔ تم ان کی چغلی کرتے ہو، ان کا گلہ کر کے تم کس طرح کامیاب ہو سکتے ہو؟

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی حالتِ فاقہ:

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی وہ ذات ہے جس نے مال بھی، آل بھی، جان بھی، سب کچھ قربان کر دیا۔ مدینہ پاک میں، مسجد نبوی میں دوپہر کا وقت ہے۔ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ بیٹھے ہیں۔ فاروق اعظم رضی اللہ عنہ تشریف لائے۔ پوچھا صدیق رضی اللہ عنہ کس لیے بیٹھے ہو؟ کہا دو دن کے فاقے نے تنگ کر دیا۔ مسجد میں آ بیٹھا ہوں۔

فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے فرمایا میرا بھی تین دن کا فاقہ ہے۔ جناب محمد عربی ﷺ تشریف لائے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ تم یہاں کیسے بیٹھے؟

انہوں نے کہا کہ بھوک نے تنگ کر دیا۔ کھانے پینے کے لیے نہیں ہے۔ آپ ﷺ کی آنکھوں میں آنسو آ گئے۔

اور فرمایا میرا آج پانچ دن کا فاقہ ہے۔ تینوں حضرات اکٹھے ہو کر حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ کے مکان پر پہنچے۔ وہاں جا کر پتہ چلا کہ حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ گھر پر نہیں، گھر والی نے کہا کہ گھر والا نہیں، تو گھر والی تو ہے، تشریف رکھیں۔ آپ کھانا کھا کر جائیں۔

کھانا تیار کیا گیا۔ حضور ﷺ کے سامنے جب کھانا رکھا گیا۔ آنکھوں میں آنسو آ گئے۔ فرمایا پانچ دن کا فاقہ تو میرا ہے۔ میری فاطمہ رضی اللہ عنہا کا نہ جانے کتنے دنوں کا فاقہ ہے۔ پہلے اسے بھی کھانا پہنچا کر آؤ۔

شعب بنی ہاشم کی قید اور ستم:

میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ شعب ابی طالب کے زمانے میں اڑھائی برس تک صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے حضور ﷺ کا دامن پکڑے پکڑے

کھانا نہ ملا، روٹی نہ ملی، گوشت نہ ملا، سبزی نہ ملا، ترکاری نہ ملی، دودھ نہ ملا، درختوں کے پتے چبا چبا کر اڑھائی برس گزر گئے۔ لیکن کملی ﷺ والے سے بے وفائی نہ کی۔

بعض عورتوں کی گود میں شیر خوار بچے تھے۔ جب اماں کو کھانا نہ ملا، بھوک آئی، پیاس آئی، نور نظر، لخت جگر، ماں کی گود میں تڑپ تڑپ کر دم توڑ رہا ہے اور ماں آسمان کی طرف منہ کر کے کہتی ہے:

یہ ایک بچہ مر رہا ہے۔ سو بچے مر جائیں، مولا! میں تیرے نبی ﷺ کا دامن چھوڑنے کو تیار نہیں۔

کتنے بچے اس شعب ابی طالب کی قید کاٹتے کاٹتے مر گئے۔ کسی نے اسلام کو پیٹھ نہ کی۔ قرآن کو پشت نہ کی۔ ایسے پکے لوگ تھے۔

حضرت سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کے پاس حضور اکرم ﷺ کھڑے ہیں۔ آپ ﷺ نے حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کو دیکھا کہ رو رہی ہیں۔ پوچھا میری خدیجہ رضی اللہ عنہا! تو تو بڑی جگرے والی مائی ہے، تو تو بڑے گردے والی مائی ہے، کبھی روئی نہیں۔ آج کیوں رو رہی ہے؟ فرمانے لگی میں آخر ماں ہوں، میری بیٹیوں کی بھوک کی وجہ سے آواز تک نکلنی بند ہو گئی۔

سرکار ﷺ کی طبیعت پر اثر ہوا۔ جنگل کی طرف تشریف لے چلے۔ ایک صحابی رضی اللہ عنہ نے ہدیہ پیش کیا۔ واپس تشریف لائے۔ اپنی بیٹیوں کو نام لے لے کر بلایا اور اپنی بیٹیوں کو جھاڑیوں کے پتے اپنے رحمت والے ہاتھوں سے تقسیم فرمائے۔ اور فرمایا فاطمہ رضی اللہ عنہا! اے رقیہ رضی اللہ عنہا! اے ام کلثوم رضی اللہ عنہا! اے زینب رضی اللہ عنہا! یہ جھاڑیوں کے پتے کھاؤ۔ خدا کا قرآن پڑھو۔

نبی ﷺ کے خاندان نے جھاڑیوں کے پتے چبا چبا کر خدا کا قرآن پڑھا۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا ایمان معیار ہے:

قرآن کریم نے حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی عزت وناموس کا وہ مقام بتایا۔ فرمایا:

"فَاِنْ اٰمَنُوْا بِمِثْلِ مَآ اٰمَنْتُمْ بِهٖ فَقَدِ اهْتَدَوْا ۚ" (البقرۃ:۱۳۷)

اس طرح ایمان لاؤ، جیسے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ ایمان لائے، جیسے فاروق اعظم رضی اللہ

عنہ ایمان لائے، جیسے عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ ایمان لائے، جیسے علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ ایمان لائے، اور جیسے سارے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ایمان لائے۔

عمر رضی اللہ عنہ سے کون جدا ہو:

اور یہ جو فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی ذات ہے۔ یہ تو بڑی نرالی ہے، اس کا نام اللہ نے ایسا رکھا، اس سے کوئی جدا ہو ہی نہیں سکتا۔

سارے صحابہ رضی اللہ عنہم مجاہد تھے:

سارے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم مجاہد تھے، غازی تھے، بہادر تھے، کیوں کہ تیار کیے تھے محمد عربی ﷺ کی ذات نے، ایک ایک مجاہد بنایا۔

سارے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اس قدر دکھوں سے دوچار ہوئے، کوئی ان کو پریشانی نہ آئی۔ اس بات کی کہ ہمارا انجام کیا ہوگا، بے پرواہ ہو کر انجام سے یہ لوگ باطل سے ٹکرائے، شرک سے ٹکرائے، کفر سے ٹکرائے، قیصر و کسریٰ کی طاقت سے ٹکرا کر اس کو پاش پاش کر دیا محمد ﷺ کے غلاموں نے۔

آج ہم کسی کا انتظار کرتے ہیں، کبھی روس کا، کبھی امریکہ کا۔ وجہ یہ ہے کہ ہم نے قرآن کو چھوڑا ہے، نتیجتاً ہم ذلیل ہو رہے ہیں۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے خدا راضی ہے:

قرآن کریم نے ان حضرات کے بارے میں ایک دو جگہ نہیں، صفحات کے صفحات، سورتوں کی سورتیں نازل فرمائیں۔ یہ تو اتنے اونچے لوگ ہیں: "رضی اللہ عنہم ورضوا عنہ"

غزوہ احد اور شہادت حمزہ رضی اللہ عنہ:

غزوہ احد میں حضور ﷺ کو زخم آئے۔ دھکا دیا کافروں نے، آپ ﷺ گرے، دندان شہید ہوئے، لہو کی کلیاں کر رہے ہیں۔ زخمی ہیں، ستر کے قریب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی جماعت شہید ہوگئی۔

بخاری میں ہے سرکار ﷺ کو خبر ملی کہ میرا پیارا چچا بھی شہید ہو گیا۔ وہاں تشریف لے چلے۔ اور جا کر دیکھا، سرکار ﷺ چکر کھا کر زمین پر گر گئے۔ دیکھنے والا منظر نہ تھا۔ چچا کے چہرے پر نظر ڈالی، ناک نہیں، ادھر اُدھر نظر ڈالی تو دونوں آنکھیں نہیں۔ نیچے کو نظر کی تو دونوں لب نہیں۔

منہ میں دیکھا تو زبان نہیں۔ پیٹ میں جگر اور کلیجہ نہیں۔ دونوں ہاتھ نہیں۔ دونوں پیر نہیں۔ گیارہ ٹکڑے ہیں سید الشہداء سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ کے!

اس قرآن کے لیے، اللہ کی توحید کے لیے، اسلام کی عظمت کے لیے، کفر کو مٹانے کے لیے، پیغمبر ﷺ کے چچا کے گیارہ ٹکڑے ہو گئے۔ کپڑے بھی اتار لے گئے کافر لوگ۔

رحمۃ للعالمین ﷺ کے سامنے صحابہ رضی اللہ عنہم روتے ہوئے آئے کہ اب کفن کا معاملہ بھی یہ ہے کہ جن ٹکڑوں کو جمع کیا ہے اور ایک کفن کی چادر ہے وہ بھی پوری نہیں آئی۔

فرمایا سر کو ڈھانپ دو۔ میرے پیارے چچا کے پاؤں کی طرف گھاس ڈال دو۔

اتنی بڑی قربانی دینے کے باوجود کفن بھی پورا نہیں۔ ٹکڑے ہوئے اور یوں گھاس پاؤں پر ڈال کر پیغمبر ﷺ کے پیارے چچا کو دفن کر دیا گیا۔

آج جب لوگ احد پہاڑ کے قریب جاتے ہیں تو زبان حال سے سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں او کلمہ پڑھنے والو! ادھر آؤ کلمہ پیارا ہے، اسلام پیارا ہے، ایمان پیارا ہے، قرآن پیارا ہے تو میری طرح ٹکراؤ اس طرح اسلام باقی رہے گا، ورنہ نہیں۔

انگریز کے دل دادہ:

انگریزی برتنوں میں کھانا کھانا، آج لوگ انگریز کے لباس کو اتنا پیار کرتے ہیں، دین دار طبقہ بگڑ گیا۔

اور جو تم اخبارات میں پڑھتے ہو فلاں سر فلاں سر، انگریز کے زمانے کے سر، ان کے پیر نہیں ہیں۔ انگریز کی منڈی میں القاب سستے نہ تھے، قوم سے غداری کی، ملک سے غداری کی، ایمان سے غداری کی، محمد عربی ﷺ کے فرمان سے غداری کر کے لوگوں نے القاب حاصل کیے، ان کی پہچان رکھو۔ ان کے خاندان کو پہچانو۔ یہ کون ہیں کہ جو قوم و ملک سے غداری کرنے والے ہیں۔

حضرت لاہوری رحمہ اللہ کا اعزاز:

الحمد للہ! ہم ان بزرگوں کے غلام ہیں۔ قطب عالم حضرت مولانا احمد علی لاہوری رحمہ اللہ، جس نے ساری زندگی بے نماز کے ہاتھوں کا ٹکڑا نہ کھایا۔

ہم بزرگوں کے غلام ہیں:

میں ان بزرگوں کو مانتا ہوں۔ پیر عبد الہادی دین پوری رحمہ اللہ، جس نے ساری زندگی بے

نماز کے ہاتھ کا پانی نہیں پیا۔

اور آج ہمیں نمازی کے ہاتھ کی روٹی نصیب نہیں۔ نمازی کے ہاتھ سے روٹی مل جائے؟ توبہ کرو۔ کہاں سے ملے گی، کیوں کر ملے؟ ہم نے وہ حالات ہی پیدا نہیں کیے۔

جانور جن کے غلام ہوئے:

محمد عربی ﷺ کی پوری جماعت نے اس قدر جانفشانی اور اس قدر محنت کی ہے اس قرآن کے لیے، اس ایمان کے لیے، کتابیں بھری پڑی ہیں۔

احادیث کی کتب کا مطالعہ کرو۔ قرآن کریم کی تفاسیر کو دیکھو کہ محمد کریم ﷺ کے غلاموں نے کس قدر تکالیف اُٹھائیں۔

مدینہ میں خبر ملی کہ شام کی طرف جانے والا راستہ جو ہے اس میں شیر بیٹھا ہے، راستہ روک رکھا ہے۔ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے نہ تلوار لی، نہ تیر لیے، نہ کوئی ہتھیار لیا، نہ لاٹھی لی، کچھ بھی نہیں لیا۔ گئے اور جا کر شیر کا کان پکڑ کر فرمایا تجھے شرم نہیں آتی۔ تو کملی والے کے غلاموں کا راستہ روک کر بیٹھا ہے۔

تاریخ شاہد ہے کہ شیر دم ہلاتا ہوا جنگل کو نکل گیا۔ جنگل کا جانور شرما گیا، تم کب شرماؤ گے۔

پانی نے صحابہ رضی اللہ عنہم کی غلامی کی:

صحابی رضی اللہ عنہ ہے رسول اکرم ﷺ کا، قیادت کر رہا ہے لشکر کی، اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا لشکر ہے۔ دریا دجلہ چل رہا ہے، پانی ہے، طغیانی ہے، سیلاب ہے، کیسے پار جائیں۔

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے دریا کے کنارے پر کھڑے ہو کر آواز لگا دی اے دریا! ہم غلام ہیں محمد عربی ﷺ کے اور دریا پار کرنا چاہتے ہیں۔ ہمیں راستہ چاہیے۔

تاریخ شاہد ہے کہ دریا نے محمد ﷺ کے غلاموں کو سڑکیں بنا کر پیش کر دیں۔

اور جب پار نکل گئے۔ ایک بوڑھے صحابی رضی اللہ عنہ کو حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے دیکھا کہ رو رہا ہے۔ پوچھا کیوں؟ اس نے کہا کہ ایک لکڑی کا پیالہ سرکار مدینہ ﷺ نے مجھے عطا فرمایا تھا ہدیہ، دریا میں سے گزرتے گزرتے وہ دریا میں گر گیا۔ مجھے دکھ ہے اس بات کا، میں مرجاتا مجھے غم نہ تھا۔ زندگی میں حضور ﷺ کا ہدیہ چھن گیا۔

حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے یہ نہیں فرمایا کہ صبر کر کوئی بات نہیں تیرے مقدر میں اتنے دن کا استعمال تھا، اب خیر ہے۔

نہیں بل کہ دریا کو آواز دی۔

یاایھا البحر ، اے دریا! ہم غلام ہیں محمد عربی ﷺ کے اور اس کا پیالہ تیرے اندر چلا گیا۔ میں تجھے حکم دیتا ہوں پیالہ واپس کر۔

ابن ہشام لکھتے ہیں کہ دریا کی لہر آئی اور پیالہ صحابی رضی اللہ عنہ کے پاؤں میں آ کر پڑا۔

جانور جنگل خالی کر گئے:

یہی جماعت افریقہ میں پہنچی۔ شام ہوئی، قیام کرنا چاہتی ہے۔ ٹھہرنا چاہتی ہے، پتہ چلا یہاں شیر بڑے ہیں، یہاں چیتے بڑے ہیں، یہاں گیدڑ بڑے ہیں، ہاتھیوں کی بڑی کثرت ہے، کھا جائیں گے۔

یقین دیکھو جو یقین محمد کریم ﷺ نے ان کا بنایا۔ جو ان کا مزاج بنایا۔ جو ان کے حالات بنائے۔ ان کی طبیعت بنائی۔ ایک صحابی رضی اللہ عنہ وضو کرتا ہے، دو رکعت نماز پڑھ کر درخت پر چڑھتا ہے، اور آواز لگاتا ہے او جنگل کے جانورو! ہم غلام ہیں محمد عربی ﷺ کے، اور ہم یہاں ٹھہرنا چاہتے ہیں۔ میں حکم دیتا ہوں، ۲۴ گھنٹے کے بعد جو یہاں مل جائے ہم اس کو قتل کر دیں گے۔

تاریخ شاہد ہے سارے جانور جنگل خالی کر گئے، جانور شرماتے ہیں، چیتے شرماتے ہیں، ہاتھی شرماتے ہیں، تمہیں شرم نہیں آتی محمد کے غلاموں کا گلہ کرتے ہوئے۔ ان کو آفرین کہو، ان کو مرحبا کہو۔

حضور ﷺ کے آخری لمحات:

مدینہ پاک میں حضور ﷺ کا آخری وقت ہے۔ مسجد نبوی ہے، تشریف لائے۔ لوگو! جس کا میں نے قرضہ دینا ہے وہ اپنا قرضہ وصول کرے۔ جس کو میں نے مارا ہو وہ اپنا بدلہ لے لے۔ کل قیامت میں شرمندہ نہ کرے۔ نبی ہو کر قیامت کا کتنا فکر!

اس کے بعد آپ ﷺ حجرہ میں تشریف لائے۔ دیوانوں پر، پروانوں پر قیامت ٹوٹ پڑی۔ ارے جس کے پیچھے گھر لٹایا، وطن قربان کیا، سب کچھ قربان کیا، اپنے بچوں کو نیزوں پر چڑھایا، آج ان سے جدائی کا وقت آ رہا ہے۔

بارہ ربیع الاول آج کا دن صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے کملی والے کی جدائی کا وقت ہے، غمناک ہے سارا مدینہ!

آخری وقت بالکل قریب آیا۔ فرمایا میری عائشہ رضی اللہ عنہا! ٹھنڈے پانی کا پیالہ لا، سمجھی

پیاس لگی ہوگی، پانی پئیں گے، پانی لے کر حاضر خدمت ہوئیں، رکھ دیا۔

رحمت والا ہاتھ پانی کے پیالے میں بھگو بھگو کر چہرہ انور پر چھینٹے مارنے لگے۔

سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا موجود ہیں۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بھی موجود ہیں، پریشان ہوگئیں، میرے محبوب ﷺ! کیا ہی؟

فرمایا میری عائشہ رضی اللہ عنہا! تو نہیں جانتی۔ موت کتنی گھبراہٹ والی شے ہے۔

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جب سارے وجود پر پسینہ آیا تو میں دیکھ رہی تھی۔ مجھے اپنی موت پر آسانی کی کوئی تمنا نہ رہی۔

آج جس نبی ﷺ سے عوام الناس اور خواص مل کر بے وفائی کر رہے ہیں۔ اماں عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں۔ آواز بند ہوگئی، سانس چل رہی تھی، لب حرکت کر رہے تھے۔ فرماتی ہیں کہ میں نے یوں کان لگایا آواز تھی: "اے اللہ! میری امت کو معاف کردے"

اس وقت بھی تجھے یاد کیا۔ اور تو جوانی میں یاد نہیں کرتا۔ تو دفتروں میں سنتوں سے اعراض کرتا ہے۔ تو کوٹھی میں یاد نہیں کرتا، بنگلے میں یاد نہیں کرتا، تو گھر میں یاد نہیں کرتا، تو دکان میں یاد نہیں کرتا۔ انہوں نے سانس نکلتے نکلتے بھی تجھے نہ بھلایا، اس وقت میں بھی تجھے یاد فرمایا۔

حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی وصیت:

خود حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ پیغمبر ﷺ کی وفات کے بعد فاطمہ رضی اللہ عنہا چھ مہینے زندہ رہیں۔ کسی نے مسکراتے نہ دیکھا، ہر وقت غمگین رہتی تھیں۔ فرماتیں کہ تم نے کیسے میرے ابا کی قبر پر مٹی ڈالی ہے۔ اس غم میں چھ مہینے کے بعد آخری وقت آگیا۔ شیر خدا کو بلا کر کہتی ہیں:

"اے علی رضی اللہ عنہ! ایک وصیت ہے۔ اچھی زندگی تمہارے ساتھ گزاری ہے، اگر میرا انتقال دن میں ہو تو جنازہ میرا رات کو اُٹھانا۔

کیوں؟ کہ زندگی میں کسی غیر محرم کی نظر نہیں پڑی۔ میری تمنا ہے کہ میرے جنازے پر بھی کسی کی نظر نہ پڑنے پائے۔

یہ اسوہ ہے پیغمبر ﷺ کی بیٹی کا!

بنت رسول ﷺ کی حالت زار:

ایک دن حضور ﷺ تشریف لائے خاتونِ جنت کے گھر پر، نماز پڑھنے کے لیے کھڑی ہوئی،

اور گر پڑی، آپ ﷺ نے پوچھا کیا بات ہے؟

عرض کیا فاقہ ہے، تنگ دستی ہے، نماز پڑھ کر جب فارغ ہوئی تو حضور ﷺ نے فرمایا کہ مصلے اُٹھاؤ۔ مصلے اٹھا کر دیکھا تو نیچے سونے کا ڈھیر لگا ہوا تھا۔ فرمایا جتنی مرضی ہے لے لے لختِ جگر، لیکن اس کا حساب دینا پڑے گا۔

فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا نے مصلے کو ڈھانپ دیا اور کہنے لگی میں اس سونے پر تھوکنے کو تیار نہیں، جو قیامت میں روڑا بن جائے۔

حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی فکرِ آخرت:

سارے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا یہ تقویٰ ہے، یہ پرہیزگاری ہے۔

سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کا کسی نے دیکھا رو رہے ہیں، زمین پر کروٹیں بدل رہے ہیں۔ کسی نے پوچھا فاروق رضی اللہ عنہ! تجھے کیا ہوا؟ فرمایا قبر کا اندھیرا یاد آ گیا۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی فکر:

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اتنا رویا کرتے تھے کہ یہاں رُخسار پر آنسوؤں نے نالی بنالی۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا خوف:

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما اتنے روتے تھے اللہ کے خوف سے، اللہ کے ڈر سے کہ دونوں آنکھیں ضائع ہو گئیں۔

میں کہہ رہا ہوں اور آپ سن رہے ہیں۔ عمل کی پتہ نہیں کس کو توفیق ہوگی۔ مسئلہ صرف یہ ہے کہ آج کے دن ہم از کم یہ عہد کریں کہ ہم سنت کو اپنائیں گے، قبر کی فکر کریں گے۔

تلاوتِ قرآن کا اجر:

حدیث پاک میں آتا ہے کہ جو قرآن پڑھتے پڑھتے فوت ہو جائے، قیامت میں قرآن پڑھتا ہوئے اُٹھے گا، اور سارا میدان کستوری کی خوشبو سے مہک اُٹھے گا۔

دو چیزوں کی ضمانت تم دو:

حضور ﷺ کی غلامی ہماری کامیابی کی ضمانت ہے۔

حضور ﷺ نے فرمایا دو چیزوں کی ضمانت دو، ایک چیز کی ضمانت میں دیتا ہوں۔

زبان کی ضمانت دو اس کو غلط نہیں چلاؤ گے، جھوٹ نہیں بولو گے، کسی کو گالی نہیں دو گے، چغلی، غیبت نہیں کرو گے۔

اپنی نفسانی خواہشات کی ضمانت دو۔ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے حکم کے خلاف استعمال نہ کرو گے۔

فرمایا میں محمد عربی ﷺ تمہارے لیے جنت الفردوس کا ضامن بن جاتا ہوں۔

اللہ عمل کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)

وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

عظمت قرآن

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ نَحۡمَدُہٗ وَنَسۡتَعِیۡنُہٗ وَنَسۡتَغۡفِرُہٗ وَنُؤۡمِنُ بِہٖ وَنَتَوَکَّلُ عَلَیۡہِ وَنَعُوۡذُ بِاللّٰہِ مِنۡ شُرُوۡرِ اَنۡفُسِنَا وَمِنۡ سَیِّاٰتِ اَعۡمَالِنَا مَنۡ یَّھۡدِہِ اللّٰہُ فَلَا مُضِلَّ لَہٗ وَمَنۡ یُّضۡلِلۡہُ فَلَا ھَادِیَ لَہٗ وَنَشۡھَدُ اَنۡ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحۡدَہٗ لَا شَرِیۡکَ لَہٗ وَلَا نَدِیۡرَ لَہٗ وَلَا مِثۡلَ لَہٗ وَلَا مُعِیۡنَ لَہٗ وَلَا وَزِیۡرَ لَہٗ وَلَا مُشِیۡرَ لَہٗ وَنَشۡھَدُ اَنَّ سَیِّدَنَا وَسَنَدَنَا وَنَبِیَّنَا وَشَفِیۡعَنَا وَھَادِیۡنَا وَمُرۡشِدَنَا وَمَوۡلَانَا مُحَمَّدًا عَبۡدُہٗ وَرَسُوۡلُہٗ اَرۡسَلَہٗ بِالۡحَقِّ بَشِیۡرًا وَّنَذِیۡرًا، وَاَصۡحَابِہٖ وَاَزۡوَاجِہٖ وَبَارِکۡ وَسَلِّمۡ تَسۡلِیۡمًا کَثِیۡرًا کَثِیۡرًا ○

اَمَّا بَعۡدُ! فَاَعُوۡذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیۡطٰنِ الرَّجِیۡمِ ○ بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ○

قال اللہ تبارک وتعالیٰ:

"اِنَّا نَحۡنُ نَزَّلۡنَا الذِّکۡرَ وَاِنَّا لَہٗ لَحٰفِظُوۡنَ ⑨" (الحجر)

قال رسول اللہ ﷺ خیر کم من تعلم القرآن وعلمہ

صَدَقَ اللّٰہُ مَوۡلَانَا الۡعَلِیُّ الۡعَظِیۡمُ ○ وَبَلَّغَنَا رَسُوۡلُہُ النَّبِیُّ الۡکَرِیۡمُ وَنَحۡنُ عَلٰی ذٰلِکَ لَمِنَ الشّٰھِدِیۡنَ وَالشّٰکِرِیۡنَ وَالۡحَمۡدُ لِلّٰہِ رَبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ ○

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیۡتَ عَلٰی اِبۡرَاھِیۡمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبۡرَاھِیۡمَ اِنَّکَ حَمِیۡدٌ مَّجِیۡدٌ ○ اَللّٰھُمَّ بَارِکۡ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکۡتَ عَلٰی اِبۡرَاھِیۡمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبۡرَاھِیۡمَ اِنَّکَ حَمِیۡدٌ مَّجِیۡدٌ ○

محمد ﷺ کی غلامی ہے سند آزاد ہونے کی
خدا کے دامن توحید میں آباد ہونے کی
محمد ﷺ کی محبت دین حق کی شرط اول ہے
اسی میں ہو اگر خامی تو سب کچھ نامکمل ہے

حضرات علمائے کرام! محترم بزرگو! عزیز دوستو! یہ پروگرام ختم قرآن کے سلسلے میں ہے۔
اللہ تبارک وتعالیٰ کی ان بچوں پر کتنی بڑی کریمی ہوئی، کتنی بڑی مہربانی ہوئی۔

کوئی بادشاہ خوش ہوکر کسی کو انعام میں کچھ دے گا، کسی کو کچھ دے گا، کسی کو کچھ دے گا۔ رب جس سے راضی ہوگا اس کو اپنا قرآن دے گا۔

جس سے خدا راضی ہو:

ہارون الرشید کے زمانے کی ایک بات یاد آئی۔ ہارون الرشید اپنے دربار میں سب کچھ رکھے بیٹھا ہے کپڑا، زیور، برتن، کھانے پینے کی چیزیں، تمام پبلک میں اعلان کر دیا کہ آج سخاوت ہو رہی ہے آؤ اور مانگ کے لے جاؤ، لیکن ایک چیز مانگو، دو چیزیں کوئی نہ مانگے۔ لوگ آرہے تھے اپنی پسند کی چیز لے جارہے تھے، عورتیں آرہی تھیں زیور کپڑا لے جارہی تھیں، کوئی کچھ مانگتا تھا، کچھ لوگ کچھ اٹھا کر لے جارہے تھے۔

جب سارا سامان ختم ہوگیا تو ہارون الرشید کی ایک باندی کھڑی تھی، بڑی نگاہ جما کر دیکھ رہی تھی، ہارون الرشید نے پوچھا کہ تم نے کیوں نہیں مال لیا، تم نے کیوں نہیں مانگا۔ کہنے لگی کہ میں سوچتی رہ گئی کہ اگر برتن مانگوں تو کپڑا نہیں ملتا، اگر کپڑا مانگوں تو زیور نہیں ملتا، اگر زیور مانگوں تو کھانے پینے کا سامان نہیں ملتا۔ اب اگر آپ کا حکم ہے آگے بڑھ کر کہنے لگی میں تو تجھے مانگتی ہوں جس نے سارا کچھ یہاں رکھا ہے میں اسے کیوں نہ مانگ لوں۔

کوئی بادشاہ کسی کو مکان دے گا۔ کوئی کوٹھی دے گا۔ کوئی بنگلہ دے گا۔ کوئی روپیہ، پیسہ دے گا۔ کوئی مال دے گا۔ میں تمہیں قسم اٹھا کر کہتا ہوں رب کی ذات جس سے راضی ہوگئی اس کے سینے میں قرآن دے گا۔

قرآن والے بغیر حساب جنت میں:

ارشاد فرمایا مدنی کریم ﷺ نے او لوگو! میدان حشر میں ایک آواز لگے گی قرآن والے آگے آجائیں۔ عرض کیا جائے گا کیا مراد ہے قرآن والوں سے، کون مراد ہیں؟ ارشاد خداوندی ہوگا میں قرآن والا ان کو کہتا ہوں جنہوں نے زندگی بھر میرا قرآن پڑھا، قرآن سے پیار کیا، قرآن سے محبت کی، یہاں تک کہ ادھر موت آرہی تھی ادھر میرے قرآن کی تلاوت ہو رہی تھی۔

یا اللہ العالمین ان کی پہچان کیا ہے؟ ان کو کس طرح آگے لایا جائے، اتنی بڑی مخلوق ہے، اتنا

بڑا مجمع ہے۔ ارشاد خداوندی ہوتا ہے: تمہیں کیا معلوم میری کبریائی کی قسم، میرے قرآن والوں کی الگ تھلگ پہچان ہے جا کر ان کے قریب دیکھ لو، جو قرآن پڑھتے پڑھتے مرے، قرآن پڑھتے ہوئے اپنی قبروں سے اٹھے گا۔ مجھے اپنی کبریائی کی قسم آج بھی ان کے منہ سے کستوری کی خوشبو آرہی ہے۔

آواز آئے گی قرآن والے جنت میں بلا حساب وکتاب چلے جائیں، کیوں؟ جس کی زبان ہر وقت میرے کلام پاک سے تر رہی ہو۔ جس نے اسی کو پڑھا اسی کو پڑھایا۔ اسی میں لگا رہا، موت آتے وقت بھی قرآن پڑھا، قبر سے اٹھتے وقت بھی قرآن پڑھا، او لوگو! آج میری خدائی کو غیرت آتی ہے، میرا قرآن پڑھتا پڑھتا مرے، قرآن پڑھتا پڑھتا قبر سے اٹھے، میں عدالت میں کھڑا کر کے اس سے حساب لوں، میری غیرت گوارہ نہیں کرتی۔ قرآن پاک بہت بڑی دولت ہے۔

خدا کی قسم جب تک عرش سے منظوری نہ آئے، بچے کے سینے میں قرآن ٹھہر نہیں سکتا۔ کتنے خوش نصیب ہیں وہ ماں باپ جن کے بچوں نے آج حفظ قرآن کی سند لی۔

حافظ قرآن شفاعت کرے گا:

ارشاد فرمایا مدنی کریم ﷺ نے او لوگو! قیامت کا میدان ہوگا، حشر کا میدان برپا ہوگا، حافظ قرآن قرآن پہ عمل کرنے والا دس ان آدمیوں کو جنت میں لے جائے گا، فیصلے کے مطابق جہنم جن پر واجب ہو چکی ہوگی۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا اے حافظ قرآن تو چل دیا، تیری ماں رہ گئی، تیرا ابا رہ گیا، تجھے اجازت ہے تو دس آدمیوں کو ساتھ لے جا سکتا ہے لیکن آج تو قوم نے عجیب تماشا بنایا ہوا ہے۔

زندہ عورت زندہ مرد کے لیے، زندہ مرد زندہ عورت کے لیے، ریل، موٹر، ہوائی جہاز زندوں کے لیے، ہر فروٹ زندوں کے لیے، ہر بہار زندوں کے لیے، مارکیٹ، بلڈنگ، کاروبار زندوں کے لیے، تخت وتاج زندوں کے لیے۔

اتنا بڑا ظلم تو نہ کرو سب کچھ زندوں کے لیے، خدا کا قرآن مُردوں کے لیے؟ سارے جہان کا حسن زندوں کے لیے، سارے جہان کی دولت زندوں کے لیے، سارے جہان کا کاروبار زندوں کے لیے۔ کتنا بڑا ظلم، کتنا بڑا قہر، خدا کا قرآن مُردوں کے لیے۔

جناب رسول پاک ﷺ کا یہ حال ہے، چاند سورج ستاروں کا نبی، زمین کے ذرے ذرے کا نبی، سمندر کے ایک ایک قطرے کا نبی، پھولوں کی پتیوں کا نبی، پھولوں کی خوشبو کا نبی۔ اور

مالک کائنات کی قسم نبیوں کا نبی حضرت محمد رسول اللہ ﷺ نے پندرہ پندرہ دن درختوں کے پتے چبا کر خدا کا قرآن پڑھا۔ آج تم لوگ مکھن کھا کر قرآن نہیں پڑھتے، مدینہ پاک کی اللہ تعالیٰ سب کو حاضری فرمائے۔

پتھر کھا کر قرآن سنایا:

غزوہ خندق میں، جنگ احزاب میں اتنی تنگی، اتنی پریشانی، چاروں طرف کفار مکہ نے مشرکین نے گھیرے میں لے لیا۔ جس جماعت کا میں ذکر خیر کر رہا ہوں ان کا نبی گواہ، قرآن گواہ، خود خدا گواہ، فرمایا ان کی حالت اتنی تکلیف دہ بن گئی تھی۔

"وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّنْتَظِرُ ۖ وَمَا بَدَّلُوْا تَبْدِيْلًا ۝٢٣" (الاحزاب)

قرآن کہتا ہے ایک صحابی رضی اللہ عنہ نے پتھر باندھا ہوا تھا، سرکار دو عالم ﷺ کی خدمت میں آیا، اس کا خیال تھا کہ میں سب سے زیادہ تنگ ہو گیا ہوں، میں سب سے زیادہ پریشانی میں ہوں، حضور ﷺ کو اپنے پیٹ سے کرتا اٹھا کر پتھر دکھایا۔ سارا مدینہ دیکھ رہا ہے، اہل مدینہ دیکھ رہے ہیں، سارا لشکر دیکھ رہا ہے، جب کالی کملی والے نے دونوں ہاتھوں سے اپنا کرتا اٹھایا۔ ساری قوم نے دیکھا، لشکر نے دیکھا، مدینے والوں نے دیکھا، حضور ﷺ کے پیٹ پہ دو پتھر بندھے ہوئے ہیں، میرے نبی نے دو دو پتھر باندھ کر قرآن پڑھا۔

آج تو پنکھوں کے نیچے بیٹھ کے قرآن نہیں پڑھتا۔ ائیر کنڈیشنڈ میں بیٹھ کر قرآن نہیں پڑھتا۔ اچھے بھلے درختوں کے سائے میں بیٹھ کر قرآن نہیں پڑھتا۔ ہزاروں نعمتیں کھا کے قرآن نہیں پڑھتا۔

خدا کی قسم تمام جہانوں کے سردار مدنی کریم ﷺ نے بیت اللہ میں کھڑے ہو کر قرآن کریم کی تلاوت فرمائی سارا مکہ ٹوٹ پڑا۔ کبھی تم نے سوچا نہیں سارا مکہ ہے مارنے والا، ایک یتیم ہے مار کھانے والا۔ کوئی ادھر سے مارتا ہے کوئی ادھر سے مارتا ہے، سارا مکہ مارنے والا، بڑے بڑے رئیس مارنے والے۔ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں گھر سے نکلا میں نے کسی کو ادھر دھکا دیا کسی کو ادھر کیا۔

"اَتَقْتُلُوْنَ رَجُلًا اَنْ يَّقُوْلَ رَبِّيَ اللّٰهُ" (غافر: ۲۸)

کیوں مارتے ہو کیا جرم ہے کہ وہ کہتا ہے میرا خدا ایک ہے۔

تمہیں آج کیا معلوم ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے کیا قیمت لگائی ہے ایمان توحید پہ۔ اس

قرآن پر کیا خرچ کیا ہے، ہم نے تو یہ دیکھ رکھا ہے کتنے سال ربیع الاول کے مہینے میں ہمارے ملتان شریف میں سپیکر لگا ہوا ہے، مولوی روپیہ چندا مانگ رہا ہے اور جنت دے رہا ہے۔

جنت حاصل کرنی ہے تو صحابہ رضی اللہ عنہم کی قبر پہ جا، صحابہ رضی اللہ عنہ سے پوچھ، تیرا کیا خرچ ہوا دین پر۔

سہیل رضی اللہ عنہ کی قبر سے پوچھ کے آ تمہارا کیا خرچ ہوا ہے۔

سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کی قبر سے پوچھ کے آ تمہارا کیا خرچ ہوا ہے۔

بلال رضی اللہ عنہ کی قبر سے پوچھ کے آ تمہارا کیا خرچ ہوا ہے۔

صہیب رضی اللہ عنہ کی قبر سے پوچھ کے آ تمہارا کیا خرچ ہوا ہے۔

زنیرہ رضی اللہ عنہ کی قبر سے پوچھ کے آ تمہارا کیا خرچ ہوا ہے۔

خباب رضی اللہ عنہ کی قبر سے پوچھ کے آ تمہارا کیا خرچ ہوا ہے۔

تمام صحابہ کی قبر سے پوچھ کے آ تمہارا کیا خرچ ہوا ہے۔

ایمان لانے کے جرم میں سزا:

سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں مجھ سے فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اپنے ایمان لانے کا واقعہ تو بتاؤ؟ فرمانے لگے میں اپنے ایمان لانے کا قصہ بتاؤں یا آپ کو آنکھوں سے دکھاؤں۔ میں نے فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی طرف پیٹھ کر کے اس سے کرتہ اُٹھالیا۔ فاروق رضی اللہ عنہ جیسے بہادر کی چیخ نکل گئی، تو گوشت کی ہڈیوں کا کیا ہوا۔ صحابی رضی اللہ عنہ کہنے لگا جب میں کلمہ پڑھتا تھا کافر لوگ مجھے پکڑ کر آگ کے انگاروں پہ ڈال دیتے تھے، میرے سینے پہ پتھروں کی چٹان رکھ دیا کرتے تھے۔ فاروق رضی اللہ عنہ نے پوچھا اب تیرا کیا حال ہے؟ صحابی رضی اللہ عنہ رو کر کہنے لگا: امیر المؤمنین! لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ پڑھنے میں مزہ آیا۔ وہ مزا آج سجدے میں نہیں، وہ مزا ختم ہو گیا۔

امام الانبیا ﷺ کی تلاوت:

جناب مدنی کریم ﷺ تلاوت فرما رہے ہیں۔ مکے والے ایک ظالم نے بڑھ کر حضور ﷺ کے گلے میں، حضور ﷺ کی گردن مبارک میں کپڑا ڈال دیا، اتنے بل لگائے اتنا ظلم کیا، ابو بکر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میری آنکھ نے دیکھا امام الانبیا ﷺ کی دونوں آنکھیں باہر نکل آئیں۔

تیرے نبی ﷺ نے اس قرآن کی تلاوت کرتے گلہ گھٹوایا آنکھ نکلنے کو ہوگئی سارے جہان کی مار کھائی لیکن قرآن نہ چھوڑا۔ تیری داڑھی سفید ہوگئی، تو قبر کے قریب ہے تجھے آج بھی قرآن یاد نہیں؟ کب یاد آئے گا، کب تو قرآن سے پیار کرے گا، فرمایا!

"تَتَجَافٰى جُنُوْبُهُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ خَوْفًا وَّطَمَعًا ۡ وَّمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ ﴿۱۶﴾" (السجدہ)

فرمایا وہ لوگ کامیاب ہیں جو رات کو اٹھ کر بستر سے علیحدگی اختیار کر کے کھڑے ہو کر میرا قرآن پڑھتے ہیں۔

حدیث قدسی کے الفاظ ہیں حضور ﷺ فرماتے ہیں کبھی کبھی قرآن پڑھنے والا قیام میں رونے لگ جاتا ہے۔ اللہ فرماتے ہیں میں اس اپنے بندے کا منہ چوم لیتا ہوں، یہ کوئی معمولی بات ہے، ایک لاکھ انتیس ہزار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے قرآن مجید کے نام پہ قربانیاں دی ہیں، کون تھا جو پیچھا دکھا کر گیا، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے۔

صحابہ رضی اللہ عنہم مقدروں والے تھے:

یہ بڑے مقدروں والے انسان تھے، اپنی تقدیر انہوں نے اپنے لہو سے بنائی۔

تیرا پیر چشتی ہوگا، میرا پیر نقشبندی ہے۔ کسی کا پیر قادری، کسی کا پیر سہروردی، تو نے کبھی نہیں سوچا بلال رضی اللہ عنہ کا پیر کالی کملی والا ہے۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم حضور ﷺ کا امام، امام الانبیا ہے، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اس فوج کے جنرل ہیں، اس فوج کے کرنل ہیں، اس فوج کے میجر ہیں، اس فوج کے کمانڈر ہیں، جس فوج کا کمانڈر انچیف حضور ﷺ ہیں۔

سرکار ﷺ نے یونی ورسٹی قائم فرمائی، مکتب کھولا، کالج قائم فرمایا، اندازہ لگا وہ کالج جس کا پرنسپل کالی کملی والا ہو۔ قربان ہو جاؤں کملی والے پہ جن کا پہلا طالب علم ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہو دوسرا طالب علم فاروق اعظم رضی اللہ عنہ ہو۔

دوسرا اتنا مقدروں والا نکلا۔ سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمہ اللہ فرمایا کرتے تھے کہ سارے صحابہ رضی اللہ عنہم حضور ﷺ کے مرید ہیں۔ فاروق اعظم رضی اللہ عنہ حضور ﷺ کی مراد ہیں، مانگ کے لیا، جھولیاں پھیلا کے لیا۔

تم نے کبھی نہیں سوچا مانگنے والے کا چہرہ دیکھ، تو نے کبھی نہیں سوچا مانگنے والے کی جھولی دیکھ، اور دینے والے کا خزانہ دیکھ، اور آنے والی دولت کو دیکھ۔

پھر اللہ نے ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کو بیت اللہ کی تعمیر مکمل کرنے کا حکم دیا اس کے بعد حبیب اللہ کو مانگا۔ تاریخ کے مطابق خلیل اللہ کی دعا کا جواب چار ہزار سال کے بعد ملا۔ خلیل اللہ کی دعا کا ثمر، خلیل اللہ کی دعا کا جواب چار ہزار سال بعد آیا۔ اور جب حبیب اللہ ﷺ نے فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کو مانگا۔ خدا کی قسم ابھی جھولی پھیلی نہیں تھی کہ فاروق سامنے کھڑا تھا، اتنا نقد جواب آیا۔

سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ کی تمنائے شہادت:

ایک بات بتاؤں کافی لوگ آئے بیٹھے ہیں، وہ ذرا سن لیں۔ کبھی تم نے پانچوں وقت نماز پڑھ کر، عید پڑھ کر، تم نے بھی دعا مانگی، یا اللہ شہادت کی موت عطا فرما۔ دعا مانگی ہے کبھی؟ ہاں کوٹھی مانگو گے، بنگلے مانگو گے، اقتدار مانگو گے، شہادت کی موت تو کبھی نہیں مانگی، چلو تم نے اپنے لیے کبھی نہیں مانگی لیکن یہاں پہ ایک جوان ایسا ہے جو ہر وقت دعا کرتا ہے۔

"اللھم ارزقنا شھادۃ فی سبیلک"

فاروق اعظم رضی اللہ عنہ دعا مانگتا ہے مولا میں بستر کی موت سے تیری پناہ مانگتا ہوں، دوکان کی موت سے میں تیری پناہ مانگتا ہوں، گولی کھاتے ہوئے دوا کھاتے ہوئے مرنے سے میں تیری پناہ مانگتا ہوں، آواز آئی کیا چاہتا ہے، کہتا ہے:

"اللھم ارزقنا شھادۃ فی سبیلک"

مولا گلا میرا ہو نام تیرا ہو، تیرے نام پر کٹا دوں، کیوں؟ اسی لیے فی سبیل اللہ

شہید زندہ ہوتا ہے:

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں جس نے میرے نام پر سر کٹا دیا، جس نے میرے نام پہ گلا کٹایا میں نے اس کو اتنا اونچا کر دیا لوگو! تمہیں ان کو مردہ کہنے کی اجازت نہیں۔ جواب آیا میرے محبوب کے محبوب اے فاروق! کسی کی شہادت کی گواہی دینے کے لیے بدر کا پتھر آئے گا، بدر کی مٹی آئے گی۔ کسی کی شہادت کی گواہی دینے کے لیے احد کا پتھر آئے گا۔ کسی کی شہادت کی گواہی دینے کے لیے حنین کی مٹی آئے گی۔ کسی کی شہادت کی گواہی دینے کے لیے تبوک کی مٹی آئے گی۔ کسی کی شہادت کی گواہی دینے کے لیے قادسیہ کے درخت آئیں گے۔

فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی شہادت کی گواہی:

میرے فاروق جب تیری شہادت کی باری آئے گی، شہادت کے لیے میرے نبی کا مصلیٰ آئے گا۔ فرمایا تیری شہادت کی گواہی دینے کے لیے نبی ﷺ کا منبر آئے گا، میرے نبی ﷺ کی مسجد آئے گی، فجر کی نماز آئے گی، میرا قرآن آئے گا، سارا مدینہ آئے گا۔ دوسری دعا مانگی، فاروق اعظم رضی اللہ عنہ ہر وقت "وجعل موتنا فی بلد محمد ﷺ" یا اللہ مدینے کا دفن عطا فرما۔

فاروق اعظم دعا مانگا کرتے تھے۔ جب یہ لوگ حج کے لیے جائیں، خالہ جائے، پھوپھی جائے، ماموں جائے، تجربہ کرنا، ان کے پاس کھڑے ہو کر۔ حاجی لوگ ملتان میں دعا کے لیے بلا لیتے ہیں، دعا کراؤ پھر میں دعا کرتا ہوں، یا اللہ مدینے کا دفن عطا فرما، مدینے کا ادب واحترام نصیب فرما۔ تو ملتانی لوگ جو ہیں نا میری طرف منہ کر کے کہتے ہیں مولانا جی دعا مانگو خیر کے ساتھ آئیں۔ یہ محبت کا اظہار ہو رہا ہے۔

وجعل موتنا فی بلد محمد، آواز آئی میرے محبوب کے محبوب! وہ مدینے شہر کا دفن مانگتا ہے، وہ نبی ﷺ کے شہر کا دفن مانگتا ہے، وہ مدینے شہر کی گلی گلی سے پیار کرتا ہے۔ یاد رکھ میں تو بالکل تجھے محبوب کے پہلو میں بغل میں جگہ دوں گا، جب تیرا دل کرے تو دیدار کر، میرے محبوب کا دل کرے وہ تجھے دیکھ لیا کرے۔ اگر تجھے محبوب سے دور دفن کروں گا تو میرا محبوب رنجیدہ ہو جائے گا، اتنا مقدروں والا جوان ہے۔

اور محرم الحرام کی یکم کو شہادت ہوئی، اسلامی ہجری کا سورج طلوع ہوا، میرے فاروق رضی اللہ عنہ کی وفات سے امام الانبیا محبوب کبریا حضرت محمد ﷺ نے یونی ورسٹی قائم فرمائی۔ اب اگر صحابہ کو علم غیب نہ ہو تو مالک تو عالم الغیب ہے وہ تو جانتا ہے کہ کئی لوگ بکواس کریں گے۔

صحابہ رضی اللہ عنہم کے دلوں کا امتحان:

آواز آئی میرے محبوب تیرے شاگردوں کا امتحان کرانا ہے، میرے محبوب ان صحابہ کا امتحان اگر فرشتوں سے کراؤں تو تیری بھی توہین ہے میری بھی توہین ہے۔ شاگرد تیرے ہوں فرشتے امتحان لیں، کیوں؟ پھر کون امتحان لے گا آواز آئی:

"أُولَٰئِكَ الَّذِينَ امْتَحَنَ اللَّهُ قُلُوبَهُمْ لِلتَّقْوَىٰ ط" (الحجرات: ۳)

میں اللہ تعالیٰ خود امتحان لینے آیا۔ الٰہی کس مضمون میں امتحان لیا فرمایا: قلوبھم۔ میں نے

ان کے دلوں کا امتحان لیا، میں نے ان کی نیتوں کا امتحان لیا، میں نے ان کے ارادوں کا امتحان لیا، الٰہی! پھر کیا ملا؟

لِلتَّقْوٰى ؕ پرہیزگاری ملی۔ میرے محبوب کی عظمت ملی، غلامی ملی، اکرام ملا، میرے نبی ﷺ کے اشاروں پہ جان دینا ملا۔ میرے محبوب کی انگلی پہ گردن کٹانا ملا۔

الٰہی! پھر ہمارے ملک میں ڈویژن بنتی ہیں، ان کو سیکنڈ ڈویژن ملی یا ان کو فسٹ ڈویژن ملی؟ آواز آتی ہے:

"لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّاَجْرٌ عَظِيْمٌ ③" (الحجرات)

صحابہ رضی اللہ عنہم کا مقابلہ کون کرے؟

لوگو! میں نے ان کو بہت اعلیٰ ڈویژن دیا۔ میرا کرم ان کے لیے، میری بخشش ان کے لیے، میری رضا ان کے لیے، میرا انعام ان کے لیے، میری حوریں ان کے لیے لیے، ملائکہ ان کے لیے۔ سونے چاندی کے اینٹوں کے محلات ان کے لیے، عنبر مشک کے زعفران گارے سے بنے ہوئے محلات ان کے لیے، جنت کی نہریں ان کے لیے۔

اولوگو! ان کی بات نہ کرو میرا محبوب ان کے لیے، یہ چاند ان کے لیے، یہ سورج ان کے لیے، یہ زمین ان کے لیے، یہ قرآن ان کے لیے، یہ باغ و بہاران کے لیے۔

اولوگو! ان کی بات نہ کرنا میں ان کے لیے یہ میرے لیے۔ کیا شان ہے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی۔ ساری امت کی نمازیں، ساری امت کے روزے، ساری امت کی تہجدیں، غوثوں، قطبوں، ابدالوں، پیروں، فقیروں، مولویوں، اللہ والوں کی ساری عبادت کو ایک پلڑے میں رکھو۔ خدا کی قسم بلال رضی اللہ عنہ کی جوتی سے اڑی ہوئی خاک کا مقابلہ نہیں کرسکتی، ساری دنیا مقابلہ نہیں کرسکتی۔

آج نماز چھوٹ جاتی ہے۔ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی جماعت کا یہ حال ہے کہ جنگ بھی لڑ رہے ہیں۔ ایک رکعت نماز پڑھ کر آئے تلواریں چلائیں، گردنیں کاٹیں، اپنی کٹائیں، لہو بہادیا، میدان جنگ میں کھڑے ہیں پھر شامل ہوگئے۔ خدا کہتا ہے میرے نبی کے غلامو! تمہارا قبلہ پھر گیا، رخ پھر گیا۔ کچھ نہیں ہوا تلواریں چلیں اور میں اللہ پاک تمہیں نماز میں کھڑا سمجھ رہا ہوں۔ ایسی تھیں صحابہ رضی اللہ عنہم کی نمازیں۔ دعا فرمائیں کہ اللہ پاک عمل کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)

وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

آیت الکرسی کی تفسیر

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ نَحْمَدُهٗ وَنَسْتَعِيْنُهٗ وَنَسْتَغْفِرُهٗ وَنُؤْمِنُ بِهٖ وَنَتَوَكَّلُ عَلَيْهِ وَنَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّاٰتِ اَعْمَالِنَا مَنْ يَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهٗ وَمَنْ يُّضْلِلْهُ فَلَا هَادِيَ لَهٗ وَنَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَلَا نَدِيْرَ لَهٗ وَلَا مِثْلَ لَهٗ وَلَا مُعِيْنَ لَهٗ وَلَا وَزِيْرَ لَهٗ وَلَا مُشِيْرَ لَهٗ وَنَشْهَدُ اَنَّ سَيِّدَنَا وَسَنَدَنَا وَنَبِيَّنَا وَشَفِيْعَنَا وَهَادِيْنَا وَمُرْشِدَنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ اَرْسَلَهٗ بِالْحَقِّ بَشِيْرًا وَّنَذِيْرًا. وَاَصْحَابِهٖ وَاَزْوَاجِهٖ وَبَارِكْ وَسَلِّمْ تَسْلِيْمًا كَثِيْرًا كَثِيْرًا ○

اَمَّا بَعْدُ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ○ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○
اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ اَلْحَيُّ الْقَيُّوْمُ ۚ لَا تَاْخُذُهٗ سِنَةٌ وَّلَا نَوْمٌ ؕ لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ؕ مَنْ ذَا الَّذِيْ يَشْفَعُ عِنْدَهٗٓ اِلَّا بِاِذْنِهٖ ؕ يَعْلَمُ مَا بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ ۚ وَلَا يُحِيْطُوْنَ بِشَيْءٍ مِّنْ عِلْمِهٖٓ اِلَّا بِمَا شَآءَ ۚ وَسِعَ كُرْسِيُّهُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ ۚ وَلَا يَئُوْدُهٗ حِفْظُهُمَا ۚ وَهُوَ الْعَلِيُّ الْعَظِيْمُ ﴿۲۵۵﴾ (البقرہ)

صَدَقَ اللّٰهُ مَوْلَانَا الْعَلِيُّ الْعَظِيْمُ ○ وَبَلَّغَنَا رَسُوْلُهُ النَّبِيُّ الْكَرِيْمُ وَنَحْنُ عَلٰى ذٰلِكَ لَمِنَ الشّٰهِدِيْنَ وَالشّٰكِرِيْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ○
اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ ○ اَللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ ○

سب سے افضل آیت:

آج کے خطبہ میں آیت الکرسی تلاوت کی گئی ہے۔ حضور ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے پوچھا۔ وہ قرآن کے قاری تھے۔ قرآں کے علم کے بہت ماہر تھے۔ مثلاً حضور اکرم ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے پوچھا کہ قرآن کریم کی سب سے بہتر، سب سے عمدہ، اور سب سے اعلیٰ آیت کون سی ہے؟ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا آیت الکرسی۔ فرمایا الحمد للہ! مجھے یقین ہو گیا ہے کہ تم پورے قرآن کے ماہر بن گئے ہو۔

آیت الکرسی کے فضائل:

جس کو جن لگ جائے، اس کو دم کرنے کا لوگوں کو پتہ ہے۔ دم کرنے سے جن بھاگ جاتا ہے۔

نظر لگ جائے، آیت الکرسی پڑھ کر دم کرو تو نظر الگ ہو جاتی ہے۔

جادو ٹوٹکا ٹونا کر دیا گیا ہو، آیت الکرسی پڑھ کر دم کرو تو وہ مریض ٹھیک ہو جاتا ہے۔

بس لوگوں کا یہ ذہن ہے کہ آیت الکرسی جو ہے یہ جھاڑ پھونک کے لیے ہے۔ دم درود کے لیے ہے، تعویذ کے لیے ہے اور کچھ نہیں۔

حالاں کہ حضور ﷺ نے جو صحابہ رضی اللہ عنہم سے پوچھا کہ سب سے عمدہ اور سب سے اعلیٰ آیت کون سی ہے، ان کا یہ مقصد نہیں تھا کہ دم کرنے کے معاملے میں کون سی آیت اچھی ہے، یا تعویذ گنڈے کے اعتبار سے آیت اچھی کون سی ہے۔

حضور ﷺ کا منشاء:

بل کہ حضور ﷺ کا منشاء اور مقصد یہ معلوم ہوتا ہے کہ حضور ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے یہ پوچھنے کی کوشش کی ہے کہ وہ آیتیں بتاؤ جس میں اللہ کی صرف توحید بیان کی گئی ہو، شرک کی مذمت کی گئی ہو، شرک کی برائی کی گئی ہو، شرک کی جڑیں کاٹ دی گئی ہوں۔ یہ وہ آیتیں ہیں ں میں پروردگار عالم نے اپنے خاصے بیان فرمائے کہ میں کس شان کا مالک ہوں، کس عظمت ، مالک ہوں، کس الوہیت کا مالک ہوں، اور کیا میری قدرت کاملہ ہے۔

پانچ خاصے اللہ جل شانہ نے اپنے بیان فرمائے کہ میری پانچ خاصیتیں ہیں، ان میں کوئی بھی یرا شریک نہیں، رسول نہیں، نبی نہیں، پیغمبر نہیں، قطب نہیں، ابدال نہیں، صحابی نہیں، ولی نہیں، درویش، قلندر کوئی بھی میرا شریک نہیں۔

عقیدہ کا مطلب:

یاد رکھو! یہ آیت الکرسی ہے۔ عقیدہ مشتق ہے عقد سے اور عقد کے معنی ہیں گرہ، گرہ پکی لگاؤ اور ایمان بناؤ۔ ایمان کے معنی یقین کے ہیں۔ جب یقین ہوتا تو اعتقاد بنتا ہے۔ جب اعتقاد بنتا ہے تو ایمان خود بخود بن جاتا ہے۔

ایک ہیں ظاہری اعمال، نماز، زکوٰۃ، حج، روزہ، صدقہ، تلاوت، تسبیح، استغفار، دورد شریف یہ اعمال ہیں۔

اور ایک ہے کہ دل کی گہرائیوں سے یقین کرنا کہ یہ میرا باپ ہے، یقین ہے کہ یہ میری ماں ہے، یقین ہے کہ یہ میری بیوی ہے، یقین ہے کہ یہ میری بیٹی ہے۔

جیسے یہ یقین ہے اسی طرح پروردگار عالم کی ذات پر یقین کرنا پڑے گا کہ ساری دنیا سے منہ موڑ کر ایک رب کو میں اپنا خالق مانتا ہوں۔

تو خداوند عالم نے پانچ خاصے اپنے بیان فرمائے کہ یہ صفتیں کسی میں نہیں ہوسکتیں۔

صفات خداوندی:

اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ اَلْحَيُّ الْقَيُّوْمُ ۚ۔ فرمایا میں وہ اللہ ہوں، وہ الٰہ ہوں، وہ پروردگار ہوں، وہ مالک کائنات ہوں، وہ پالنہار ہوں، وہ بے نیاز شہنشاہ ہوں۔

اَلْحَيُّ الْقَيُّوْمُ ۚ۔ میرے بندے! ہر وقت مجھ سے مانگا کرو۔ ہر وقت میرے سامنے دامن پھیلایا کر۔ ہر وقت میرے سامنے جھولی پھیلایا کر، اپنی مشکلوں میں، اپنی ضروریات میں، اپنی بیماریوں میں، اپنے دکھ درد میں مجھے پکارا کر، میرا نام لیا کر، مجھے صدا مارا کر، اس لیے کہ اَلْحَيُّ الْقَيُّوْمُ ۚ میں زندہ ہوں۔

لوگو! جس کو موت آجائے وہ حاجت روا نہیں ہوسکتا۔ یہ بات میں نے نہیں بنائی، خود اللہ پاک نے فرمادیا۔

لوگو! جو خود فانی ہو وہ تیری حاجت کیسے پوری کرے گا؟ جو لاکھوں من مٹی کے نیچے جاپڑا، تیرے دکھ درد کا مالک کیسے بنے گا؟

جس کو دوسرے لوگوں نے غسل دیا ہو، جس کو دوسرے لوگوں نے کفن دیا ہو، جس کو اٹھا کر کندھوں پہ دوسرے لوگ چلے ہوں، جس کو آوازیں ماری ہوں، جواب دینے کے قابل نہ ہو،

جس کے پیروں کو دوسروں نے باندھ کر اکٹھا کیا ہو، جس کی آنکھوں کو دوسروں نے بند کیا ہو، جس کا وضو دوسرے نے کرایا ہو، جس کو غسل کسی دوسرے نے دیا ہو، جس کی نماز جنازہ پڑھائی گئی، جس کو قبر میں لٹایا گیا۔

میرے بندو! کیوں تمہاری مت ماری گئی، جس کے اوپر خود تم نے دھڑا دھڑ مٹی ڈالی، وہ تیرا مشکل کشا نہیں۔ خود اندھیری کوٹھڑی میں چھوڑ کر آئے ہو۔ خود تختے پہ لٹایا، جب دل میں آیا تختے سے اٹھایا۔ جہاں مرضی آئی، وہاں رکھ کر جنازہ پڑھا۔ جس طرح تمہارا دل چاہا، اسی طرح جنازہ پڑھا۔

میرے بندو! جو اپنی قبر میں لیٹنے کے قابل نہیں، جو اپنی نماز جنازہ کے قابل نہیں، جو اپنے غسل، کفن دفن کے قابل نہیں، جو تختے سے اٹھ کر لیٹنے پہ قادر نہیں، وہ تیری مشکل کشائی کیسے کرے گا؟

اَلْحَیُّ الْقَیُّوْمُ ۔ میرے بندے! میں "حی" ہوں۔ میں ہمیشہ زندہ ہوں، ہمیشہ سے ہوں، ہمیشہ رہوں گا۔ الٰہی! اس وقت تو زندہ ہے شاید تو بوڑھا ہو جائے، شاید تو کمزور ہو جائے، شاید تیری قدرت ختم ہو جائے، شاید تیری بادشاہت ختم ہو جائے، شاید تیری طاقت ختم ہو جائے، شاید تیری قدرت کاملہ ڈھیلی پڑ جائے، فرمایا نہیں، اَلْحَیُّ الْقَیُّوْمُ نہیں، ہو ہی نہیں سکتا۔ ساری کائنات کو میں نے بنایا۔ جب چاہوں فنا کر دوں۔ جس کو چاہوں موت کا پیغام دے دوں، جس کو چاہوں تخت شہنشاہی پہ بٹھا دوں، جس کو چاہوں تخت سے اٹھا کر فقیر بنا دوں، جس کو چاہوں عزت دے دوں، جس کو چاہوں ذلت دے دوں، جس کو چاہوں درجنوں بچے عطا فرما دوں، جس کو چاہوں ساری عمر دنیا کی خاک چھان کر مر جائے، ایک بچہ نہ دوں، میری مرضی۔

اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ اَلْحَیُّ الْقَیُّوْمُ

اللہ پاک نے خود فرما دیا، فرمایا کسی کی مشکل کشائی کرنے کے لیے، کسی کی حاجت روائی کرنے کے لیے، دور سے کسی کی بات سننے اور جاننے کے لیے، یہ تمام کی تمام چیزیں اس کے لیے لازم ہیں۔ جس کو موت نہ آئے، لے جاؤ، دلوں کی تختیوں پر لکھ لے کہ جس کو موت آ چکی ہو، یا جس کو آ سکتی ہو، وہ کبھی بھی رب کا شریک نہیں بن سکتا۔

دو چیزیں خدا نے بیان فرما دیں۔ ایک تو موت کا نہ آنا خدا کے لیے ضروری ہے۔ کیوں؟ ایک درویش ہے، ایک پیر فقیر ہے، وہ لوگوں کی حاجت روائی کر رہا ہے، کل وہ مر گیا تو پھر یہ لوگ کہاں جائیں گے؟

دوسرا خاصہ یہ ہے، سمجھتے جاؤ۔ آیت الکرسی پڑھ کر بڑی پھونک مارتے ہو، ترجمہ کبھی نہیں

سیکھتے، سینے پہ پھونک مارتے ہیں۔ سبحان اللہ! ساری جان پر ہاتھ پھیرتے ہیں، گھر میں بیٹھ کر پھونک مارتے ہیں، مریضوں پہ پھونک مارتے ہیں، ہم بھی پھونک مارتے ہیں، میں تمہیں نہیں کہتا، مگر آیت الکرسی کا ترجمہ جاننے کی کبھی کسی نے کوشش نہیں کی، کہ اتنی بابرکت آیت جو ہے جس سے جن بھی بھاگ جاتا ہے، اس میں ہے کیا چیز؟

شیطان اس آیت سے بھاگتا ہے:

آج اگر میں یوں کہوں کہ میں نے ایک ایٹم بم تیار کیا ہے کہ روس، امریکہ بھاگ جائے اور ضیاء الحق شام سے پہلے آجائے گا کہ بتاؤ کیا چیز ہے، جن جیسی طاقت جس چیز سے بھاگتی ہو تو خدا کی قسم! وہ کتنی بڑی طاقت ہوگی۔ وہ کیا چیز ہوگی۔ جن سانپ بننے پہ قادر ہے، گدھا بننے پر قادر ہے، بڑے سے بڑا جانور بننے کی قدرت رکھتا ہے۔ ایک براعظم سے دوسرے براعظم تک جن قدم رکھ سکتا ہے۔ لیکن آیۃ الکرسی سے اس طرح بھاگتا ہے، جس طرح ہوا کے سامنے گھاس بھاگتا ہے۔ آخر کوئی چیز ہے نا آیت الکرسی میں!

تو پہلی نشانی خدا نے اپنے خدا ہونے کی، الٰہ ہونے کی، مشکل کشاء بننے کی، رب ہونے کی نشانی خدا نے بتائی کہ رب وہ ہو سکتا ہے جسے موت نہ آئے۔

اللہ کی ذات اونگھ سے پاک:

خداوند کریم نے فرمادیا میرے بندو! اگر تمہیں میری ذات سمجھ نہیں آتی، چلو میں سمجھاتا ہوں۔

"لَا تَأْخُذُهٗ سِنَةٌ وَّلَا نَوْمٌ ط"

فرمایا خدا ہونے کی ایک نشانی یہ ہے۔ کسی کی بگڑی بنانے کی ایک نشانی یہ ہے، کسی کی مصیبتوں میں کام آنے کی ایک نشانی یہ ہے اسے نیند نہ آئے۔

اپنے گھروں میں الحمد للہ! تم سارے مسلمان ہو۔ تمہارے گھروں میں قرآن رکھے ہوئے ہیں، ترجمے جا کر ضرور دیکھنا۔

فرمایا دوسری نشانی الٰہ کی، رب ہونے کی یہ ہے، اسے نیند کبھی نہیں آتی ہے اور یہاں تو جتنا ہی بڑا درویش ہو، ڈاکٹر کو کہتا ہے ڈاکٹر صاحب! بڑی تکلیف ہے، بڑی بیماری ہے، بخار ہے نہیں، نزلہ ہے نہیں، کھانسی ہے نہیں، بدن میں کسی جگہ درد ہے نہیں، بہت بڑی بیماری ہے۔ کیا بیماری ہے؟ نیند نہیں آتی۔

ہر آدمی کہتا ہے مجھے بڑی تکلیف ہے، نیند نہیں آتی۔ خواب آور گولیاں کھاتا ہے تب نیند آتی ہے، پتہ چلا کہ جو بندہ ہے، وہ نیند کے بغیر زندہ نہیں رہ سکتا۔ اللہ نے فرمایا جو نیند کرتا ہو وہ کسی کی حاجت روائی کیسے کرے گا، کیوں؟ ادھر یہ سویا ہے، ادھر مصیبتوں والے پکار رہے ہیں۔ جسے نیند آئے وہ نہیں الٰہ ہوسکتا۔

لا اله الا الله محمد رسول الله۔ کا مطلب بھی یہ ہے کہ "الٰہ" وہ ہے کہ نہ جسے موت آئے اور وہ نہ کسی جگہ سے ہل سکتا ہو اور نہ وہ کبھی ہلا ہو، اور دوسری نشانی یہ فرمائی آیت الکرسی میں اللہ پاک نے کہ اسے نیند نہ آتی ہو۔ اب آپ دیکھ لیں چاہے کتنا ہی بڑا نیک آدمی ہے، غوث ہے، قطب ہے، ابدال ہے، قلندر ہے، پیر ہے، فقیر ہے، کوئی بھی ہے نیند کے بغیر زندہ نہیں رہ سکتا۔

اب ایک سوال پیدا ہوتا ہے کہ بابا فرید الدین رحمہ اللہ اور فلاں بزرگ بارہ سال کنوئیں میں الٹا لٹکا رہا تو اس نے نیند کیسے کرلی؟

دوستو! یہ سارے بہتان ہیں۔ سارے الزام ہیں۔ اللہ والے نے کیا برا کر رکھا ہے کہ وہ کھوہ میں لٹکا رہے۔ تم کیوں نہیں اُلٹا لٹک جاتے۔ یہ بھی کوئی بات ہے اگر وہ بارہ سال کھوہ میں لٹکا رہا، تو نمازیں نہیں پڑھیں؟ اگر نمازیں نہ پڑھیں تو وہ ولی کیسا ہے؟ بارہ سال کے روزے کہاں گئے؟ بارہ سال کا وضو کہاں گیا؟ بارہ سال کی عبادت کہاں گئی؟ بارہ سال کی عبادات کو کیسے تباہ کرلیا؟

اللہ والے پہ یہ الزام ہے۔ کوئی اللہ والا ایسا نہیں جو بارہ برس تک اُلٹا لٹکا رہا ہو، تمہیں مسجد میں آکر سجدہ کرنے کی بھی توفیق نہیں اور اللہ والا بارہ برس تک اُلٹا لٹکا رہے؟ الزام ہے اللہ والوں پر۔ ہاں! یہ کہہ سکتے ہو کہ اللہ والے نے بارہ برس تک جھوٹ نہیں بولا۔ بارہ سال کیا، ایسے ایسے بزرگ آئے ہیں کہ ساری عمر عورت کو نگاہ اٹھا کر نہیں دیکھا۔

فرمایا: لَا تَأْخُذُهٗ سِنَةٌ وَّلَا نَوْمٌ ۔ الٰہ وہ ہے، جسے نیند نہ آئے۔

بل کہ یہاں ہماری اُردو زبان میں بھی اور ملتانی پنجابی میں ایک لفظ ہے، تھوڑی نیند کے لیے ہمارے یہاں کہتے ہیں اونگھ نہیں آتی۔ یعنی ذرا جھٹکا نہیں آتا۔ ملتانی زبان میں کہتے ہیں ہنگلا وا۔ ذرا وی ہنگلا وا نہیں آیا اج رات تے ساری رات جاگ دیاں گزری اے!

خدا وہ ہے اونگھ نہ آئے، ہنگلا وا نہ آئے، ذرا جھٹکا نہ آئے۔ یعنی نیند کا تصور بھی نہ آئے، اگر نیند آ گئی تو مخلوق سے غافل ہوجائے گا اور اگر غافل ہوگیا تو مخلوق مرجائے گی۔ سنبھالے گا کون؟ تم کہو گے بھئی منٹ دو منٹ میں خلقت کہیں بھاگی جا رہی ہے۔ ہاں، ہاں!

جس نے ہوا کا نظام چلانا ہو، جس نے سورج کا نظام چلانا ہو، جس نے چاند کا نظام چلانا ہو، جس نے ستاروں کا نظام چلانا ہو، جس نے دن رات کا نظام چلانا ہو، جس نے اربوں نہیں، کھربوں خلقت کو روشنی پہنچانی ہو، جس نے کروڑوں بچے روزانہ پیدا کرنے ہوں، جس نے کروڑوں آدمیوں کو روزانہ موت بھیجنی ہو۔ وہ ایک منٹ کے لیے بھی غافل کیسے رہ سکتا ہے؟ تو پتہ چلا کہ خدا وہ ہے جسے نہ نیند آئے، نہ اسے موت آئے، بل کہ اونگھ تک نہ آئے، ہنگلا واتک نہ آئے۔ آج آیۃ الکرسی کا ترجمہ یاد کر کے جاؤ سرور آئے گا، پھر جب پڑھا کرو گے تو مزا آیا کرے۔ تیسری نشانی پروردگار عالم کی!

ہر چیز کا مالک اللہ ہے:

"لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ؕ"

فرمایا جو کچھ زمینوں میں ہے، جو کچھ آسمانوں میں ہے، سب کا مالک میں، صرف آسمانوں پہ ہی میرا نظام نہیں چلتا، زمینوں پہ بھی میرا نظام ہے۔

زمین میری، آسمان میرا، یہ درخت میرے، یہ سمندر میرے، یہ دریا میرے، یہ نہریں میری، ذرہ ذرہ میں نے پیدا کیا، ایک ایک پتہ میں نے پیدا کیا ہے۔ میرے بندے! تو بھی میری پیداوار ہے۔ تو بھی میرا ہے، صدر کیوں نہ ہو، وزیر اعظم کیوں نہ ہو، بہت بڑا دولت مند کیوں نہ ہو، بڑا امیر کیوں نہ ہو، تم بھی میرے!

"لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ؕ"

بادشاہت میری، حاکمیت میری، حکومت میری، بندے میرے، روزی میری، کھانا پینا میرا، نظام کائنات میرا!

"تَبٰرَكَ الَّذِيْ بِيَدِهِ الْمُلْكُ ۡ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرُ ۨ ① " (الملک)

تمام چیزوں پر میری قدرت کا قبضہ ہے۔ فرمایا بڑے سے بڑی چیز کوئی نہیں بنا سکتا۔ یہ پہاڑ میں نے بنائے، یہ سمندر میں نے بنائے۔

میرے بندے! تو میری قدرت کو کیسے سمجھے گا؟ فرمایا چھوٹی سی آنکھ میں پتلی ہے، میلوں دیکھتا پھرتا ہے۔ تو نے کبھی نہ سوچا یہ کس نے بخشی ہے، کیا کچھ پتلی کے ذریعے دیکھتا ہے۔

ہوائی جہاز اڑائے پھرتا ہے، بحری جہاز چلائے پھرتا ہے، رات دن دنیا کے نظارے کرتا ہے،

ساری رات قدرت کے حسن وجمال کو دیکھتا ہے۔ میری قدرت کے نظاروں کو دیکھتا ہے۔ کون ہے؟

"لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ط"

میری بادشاہت ہے۔

مشرکین کا باطل عقیدہ:

ایک اور سوال پیدا ہوتا ہے۔ اچھا بھئی! آپ کو تو موت بھی نہیں آسکتی۔ آپ تو الٰہ ہیں، خدا ہیں، آپ کو نیند نہیں آتی، آپ کو تو اونگھ بھی نہیں آتی، زمین و آسمان کا سارا نظام تیرا ہے۔

توجہ کرنا، مگر دیکھو نا جی! مگر جو اللہ اللہ کر کے تیرا بن جائے، جو پیر فقیر تیرا بن جائے، شادی نہ کرے، ساری عمر پاک مائی بن کر مر جائے۔ وہ تو کچھ نہ کچھ تجھ سے زبردستی کرائے گا نا! اس کی تو تو نہیں موڑے گا؟ ۲۳واں پارہ ہے۔ فرمایا:

"مَا نَعْبُدُهُمْ اِلَّا لِيُقَرِّبُوْنَآ اِلَى اللّٰهِ زُلْفٰى ط" (الزمر: ۳)

مشرکین بھی یہی کرتے تھے کہ یہ ہمارا لات، یہ ہمارا منات، یہ ہمارا عزّٰی، خود تو کچھ نہیں کر سکتے۔ مگر اللہ سے پکڑ کر کرا لیتے ہیں، مجبور کر دیتے ہیں۔

جیسے لڑکی اپنے باپ کو کہتی ہے نا ابا دیکھو! میں تمہاری لڑکی ہوں۔ دیکھو میرے ابا! میرا کام فلاں ہے۔ کرنا ہی پڑے گا آپ کو، کہتے ہیں جس طرح ابا لڑکی کے سامنے چپ ہو جاتا ہے۔ اپنے نیک بندوں کے سامنے خدا بھی چپ ہو جاتا ہے۔ یہ دلائل بنا رکھے ہیں۔ آواز آئی:

"مَنْ ذَا الَّذِيْ يَشْفَعُ عِنْدَهٗٓ اِلَّا بِاِذْنِهٖ ط"

لفظ "مَنْ" آیا ہے۔ فرمایا کون ہے؟ جو زبردستی میرے آگے آکر دم کرے۔ مجھے روک کون سکتا ہے، کون ٹوک سکتا ہے، کون پوچھ سکتا ہے کہ یوں کر۔ فرمایا: سفارش کوئی نہیں کر سکتا۔

"اِلَّا بِاِذْنِهٖ ط" فرمایا ہاں! جس کو میں اجازت دوں گا وہ سفارش کرے گا۔

اس کو علمائے کرام کہتے ہیں سفارش قہاری کہ خدا سے زبردستی منوانا۔ کہ تجھے یہ کام کرنا ہی پڑے گا۔ اللہ والوں کو بدنام کرنے کے لیے کوئی ایک چیز بنا رکھی ہے۔ آگیا موسم گلی گلی میں جھنڈے چادریں لیے چل رہے ہیں۔ چھنک، چھنک، چھنک، ناچ بھی رہے ہیں۔ چادریں بھی سا رہی ہیں، نام بزرگوں کا، اندازہ لگاؤ، فرمایا:

"مَنْ ذَا الَّذِيْ يَشْفَعُ عِنْدَهٗٓ اِلَّا بِاِذْنِهٖ ط"

کوئی زبردستی سفارش بھی نہیں کرسکتا میرے سامنے، جب تک اجازت نہ ہو۔

عالم الغیب اللہ ہی:

فرمایا: "يَعْلَمُ مَا بَيْنَ أَيْدِيهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ"

مجھے کوئی دھوکا نہیں دے سکتا، میرے ساتھ کوئی فریب نہیں کرسکتا، میرے ساتھ کوئی مکر نہیں کرسکتا۔

کیوں کہ میں تو لوگوں کے دلوں کے راز کو جانتا ہوں، مجھے تو اس بات کا پتہ ہے جو سو سال کے بعد ہونے والی ہے۔ مجھے کون فریب دے گا؟ مجھے کون دھوکہ دے گا؟ میرے ساتھ کون ٹھگی کرسکتا ہے؟

"يَعْلَمُ مَا بَيْنَ أَيْدِيهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ"

فرمایا میرا ایک خاصہ یہ بھی ہے کہ میں جانتا ہوں آگے کی باتیں، پیچھے کی باتیں، سب کچھ معلوم ہے اور کوئی دنیا میں ایسا نہیں ہوسکتا۔ حتیٰ کہ نبی ہو، رسول ہو، پیغمبر ہو، کوئی بھی مجھ جیسا نہیں ہوسکتا۔

اللہ کو ہر ذرے کا، ہر آدمی کا پتہ ہے۔ اس طرح کسی کو بھی پتہ نہیں ہے یہ بھی اللہ میاں کا خاصہ ہے۔

آیۃ الکرسی کا ترجمہ یاد کر کے جاؤ۔ فرمایا:

"وَلَا يُحِيطُونَ بِشَيْءٍ مِّنْ عِلْمِهِ إِلَّا بِمَا شَاءَ"

فرمایا میرے احاطے میں ہے۔ میرے قبضہ قدرت سے کوئی چیز بھی باہر نہیں۔

ایک بات کہہ دوں آپ کو سمجھانے کے لیے، کچھ لوگ محبت کے مارے، عشق کے مارے یہ کہتے ہیں کہ حضور ﷺ بھی اللہ تعالیٰ کی طرح ہر جگہ ہیں، ہر وقت ہیں، ہر آن ہیں، ہر لمحہ ہیں، ہر گھڑی ہیں، ہر آدمی کے ساتھ ہیں، ہر وقت رات دن ہر آدمی کو دیکھتے ہیں، یہ بعض لوگوں کا عقیدہ ہے۔

کمال ہوگیا ارے! رسول اللہ ﷺ کے سامنے بیٹھ کر داڑھی منڈواتے ہو، کملی والا ﷺ دیکھ رہا ہے اور رنڈیوں کے ساتھ بدکاری! حضور ﷺ کے دیکھتے ہوئے بھی افیون، چرس، بھنگ، شراب، جوا!

حضور ﷺ کے دیکھتے ہوئے بھی رشوت اور حرام خوری۔ ارے کمال ہوگیا!

باپ کے سامنے ہم گناہ نہیں کرتے، ماں کے سامنے ہم گناہ نہیں کرتے، اپنی بیٹی کے سامنے ہم گناہ نہیں کرتے، اپنی بہن کے سامنے ہم گناہ نہیں کرتے، حضور ﷺ کے سامنے کرتے جاتے ہیں۔

نعوذ باللہ ہم ننگے غسل خانے میں ہوں اور سرکار مدینہ ﷺ کو وہاں حاضر مانیں؟ عقلی طور پر یہ بات نہیں مانی جاتی کہ خدا کے سوا بندے کے ساتھ ہر وقت اور کوئی ہو، ہو ہی نہیں سکتا۔

حدیث میں آتا ہے کہ جب بندہ خلا میں نہانے کے لیے ننگا ہوتا ہے تو نیکی لکھنے والے فرشتے بھی پرے بھاگ جاتے ہیں۔

اور جب گناہ کرتا ہے ننگا ہو کر غسل خانے میں، بیت الخلاء میں، تو فرشتے کہتے ہیں تجھ پر خدا کی لعنت ہو، ہمیں تم نے مجبور کیا اپنا ننگ دکھانے کے لیے اور ہمیں لکھنے کے لیے پھر آنا پڑ رہا ہے۔ فرمایا:

"یَعْلَمُ مَا بَیْنَ اَیْدِیْهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ"

کوئی نہیں جانتا تیرے آگے کیا ہوگا، تیرے پیچھے کیا ہوگا۔ کسی کو پتہ نہیں مجھ خدا کے سوا۔

اب ہم جتنے بیٹھے ہیں ہم میں سے کس کو پتہ ہے؟

کہ جب ہم مر جائیں گے ہمارے بچوں کے ساتھ کیا بنے گا؟

کسے معلوم ہے کہ ہمارے بعد بیویاں بے وارث ہوں گی یا وہ عیش کر کے مریں گی یا دھکے کھا کر مریں گی۔

ہمیں کیا پتہ کون جانتا ہے؟ اس بات کو کہ اولاد بادشاہ بنے گی یا بھیک مانگتے مر جائے گی۔ فرمایا:

"یَعْلَمُ مَا بَیْنَ اَیْدِیْهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ وَلَا یُحِیْطُوْنَ بِشَیْءٍ مِّنْ عِلْمِهٖۤ اِلَّا بِمَا شَآءَ"

پروردگار عالم نے فرمایا ہر چیز میری قدرت میں ہے۔ جو وہ چاہتا ہے، وہی ہوتا ہے اس پر کوئی جبر نہیں کر سکتا۔

"فَعَّالٌ لِّمَا یُرِیْدُ ﴿۱۶﴾" (البروج)

جو چاہے کرے، جس کو چاہے اُجاڑ دے، جس کو چاہے بسا دے، جس کو چاہے رنگ لگا دے، جس کو چاہے ننگا کر دے۔ کون ہے مجھے پوچھنے والا!

مالک ومختار اللہ ہے:

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

سارے جہانوں کا رب میں ہوں، سارے جہانوں کا پالنے والا میں ہوں، قبروں میں کیا بن رہی ہے، میں جانتا ہوں۔

اب میرے تمہارے ماں باپ، اب میرے تمہارے دادے پردادے، ساس سسر، نانے مامے جو قبروں میں چلے گئے، ہمیں کیا پتہ کہ ان کے ساتھ وہاں کیا ہو رہا ہے۔ اللہ سب کچھ جانتا ہے، جنت کی ہوا کھا رہے ہیں یا جہنم کے انگاروں میں ہیں، اللہ سب کچھ جانتا ہے۔ اللہ فرماتا ہے مجھے سب کا پتہ ہے۔

پرسوں لاہور کی طرف اخباروں میں شور مچا ہوا تھا۔ شیخوپورہ میں ایک آدمی کو دفن کیا گیا۔ لوگ کہتے ہیں وہاں سے آوازیں آتی رہیں، میں مر گیا، میں تباہ ہو گیا، میں جل گیا، آواز ساری رات آتی رہی۔ مردہ سامنے آ کے کہے، پھر بھی نہیں مانوں گا، کہ عذاب قبر ہے کہ نہیں۔ حالاں کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا قبر میں ایک سانپ مسلط کر دیا جائے، ایسا سانپ چھوڑ دیا جائے گا۔ میرے تیرے نبی ﷺ، ساری کائنات کے نبی ﷺ، عرشیوں کے نبی ﷺ، فرشیوں کے نبی ﷺ، حضرت محمد ﷺ نے فرمایا اتنا زہریلا سانپ ہوگا ایک پھونکار، اگر دنیا میں مار دے تو قیامت تک سبز گھاس نہ اُگے گی۔ کیا اندازہ ہو سکتا ہے، فرمایا:

"وَلَا يُحِيطُونَ بِشَيْءٍ مِّنْ عِلْمِهِ إِلَّا بِمَا شَاءَ"

کوئی چیز میرے خلاف نہیں بن سکتی۔ کون ہے جو میرے خلاف بنائے؟ میری چلے گی کسی کی نہیں چلے گی۔

حضور ﷺ کی پہلی تقریر اور ظلم وستم:

محمد عربی ﷺ کو اتنی تکلیفیں پہنچیں۔ خدا کی قسم! اگر تم سیرت کی کتابوں کا مطالعہ کرو، اگر تم نبی ﷺ کی زندگی کو دیکھو، کوہِ صفا پہ کھڑے ہو کر، پہاڑ کی چوٹی پہ کھڑے ہو کر حضور ﷺ نے سب سے پہلی جو بات فرمائی۔ پہلا خطبہ جو فرمایا حضور کریم ﷺ نے، سبحان اللہ! کملی والے ﷺ کا اس کائنات میں سب سے پہلا خطبہ، سب سے پہلا وعظ، سب سے پہلی تبلیغ، سب سے پہلا اعلان، آج کوہِ صفا پہ کھڑے ہو کر فرمایا لوگو! تم نے مجھے سچا پایا کہ جھوٹا؟

اپنے متعلق پوچھا ہے کہ میں کیسا ہوں؟ میری زندگی کیسی ہے؟ سب نے کہا ہم نے ساری عمر تیری دیکھی۔ بچپن دیکھا، تیرے جیسا سچا اس زمین پہ پیدا نہیں ہوا۔ نبی ﷺ کی زبان کی تصدیق کر دی، نبی ﷺ کی ذات کی تصدیق کر دی۔

مکے والوں نے کہا تیرے جیسا کھرا، تیرے جیسا امین، تیرے جیسا دیانت دار، تیرے جیسا

سچا، اچھا اور شریف ہم نے دیکھا بھی نہیں، ہم نے سنا بھی نہیں "جو تجھ سے زیادہ شریف ہو" کملی والے ﷺ نے یوں فرمایا اچھا! اگر میری زبان پر تم یقین کرتے ہو، اگر میں یوں کہوں کہ اس پہاڑ کے پیچھے ایک دشمن ہے، جو تمہارا ستیاناس کرنے آ رہا ہے، میری بات مان جاؤ گے؟ مکے والوں نے کہا بالکل مانیں گے۔ کیوں کہ آپ ﷺ کی زبان سے جھوٹی بات کبھی نکلی ہی نہیں۔ اسی لیے انہوں نے ایسا کہا۔

آپ ﷺ نے فرمایا لوگو! محمد رسول اللہ ﷺ کی زبان پر یقین کرنے والو! میری زبان کو سچا ماننے والو! میری صداقت کو ماننے والو! میری لیاقت کو ماننے والو! میری دیانت کا اعتبار کرنے والو! پھر میں کہتا ہوں، کوئی نہیں، کوئی نہیں مشکل کشا کوئی نہیں، کسی کی قبر چڑھاوے کے لائق نہیں۔ کوئی قبر والا نذر و نیاز کے لائق نہیں، صرف ایک اللہ کی ذات ہے۔

جب یہ بات کہی اللہ اکبر! جس یتیم بھتیجے کی پیدائش پر باندیاں آزاد کی تھیں چچا نے، مٹھائی تقسیم کی تھی، اتنا حسین بیٹا پیدا ہوا، اتنا حسین کہ مکہ جگمگا اُٹھا۔

یوں علمائے کرام نے لکھا ہے: جب پہاڑ کی چوٹی پہ کھڑے ہو کر حضور ﷺ نے یہ بات کہی کہ اور کوئی معبود نہیں، لات نہیں، عزّیٰ نہیں، پیر نہیں، فقیر نہیں، کوئی نہیں، میں نہیں! اِلَّا اللّٰہُ، اللہ کی ذات ہے۔

تو سب سے پہلا پتھر اُٹھا کر اس چچا نے مارا جو سب سے زیادہ پیار کیا کرتا تھا۔ سب سے پہلا پتھر حضور ﷺ کو ابولہب نے مارا۔

پھر یوں فرمایا مدنی کریم ﷺ نے مجھے سگے چچا کے ہاتھ کے پتھر اتنے جھیلنے پڑے، مجھے سگے چچا کے اتنے پتھر کھانے پڑے، حضور ﷺ نے فرمایا کہ سر سے لے کر پیر تک جسم کا کوئی حصہ بھی ایسا نہیں جہاں سگے چچا کے ہاتھ کا پتھر نہ لگا ہو۔ اس نبی ﷺ نے اللہ کی توحید پر مار کھائی۔

کفر کا مطالبہ:

ورنہ سارا مکہ آپ ﷺ کو کہتا تھا:

ہم آپ کو سردار بنا لیتے ہیں

پورے عرب میں جس لڑکی پہ نظر پڑ گئی قدموں میں ڈال دیتے ہیں

جتنی لڑکیاں چاہو قربان کر دیں گے

سرداری چاہو، پورا عرب آپ کو سردار بنانے کو تیار ہے
مگر یوں نہ کہو خدا ایک ہے۔

فرمایا: "وَسِعَ كُرْسِيُّهُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ" اللہ پاک فرماتے ہیں: میری کرسی زمین وآسمان کو گھیرے ہوئے ہے۔ کچھ بھی باہر نہیں میری کرسی سے!

اسی لیے اس آیت کا نام آیت الکرسی رکھا ہے۔ کرسی وہ نہیں جس کو کچھ لوگ کہا کرتے ہیں جی! میری کرسی بہت مضبوط ہے، وہ کرسی نہیں۔ آج مضبوط ہے کل کو ٹانگ ٹوٹ جائے۔ ایسی کرسی نہیں اللہ کی! یہ لکڑی کی کرسیاں ہیں، یہ پلاسٹک کی کرسیاں ہیں، یہ سنگل کی کرسیاں ہیں، یہ شیشے والی کرسیاں ہیں۔

پروردگار عالم کی جو کرسی ہے فرمایا:

"وَيَحْمِلُ عَرْشَ رَبِّكَ فَوْقَهُمْ يَوْمَئِذٍ ثَمٰنِيَةٌ ﴿۱۷﴾" (الحاقة)

فرمایا میرے عرش عظیم کو آٹھ فرشتے اٹھائے ہوئے ہیں۔

اللہ پاک کی ذات منزہ، پاکیزہ، مبرہ، ہر چیز سے پاک ہے۔ اس کی کرسی تمام دنیا پہ شامل ہے۔ اس سے باہر کیا ہوگا، جب سب کچھ بنایا اسی نے ہے۔ جب چاہے بنا دے، جب چاہے اُجاڑ دے، جس کو جتنا چاہے دے دے، جس سے جتنا چاہے، اتنا چھین لے۔

ایک آدمی چل رہا ہے، کروڑ پتی ہے، ڈاکو ملے، سب کچھ چھین لیا، وہ فقیر بن گیا، دیر نہیں لگتی۔ نوازنے پہ آئے تو دیر نہیں، چھیننے پہ آئے تو دیر نہیں، دینے پہ آئے تو دیر نہیں، لینے پہ آئے تو دیر نہیں۔

اسی لیے کسی شاعر نے کہا ہے:

جسے چاہے زندہ اٹھائے تو جسے چاہے مردہ بنائے تو
تیرے ہاتھ میں ہے فنا بقا تیری شان جل جلالہ

ارے! جسے چاہے باقی رکھے، جس کو چاہے فنا کر دے۔

جسے چاہے تو وہ خلیل ہو جسے چاہے تو وہ ذلیل ہو
تیرے ہاتھ میں ہے گھٹا بندھا تری شان جل جلالہ

اللہ کی کرسی وسیع ہے:

عجیب حالت ہے عجیب ہستی ہے پروردگار عالم کی، فرمایا:

"وَسِعَ كُرْسِيُّهُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ"

آسمان میری کرسی کے نیچے، زمین میری کرسی کے نیچے، کوئی چیز بھی باہر نہیں، بڑی وسعت ہے۔ بہت بڑا خزانہ ہے، بڑی دولت ہے، بڑا دینے والا ہے، پر بندہ لینے والا بنے بھی سہی۔

علامہ اقبال رحمہ اللہ کہتا ہے:

وہ تو مائل بہ کرم ہے کوئی سائل ہی نہیں

وہ دینے والا بڑا ہے سب کچھ اس کے علم میں ہے۔

حضرت یونس علیہ السلام کی پکار:

حضرت یونس علیہ السلام جیسا جلیل القدر پیغمبر! مچھلی کا اندھیرا، پیٹ کا اندھیرا، سمندر کا اندھیرا، تحت الثریٰ کا اندھیرا، پانی کا اندھیرا، اتنے اندھیروں میں پروردگار عالم کی ذات کو پکارتے ہیں۔ اللہ کی ذات کو پکارتے ہیں۔ فرمایا:

"فَلَوْلَا اَنَّهٗ كَانَ مِنَ الْمُسَبِّحِيْنَ ﴿۱۴۳﴾ لَلَبِثَ فِيْ بَطْنِهٖۤ اِلٰى يَوْمِ يُبْعَثُوْنَ ﴿۱۴۴﴾" (الصّٰفّٰت)

فرمایا مجھے میری کبریائی کی قسم! اگر میرا بندہ یونس علیہ السلام کو میں نہ نکالتا تو قیامت تک مچھلی کے پیٹ میں رہنا پڑتا۔ مجھے پکارا ہے، مجھے بلایا ہے، میرے سامنے جھولی پھیلائی ہے، میرے سامنے دامن کو پھیلایا ہے۔ فرمایا: فَنَادٰى فِى الظُّلُمٰتِ، بلایا مجھے اندھیروں میں! لَاۤ اِلٰهَ اِلَّاۤ اَنْتَ، پہلے اقرار کیا۔

میں اتنا دور ہوں، اتنا چھپا ہوا ہوں، اتنا پھنسا ہوا ہوں، اتنا گھبرایا ہوا ہوں، تیرے سوا میری کون جانے!

میں اور آپ تو کہتے ہیں اگر مصیبت بھی آجائے، پریشانی بھی آجائے کہ پتہ نہیں میرے کولوں کیہڑا گناہ ہوگیا، پتہ نہیں مجھ سے کون سا گناہ ہوگیا، گناہ تو جناب کرتے ہی نہیں، پتہ کیسے چلے؟ کبھی تو نے گناہ کیا ہی نہیں، تیرے ماں باپ نے نہیں کیا، بالکل معصوم خاندان ہے بابا! ذہن دیکھو! آج میرا تیرا پتہ ہی نہیں جی کون سا گناہ ہوگیا۔ ارے! سانس تو بغیر گناہ سے نہیں آتا نہیں، پھر بھی کون سا گناہ، اب بھی کہتے ہو مجھ سے کون سا گناہ ہوگیا۔

قدم نہیں رکھا جاتا بغیر گناہ کے! پلک نہیں جھپکی جاتی بغیر گناہ کے! میں کہتا ہوں کرتے کیا ہیں ہم بھلا گناہ کے سوا؟

مگر پیغمبر ہے، پیغمبر کی قدرت، پیغمبر کی عظمت، پیغمبر کی عزت، پیغمبر اللہ تعالیٰ کی قدرت کو جانتا ہے۔ پیغمبر سے زیادہ خدا کی خدائی کو کوئی نہیں جانتا۔ ہم تو دعا مانگیں گے یا اللہ! معاف کر دے۔ یا اللہ! بخش دے۔ یا اللہ! رحم کر دے، یا اللہ فضل کر دے۔

لیکن نبی کا اندازہ دیکھو مانگنے کا! مانگنے والا نبی ہے۔ اللہ کا پیغمبر مانگ رہا ہے اور کہاں مانگ رہا ہے؟ ذرا آنکھ کھولو، دل کی گہرائیوں سے کھول کر بیٹھو۔ فرمایا:

"فَنَادٰى فِي الظُّلُمٰتِ" اللہ فرماتے ہیں بلایا مجھے، پکارا مجھے!

"لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحٰنَكَ" پاک ذات تیری۔

"اِنِّيْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ" نبی کا انداز دیکھو مانگنے کا، تو پاک ہے، تو کریم ہے۔

اللہ فرماتے ہیں بولا نبی میں ظالم بن بیٹھا، تو پاک ہے:

"اَنِّيْ مَسَّنِيَ الضُّرُّ وَاَنْتَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِيْنَ ﴿۸۳﴾" (الانبیا)

کرم فرما۔ میرے مالک! رحم فرما، میں ظلم کر بیٹھا۔

اور آج ہم کہتے ہیں پتہ نہیں کیہڑا گناہ ہوگیا، کون سا گناہ ہوگیا۔

قرآن میں نبیوں کے انداز دیکھ!

حضرت آدم علیہ السلام کی پکار:

" رَبَّنَا ظَلَمْنَآ اَنْفُسَنَا ۜ وَاِنْ لَّمْ تَغْفِرْ لَنَا وَتَرْحَمْنَا لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ ﴿۲۳﴾" (الانبیا)

ساری دنیا کا ابا، نبیوں کا باپ، انبیا کا باپ، رسولوں کا باپ کہتا ہے:

"رَبَّنَا" اے میرے پروردگار!

"ظَلَمْنَآ اَنْفُسَنَا" ظلم کر بیٹھے ہم اپنے اوپر!

حضرت نوح علیہ السلام جیسا جلیل القدر نبی جس نے ساڑھے نو برس مار کھائی۔ ٹھوکریں کھائیں، ذرا دعا کا انداز تو دیکھو مانگنے کا۔ فرمایا:

"وَاِلَّا تَغْفِرْ لِيْ وَتَرْحَمْنِيْٓ اَكُنْ مِّنَ الْخٰسِرِيْنَ ﴿۴۷﴾" (ہود)

اگر رحم کی چادر مجھے نہ اوڑھائی گئی تو میں مارا جاؤں گا۔ کون ہے تیرے سوا مجھے بچانے والا!

نبیوں کا انداز یہ ہے۔

تمام قدرتوں کی مالک ذات:

آیت الکرسی کا ترجمہ میں نے آپ کو بتلایا ہے۔ فرمایا:

"وَلَا يَئُودُهُ حِفْظُهُمَا ۚ وَهُوَ الْعَلِيُّ الْعَظِيمُ ﴿٢٥٥﴾" (البقرہ)

سب کچھ اس کی قدرت کاملہ کا نتیجہ ہے۔ سب کچھ اس کے اشاروں پہ چلتا ہے۔ جب تک وہ چاہے گا، دنیا باقی رہے گی، جب وہ فنا کرنے پہ آئے گا یہ پہاڑ ریزہ ریزہ ہو کر ہوا میں اُڑ جائیں گے، یہ سمندر خشک ہو جائیں گے، یہ پانی ختم ہو جائے گا، یہ درخت ختم ہو جائیں گے، یہ چاند ختم ہو جائے گا، یہ سورج ختم ہو جائے گا، یہ ستارے ختم ہو جائیں گے، یہ زمین ختم ہو جائے گی، یہ کائنات ختم ہو جائے گی، تمام کے تمام ختم اور برباد ہو جائیں گے۔

عقائد درست کرو:

اسی لیے میں نے عرض کیا کہ یقین بناؤ۔ اعتقاد صحیح کرو۔ اعتقاد بنیاد ہے۔ اگر بنیاد مضبوط ہے تو عمارت بھی مضبوط رہے گی۔ اگر بنیاد ہلکی ہے تو عمارت بھی جلدی سے گر جائے گی۔ عقیدہ بنیاد ہے۔ یقین ایمان ہے۔ یقین پیدا کرو کہ سب کچھ اللہ کی طرف سے ہوتا ہے۔ کسی کی طرف سے کچھ نہیں ہوتا۔ اللہ پاک مجھے اور آپ کو اپنا بندہ بننے کی توفیق عطا فرمائے اور اپنا غلام بنا کر زندگی گزارنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

نماز کی اہمیت

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ نَحۡمَدُہٗ وَنَسۡتَعِیۡنُہٗ وَنَسۡتَغۡفِرُہٗ وَنُؤۡمِنُ بِہٖ وَنَتَوَکَّلُ عَلَیۡہِ وَنَعُوۡذُ بِاللّٰہِ مِنۡ شُرُوۡرِ اَنۡفُسِنَا وَمِنۡ سَیِّاٰتِ اَعۡمَالِنَا مَنۡ یَّھۡدِہِ اللّٰہُ فَلَا مُضِلَّ لَہٗ وَمَنۡ یُّضۡلِلۡہُ فَلَا ھَادِیَ لَہٗ وَنَشۡھَدُ اَنۡ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحۡدَہٗ لَا شَرِیۡکَ لَہٗ وَلَا نَذِیۡرَ لَہٗ وَلَا مِثۡلَ لَہٗ وَلَا مُعِیۡنَ لَہٗ وَلَا وَزِیۡرَ لَہٗ وَلَا مُشِیۡرَ لَہٗ وَنَشۡھَدُ اَنَّ سَیِّدَنَا وَسَنَدَنَا وَنَبِیَّنَا وَشَفِیۡعَنَا وَھَادِیۡنَا وَمُرۡشِدَنَا وَمَوۡلَانَا مُحَمَّدًا عَبۡدُہٗ وَرَسُوۡلُہٗ اَرۡسَلَہٗ بِالۡحَقِّ بَشِیۡرًا وَّنَذِیۡرًا، وَاَصۡحَابِہٖ وَاَزۡوَاجِہٖ وَبَارِکۡ وَسَلِّمۡ تَسۡلِیۡمًا کَثِیۡرًا کَثِیۡرًا ۝

اَمَّا بَعۡدُ! فَاَعُوۡذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیۡطٰنِ الرَّجِیۡمِ ۝ بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ۝

"وَاَقِیۡمُوا الصَّلٰوۃَ وَاٰتُوا الزَّکٰوۃَ" (البقرۃ: ۴۳)

صَدَقَ اللّٰہُ مَوۡلَانَا الۡعَلِیُّ الۡعَظِیۡمُ ۝ وَبَلَّغَنَا رَسُوۡلُہُ النَّبِیُّ الۡکَرِیۡمُ وَنَحۡنُ عَلٰی ذٰلِکَ لَمِنَ الشّٰھِدِیۡنَ وَالشّٰکِرِیۡنَ وَالۡحَمۡدُ لِلّٰہِ رَبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ ۝

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیۡتَ عَلٰی اِبۡرَاھِیۡمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبۡرَاھِیۡمَ اِنَّکَ حَمِیۡدٌ مَّجِیۡدٌ ۝ اَللّٰھُمَّ بَارِکۡ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکۡتَ عَلٰی اِبۡرَاھِیۡمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبۡرَاھِیۡمَ اِنَّکَ حَمِیۡدٌ مَّجِیۡدٌ ۝

بے چینی کی اصل وجہ:

میں نے قرآن کریم کی جو آیت تلاوت کی ہے، اس میں اللہ تعالیٰ نے نماز کے بارے میں ارشاد فرمایا ہے۔

آج مسلمان کے دل سے نماز کی عظمت نکل گئی ہے، اس کا احترام نکل گیا، اس کا خشوع وخضوع نکل گیا، مسلمان نے نماز کے ماننے میں بے پرواہی کی۔

اللہ پاک نے رحمت کی چادر اُتار لی۔ بے چینی ہے، پریشانی ہے، اضطراب ہے پوری

کائنات انسانی میں، صدر مملکت سے لے کر معمولی قسم کے آدمی تک سب بے چین ہیں۔ اس لیے کہ ہم نے اللہ تعالیٰ کے احکام کو توڑا ہے۔

مالک کی نافرمانی کر کے کبھی کوئی اچھے راستے پہ نہیں چل سکتا۔ اضطراب اور پریشانی کی جگہ سکون تب ملے گا۔ جب ہم اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے تمام احکام بجا لائیں گے۔ اب زندگیاں ہماری بگڑی ہوئی ہیں۔ ساٹھ سال کی عمر ہوگئی نماز کی پرواہ نہیں، نماز پڑھی ہی نہیں، نماز سیکھی ہی نہیں، مسلمان کے گھر میں پیدا ہوا، مسلمان ہو کر مر رہا ہے، مگر مرتے وقت بھی کلمہ صحیح نہیں۔ سبحانك اللهم یاد نہیں، دعا نماز یاد نہیں۔ ساری عمر میں کبھی ان چیزوں کی ضرورت نہ سمجھی۔

اللہ سے ملاقات کا ایک ہی ذریعہ:

پروردگار عالم نے ارشاد فرمایا او میرے بندے! اگر تو نماز میں کھڑا ہے میرے سامنے آج بھی میری حمد کر، رکوع کر، سجود کر، التحیات میں بیٹھ کر مناجات کر۔ فرمایا میرے بندے! تیری ملاقات کا ایک ذریعہ ہے۔ ایک ہی طریقہ کار ہے۔ ایک ہی ضابطہ اور اصول ہے۔ سر تیرا ہو، سجدے میں رکھ دے انکساری کے ساتھ، میں دیکھوں میرے سامنے میرا بندہ ناک رگڑ رہا ہے۔

جب انسان نماز پڑھتا ہے:

حدیث میں لکھا ہے۔ ارشاد فرمایا مدنی کریم ﷺ نے جب بندہ اللہ اکبر کہتا ہے۔ اللہ پاک ارشاد فرماتے ہیں میرے بندے نے میری بڑائی بیان کی۔

جب بندہ سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ کہتا ہے۔ اللہ فرماتا ہے میرے بندے نے میری تعریف کی۔

پھر بندہ جب اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ پڑھتا ہے۔ آواز آتی ہے میرا بندہ میری بزرگی بیان کر رہا ہے۔ میرا بندہ میری تعریف بیان کر رہا ہے۔ جب مکمل نماز کو ادا کر لیتا ہے۔ ادھر دعا کا وقت ہوتا ہے ادھر دریائے کرم جوش میں آتا ہے۔ میرے بندے! تیرے سارے گناہ معاف کر دیے گئے۔

نماز مومن کی معراج:

ارشاد فرمایا اللہ تعالیٰ نے نماز میری حاضری کا ذریعہ ہے۔

اَلصَّلٰوۃُ مِعْرَاجُ الْمُؤْمِنِیْنَ۔ سرکار مدینہ ﷺ نے ارشاد فرمایا نماز اللہ سے ملاقات کرنے کی معراج ہے۔ اپنے وقت پر پڑھی جائے، حفاظت سے پڑھی جائے، اہتمام کے ساتھ پڑھی جائے، خشوع وخضوع کے ساتھ پڑھی جائے، ادب کے ساتھ پڑھی جائے۔

یہ شہنشاہ کا فرمان ہے۔ احکم الحاکمین کا فرمان ہے، کوئی اپنی مرضی نہیں، جس کا دل چاہے پڑھے اور جس کا دل چاہے نہ پڑھے، یہ بات نہیں۔ مکمل طریقہ کار حضور اکرم ﷺ کو بھیجا کہ سجدہ کیسے ہوگا، قیام کیسے ہوگا، رکوع کیسے ہوگا، قعدہ کیسے ہوگا، جلسہ کیسے ہوگا۔

بے نمازی کا انجام:

اور نماز میں کھڑے ہو کر کیا پڑھنا چاہیے۔ پروردگار نے ان آیات میں فرمادیا۔ حساب وکتاب مکمل ہوگیا۔ عدالت خدا کی لگی۔ برے لوگ جہنم میں چلے گئے۔ نیک لوگ جن کے نامہ اعمال اچھے تھے۔ وہ لوگ کہتے ہوئے نکل گئے:

"فَهُوَ فِیْ عِیْشَةٍ رَّاضِیَةٍ ﴿۲۱﴾ فِیْ جَنَّةٍ عَالِیَةٍ ﴿۲۲﴾ قُطُوْفُهَا دَانِیَةٌ ﴿۲۳﴾" (الحاقة)

او میرے بندے! تو نے میری نماز قضا نہ کی، ہیرا پھیرا نہ کی، آج پیٹھ پیچھے کچھ لوگ نامہ اعمال ہاتھوں میں لیے ہوئے نظر آئیں گے۔ قرآن مجید میں ہے آدمی کی چھاتی کو چیر کر بایاں ہاتھ میں اسے نامہ اعمال پکڑایا جائے گا۔ پتہ چل جائے گا، دنیا دیکھے، اپنے، پرائے دیکھیں گے، بیٹا دیکھے گا باپ کا حال، بیٹی دیکھے گی ماں کا حال۔

" وَاَمَّا مَنْ اُوْتِیَ كِتٰبَهٗ وَرَآءَ ظَهْرِهٖ ﴿۱۰﴾ فَسَوْفَ یَدْعُوْا ثُبُوْرًا ﴿۱۱﴾ وَّیَصْلٰی سَعِیْرًا ﴿۱۲﴾ " (الانشقاق)

یادرکھ! چھاتی میں سے تیرا ہاتھ گزار کر پیچھے سے نامہ اعمال پکڑاؤں گا تا کہ لوگوں میں بھی پہچان ہوجائے۔

"لِیَمِیْزَ اللّٰهُ الْخَبِیْثَ مِنَ الطَّیِّبِ" (الانفال: ۳۷)

آج میرے نیک بندوں سے الگ ہوجاؤ، تم خاندان والے ہو، پارٹیوں والے ضرور ہو، سوسائٹیوں والے ضرور ہو، بڑے بڑے عہدے والے ضرور ہو، بڑے بڑے مال دار ضرور ہو۔ مال دار ہو ٹھیک ہے، بڑے بڑے زمین دار ہو ٹھیک ہے، ملکوں کے حکمران ہو ٹھیک ہے۔ آجاؤ

"وَامْتَازُوا الْیَوْمَ اَیُّهَا الْمُجْرِمُوْنَ ﴿۵۹﴾" (یٰسین)

بھاگنے کی اجازت نہیں، جنتی جنت میں چلے گئے۔ دوزخی دوزخ میں چلے گئے۔ دوزخیوں کو کہاں مہلت ملے گی بات کرنے کی، تجربہ کر دیکھو آگ پر انگلی رکھ کر، ہائے ہائے، توبہ توبہ کرنے کا موقع ہی نہیں رہتا۔

اہل جنت سوچیں گے:

البتہ جنت والے آپس میں ذکر کریں گے، بھائی اگر وہ چلے گئے تو وہ ذکر کریں گے۔ ابا جان نظر نہیں آتے، امی نظر نہیں آتی، فلاں دوست ہمیں نظر نہیں آتا، فلاں رشتہ دار جنت میں دکھائی نہیں دیتا، فلاں عزیز دکھائی نہیں دیتا۔

اب وہ لوگ خیال کریں اور ان کا وہ خیال صحیح ہوگا۔ جنت میں نظر نہیں آتے۔ اور ٹھکانے تو صرف دو ہی ہیں۔ جنت ہے یا دوزخ ہے۔ تو وہ کہیں گے دوزخ میں گئے۔

جنتی جہنمیوں کا حال دیکھیں گے، اجازت ہوگی اس بات کی کہ تم جہنمیوں کو دیکھو، جنہوں نے پرواہ نہ کی، دولت کے نشے میں، اقتدار کے نشے میں، جوانی کے نشے میں، میری خلاف ورزی کی تھی، ان لوگوں کا آج حال دیکھو۔

اللہ پاک جنتیوں کو کہیں گے تم نے دامن پھیلا کر مجھ سے مانگا، تم نے سردیوں میں وضو کیے۔

فرمایا مدنی کریم ﷺ نے قیامت کے دن میں اپنی اُمت کے لوگوں کو پہچانوں گا۔ پہچان یہ ہوگی کہ وضو کرنے والے اعضاء چاند کی طرح چمکتے ہوئے نظر آئیں گے، چہرہ چمکے گا، پاؤں چمکیں گے، ہاتھ چمکیں گے، سر چمکے گا، وضو کرنے والے اعضاء چمک دار نظر آئیں گے۔

حضور ﷺ نے فرمایا ساری دنیا میں سے ایک ایک امتی کو چھانٹ کر لے جاؤں گا۔

اہل جنت کے سوالات جہنم والوں سے:

جنتی دوزخ کے کنارے سے جائیں گے، درمیان میں کھڑکی کھولی جائے گی، وہ پہچانے جائیں گے۔

اللہ! میں تو اپنی بیوی کو بڑی شریف سمجھتا تھا۔ آج یہ جہنم میں جل رہی ہے۔

میں تو اپنے باپ کو بڑا نیک سمجھتا تھا، آج یہ جہنم میں جل رہا ہے۔

میں تو اپنے افسر کو بڑا شریف سمجھتا تھا، آج یہ جہنم میں جل رہا ہے۔

میں تو فلاں رشتہ دار کو بڑا شریف آدمی سمجھتا تھا، آج یہ جہنم میں جل رہا ہے۔

پر تعجب ہو کر، حیران ہو کر سوال کریں گے۔ قرآن کہتا ہے:

"فِیْ جَنّٰتٍ ۛ یَتَسَآءَلُوْنَ ﴿۴۰﴾" (المدثر)

جنت والے لوگ سوال کریں گے فوراً، اے ابا جان! اے امی جان! اے بھائی جان! اے

بیگم صاحبہ! اے خالہ جان! اے ماموں جان! اے فلاں صاحب! اے چوہدری صاحب! اے سیٹھ صاحب! مرزا صاحب! خان صاحب! آپ تو بڑے کاروباری آدمی تھے۔
کئی کئی حج بھی کرنے گئے تھے، آپ تو بڑی سخاوت کیا کرتے تھے، آپ تو مارکیٹ کے صدر بھی تھے، آپ کی تو بڑی حکومتیں چلتی تھیں۔

"فِیۡ جَنّٰتٍ ۟ۛؕ یَتَسَآءَلُوۡنَ ﴿۴۰﴾ عَنِ الۡمُجۡرِمِیۡنَ ﴿۴۱﴾" (المدثر)

چوہدری صاحب! آج کیا بنی، شیخ صاحب! کہاں پہنچ گئے ہو، خان صاحب یہ ٹھکانہ کیسے ملا ہے؟ خان صاحب تم نے کیا گناہ کیے تھے؟ کیا جرم کیے تھے؟ کیا تم نے سیاہ کاری کی تھی؟ کیا بدکرداری کی تھی؟

"فِیۡ جَنّٰتٍ ۟ۛؕ یَتَسَآءَلُوۡنَ ﴿۴۰﴾ عَنِ الۡمُجۡرِمِیۡنَ ﴿۴۱﴾" (المدثر)

کیا بنی! کیا ہوا، کیا چیز تمہیں یہاں لے آئی؟ شہر میں تمہاری بڑی عزت تھی۔ بڑے بڑے لوگ تمہیں سلام کیا کرتے تھے، بڑے بڑے لوگ تمہارے پاس ملنے آیا کرتے تھے، تم تو بڑی پارٹیوں کے ورکر تھے، بڑے بڑے عہدوں پر فائز تھے، دولت تمہاری یہاں بہت تھی۔

"فِیۡ جَنّٰتٍ ۟ۛؕ یَتَسَآءَلُوۡنَ ﴿۴۰﴾ عَنِ الۡمُجۡرِمِیۡنَ ﴿۴۱﴾" (المدثر)

کیا چیز تمہیں یہاں لے آئی؟ وہ کون سا گھناؤنا جرم کیا؟ وہ کون سا گھناؤنا ارتکاب کیا تھا؟ جس کی وجہ سے اس مصیبت میں آکے پڑے۔

حدیث پاک میں آتا ہے: فرمایا محمد عربی ﷺ نے اگر جہنم سے سوئی کے ناکہ کے برابر سوراخ کر دیا جائے، ساری دنیا جل کر راکھ ہو جائے گی۔

ارشاد فرمایا مدنی کریم ﷺ نے گرم اور ٹھنڈا، جہنم میں دونوں طبقے ہیں۔ گرم عذاب بھی ہے، سرد عذاب بھی ہے۔

دیکھتے ہیں نا! تفتیش کرنے والا عملہ کبھی کرنٹ مار کر پوچھتے ہیں کہ چوری کی یا نہیں؟ کبھی برف کے اوپر لٹا کر پوچھتے ہیں کہ ہاں بتا چوری کی کہ نہیں؟ جب دنیا کے تفتیشی عملہ کے پاس دونوں عذاب کا انتظام ہوتا ہے، اسی طرح دوزخ میں بھی دونوں کا انتظام ہے۔

جہنمیوں کی سزائیں:

علما کی تحقیق ہے کہ جس زمانے میں جہنم نے ٹھنڈا سانس مارا تھا تو سردی پڑتی ہے اور جس

زمانے میں گرم سانس مارا تھا تو گرمی پڑتی ہے۔

میں عرض کر رہا تھا کہ اس عذاب کا کیا ٹھکانا۔ قرآن کریم کہتا ہے:

"اِنَّهَا تَرْمِيْ بِشَرَرٍ كَالْقَصْرِ ﴿۳۲﴾ كَاَنَّهٗ جِمٰلَتٌ صُفْرٌ ﴿۳۳﴾" (المرسلات)

ایک ایک انگارہ اونٹ کی طرح ہے۔

جہنم میں اس طرح کا عذاب ہوگا۔ ستر ستر تہہ چمڑے کی چڑھ رہی ہوں گی۔ آگے نیا بنتا جاتا ہے۔ جل رہا ہے، سڑ رہا ہے، بن رہا ہے۔ پھر جل رہا ہے، پھر بن رہا ہے۔ سر سے لے کر پاؤں تک ستر ستر جگہ سے جل رہا ہے۔ ستر ستر جگہ سے نیا بن رہا ہے۔ اس بھیانک حالت میں جہنمیوں کو دیکھ کر قرآن کریم کہتا ہے:

"اَيُّهَا الضَّآلُّوْنَ الْمُكَذِّبُوْنَ ﴿۵۱﴾ لَاٰكِلُوْنَ مِنْ شَجَرٍ مِّنْ زَقُّوْمٍ ﴿۵۲﴾ فَمَالِئُوْنَ مِنْهَا الْبُطُوْنَ ﴿۵۳﴾" (الواقعة)

لوگ کہیں گے الٰہی! ہزاروں برس گزر گئے کھانے کو کچھ نہ ملا۔ لاکھوں برس گزر گئے کھا کے کچھ نہ دیکھا۔ ہم نے کھانا دیکھا ہی نہیں۔

آواز آئے گی یہ گھاس کھاؤ۔ جس کے کھانے سے انتڑیاں باہر نکل آئیں گی۔

قرآن کریم میں ہے۔ لوگ روئیں گے اور چلائیں گے مگر فرشتے گزر جائیں گے۔ پھر آواز لگائیں گے:

"بِمَآءٍ كَالْمُهْلِ يَشْوِي الْوُجُوْهَ ؕ" (الکھف:۲۹)

الٰہی! پانی، پانی، ہمارے لاکھوں برس گزر گئے، پانی دیکھا نہیں۔

"فَشٰرِبُوْنَ عَلَيْهِ مِنَ الْحَمِيْمِ ﴿۵۴﴾" (الواقعه)

گرما گرم کھولتا ہوا پانی پلاؤ۔ جس کے پینے سے یہ دونوں ہونٹ ایسے سوج جائیں گے۔

میرے تیرے نبی ﷺ کا فرمان ہے۔ ساری کائنات کے نبی ﷺ کا فرمان ہے۔ محمد مصطفیٰ ﷺ کا فرمان ہے۔ نیچے کا ہونٹ سوج کر پیروں کے انگوٹھوں پہ جا پڑے گا۔ اوپر کا ہونٹ سوج کر کمر پر جا پڑے گا۔ اور آواز آئے گی تم نے جیسے میرے قرآن کی مہمانی کی تھی، میں ویسے ہی تمہاری مہمان نوازی کرتا ہوں۔

تم جہنم میں کیسے آئے؟

اس حالت میں جنتی لوگ ان سے سوال کرتے ہیں:

"فِیْ جَنّٰتٍ ۛ یَتَسَآءَلُوْنَ ۝۴۰ عَنِ الْمُجْرِمِیْنَ ۝۴۱" (المدثر)

جنتی لوگ جہنمیوں سے سوال کرتے ہیں؟:

"مَا سَلَکَکُمْ فِیْ سَقَرَ ۝۴۲" (المدثر: ۴۲)

کیسے یہاں پہنچ گئے ہو؟

کیا چیز یہاں لائی ہے، کیوں اتنی بڑی مصیبت میں گرفتار ہوئے، بات کیا بنی؟

اللہ سچا، اللہ کا قرآن سچا، اللہ کا بھیجا ہوا پیغمبر محمد عربی ﷺ سچا۔

سب سے پہلا جرم:

فرمایا ایک زبان ہو کر بول اٹھیں گے اور کہیں گے:

"قَالُوْا لَمْ نَکُ مِنَ الْمُصَلِّیْنَ ۝۴۳" (المدثر)

سب سے پہلا جرم، سب سے پہلا گناہ، آج سب سے پہلا جرم جو ہم پہ لگا وہ یہ ہے کہ ہم نماز نہیں پڑھتے تھے۔ خود اپنی زبانی، خود آپ بول رہے ہیں، جہنم میں کہنے لگے:

"قَالُوْا لَمْ نَکُ مِنَ الْمُصَلِّیْنَ ۝۴۳" (المدثر)

ہم نے نمازوں کی پرواہ نہ کی۔

نماز ہوا کرتی تھی، ہم ریڈیو بجایا کرتے تھے، اذان ہوا کرتی تھی، ہم ٹیپ چلایا کرتے تھے۔ اذان ہوا کرتی تھی، ہم گانا بجانا کیا کرتے تھے۔ ادھر اللہ کا بلاوا آیا کرتا تھا، ادھر ہم کنجریوں کے گیت سنا کرتے تھے۔ ادھر اللہ اکبر کی آواز آتی تھی، ادھر ہم طرح طرح کے بھنگڑے ڈالا کرتے تھے۔

اذان ہوا کرتی تھی ہم دکانوں پہ بیٹھ کر گپیں مارا کرتے تھے۔ گھر میں پڑے سوئے رہتے تھے۔

"قَالُوْا لَمْ نَکُ مِنَ الْمُصَلِّیْنَ ۝۴۳" (المدثر)

ہم نماز نہیں پڑھتے تھے۔ اللہ کے دربار میں کبھی حاضر ہی نہیں ہوا کرتے تھے۔ آج کیا حشر ہے، کئی آدمی غریب آدمی ہو کے جہنم والے کام کر رہے ہیں۔

شراب پیو گے، پیسے خرچ ہوں گے، زنا کرو گے اس پہ بھی خرچ ہوگا۔

لیکن نماز پڑھنے پر خرچ تو تمہارا کوئی نہیں ہوگا، پھر قضاء کیوں کی؟ عورتیں پرواہ نہیں کرتیں۔مرد پرواہ نہیں کرتے۔قبر نزدیک ہے، بوڑھا پرواہ نہیں کرتا۔
جب مرجاتا ہے تو قبر پہ جا کر آواز لگاتے ہیں نمازی نمازی لوگ قبر میں اس میت کو اُتارو۔
چودھری صاحب! ملک صاحب! یہ تو بتا جس کی میت قبر میں اتر رہی ہے، یہ کتنی پڑھا کرتا تھا؟ اگر یہ نہیں پڑھتا تو قبر میں اُتارنے والوں نے جتنے مرضی حج کرر کھے ہوں اس کا کوئی فائدہ نہیں۔اس کا نامہ اعمال چلے گا یا قبر میں اتارنے والوں کا نامہ اعمال چلے گا؟
بے نمازی اتنا برا ہے کہ:
سرکار دو عالم ﷺ نے کبھی بھی کسی حالت میں بھی بے نمازی کا جنازہ نہیں پڑھایا۔
تمام عمر میں سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے بے نمازی کا جنازہ نہیں پڑھایا۔
تمام عمر میں فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے بے نمازی کا جنازہ نہیں پڑھایا۔
سیدنا عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ نے بھی ساری عمر میں بے نمازی کا جنازہ نہیں پڑھایا۔
سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے بھی ساری عمر میں بے نمازی کا جنازہ نہیں پڑھایا۔
سیدنا حسین رضی اللہ عنہ اور سیدنا حسن رضی اللہ عنہ نے بھی کبھی بے نمازی کا جنازہ نہیں پڑھایا۔
حضرت عبدالقادر جیلانی محبوب سبحانی رحمہ اللہ نے کبھی ساری زندگی میں کسی بے نمازی کا جنازہ نہیں پڑھایا۔تو ایصال ثواب روز دیتا ہے، وہ تیرا جنازہ پڑھنے کو تیار نہیں۔
تمام عمر میں ایک لاکھ انتیس ہزار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی جماعت نے کبھی بے نمازی کا جنازہ نہیں پڑھایا۔
تمام آئمہ رحمہ اللہ علیہم نے کبھی بے نمازی کا جنازہ نہیں پڑھایا۔
میں دعوے سے کہتا ہوں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اور حضور اکرم ﷺ نے کبھی بے نمازی کے ہاتھوں کا پانی نہیں پیا۔
کیا فائدہ ہوگا اس جنازے سے، تو جہنمی لوگ خود اقرار کرتے ہیں، کہتے ہیں
"قَالُوْا لَمْ نَكُ مِنَ الْمُصَلِّيْنَ ﴿۴۳﴾" (المدثر)
ابھی اور گناہوں کی باریاں آئیں گی۔او جنتیو! او رشتہ دارو! او میری برادری کے لوگو! تم مزے کر گئے، تو نماز کو جایا کرتا تھا، ہم تیرا مذاق کیا کرتے تھے۔خود اقرار کر رہے ہیں۔

بڑے بڑے لوگ آج نماز سے غافل ہیں۔ پرواہ ہی نہیں کرتے۔ بڑے بڑے کھاتے پیتے لوگ نماز نہیں پڑھتے۔ اللہ پاک نے فراغت بھی دی ہے، دولت بھی دی ہے، زمین بھی دی ہے، جائیداد بھی دی ہے، اولاد بھی دی ہے، اللہ کے حضور سر جھکانے کو پھر بھی تیار نہیں۔

بس ایک دفعہ حکم آیا تھا۔ پیچھے سے چند دن صفیں رکھی گئی تھیں۔ لوٹے رکھے گئے تھے۔ بس ایک دو دن میں عمر بھر کی نمازیں پڑھ دیں۔ پتہ نہیں وہ صفیں کہاں گئیں۔ وہ لوٹے کہاں گئے۔ وہ قانون ہی مٹ گیا۔ پتہ نہیں کہاں گئیں اور کیا ضروری ہے کہ حکومت کہے تو نماز پڑھے۔

اگر میں مسلمان ہوں اور میں کلمہ پڑھتا ہوں اور میں نے اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے وعدہ کر رکھا ہے کہ میں تمہارا کہنا مانوں گا تو میں کیوں انتظار کروں کہ جنرل ضیاء کا حکم آئے گا تو نماز پڑھوں گا۔

میں نے مرنا نہیں؟

اپنا عمل، اپنی قبر، اپنا حشر، اپنا کردار، تمام چیزیں اپنے ذمہ رکھو۔

"وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ أُخْرٰى" (الانعام: ۱۶۴)

قرآن کہتا ہے کوئی کسی کا ذمہ دار نہیں بنے گا۔

جنتیوں نے پوچھا، جہنمیوں نے جواب دے دیا۔ سب سے پہلا جرم، سب سے پہلی خطا، سب سے بڑا گناہ ہمارا یہ بنا ہے۔

"قَالُوا لَمْ نَكُ مِنَ الْمُصَلِّيْنَ" (المدثر)

ہم نماز نہیں پڑھا کرتے تھے۔

آج تو ماشاء اللہ اچھے بھلے لوگ نماز نہیں پڑھتے۔ پیر نہیں پڑھتے۔

ایک جگہ میں ملا ایک آدمی سے، میں نے پوچھا نماز؟ کہنے لگے جی مدینے جا کے پڑھتا ہوں۔ روٹی یہاں سے ٹھوکتا ہے، پانی یہاں سے ڈکارتا ہے، بیوی، بچے یہاں پیدا کر رہی ہے، نماز مدینے جا کے پڑھ رہا ہے، ڈھنگ دیکھو؟ کیا بنایا ہوا ہے۔ اور اگر کوئی پڑھتا ہے تو جماعت کی پرواہ نہیں کرتا۔

حضور ﷺ کو نماز کی فکر:

میرے تیرے نبی ﷺ ساری کائنات کے نبی حضرت محمد ﷺ کا آخری وقت ہے۔ بیمار

ہیں۔ کمزور ہیں۔ آپ ﷺ نے نماز کے لیے حکم بھی دے دیا، ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو، پھر بھی دو آدمیوں کا سہارا لے کر مسجد میں تشریف لائے۔

صحابی رضی اللہ عنہ کہتا ہے میری آنکھ نے دیکھا، حضور اکرم ﷺ کا قدم مبارک زمین پر گھسٹ رہا تھا۔ اس حالت میں بھی حضور ﷺ مسجد میں تشریف لائے۔

فرشتوں کو کیا جواب دو گے؟

یہاں یہ لوگ اکڑتے ہیں کہ بہت بڑے افسر ہیں، مسجد میں کیسے تشریف لائیں۔ میں ان کی بات کر رہا ہوں۔ جو ساری امت کے سردار ہیں، جن کے دیدار کو فرشتے ترستے رہے، ان کی یہ حالت ہے۔ تو کون ہوتا ہے، قیامت میں یوں تو کام نہیں چلے گا اور نہ قبر میں یوں کام چلے گا۔ قبر میں آ کے فرشتے کہیں گے:

مَنْ دِيْنُكَ؟ تیرا دین کیا ہے؟

وہ جواب دے کہ میں ملتان کا ڈی سی ہوں۔ بھلا کیا بنے گا اس بات کا وہاں؟

انہوں نے کہا:

مَا نَبِيُّكَ؟ تیرا نبی کون ہے؟

کہے میں تو پنجاب کا گورنر ہوں۔ اس سے کیا بنتا ہے۔

اللہ کی ذات کے ضابطے الگ ہیں، طریقہ کار بھی الگ ہے، کسی کی وہاں نہیں چلتی اور میں یہ بات تجربے کی کہتا ہوں۔ اگر ان کی چلتی تو یہ بڑے بڑے کبھی نہ مرتے۔ غریبوں کو مرواتے رہتے اور خود بیٹھے رہتے۔ اگر لینے دینے سے کام چلتا تو وہاں ایک بھی نہ مرتا۔

یہ جتنے بادشاہ ہیں، جتنے وزیر ہیں، جتنے دولت مند ہیں، امیر کبیر ہیں، یہ میرا تیرا نمبر لگواتے رہتے، خود یہیں بیٹھے رہتے۔ اللہ میاں نے فرما دیا جس کا ٹائم آئے گا، ایک سانس نہیں لینے دوں گا۔

فرمایا:

"فَاِذَا جَآءَ اَجَلُهُمْ لَا يَسْتَاْخِرُوْنَ سَاعَةً وَّلَا يَسْتَقْدِمُوْنَ﴿۳۴﴾" (آل عمران)

ایک سانس کی مہلت نہیں ملے گی۔

تو جنتیوں نے سوال کیا، ان سے پوچھا تمہارا کیا حال ہے؟ یہ بری حالت کیوں بنی ہوئی ہے؟ انہوں نے جواب دے دیا۔ شاعر کہتا ہے کہ یوں کہنے لگے:

سر جھکا سر پر نہ لے دوزخ کو تو
او سر جھکا سامنے مالک کے ہو لے سرخرو
کچھ نہ کی اعمال پر اپنی نظر
آخرت کا آئے گا آخر سفر

جتنا بھی جی لے، قبر میں جائے بغیر گزارہ نہیں، خود اقرار کرتا ہے کہ ہم نے نمازیں نہیں پڑھیں۔ بے پرواہی کی غفلت میں زندگی گزاری۔ تمام زندگی کو آگ لگادی ہم نے، دوزخی دوزخ میں بول کراسی لیے جواب دیتے ہیں۔

ہم نمازیں نہیں پڑھا کرتے تھے۔اس لیے یہ حالت بن گئی۔جنتی کہتے ہیں: ۔

آگ نے بدن تمہارا کھا لیا
بچھوں اور سانپوں نے سب چھنڈوا دیا

حدیث پاک میں آتا ہے کہ ایک ایک آدمی کا بدن پھول کر، سوج کر تین تین سو میل لمبا اور چوڑا ہو جائے گا۔

خود اقرار کر رہے ہیں۔ خود اعتراف کر رہے ہیں کہ اس گناہ نے ہماری تباہی مچائی ہے۔ ہم تو سمجھتے تھے کہ یہ یوں ہی کام ہیں، لیکن آج پتہ چلا کہ اس نے تو ہم کو تباہ کر دیا۔ ادھر جنتی دیکھ رہے ہیں، ادھر دوزخی رو رو کر کہیں ماموں جان! آپ اچھے رہے، ہم تو تمہیں ملاں سمجھے کرتے تھے، ہم تو تمہیں بے کار سمجھا کرتے تھے، ہم تو تمہیں بے وقوف سمجھا کرتے تھے، لیکن آج تمہاری حالت اچھی ہے، تم مزے میں ہو، ہم مارے گئے۔

دوسرا جرم بتلائیں گے:

قرآن کریم میں آتا ہے اللہ پاک نے ارشاد فرمایا، دوسرا گناہ خود ہی بتاتے ہیں:

"وَلَمْ نَكُ نُطْعِمُ الْمِسْكِيْنَ ﴿۴۴﴾" (المدثر)

دوسرا گناہ، دوسرا جرم ہمارا یہ تھا ہم نے کبھی کسی محتاج کو، کبھی کسی غریب کو خیرات دی ہی نہیں۔ سنگ دل، سخت دل لوگ تھے۔ جو آیا، اس کو ٹرخا دیا، جو آیا، اس کو بھگا دیا۔

حدیث میں ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: صدقے سے اللہ کا غضب اس طرح بجھ جاتا ہے، جیسے آگ پہ پانی ڈالنے سے آگ بجھ جاتی ہے۔

انہوں نے خود ہی اقرار کیا جی مقدے پہ تو خوب لگایا کرتے تھے ہم، اور بدمعاشی پہ بھی خوب خرچ کیا کرتے تھے، شراب کسی بھی بھاؤ ملتی تھی، ہم نے نہیں چھوڑی۔ چرس، بھنگ، کسی بھی بھاؤ ملتی تھی، ہم نے کبھی نہیں چھوڑی۔ رنڈی بازی پہ کتنا ہی خرچ ہوتا تھا ہم نے کبھی نہیں چھوڑا۔

-وَلَمْ نَكُ نُطْعِمُ الْمِسْكِيْنَ ﴿٤٤﴾- (المدثر)

اللہ کے راہ پہ کچھ دینے کی ہمیں توفیق ہی نہیں۔

قرآن کریم ان کی زبان میں بیان کر رہا ہے۔

قرآن سچا، قرآن کا بھیجنے والا سچا۔ جس پر قرآن نازل کیا گیا، وہ ساری کائنات میں سب سے زیادہ سچا، حضرت محمد رسول اللہ ﷺ!

علمائے کرام نے لکھا ہے۔ ادھر جنتی کھڑے ہوں گے، ادھر دوزخی کھڑے ہو کر رو رہے ہیں، برا حال ہے۔

قرآن کہتا ہے:

-وَاَسَرُّوا النَّدَامَةَ لَمَّا رَاَوُا الْعَذَابَ ۚ- (یونس: ۵۴)

جب لوگ عذاب کو آتا ہوا دیکھیں گے تو بھاگنے کی کوشش کریں گے۔

جہنم کی آگ:

حضور اکرم ﷺ کا یہ فرمان ہے۔ آگ بولے گی، جہنم کی آگ کو، اللہ پاک زبان دے گا، بولے گی۔ بھاگتے ہوؤں کے نام لے گی او فلاں! آجا! میں تیرے لیے آرہی ہوں۔ تو پرلے درجے کا بے نمازی ہے۔ اے نماز کو چھوڑنے والو! اے جھوٹ بولنے والو! اے دل میں کچھ، زبان میں کچھ رکھنے والو! اے منافقت رکھنے والو! اے بدمعاشی رکھنے والو! رشوت لے کر کوٹھی بنانے والو! رشوت لے لے کر بنگلہ بنانے والو! آؤ تمہارا ٹھکانا میں ہوں۔

سنو فرمان کملی ﷺ والے کا، یوں فرمایا ہزار آدمیوں میں سے ایک آدمی اس کے مطلب کا ہوگا، آگ اس طرح اٹھا لے جائے گی۔ جس طرح دانہ پرندہ اٹھا لے جاتا ہے۔ آگ نہیں چھوڑے گی۔

-تَدْعُوْا مَنْ اَدْبَرَ وَتَوَلّٰى ﴿١٧﴾ وَجَمَعَ فَاَوْعٰى ﴿١٨﴾- (المعارج)

آگ بلائے گی، او کدھر چلا، تیرا ٹھکانا میں ہوں۔ تمام جہنمی خود اقرار کرتے ہیں۔ خود اعتراف کرتے ہیں۔ بڑے بڑے لوگ بھی وہاں! ویسے تو مجھے ڈر بھی لگتا ہے کہتے ہوئے کہیں

برا نہ مان جائیں۔ بڑے بڑے لوگ وہاں ہوں گے جہنم میں۔ پارٹیاں دینے والے، پارٹیاں کھانے والے، مونچھوں پہ ہاتھ پھیرنے والے، بڑے بڑے آکڑو خان وہاں ہوں گے۔

اللہ میاں آواز دے گا:

"فَلَيْسَ لَهُ الْيَوْمَ هٰهُنَا حَمِيْمٌ"

بلاؤ، بلاؤ، تمہارے بڑے بڑے یارانے تھے۔ بڑے بڑے تعلقات تھے، ایک ٹیلی فون سے تیرا کام بن جایا کرتا تھا۔ ایک رقعہ سے تیرا کام بن جایا کرتا تھا۔

تیری بڑی یاری تھی، تیری بڑی رشتہ داری تھی، تیری بڑی تعلق داری تھی، آج بلا، اپنے جگری دوستوں کو بلا، خالص دوستوں کو بلا، دلی دوستوں کو بلا، آج بلا، دیکھوں تیرے کون کام آتا ہے۔ تیرا ٹیلی فون سنتے ہی کام بن جایا کرتا تھا۔ جہاں ٹیلی فون گیا، وہیں کام بنا، آج بلا، آج بلا کس کو بلاتا ہے؟

آواز آتی ہے، بلالے تو پارٹی میں کرلوں گا۔ انتظام میں نے کر رکھا ہے۔

"فَلَيْسَ لَهُ الْيَوْمَ هٰهُنَا حَمِيْمٌ ۝٣٥ وَّلَا طَعَامٌ اِلَّا مِنْ غِسْلِيْنٍ ۝٣٦" (الحاقۃ)

دریا پیپ کے بہہ رہے ہیں۔ میں تمہیں شرابوں کی جگہ اور حرام کی بوتلوں کی جگہ تمہیں یہ پلاؤں گا۔ میں نے تمہارا سارا انتظام کر رکھا ہے۔

بلالونا! کبھی پارٹی وارٹی تو کرلیا کرو۔ کبھی تو کھانے پر اکٹھے ہوجاؤ۔ تم بڑے یہ کام کیا کرتے تھے۔ جہنم میں بھی بنالو۔ میری طرف سے تمہیں اجازت ہے۔ میری طرف سے یہ دریا کے لہو، راگ کے، پیپ کے ہیں۔

حدیث پاک میں ارشاد ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا اگر ایک قطرہ دنیا میں اللہ پاک اس کا پھینک دے، ساری دنیا بے ہوش ہوجائے گی بدبو کی وجہ سے!

میں عرض یہ کر رہا تھا، ایک نماز جس کی وجہ سے مصیبت، قبر میں نماز کی وجہ سے پہلے پوچھ، حشر میں نماز کی سب سے پہلے پوچھ۔

حضور ﷺ نے فرمایا میری تو پہچان ہی یہ ہوگی کہ یہ میرا اُمتی ہے۔ اس کے اعضائے وضو چمکتے ہوں گے۔

اب اس کے اعضائے وضو کیا چمکیں گے جو کبھی وضو کرتا ہی نہیں۔ صبح کو دیر سے اٹھتا ہے۔ رات کو ٹیلی ویژن کے سامنے مرے ہوئے کتے کی پڑا رہتا ہے۔ اور پھر اپنے آپ کو مسلمان گردانتا ہے۔ ایک وقت کا نہیں، ہزاروں نمازوں کا باغی، ہزاروں نمازوں کی پرواہ نہیں!

کچھ لوگ سجدہ نہ کر سکیں گے:

قرآن کریم کے انتیسویں پارے کی ایک اور آیت ہے۔ عرض کر دوں۔
میدان حشر برپا ہوگا۔ اللہ آپ اپنا کرم فرمائے۔ آمین کہو۔
قیامت کا دن لگا ہوا ہے، ساری دنیا کھڑی ہوئی ہے۔
حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر قیامت تک کی ساری کائنات انسانی زندہ ہو کر سامنے آئے گی۔
تمام کے تمام زندہ اور موجود ہیں۔ اللہ پاک کی طرف سے آواز آئے گی: اُسْجُدُوْا۔ تمام لوگ سجدے میں گر جائیں گے۔ میری اپنی بات نہیں، سورہ "ن والقلم" کا ترجمہ گھروں میں جا کے دیکھ لینا۔ ترجمے میں لکھا ہے:

"خَاشِعَةً اَبْصَارُهُمْ تَرْهَقُهُمْ ذِلَّةٌ ؕ" (القلم: ۴۳)

تمام لوگ سجدے میں گر گئے۔ کروڑوں نہیں، اربوں کھربوں کائنات سجدے میں گر گئی۔
مگر کچھ لوگ کھڑے رہیں گے۔
قرآن شاہد ہے، میری بنائی ہوئی بات نہیں۔
اللہ پاک فرماتے ہیں میں ان کی کمر میں لوہا ٹھونک دوں گا۔ جھکنے نہ دوں گا، جھک نہ سکیں گے۔ پہچان ہوگی کہ یہ ہیں وہ الگ رہنے والے لوگ! بڑی کوشش کریں گے ہم بھی جھک جائیں۔ قیامت کا میدان ہے، ہمارا کام بھی بن جائے۔ مگر قرآن کہتا ہے:

"فَلَا يَسْتَطِيْعُوْنَ. خَاشِعَةً"

نہیں طاقت رکھیں گے جھکنے کی، آنکھیں شرم کے مارے ڈوب جائیں گی کہ ساری دنیا دیکھ رہی ہے۔ اور یہ کھڑے کے کھڑے رہ جائیں گے۔ شرمساری ہی شرمساری ہے، ذلت ہی ذلت ہے، تباہی ہی تباہی ہے، بربادی ہی بربادی ہے، جو نماز نہیں پڑھتا، اللہ اور اس کا رسول ﷺ اس سے ناراض ہے۔

بے نمازی کی سزا:

آخری حدیث عرض کرنے لگا ہوں۔ لکھ کے لے جاؤ۔ عورتوں کو بتاؤ، بچوں کو بتاؤ۔
فرمایا مدنی کریم ﷺ نے، قیامت کے دن بے شمار لوگ اپنے قبروں سے اٹھیں گے، مگر آدمی کی شکل میں، کچھ لوگ اٹھیں گے خنزیر کی شکل میں، خنزیر کی صورت ہے۔

الٰہی! جانور تو سارے ہی مٹی ہو گئے، آواز آئے گی:

"کونوا ترَابًا"

سارے جانور مٹی ہو جائیں گے۔ پھر یہ کون ہیں؟

یہ بھی تو جانور ہیں۔ یہ مٹی کیوں نہیں ہوتے؟

دنیا بھر کے پرندے چرندے تمام کے تمام مٹی ہو گئے۔ آج یہ کون ہے، یہ مٹی کیوں نہیں بنے؟ جواب ملے گا تمہیں پتہ نہیں۔ یہ تو بے نمازی ہیں۔ ہم نے ان کو جانور کی شکل بنا دیا۔ ساری دنیا کو پتہ چلے یہ تو بے نمازی ہیں۔

اس سے برا اور کیا ہوگا؟ اور کون سی عوام ہوگی اس سے بری کہ آدمی کی شکل اور صورت باقی نہیں رہتی۔

اللہ تعالیٰ مجھے اور آپ کو تمام مسلمانوں کو نمازی بنائے۔ اسی بنا پر یہ تبلیغی حضرات رائے ونڈ میں اجتماع کرتے ہیں۔

ہر آدمی کو نماز کی فکر ہو جائے، ہر آدمی کے دل میں نماز کی محبت ہو جائے، ورنہ ان کو کوئی لالچ نہیں، ان کو آپ سے کوئی لالچ نہیں، آپ کو ان سے کوئی لالچ نہیں، نہ کوئی کاروبار ہے، نہ کمانا ہے، نہ لینا ہے، نہ دینا ہے۔ بل کہ اپنی قبر، اپنا حشر اور اپنی فکر کرنا ہے۔ اللہ پاک عمل کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

بے نمازی کا انجام (حصہ اوّل)

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ نَحۡمَدُہٗ وَنَسۡتَعِیۡنُہٗ وَنَسۡتَغۡفِرُہٗ وَنُؤۡمِنُ بِہٖ وَنَتَوَکَّلُ عَلَیۡہِ وَنَعُوۡذُ بِاللّٰہِ مِنۡ شُرُوۡرِ اَنۡفُسِنَا وَمِنۡ سَیِّاٰتِ اَعۡمَالِنَا مَنۡ یَّھۡدِہِ اللّٰہُ فَلَا مُضِلَّ لَہٗ وَمَنۡ یُّضۡلِلۡہُ فَلَا ھَادِیَ لَہٗ وَنَشۡھَدُ اَنۡ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحۡدَہٗ لَا شَرِیۡکَ لَہٗ وَلَا نَذِیۡرَ لَہٗ وَلَا مِثۡلَ لَہٗ وَلَا مُعِیۡنَ لَہٗ وَلَا وَزِیۡرَ لَہٗ وَلَا مُشِیۡرَ لَہٗ وَنَشۡھَدُ اَنَّ سَیِّدَنَا وَسَنَدَنَا وَنَبِیَّنَا وَشَفِیۡعَنَا وَھَادِیۡنَا وَمُرۡشِدَنَا وَمَوۡلَانَا مُحَمَّدًا عَبۡدُہٗ وَرَسُوۡلُہٗ اَرۡسَلَہ بِالۡحَقِّ بَشِیۡرًا وَّنَذِیۡرًا، وَاَصۡحَابِہٖ وَاَزۡوَاجِہٖ وَبَارِکۡ وَسَلِّمۡ تَسۡلِیۡمًا کَثِیۡرًا کَثِیۡرًا ۝

اَمَّا بَعۡدُ! فَاَعُوۡذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیۡطٰنِ الرَّجِیۡمِ ۝ بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ۝
فِیۡ جَنّٰتٍ ۛ یَتَسَآءَلُوۡنَ ۝۴۰ عَنِ الۡمُجۡرِمِیۡنَ ۝۴۱ مَا سَلَکَکُمۡ فِیۡ سَقَرَ ۝۴۲
قَالُوۡا لَمۡ نَکُ مِنَ الۡمُصَلِّیۡنَ ۝۴۳ وَلَمۡ نَکُ نُطۡعِمُ الۡمِسۡکِیۡنَ ۝۴۴ وَکُنَّا
نَخُوۡضُ مَعَ الۡخَآئِضِیۡنَ ۝۴۵ وَکُنَّا نُکَذِّبُ بِیَوۡمِ الدِّیۡنِ ۝۴۶ حَتّٰۤی اَتٰىنَا
الۡیَقِیۡنُ ۝۴۷ (المدثر)

وقال النبی ﷺ الصلاۃ عماد الدین من اقامھا فقد اقام الدین ومن ترکہ فقد ھدم الدین۔

وقال النبی ﷺ الا فرق بینی وبین العبدی ترک الصلاۃ

صَدَقَ اللّٰہُ مَوۡلَانَا الۡعَلِیُّ الۡعَظِیۡمُ ۝ وَبَلَّغَنَا رَسُوۡلُہُ النَّبِیُّ الۡکَرِیۡمُ وَنَحۡنُ عَلٰی ذٰلِکَ لَمِنَ الشّٰھِدِیۡنَ وَالشّٰکِرِیۡنَ وَالۡحَمۡدُ لِلّٰہِ رَبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ ۝

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیۡتَ عَلٰۤی اِبۡرَاھِیۡمَ وَعَلٰۤی اٰلِ اِبۡرَاھِیۡمَ اِنَّکَ حَمِیۡدٌ مَّجِیۡدٌ ۝ اَللّٰھُمَّ بَارِکۡ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکۡتَ عَلٰۤی اِبۡرَاھِیۡمَ وَعَلٰۤی اٰلِ اِبۡرَاھِیۡمَ اِنَّکَ حَمِیۡدٌ مَّجِیۡدٌ ۝

میں نے یہ جو چند آیات تلاوت کی ہیں اللہ پاک نے اس میں نماز کی اہمیت بتائی۔ آج مسلمان کے دل سے نماز کی عظمت نکل گئی، اس کا جذبہ احترام نکلا، خشوع وخضوع نکلا، اس کی نورانیت نکلی، مسلمانوں نے نماز کے معاملے میں کوتاہی کی، اللہ پاک نے رحمت کی چادر کھینچ لی، بے اطمینانی ہے، بے چینی ہے، اجتناب ہے، پوری کائنات انسانی میں ملک کے سربراہ سے لے کر معمولی آدمی تک سب بے چین ہیں، اس لیے کہ ہم نے اللہ کے احکام کو توڑا ہے۔

مالک کی نافرمانی کی ہے، مالک کی نافرمانی کر کے کوئی اچھے راستے پر نہیں چل سکتا، پریشانی کی جگہ سکون تو سب کو ملے گا جب ہم اللہ اور اس کے رسول کریم ﷺ کے تمام احکام کو بجالائیں گے۔

اب زندگیاں ہماری بگڑی ہوئیں، ساٹھ سال کی عمر ہوگئی نماز کی پرواہ نہیں آتی ہی نہیں، سیکھی ہی نہیں، مسلمان کے گھر میں پیدا ہوا، مسلمان بن کر مر رہا ہے، مگر مرتے وقت بھی کلمہ صحیح نہیں، سبحانك اللھم یاد نہیں، التحیات یاد نہیں، دعائے قنوت یاد نہیں، ساری عمر میں کبھی ان چیزوں کی ضرورت نہ سمجھی۔

پروردگار عالم جل شانہ نے ارشاد فرمایا، اوہ میرے بندے اگر تو نماز میں کھڑا ہو، میرے سامنے عاجزی کر، رکوع کر، سجدہ کر، التحیات میں بیٹھ کر مجھ سے مناجات کر۔

خالق کی ملاقات کا واحد ذریعہ:

فرمایا میرے بندے میری تیری ملاقات کا ایک ہی ذریعہ ہے، ایک ہی طریقہ ہے، ایک ہی ضابطہ واصول ہو سکتا ہے، سر تیرا ہو سجدہ میں رکھ دے، عاجزی انکساری کے ساتھ، میں دیکھوں میرے سامنے میرا بندہ ناک رگڑ رہا ہے۔ علما کرام نے لکھا ہے حدیث پاک میں آتا ہے فرمایا مدنی کریم ﷺ نے جب آدمی اللہ اکبر کہتا ہے اللہ پاک جواب میں ارشاد فرماتے ہیں میرے بندے نے میں بڑائی بیان کی۔ پھر سبحنك اللھم پڑھتا ہے آواز آتی ہے میری بندی نے میری تعریف بیان کی، پھر الحمد شریف پڑھتا ہے آواز آتی ہے حَمِدَنِیْ عَبْدِیْ مَجَّدَنِیْ عَبْدِیْ میرا بندہ میری بزرگی بیان کر رہا ہے، میرا بندہ میری تعریف کر رہا ہے، جب مکمل نماز ادا کر لیتا ہے، ادھر نماز سے فارغ ہوتا ہے، ادھر دریا کرم جوش میں آتا ہے میرے بندے تیرے سارے گناہ معاف کر دیے گئے۔

"الصلوۃ معراج المومنین"

سرکار دو جہاں حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ نے فرمایا نماز مومن کی معراج ہے، نماز اللہ سے ملاقات کرنے کا ذریعہ ہے، اپنے وقت پر پڑھی جائے، حفاظت کے ساتھ پڑھی جائے، اس کا اہتمام کیا جائے۔

شہنشاہ کا فرمان ہے احکم الحاکمین کا فرمان ہے، کوئی اپنی مرضی سے نہیں کہ جس طریقے سے چاہے کوئی پڑھے، جب چاہے کوئی پڑھے، یہ بات نہیں مکمل طریقہ کار سمجھانے کے لیے اللہ پاک نے اپنے محبوب حضرت محمد ﷺ کو بھیجا اس لیے کہ میری امت میرے بندوں کو جا کر بتلاؤ، رکوع کیسے ہوگا، سجدہ کیسے ہوگا، قیام کیسے ہوگا اور نماز میں کھڑے ہو کر کیا پڑھنا چاہیے۔

تو پروردگار عالم نے ان آیات میں فرما دیا، حساب وکتاب مکمل ہوگیا۔ عدالت خدا کی لگی، گناہگار جہنم میں چلے گئے، نیک لوگ اچھے لوگ جن کے نامہ اعمال اچھے ثابت ہوئے، وہ یوں کہتے ہوئے نکل گئے:

"فَهُوَ فِيْ عِيْشَةٍ رَّاضِيَةٍ ﴿۲۱﴾ فِيْ جَنَّةٍ عَالِيَةٍ ﴿۲۲﴾ قُطُوْفُهَا دَانِيَةٌ ﴿۲۳﴾" (الحاقہ)

او میرے بندے! تو نے میری نماز قضاء نہ کی، ہیرا پھیری نہ کی، اس میں کوئی چوری نہ کی، آج میں تجھے اس کے بدلے جنت کے اعلیٰ درجے کا باغ دے دوں۔

خدا الگ کر دے گا:

کچھ لوگ اپنے نامۂ اعمال بائیں ہاتھ میں لیے ہوئے نظر آئیں گے، قرآن کریم میں ہے آدمی کی چھاتی کو چیر کر بایاں ہاتھ اس میں سے گزار کر پیچھے سے نامہ اعمال پکڑایا جائے گا، پتہ چل جائے گا، یہ ہیں پرانے بدمعاش، دنیا دیکھے گی، اپنے پرائے دیکھیں گے، بیٹا دیکھے گا، باپ کا کیا حال ہے، بیٹی دیکھے گی امی جان کا کیا حال ہے؟

"وَاَمَّا مَنْ اُوْتِيَ كِتٰبَهٗ وَرَآءَ ظَهْرِهٖ ﴿۱۰﴾ فَسَوْفَ يَدْعُوْا ثُبُوْرًا ﴿۱۱﴾ وَّيَصْلٰى سَعِيْرًا ﴿۱۲﴾" (الحاقہ)

او میرے بندے یاد رکھ چھاتی میں سے تیرا ہاتھ گزار کر پیچھے سے نامہ اعمال پکڑاؤں گا تاکہ لوگوں میں بھی پہچان ہو جائے۔

"لِيَمِيْزَ اللّٰهُ الْخَبِيْثَ مِنَ الطَّيِّبِ" (الانفال: ۳۶)

آج تم خاندان والے ضرور ہو، برادریوں والے ضرور ہو، سوسائٹیوں والے ضرور ہو، پارٹیوں

والے ضرور ہو، بڑے بڑے عہدوں والے ضرور ہو، بڑے بڑے مال دار ہو، ٹھیک ہے سرمایہ دار ہو، ٹھیک ہے بڑے بڑے زمیندار ہو، ٹھیک ہے مالکوں کے حکمران ہو، ٹھیک ہے، مگر آجاؤ، ومتاز والیوم ایھا المجرمون، میرے نیک بندوں تمہیں کھڑا ہونے کی اجازت نہیں۔

جنتیوں کے سوالات:

جنتی جنت میں چلے گئے، دوزخی دوزخ میں چلے گئے، دوزخیوں کو تو کہاں مہلت ملے گی، کسی سے بات کرنے کی، البتہ جنت والے آپس میں ذکر کریں گے بھائی اگر دو چلے گئے تو ذکر کریں گے۔ یار ابا جان نظر نہیں آتے، امی نظر نہیں آتی، فلاں بھائی ہمارا نظر نہیں آتا، فلاں دوست ہمارا نظر نہیں آتا، فلاں رشتہ دار ہمارا جنت میں دکھائی نہیں دے رہا۔ اب وہ لوگ خیال کریں گے اور ان کا خیال یہ صحیح ہوگا کہ جب جنت میں نظر نہیں آتے تو ٹھکانے تو دو ہی ہیں، تیسرا تو ہے ہی نہیں، یا جنت ہے یا دوزخ، تو وہ کہیں گے دوزخ میں گئے تو جنتیوں کو اجازت ہوگی ان سے بات کی کہ تم ان کا براحشر دیکھو، جنہوں نے میرے احکام کی خلاف ورزی کی، جنہوں نے پرواہ نہ کی، دولت کے نشے میں، اقتدار کے نشے میں، جوانی کے نشے میں، حسن کے نشے میں، کسی نشے میں بھی میرے حکم کی خلاف ورزی کی تھی۔ آؤ ان کا حال دیکھو، اللہ پاک جنتیوں کو دکھائیں گے تم نے راتوں کو جاگ کر مجھ سے مانگا تم نے سردیوں میں وضو کیے۔

حدیث پاک میں آتا ہے فرمایا مدنی کریم ﷺ نے قیامت کے دن میں اپنی امت کے لوگوں کو پہچانوں گا، میرے امتیوں کی پہچان ہوگی کہ وضو کرنے والے اعضاء چاند کی طرح چمکتے نظر آئیں گے، چہرہ چمکے گا، ہاتھ چمکیں گے، پاؤں چمکیں گے، وضو کرنے والے اعضاء چمک دار نظر آئیں گے، حضور ﷺ نے فرمایا ساری دنیا میں سے ایک ایک امتی کو چھانٹ کر لے آؤں گا۔

تو جنتی لوگ دوزخ کے کنارے پر جائیں گے درمیان میں کھڑکی کھولی جائے گی وہ پہچانیں گے اور حیران ہوں گے یہ بات دیکھ کر کہ میں تو اپنی بیوی کو بڑا شریف سمجھتا تھا آج یہ جہنم میں جل رہی ہے، میں اپنے ابا کو بڑا نیک سمجھتا تھا آج یہ جہنم میں جل رہا ہے، میرا فلاں رشتہ دار، فلاں ہمسایہ، فلاں خاندان کا آدمی یہ آج جہنم میں جل رہے ہیں۔

حیران ہو کر سوال کریں گے۔ قرآن کہتا ہے: فی جنت یتساءلون، جنتی لوگ سوال کریں گے فوراً اے ابا جان، اے امی جان، اے بھائی جان، اے بیگم صاحبہ، اے خالہ جان،

اے نانا جان، اے فلانے صاحب، اے چوہدری صاحب، اے شیخ صاحب، مرزا صاحب، اے میاں صاحب، خان صاحب، ملک صاحب، آپ تو بڑے کاروباری آدمی تھی، کئی کئی حج بھی کرنے گئے تھے، آپ تو بڑی سخاوت بھی کیا کرتے تھے، مارکیٹ کے صدر بھی تھے، بڑی چوہدراہٹ چلتی تھی۔ فی جنت یتساء لون عن المجرمین، چوہدری صاحب یہ آج کیا بنی، شیخ؟ صاحب کہاں پہنچ گئے ہو، خان صاحب یہ ٹھکانہ کیسے ملا، خان صاحب تم نے کیا گناہ کیے تھے، کیا جرم کیے تھے، تم نے کیا سیاہ کاری کی تھی، کیا بدکاری کی تھی، بدکرداری کی تھی۔ فی جنت یتساء لون عن المجرمین، کیا بنی، کیا ہوا، کیا چیز تمہیں یہاں لے آئی۔ چار آدمیوں میں تمہاری عزت بھی تھی، آبرو بھی تھے، مارکیٹ کے لوگ سلام کیا کرتے تھے، علاقے کے لوگ سلام کیا کرتے تھے۔ بڑے بڑے لوگ تمہارے پاس ملنے آیا کرتے تھے، تم تو بہت بڑی پارٹی کے ورکر بھی تھے، بڑے بڑے عہدوں پر فائز تھے، دولت تمہارے یہاں بڑی چیز تھی۔ فی جنت یتساء لون عن المجرمین، کیا چیز تمہیں یہاں لے آئی۔ وہ کون سا گھناؤنا جرم کیا تھا، وہ کون سا گھناؤنا ارتکاب کیا تھا، جس کی وجہ سے اس مصیبت میں پڑے ہو، حدیث پاک میں آتا ہے:

محمد عربی ﷺ نے فرمایا اگر جہنم میں سوئی کے ناکے کے برابر سوراخ کردیا جائے تو سارے زمین آسمان جل کے خاک ہو جائیں۔

جہنم کے عذاب:

ارشاد فرمایا مدنی کریم ﷺ نے یہ جو سردی گرمی پڑتی ہے، جہنم میں دونوں طبقے ہیں، گرم عذاب بھی ہے، سرد عذاب بھی ہے۔ مثلاً دنیا میں تفتیش کرنے والا عملہ، کبھی بجلی کا کرنٹ مار کر پوچھتا ہے، بتاؤ یہ جرم کیا کہ نہیں، کبھی برف کی سل پر لٹا کر پوچھتے ہیں بتا یہ کام کیا کہ نہیں، جب دنیا کا تفتیشی عملہ دونوں قسم کا عذاب دیتا ہے، گرم بھی اور سرد بھی تو خدا کے یہاں بھی دونوں قسم کے عذاب کا انتظام ہے۔ تو فرمایا مدنی کریم ﷺ نے جہنم میں سردی اتنی بڑھ گئی، گرمی والے طبقے میں گرمی اتنی بڑھ گئی، اَکَلَا بعضُ بعضَ، شکایت کی جہنمیوں نے الٰہی بعض نے میرے بعض کو کھالیا، اِذِنَ لَهَا بِنَفَسَيْنِ، آواز آئی دو سانس لے سکتی ہے ایک سانس ٹھنڈے طبقے نے مارا ایک سانس گرم طبقے نے مارا۔ علما کی تحقیق یہ ہے جس زمانے میں ٹھنڈا سانس مارا تھا

توسردی پڑتی ہے جس زمانے میں گرم سانس پھینکا تھا توگرمی پڑتی ہے تو میں عرض کر رہا تھا کہ وہاں عذاب کا کیا ٹھکانا۔ قرآن کریم کہتا ہے:

"اِنَّهَا تَرْمِیْ بِشَرَرٍ كَالْقَصْرِ ﴿۳۲﴾ كَاَنَّهٗ جِمٰلَتٌ صُفْرٌ ﴿۳۳﴾" (المرسلات)

ایک ایک انگارہ اونٹ کی طرح۔ "كُلَّمَا نَضِجَتْ جُلُوْدُهُمْ بَدَّلْنٰهُمْ جُلُوْدًا غَيْرَهَا لِيَذُوْقُوا الْعَذَابَ ؕ" (النساء: ۵۶) جہنم میں اس طرح عذاب ہوگا ستر ستر تہہ چمڑے کی جل رہی ہوں گی، آگے نیا بنتا جاتا ہے، پیچھے جل رہا ہوگا۔ پھر نیا بن رہا ہوگا، سر سے لے کر پیروں تک، ستر ستر جگہ سے جل رہا ہے، ستر ستر جگہ نیا بن رہا ہے۔

ایک وقت میں ایسی بھیانک حالت میں جہنمیوں کو دیکھ کر قرآن کریم کہتا ہے:

"ثُمَّ اِنَّكُمْ اَيُّهَا الضَّآلُّوْنَ الْمُكَذِّبُوْنَ ﴿۵۱﴾ لَاٰكِلُوْنَ مِنْ شَجَرٍ مِّنْ زَقُّوْمٍ ﴿۵۲﴾

(الواقعه)

لوگ کہیں گے الٰہی ہزاروں برس گزر گئے کھانے کو کچھ نہیں ملا، لاکھوں برس گزر گئے کھا کر کچھ نہ دیکھا، ہم نے کھانا دیکھا ہی نہیں، آواز آئے گی یہ گھاس کھاؤ جس کو کھانے سے انتڑیاں باہر نکل آئیں گی، قرآن کریم میں ہے لوگ روئیں گے، چلائیں گے، گدھے کی طرح پانچ پانچ سو سال گزر جائیں گے، آواز لگے: وَاِنْ يَّسْتَغِيْثُوْا يُغَاثُوْا بِمَآءٍ كَالْمُهْلِ يَشْوِي الْوُجُوْهَ ؕ (الکہف: ۲۹)، الٰہی پانی پانی ہزاروں برس گزر گئے پانی دیکھا نہیں آواز آتی ہے۔

فَشٰرِبُوْنَ عَلَيْهِ مِنَ الْحَمِيْمِ ﴿۵۴﴾ (الواقعه)

گرم گرم کھولتا ہوا پانی پلاؤ۔

جن کو پینے سے یہ دونوں لب، ہونٹ اتنے سوج جائیں گے، میرے تیرے نبی ساری کائنات کے نبی محمد کریم ﷺ کا فرمان نیچے کا ہونٹ سوج کر پیروں تک انگوٹھوں پر آ پڑے گا اور اوپر کا لب سوج کر کمر پر جا کر پڑے گا اور آواز آئے گی تم نے جیسی میرے قرآن کی مہمانی کی تھی میں نے ویسی ہی تمہاری مہمان نوازی کی۔ اس بری حالت میں دیکھ کر جنتی لوگ جہنمیوں سے سوال کرتے ہیں۔

فِيْ جَنّٰتٍ ؕ يَتَسَآءَلُوْنَ ﴿۴۰﴾ عَنِ الْمُجْرِمِيْنَ ﴿۴۱﴾ مَا سَلَكَكُمْ فِيْ سَقَرَ ﴿۴۲﴾ (المدثر)

کیسے یہاں پہنچ گئے، کیا چیز تمہیں یہاں لے آئی، کیوں اتنی بڑی مصیبت میں گرفتار ہو گئے، بات کیا بنی اللہ سچا، اللہ کا قرآن سچا، اللہ کے بھیجے ہوئے محمد کریم ﷺ کی ذات سچی، فرمایا تمام

کے تمام دوزخی جہنمی ایک زبان ہو کر بول اٹھیں گے۔

جہنمی جواب دیں گے:

اور کہیں گے قَالُوا کہنے لگے: لَمْ نَكُ مِنَ الْمُصَلِّينَ ﴿۴۳﴾ (المدثر) سب سے پہلا جرم، سب سے بڑا جرم، سب سے بڑا گناہ، سب سے بڑا غیب، سب سے بڑا جرم، ہم پر جو لگا وہ یہ لگا کہ ہم نماز نہیں پڑھتے تھے خود اپنی زبان آپ بول رہے ہیں قالوا کہنے لگے: لَمْ نَكُ مِنَ الْمُصَلِّينَ ﴿۴۳﴾ ہم نے نماز کی پرواہ نہ کی اذان ہوا کرتی تھی ہم ریڈیو بجایا کرتے تھے، اذان ہوا کرتی تھیں ہم ٹیپ چلایا کرتے تھے، اذان ہوا کرتی تھی ہم گانا بجانا سنا کرتے تھے، ادھر اللہ کا بلاوا آیا کرتا تھا ادھر ہم کنجریوں کے گیت سنا کرتے تھے، ادھر اللہ اکبر کی آواز آتی تھی ادھر ہم طرح طرح کے بھنگڑے ڈالا کرتے تھے، دکانوں پر بیٹھ کر گپیں مارا کرتے تھے، گھر میں پڑے سوئے رہتے تھے۔ لَمْ نَكُ مِنَ الْمُصَلِّينَ ﴿۴۳﴾ ہم نماز نہیں پڑھتے تھے اللہ کے دربار میں ہم کبھی حاضر ہی نہیں ہوا کرتے تھے۔

آج کیا حشر ہے کئی غریب آدمی ہو کر جہنم کا ٹوکرا سر پر لیے پھرتے ہیں شراب پیو پیسے خرچ ہوں گے، زنا کرو گے پھر بھی پیسے خرچ ہوں گے، نماز پڑھنے پر تمہارا خرچ نہیں ہوتا، پھر پرواہ نہیں کرتے، عورتیں پرواہ نہیں کرتیں، مرد پرواہ نہیں کرتے، قبر نزدیک ہے بوڑھا ہے پرواہ نہیں کرتا، جب مر جاتا ہے پھر قبر پر جا کر آواز لگاتے ہیں نمازی نمازی اتر جاؤ قبر میں میت کو اتارنے کے لیے او چوہدری صاحب، شیخ صاحب، ملک صاحب، ٹھیک ہے، یہ قبر میں اتارنے والے تو نمازی ہیں پر یہ تو بتاؤ جس کی میت قبر میں اتر رہی ہے وہ کتنا بڑا نمازی تھا، وہ کتنی نمازیں پڑھا کرتا تھا، گر یہ نہیں پڑھتا تھا تو قبر میں اتارنے والوں نے کئی کئی حج کر رکھے ہیں، اس کو کوئی فائدہ نہیں اس کا نامہ اعمال چلے گا، یہاں اتارنے والوں کا نامہ اعمال چلے گا، گناہ تیرا بھگتوں میں کیوں؟ اور میں ذمہ داری سے کہتا ہوں محمد کریم ﷺ نے تمام عمر مبارک میں کبھی بھی کسی حالت میں بھی بے نماز کا جنازہ نہیں پڑھایا۔ سید پیر عبد القادر جیلانی محبوب سبحانی رحمہ اللہ نے کبھی بھی ساری زندگی میں بے نماز کا جنازہ نہیں پڑھایا، تمام عمر میں ایک لاکھ انتیس ہزار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی جماعت میں سے کبھی کسی نے بے نماز کا جنازہ نہیں پڑھایا بل کہ میں یہ دعوے سے کہتا ہوں تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اور حضور ﷺ نے کبھی بے نماز کے ہاتھ کا پانی نہیں پیا۔

تو جہنمی لوگ خود اقرار کرتے ہوئے کہتے ہیں: قَالُوْا لَمْ نَكُ مِنَ الْمُصَلِّيْنَ (المدثر) اور گناہ تو بعد میں دیکھے جائیں گے اور باتیں تو بعد میں آئیں گی۔ جنتیو! ہمارے رشتے داروں اور ہماری برادری کے لوگو، میرے خاندان کے آدمیو! تم مزے کر گئے تو نماز کو جایا کرتا تھا ہم تیرا مذاق اڑایا کرتے تھے خود اقرار کرتے ہیں۔

بڑے بڑے لوگ آج نماز سے غافل ہیں پرواہ ہی نہیں کرتے بڑے بڑے کھاتے پیتے لوگ نماز نہیں پڑھتے، اللہ پاک نے فراغت بھی دی ہے، فرصت بھی دی ہے، دولت بھی دی ہے، مال بھی دیا ہے، اولاد بھی ہے، زمین جائیداد بھی دی ہے، اللہ کے حضور میں پھر بھی سر جھکانے کو تیار نہیں۔

اگر میں مسلمان ہوں اور کلمہ پڑھتا ہوں اور میں نے اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے یہ وعدہ کر رکھا ہے کہ میں تمہارا کہنا مانوں گا پھر میں کیوں انتظار کرتا ہوں کہ کوئی مولوی یا کوئی اور آ کر کہے گا تو میں نماز پڑھوں گا۔ کیا میں نے مرنا نہیں، کیا فرشتے اللہ میاں کے جب آئیں گے تو انہیں کیا جواب دو گے۔ اپنا عمل، اپنی قبر، اپنا حشر، اپنا کردار تمام چیزیں اپنے ذمہ رکھو۔ وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰى ط

قرآن کہتا ہے کوئی کسی کا ذمہ دار نہیں بنے گا، تو جنتی لوگوں نے پوچھا، جہنمیوں نے جواب دے دیا سب سے پہلا گناہ سب سے پہلی خطا سب سے بڑا گناہ ہمارا یہ قَالُوْا لَمْ نَكُ مِنَ الْمُصَلِّيْنَ (المدثر)، ہم نماز نہیں پڑھا کرتے تھے آج کل تو ماشاء اللہ اچھے بھلے لوگ نماز نہیں پڑھتے، پیر نہیں پڑھتے۔ ایک جگہ میں ایک پیر صاحب کو ملا اور میں نے کہا حضرت صاحب نماز پڑھیں گے تو پیر صاحب کہنے لگے میں مدینے جا کر پڑھتا ہوں، روٹی یہاں سے کھاتا ہے، پانی یہاں سے پیتا ہے، نماز مدینے جا کہ پڑھتا ہے، ڈھونگ دیکھو کیا بنایا ہوا ہے اور اگر کوئی پڑھتا ہے تو جماعت کی پرواہ نہیں کرتا۔

میرے نبی ﷺ تیرے نبی ﷺ ساری کائنات کے نبی ﷺ حضرت محمد کریم ﷺ کا آخری وقت ہے، بیمار ہیں، کمزور ہیں، آپ ﷺ نے نماز کے لیے حکم بھی دے دیا، صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو پھر بھی دو آدمیوں کا سہارا لے کر مسجد میں تشریف لائے۔ صحابی رضی اللہ عنہ کہتا ہے میری آنکھ نے دیکھا حضور ﷺ کے قدم مبارک زمین پر گھسٹ رہے تھے، اس حالت میں بھی حضور ﷺ مسجد میں تشریف لائے، کئی لوگ اکڑتے ہیں، جی ہم تو بڑے آفسر ہیں، مسجد میں کیسے آئیں۔ میں ان کی بات کر رہا ہوں جو ساری کائنات کے سردار ہیں جن کے دیدار کو فرشتے ترستے رہے۔ ان کی یہ

حالت ہے تو کون ہوتا ہے قیامت میں یوں کام نہیں چلے گا اور نہ قبر میں یوں کام چلے گا۔

کچھ تو خیال کرو:

قبر میں آ کر فرشتے کہیں مَا دِیْنُکَ تیرا دین کیا ہے؟ وہ جواب میں کہے میں فلاں علاقے کا ڈی سی ہوں، بتاؤ کیا بنے گا، اس بات کا بھلا۔ انہوں نے کہا ما نبیك میں فلاں صوبے کا گورنر ہوں۔ اس سے کیا بنتا ہے۔ اللہ کی ذات کے ضابطے الگ ہیں طریقہ کار بھی الگ ہے۔
کسی کی بات وہاں نہیں چلتی اور میں یہ بات آپ کو بتاؤں اگر چل سکتی تو بڑے بڑے کبھی نہ مرتے، غریبوں کو مرواتے رہتے اور خود بیٹھے رہتے اگر وہاں لینے دینے سے کام چلتا تو ایک بھی نہ مرتا یہ جتنے بادشاہ ہیں جتنے وزیر ہیں جتنے دولت مند امیر کبیر لوگ ہیں میرا تیرا نمبر لگواتے رہتے خود یہیں بیٹھے رہتے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا جس کا ٹائم آئے گا ایک سانس زیادہ نہیں لینے دوں گا۔

فَإِذَا جَآءَ اَجَلُهُمْ لَا يَسْتَأْخِرُوْنَ سَاعَةً وَّلَا يَسْتَقْدِمُوْنَ ﴿٣٤﴾ (الاعراف)

ایک سانس کی مہلت نہیں ملے گی، تو جنتیوں نے سوال کیا، ان سے پوچھا تمہارا کیا حال ہے یہ بری حالت کیوں بنی ہوئی ہے تو انہوں نے جواب دے دیا۔ شاعر کہتا ہے کہ یوں کہنے لگے: ؎

سر جھکا سر پہ نہ لے دوزخ کو تو
اور سر جھکا مالک ہو لے سرخرو
کچھ نہ کی اعمال پر اپنی نظر
آخرت کا آئے گا آخر سفر

جتنا بھی جی لے قبر میں جائے بغیر گزارہ نہیں خود اقرار کرتے ہیں کہ ہم نے نمازیں نہیں پڑھیں، بے پرواہی کی زندگی غفلت میں گزاری، تمام زندگی کو آگ لگا دی ہم نے دوزخی دوزخ میں بول کر جواب دیتے ہیں: ؎

دوزخی دوزخ میں یوں بولے تمام
بانمازوں میں نہ تھے ہم اس مقام

ہم نمازیں نہیں پڑھا کرتے تھے اس لیے یہ حالت بن گئی جو تم دیکھ رہے ہو تو جنتی کہتے ہیں: ؎

آگ نے سب تن تمہارا کھا لیا
بچھوؤں اور سانپوں نے سب سنگوا دیا

حدیث پاک میں آتا ہے ایک ایک آدمی کا بدن پھول کر تین تین سو میل لمبائی میں ہو جائے گا۔

خود اقرار کر رہے ہیں خود اعتراف کر رہے ہیں کہ اس گناہ نے ہماری تباہی مچائی ہے، ہم تو سمجھتے تھے کہ بس یہ یوں ہی کام ہے لیکن آج پتہ چلا کہ اس نے تو ہمیں تباہ کر دیا۔

ادھر جنتی دیکھ رہے ہیں ادھر دوزخی رو رو کر اپنے حالات بیان کر رہے ہیں، بھائی جان آپ اچھے نکلے، ماموں جان آپ اچھے رہے، خالو جان آپ اچھے رہے، ہم تو آپ کو ملاں سمجھا کرتے تھے۔ ہم تو تمہیں بے کار سمجھا کرتے تھے، ہم تو تمہیں بے وقوف سمجھا کرتے تھے، لیکن آج تمہاری حالت اچھی ہے تم مزے میں ہو ہم مارے گئے۔

قرآن کریم میں آتا ہے اللہ پاک جل شانہ فرماتے ہیں۔ دوسرا گناہ خود ہی بتاتے ہیں: ولم نك نطعم المسكين، دوسرا گناہ دوسرا جرم ہمارا یہ تھا ہم نے کبھی کسی محتاج کو کسی غریب کو کسی مسکین کو خیرات دی ہی نہیں، سنگ دل لوگ تھے، ہم جو آیا اس کو ٹرخا دیا۔

حدیث پاک میں آتا ہے فرمایا مدنی کریم ﷺ نے صدقے سے خدا کا عذاب اس طرح بجھ جاتا ہے جیسے آگ پر پانی ڈالنا۔

تو انہوں نے خود اقرار کیا کہ ہم مقدمے پر تو خوب خرچ کرتے تھے اور بدمعاشی پر بھی خوب خرچ کیا کرتے تھے، ہم نے شراب کسی بھاؤ ملتی تھی نہیں چھوڑی۔ چرس افیون کسی بھاؤ ملتی تھی ہم نے نہیں چھوڑی، رنڈی بازی پر کتنا ہی خرچ ہوتا تھا ہم نے کبھی نہیں چھوڑا۔ ولم نك نطعم المسكين اللہ کی راہ پر ہمیں دینے کی توفیق ہی نہیں ہوئی قرآن کریم ان کی زبانی بیان کر رہا ہے قرآن سچا قرآن کے بھیجنے والا سچا جس پر قرآن نازل کیا گیا وہ ساری کائنات میں سب سے زیادہ سچا حضرت محمد ﷺ کی ذات اقدس۔

علما کرام نے لکھا ہے، ادھر جنتی کھڑے ہوں گے، ادھر دوزخی کھڑے ہو کر رو رہے ہیں برا حال ہے، کہتے ہیں: ۔

آوے گا غصے سے جب دوزخ میں جوش
اور پاس والوں کے بھی اڑ جائیں گے ہوش

کئی کئی سو میل تک لپٹ نکل جائے گی قرآن کریم کا بائیسواں پارہ اٹھا کر دیکھ لیں مفہوم یہ ہے لوگ دوڑیں گے، بھاگیں گے جان بچ جائے فرمایا: وَاَسَرُّوا النَّدَامَةَ لَمَّا رَاَوُا الْعَذَابَ ط جب لوگ عذاب کو آتا ہوا دیکھیں گے تو بھاگنے کی کوشش کریں گے۔

آگ پکارے گی:

حضور اکرم ﷺ کا یہ فرمان ہے: آگ بولے گی جہنم کی، آگ کو اللہ پاک زبان دے گا، بولے گی بھاگنے والوں کے نام لے گی او فلانے او فلانے آجا میں تیرے لیے آرہی ہوں تو پرلے درجے کا بے نمازی ہے، اے نماز کو چھوڑنے والے، اے جھوٹ بولنے والے، اے دل میں کچھ اور زبان پر کچھ منافقت رکھنے والو، او بدمعاشی بدکاری کرنے والو، رشوت لے کر کوٹھی بنگلے بنانے والو، آؤ تمہارا ٹھکانا میں ہوں سنو فرمایا ہزار آدمیوں میں سے ایک آدمی بھی اس کے مطلب کا ہوگا آگ اس طرح اٹھالے گی جیسے پرندہ دانہ اٹھالیتا ہے، نہیں چھوڑے گی۔ تَدْعُوْا مَنْ اَدْبَرَ وَتَوَلّٰى ﴿۱۷﴾ وَجَمَعَ فَاَوْعٰى ﴿۱۸﴾ (المعارج) آواز لگائے گی او کدھر جاتا ہے، تیرا ٹھکانا تو میں ہوں تمام جہنمی خود اقرار کرتے ہیں خود اعتراف کرتے ہیں۔

بڑے بڑے لوگ بھی ہوں گے، نا وہاں ٹی پارٹی دینے والے، ٹی پارٹی کھانے والے، مونچھوں پر ہاتھ پھیرنے والے، بڑے بڑے اکڑو خان وہاں ہوں نا اللہ میاں آواز دے گا۔

فَلَيْسَ لَهُ الْيَوْمَ هٰهُنَا حَمِيْمٌ ﴿۳۵﴾ (الحاقہ)، بلاؤ تمہارے بڑے بڑے یارانے تھے، بڑے بڑے تعلقات تھے، ایک ٹیلی فون سے تیرا کام بن جایا کرتا تھا، ایک رقعے سے تیرا کام ہوجایا کرتا تھا، تیری بڑی یاری تھی، بڑی رشتہ داری تھی، بڑی تعلق داری تھی۔ فَلَيْسَ لَهُ الْيَوْمَ هٰهُنَا حَمِيْمٌ ﴿۳۵﴾ (الحاقہ)، آج اپنے جگری دوستوں کو بلا خالص دوستوں کو بلا، دلی دوستوں کو بلالے، آج بلالے آج بلا دیکھو کون تیرے کام آتا ہے، تیرا تو ٹیلی فون سنتے ہی کام ہوجایا کرتا تھا، جہاں فون گیا وہیں کام بنا، آج بلا کس کو بلاتا ہے آواز آتی بلالے تو ٹی پارٹی میں کرودوں گا۔ انتظام میں نے کر رکھا ہے: فَلَيْسَ لَهُ الْيَوْمَ هٰهُنَا حَمِيْمٌ ﴿۳۵﴾ وَّلَا طَعَامٌ اِلَّا مِنْ غِسْلِيْنٍ ﴿۳۶﴾ (الحاقہ)

یہ لو راگ پیپ کے دریا بہہ رہے ہیں، میں تمہیں شراب کی جگہ اور حرام کے پیسے کی بوتلوں کی جگہ یہ تمہیں پلاؤں گا، میں نے تمہارا سارا انتظام کر رکھا ہے، بلالو نا ٹی پارٹی کبھی تو کرلیا کرو۔ کبھی تو کھانے پر اکٹھے ہوجاؤ تم بڑے یہ کام کیا کرتے تھے جہنم میں بھی منالو میری طرف سے تمہیں اجازت ہے۔

اِلَّا مِنْ غِسْلِيْنٍ میں نے تمہارے لیے یہ دریا لہو کے راگ کے پیپ کے۔ حدیث پاک میں آتا ہے حضور ﷺ نے فرمایا اگر ایک قطرہ اس پانی کا اللہ پاک دنیا میں پھینک دے

ساری دنیا بے ہوش ہو جائے گی بدبو کی وجہ سے، تو عرض یہ کر رہا تھا ایک نماز جس کی وجہ سے یہ مصیبت قبر میں نماز کی سب سے پہلے پوچھ حشر میں نماز کی سب سے پہلے پوچھ، اور حضور ﷺ نے فرمایا میری تو پہچان ہی یہ ہوگی کہ یہ میرا امتی ہے اس کے اعضاء وضو چمکتے ہوئے دیکھوں گا۔ اب اس کے اعضاء تو تب چمکیں گے جو کبھی وضو کرتا ہی نہیں صبح کو دیر سے اٹھتا ہے رات کو ٹیلی ویژن کے سامنے دیر تک پڑا رہتا ہے، اور پھر اپنے آپ کو مسلمان کہتا ہے ایک وقت کا نہیں ہزاروں نمازوں کا باغی، ہزاروں نمازوں کا بے پرواہ۔

بے نمازی کا انجام:

قرآن کریم کے انتیسویں پارہ کے ایک آیت کا مفہوم ہے میں عرض کردوں میدان حشر برپا ہوگا، اللہ پاک اپنا کرم فرمائے۔ (آمین) کہو قیامت کا میدان لگا ہوا ہے ساری دنیا کھڑی ہے آدم علیہ السلام سے لے کر قیامت تک کی ساری کائنات انسانی زندہ ہو کر سامنے آگئی تمام کے تمام لوگ زندہ اور موجود ہیں اللہ پاک کی طرف سے آواز آئے گی: اُسْجُدُوْا سجدہ کرو تمام لوگ سجدے میں گر جائیں گے میری اپنی بات نہیں سورۃ ن والقلم کا ترجمہ دیکھ لو۔ ترجمہ میں لکھا ہوا ہے۔ فَلَا يَسْتَطِيْعُوْنَ ۝۴۲ خَاشِعَةً اَبْصَارُهُمْ تَرْهَقُهُمْ ذِلَّةٌ ؕ (القلم)

تمام لوگ سجدے میں گر جائیں گے، کروڑوں نہیں، اربوں نہیں، کھربوں کائنات گر گئی، مگر کچھ لوگ کھڑے رہیں گے، قرآن شاہد ہے میری بنائی ہوئی کتاب نہیں اللہ پاک فرماتے ہیں میں ان کی کمر میں لوہا ٹھونک دوں گا، جھکنے نہ دوں گا جھک نہ سکیں گے، پہچان ہوگی یہ ہیں، وہ الگ رہنے والے بڑی کوشش کریں گے کہ ہم بھی جھک جائیں قیامت کا میدان ہے ہمارا کام بھی بن جائے مگر قرآن کہتا ہے:

فَلَا يَسْتَطِيْعُوْنَ ۝۴۲ خَاشِعَةً اَبْصَارُهُمْ تَرْهَقُهُمْ ذِلَّةٌ ؕ (القلم)

نہیں طاقت رکھیں گے جھکنے کی، آنکھیں شرم کے مارے جھک جائیں گی۔ کہ ساری دنیا دیکھ رہی ہے اور یہ کھڑے کے کھڑے رہ گئے شرمساری ہی شرمساری ہے ذلت ہی ذلت ہے تباہی ہی تباہی ہے بربادی ہی بربادی ہے جو نماز نہیں پڑھتا اللہ اور اس کے رسول ﷺ اس سے ناراض ہیں۔

ایک حدیث میں ہے اپنے پاس لکھ کر رکھ لو عورتوں کو بتاؤ، بچوں کو بتاؤ، فرمایا مدنی کریم ﷺ نے قیامت کے دن بے شمار لوگ اپنی قبروں سے اٹھیں گے مگر آدمی کی شکل نہیں کچھ اٹھیں گے

خنزیر کی شکل میں خنزیر کی صورت ہے لوگ کہیں گے الٰہی جانور تو سارے مٹی ہو گئے حساب وکتاب کے بعد آواز آئے گی۔ سارے جانور مٹی ہو جائیں گے یہ کون ہیں یہ بھی تو جانور ہیں یہ مٹی کیوں نہیں ہوتے، گائیں، بھینس بکری دنیا بھر کے چرند پرند تمام کے تمام مٹی ہو گئے آج یہ کون ہیں مٹی کیوں نہیں بنے۔ جواب ملے گا تمہیں پتہ نہیں یہ بے نمازی ہیں ہم نے ان کی شکل کو بدل کر سور کی شکل بنا دیا۔ تا کہ ساری دنیا کو پتہ چل جائے کہ یہ بے نمازی ہو کر مرے اس سے برا اور کیا عذاب ہوگا کہ آدمی کی شکل وصورت تک باقی نہیں رہتی۔

اللہ تبارک وتعالیٰ مجھے اور آپ اور تمام مسلمانوں کو نمازی بنائے اور عمل کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)

وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

بے نمازی کا انجام (حصہ دوم)

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ نَحۡمَدُہٗ وَنَسۡتَعِیۡنُہٗ وَنَسۡتَغۡفِرُہٗ وَنُؤۡمِنُ بِہٖ وَنَتَوَکَّلُ عَلَیۡہِ وَنَعُوۡذُ بِاللّٰہِ مِنۡ شُرُوۡرِ اَنۡفُسِنَا وَمِنۡ سَیِّاٰتِ اَعۡمَالِنَا مَنۡ یَّھۡدِہِ اللّٰہُ فَلَا مُضِلَّ لَہٗ وَمَنۡ یُّضۡلِلۡہُ فَلَا ھَادِیَ لَہٗ وَنَشۡھَدُ اَنۡ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحۡدَہٗ لَا شَرِیۡکَ لَہٗ وَلَا نَظِیۡرَ لَہٗ وَلَا مِثۡلَ لَہٗ وَلَا مُعِیۡنَ لَہٗ وَلَا وَزِیۡرَ لَہٗ وَلَا مُشِیۡرَ لَہٗ وَنَشۡھَدُ اَنَّ سَیِّدَنَا وَسَنَدَنَا وَنَبِیَّنَا وَشَفِیۡعَنَا وَھَادِیۡنَا وَمُرۡشِدَنَا وَمَوۡلَانَا مُحَمَّدًا عَبۡدُہٗ وَرَسُوۡلُہٗ اَرۡسَلَہٗ بِالۡحَقِّ بَشِیۡرًا وَّنَذِیۡرًا، وَاَصۡحَابِہٖ وَاَزۡوَاجِہٖ وَبَارِکۡ وَسَلِّمۡ تَسۡلِیۡمًا کَثِیۡرًا کَثِیۡرًا ○

اَمَّا بَعۡدُ! فَاَعُوۡذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیۡطٰنِ الرَّجِیۡمِ ○ بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ○

قال اللہ تبارک وتعالیٰ: اَقِیۡمُوا الصَّلٰوۃَ وَاٰتُوا الزَّکٰوۃَ

صَدَقَ اللّٰہُ مَوۡلَانَا الۡعَلِیُّ الۡعَظِیۡمُ ○ وَبَلَّغَنَا رَسُوۡلُہُ النَّبِیُّ الۡکَرِیۡمُ وَنَحۡنُ عَلٰی ذٰلِکَ لَمِنَ الشّٰھِدِیۡنَ وَالشّٰکِرِیۡنَ وَالۡحَمۡدُ لِلّٰہِ رَبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ ○

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰٓی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیۡتَ عَلٰٓی اِبۡرَاھِیۡمَ وَعَلٰٓی اٰلِ اِبۡرَاھِیۡمَ اِنَّکَ حَمِیۡدٌ مَّجِیۡدٌ ○ اَللّٰھُمَّ بَارِکۡ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰٓی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکۡتَ عَلٰٓی اِبۡرَاھِیۡمَ وَعَلٰٓی اٰلِ اِبۡرَاھِیۡمَ اِنَّکَ حَمِیۡدٌ مَّجِیۡدٌ ○

گزشتہ جمعہ امام الانبیا محبوب کبریا حضرت محمد ﷺ کی سب سے بڑی صاحبزادی لخت جگر نور نظر سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کے متعلق کچھ مختصر سی بات عرض کی تھی آدمی اس سے بہت کچھ سمجھ سکتا ہے تمہیں اپنی بیٹیوں سے پیار ہے کالی کملی والے کو اپنی بیٹیوں سے پیار نہیں؟ ہر آدمی کو اپنی بیٹی کے ساتھ ایک الگ محبت ایک الگ انس ہوتا ہے۔

سرکار ﷺ کی بیٹیوں سے محبت کرنا اور رکھنا بھی عین ایمان ہے،

حضور ﷺ کے شہر سے محبت کرنا بھی ایمان ہے،
مدینہ منورہ کے کتوں اور بلیوں سے پیار کرنا یہ بھی ایمان ہے۔
چہ جائیکہ محمد عربی ﷺ کے گھرانے کے افراد اور گھرانے کے جو بندے ہیں کیا کہنا ان کی شان کا، اس سلسلے میں پروگرام کے مطابق آج مجھے سیدہ رقیہ رضی اللہ عنہا کے بارے میں کچھ عرض کرنا تھا مگر ہنگامی طور پر بعض اوقات ایک موقع ایسا آجاتا ہے کہ اس مضمون کو لوگوں کے سامنے رکھنا پڑتا ہے، میں نے قرآن کریم کی وہ آیت تلاوت کی ہے جو حق تعالیٰ نے نماز کے بارے میں ارشاد فرمائی، جو چیز عام ہوتی ہے اس کی قدر نہیں ہوتی۔
دنیا میں پانی بہت ہے اس کی قیمت کم ہے
سونا بہت کم ہے اس کی قیمت زیادہ ہے
حالاں کہ جس کو پانی نہ ملے اس چیز کی قیمت تو اس سے پوچھو، پیاسے کو سونا دے دوہ کہے گا میں اسے آگ لگاؤں، مجھ کو پانی چاہیے، کیا کرنا ہے میں نے سونے چاندی کا، ایک آدمی کو بڑی پیاس ہے، وہ کہے گا میں کیا کروں گا ہیرے کا جواہرات کا اسی طرح سے، نماز عام ہے، اذان عام ہے، مسجدیں عام ہیں۔ لیکن ہمارے دلوں میں اس کی عظمت نہیں، محبت نہیں، مالک کائنات کی قسم ان لوگوں سے جاکر پوچھو جو قبروں میں بے کس پڑے ہیں کہ نماز کیا چیز تھی۔

نماز اور ارشادات رسول ﷺ:

ارشاد فرمایا مدنی کریم ﷺ نے اولوگو کفر اور ایمان کے درمیان فرق کرنے والی چیز صرف نماز ہے۔
ارشاد فرمایا مدنی کریم ﷺ نے جو آدمی نماز نہیں پڑھتا قیامت کے دن ہامان، قارون، فرعون، شداد جیسے کافروں کے ساتھ، ان کی صفوں میں کھڑا ہوگا۔
گناہ گار مسلمانوں میں بھی کھڑا ہونے کی اجازت نہ ملے گی،
سیاہ کار مسلمانوں میں کھڑے ہونے کی اجازت بھی نہیں ملے گی،
کھلم کھلا کافروں کے درمیان میں ان کی جماعت میں کھڑا کیا جائے گا،
ارشاد فرمایا مدنی کریم ﷺ نے جو پانچ وقت کی نماز ادا نہیں کرتا، اللہ تعالیٰ بھی بری ہے، میں کالی کملی والا ﷺ بھی بری ہوں اس کا جو حال بنے، مجھ سے کوئی تعلق نہیں۔
ارشاد فرمایا محمد عربی ﷺ نے اولوگو! "الصلوۃ معراج المؤمن" نماز مومن کی معراج ہے۔

جس کا دل کرے اللہ سے ملاقات کروں، اللہ تعالیٰ سے مناجات کروں، اللہ جل شانہ سے کلام کروں، اللہ تبارک وتعالیٰ سے میری ملاقات ہونی چاہیے، سرکار ﷺ فرماتے ہیں اسے چاہیے زیادہ سجدے کیا کرے۔

وضو کے اعضاء چمک دار ہوں گے:

ارشاد فرمایا محمد عربی ﷺ نے اولوگو! میں اپنی امت کے لیے قیامت کے دن شفیع ہوں گا۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ اتنی قیامت تک کی ساری دنیا موجود ہوگی۔ آدم علیہ السلام کی امت موجود ہے، نوح علیہ السلام کی امت موجود ہے، شیث علیہ السلام کی امت موجود ہے، ابراہیم علیہ السلام کی امت موجود ہے، ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیا کرام علیہم السلام کی امت موجود ہے۔

آپ ﷺ اتنے بڑے مجمع میں اپنی امت کو کیسے پہچانیں گے؟ آپ ﷺ نے فرمایا قیامت کے دن میری امت کے وضو کے اعضاء یعنی منہ اور ہاتھ پیر، وضو کے اعضا جو وضو میں دھوئے جاتے ہیں، قیامت کے دن چاند کی طرح چمکیں گے، میں پہچان جاؤں گا یہ میرا امتی ہے، یہ میرا امتی ہے، یہ میرا امتی ہے۔

ارشاد فرمایا مدنی کریم ﷺ نے جو لوگ نماز نہیں پڑھتے، قیامت کے دن ان کے چہروں میں تین سطریں لکھی ہوں گی، ماتھے پر تین لفظ لکھے ہوں گے، جو لفظ لکھے ہوں گے وہ یہ ہیں: "ھذا کافر" "یہ کافر ہے"۔ مسلمان نہیں ہے، چاہے وہ مسلمان کی برادری میں شامل ہے، مسلمانوں کے اندر کا رہن سہن ہو، لیکن آقا ﷺ کے فرمان کے مطابق وہ کبھی بھی مسلمان نہیں رہ سکتا، مسلمان بن کے مر نہیں سکتا۔

پہلی سطر اس کے ماتھے پر لکھی ہوگئی، یہ کافر ہے، دوسری سطر اس کے ماتھے پر لکھی ہوگی یہ خدا کے غضب کا حق دار ہے، تیسری سطر یہ لکھی ہوگی یہ اللہ کے حق کو ضائع کرنے والا ہے، اب بتاؤ جب ماتھے پہ پہلے سے یہ سارے معاملات لکھے ہوں گے تو وہ کیسے تبدیلی لائے گا اپنے اندر۔

اللہ کے باغی:

ارشاد فرمایا مدنی کریم ﷺ نے مردو! عورتو!، بادشاہو! فقیرو! امیرو، غریبو، مسکینو کوئی بھی ہو قیامت کے دن اللہ پاک کی طرف سے اعلان ہوگا ساری مخلوق سجدہ کرے، ساری مخلوق

سجدے میں گر جائے، ساری مخلوق سجدے میں گر پڑے گی قرآن کریم کے انتیسویں پارے میں موجود ہے۔

"یَوْمَ یُکْشَفُ عَنْ سَاقٍ وَّیُدْعَوْنَ اِلَی السُّجُوْدِ"

اللہ پاک اپنی پنڈلی مبارک کا نور دکھائیں گے نور دیکھنے والے سجدے میں گر پڑیں گی۔

"فَلَا یَسْتَطِیْعُوْنَ ﴿۴۲﴾ خَاشِعَةً اَبْصَارُهُمْ تَرْهَقُهُمْ ذِلَّةٌ" (القلم)

کچھ لوگ ایسے ہوں گے اللہ کہتا ہے ان کی کمر میں لوہا ٹھوک دیا جائے گا، جھکنے نہیں پائیں گے، پتہ چل جائے گا یہ ہیں اللہ جل شانہ کے پانچ وقت کے باغی۔

تھانے دار اگر تھانے جائے اور سپاہی اس سے کہے جس کو آپ نے پکڑنے کے لیے بھیجا ہے وہ کہتا ہے میں نہیں آتا،

سول جج کی عدالت سے نوٹس آئے اور وہ کہہ دے کہ میں نہیں آتا،

سیشن جج کی عدالت سے اطلاع آئے کہ پیش ہو جاؤ، وہ کہے کہ میں پیش نہیں ہوتا۔

اسے دنیا کی حکومتیں اشتہاری مجرم قرار دے کر گولی مار دیتی ہیں اور جسے پانچ وقت اللہ بلائے وہ نہ آئے وہ اب بھی اشتہاری مجرم نہیں بنا؟ پانچ وقت ایک جگہ سے نہیں کئی کئی جگہ سے آوازیں آتی ہیں اور یاد رکھو یہ جو لاؤڈ سپیکر لگا ہے ابھی تو نہیں قیامت کے دن اس کا بڑا نقصان ہوگا، جتنی زیادہ اذان سنتے ہو اور مسجد میں نہیں جاتے اتنا ہی ڈبل گناہ ہوتا ہے، صبح کے وقت ہر چیز اٹھتی ہے چرندے پرندے چھوٹی موٹی تمام مخلوقات اللہ کا نام لیتی ہے، اور یہ مسلمان سوئے پڑے ہیں۔

آدھی رات تک گانے بجانے میں مشغول رہتے ہیں، حدیث پاک میں آتا ہے قرآن کریم میں بھی اس کا ذکر ہے کہ درختوں کے پتے بھی اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتے ہیں، پہاڑوں کے کنکر بھی اللہ تعالیٰ کا نام لیتے ہیں، زمین اور آسمان کے درمیان سمندر کے پانی کا قطرہ قطرہ اللہ تعالیٰ کا نام لیتا ہے۔

دریاؤں کے پانی کا قطرہ قطرہ اللہ کو یاد کرتا ہے اور یہ بدبخت نوجوان صبح کے وقت سویا ہوا ہے اس لیے فرمایا:

"وَقَدْ كَانُوْا يُدْعَوْنَ اِلَى السُّجُوْدِ وَهُمْ سٰلِمُوْنَ ﴿۴۳﴾" (القلم)

ذلیل ہو جائے گا قیامت کے دن ساری دنیا کے سامنے جھکنا چاہتا ہے کہ میں بھی ان میں مل جاؤں لیکن مل نہیں سکے گا۔

بے نمازی کو عذاب قبر:

ارشاد فرمایا مدنی کریم ﷺ نے بے نمازی کو قبر میں رکھتے ہو، جب یہ قبر میں جاتا ہے دائیں پسلی کی قبر اس کو دباتی ہے اور آواز لگاتی ہے۔

او اللہ کے پانچ وقت کے باغی اللہ اکبر، اللہ اکبر یہ آواز سن کر ٹیپ ریکارڈ چلانے والو، وی سی آر پر بیٹھنے والو، ٹیلی ویژن پر رہنے والو، اللہ اکبر بڑی ذات اس مولا کی ہے بے حیائی کے مختلف کاموں میں رہنے والو اللہ اکبر آجا بڑے نے تجھے بلایا ہے۔

ارشاد گرامی ہے کہ قبر اتنا دبائے گی اتنا بھینچے گی سیدھی پسلی بائیں میں اور بائیں پسلی دائیں میں، سرکار دو عالم ﷺ نے انگلیوں کو یوں انگلیوں ڈال کر دکھایا ادھر ادھر یوں پسلیاں نکل جائیں گی۔

ارشاد فرمایا حضرت نبی کریم ﷺ نے کہ قبر میں ایسا سانپ مقرر کر دیا جاتا ہے جو سر کے بالوں سے لے کر پاؤں کے ناخنوں تک ڈستا چلا جاتا ہے۔ اتنا زہریلا سانپ اتنا زہریلا ناگ۔

میری تیری بات نہیں، کسی حکیم کی بات نہیں، کسی ڈاکٹر کا بیان نہیں، کسی سفیر کا بیان نہیں، کسی وزیر کا بیان نہیں، امام الانبیا ﷺ کا بیان ہے، آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا اتنا زہریلا سانپ ہوگا اگر وہ دنیا میں ایک پھنکار مار دے قیامت تک سبز گھاس پیدا نہ ہوگا، زمین پہ سبزہ پیدا نہ ہو، اتنا زہریلا سانپ اسے ڈسے گا، آگے حضور ﷺ نے فرمایا کہ وہ بولے گا بھی وہ کہے گا۔

میں تمہیں فجر کی نماز ادا نہ کرنے کی وجہ سے ظہر کے وقت تک ڈنگ ماروں گا،

ظہر کی نماز ادا نہ کرنے کی وجہ سے عصر کی نماز تک ڈنگ ماروں گا،

عصر کی نماز ادا نہ کرنے کی وجہ سے مغرب تک ڈنگ ماروں گا،

مغرب کی نماز قضاء کرنے کی وجہ سے عشاء تک ڈنگ ماروں گا،

عشاء کی نماز چھوڑنے کی وجہ سے تمہیں فجر کی نماز تک ڈنگ ماروں گا،

نمازیں کیوں نہ پڑھیں؟ قیامت تک میں تجھے چھوڑنے والا نہیں۔

کتنی سخت وعید ہے کس طرح ہمیں حق سبحانہ وتعالیٰ نے اور کس طرح سرور کائنات حضرت محمد ﷺ نے ہمیں تاکید کی ہے، میرے دروازے پر آؤ اور میرا نام لو میں تمہاری مشکلیں حل کروں گا، تمہاری پریشانیاں دور کروں گا، تمہاری تلخیوں کو راحتوں میں بدل دوں گا،

اور تو میرے دروازے پر آ تو سہی، سر تو جھکا، میں کسی کی خطا کر دو، کسی کا قصور کر دو، گناہ

کردو، وہ ناراض ہوتا ہے، وہ کہتا ہے: میاں یہ دیکھو میں ہاتھ باندھ کے کھڑا ہوں، میں سر جھکائے کھڑا ہوں، او میاں کچھ تو خیال کرو، تیرے آگے میں سر جھکائے کھڑا ہوں، جو چاہے کر جو چاہے سزا دے،

او میں کہتا ہوں تو سارا دن گناہ کرتا ہے سارا دن اپنی آخرت کو برباد کرتا ہے، نماز کا سجدہ کر، اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں تو جب سجدے میں سبحان ربی الاعلی کہتا ہے مجھے شرم آتی ہے کہ تیرا سر اٹھ جائے اور تیرے گناہ معاف نہ ہوں۔ بڑی کریم ذات، بڑی عجیب ذات ہے حق تعالیٰ نے فرمایا:

"قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ ۝١ الَّذِيْنَ هُمْ فِيْ صَلَاتِهِمْ خٰشِعُوْنَ ۝٢" (المومنون)

اللہ فرماتے ہیں ایسی نماز پڑھنے والے مومن جو خشوع کے ساتھ پڑھیں، نماز پڑھیں توجہ سے، اللہ سے مناجات کریں، اللہ حق سبحانہ سے اپنی مرادیں مانگیں، یوں جب ہاتھ اٹھائے جاتے ہیں تکبیر اولیٰ کہتے وقت، یہ خیال ہونا چاہیے کہ میں نے یہ ساری دنیا اپنے پیچھے پھینک دی ،اب میری دنیا نہیں، میں دنیا کا نہیں، جب یہ حالات سامنے رکھ کر نماز پڑھے گا تو نماز میں علیحدہ لطف آئے گا، علیحدہ لذت آئے گی، علیحدہ ہی سرور آئے گا۔

سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی نماز:

سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی ران میں تیر لگ گیا، جنگ میں، لڑائی میں، جہاد فی سبیل اللہ میں، لوگ نکالنے لگے، حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا بڑی تکلیف ہو رہی ہے، انہوں نے کہا جی پھر نکالنا تو ہے کیا کریں، اب نکالنا تو پڑے گا، فرمایا میں بتاتا ہوں طریقہ، میں جب نماز کے لیے نیت باندھ لوں، جب میں نماز میں تلاوت شروع کردوں، چاہے میرے سارے جسم کی بوٹی بوٹی کر دینا مجھے پتہ بھی نہیں چلے گا چناں چہ ایسا ہی کیا گیا، او چلو ایسی نماز تو ہمارے پاس بن نہیں پڑتی، سر تو جھکائے آدمی۔ آج کا مزدور آج کا غریب بہت پیچھے نکل گیا حدیث پاک میں آتا ہے:

"بدا الاسلام غریبا"

اسلام غریبوں میں آیا، غریبوں میں رہے گا اور قیامت کے دن اسلام غریبوں میں سے اٹھے گا، لیکن آج حال یہ ہے کہ کوٹھیوں والے، بنگلوں والے نماز پڑھ رہے ہیں، کوٹھوں میں بنگلوں میں مصلے ہے، جماعت میں مل رہے ہیں، اور جتنے غریب مزدور لوگ یہ مسجد کے نزدیک نہیں آئے۔

"خسر الدنیا و الاخرۃ"

دنیا میں بھی ننگے ہیں ہائے ہائے اور آخرت میں بھی بربادی ہے۔ دو جہان کی مصیبت گلے میں ڈال لی ہے، اسی لیے کہتا ہے کہ! ؎

کچھ نہ کی اعمالوں پر اپنی نظر
آخرت کا آئے گا آخر سفر

تو چاہے سو سال زندہ رہے، پچاس سال زندہ رہے، بادشاہ بن کر زندہ رہے، بڑا دولت مند بن کر زندہ رہے، آخر موت آئے گی اسی کو کہتا ہے: ؎

سر جھکا سر پر نہ لے دوزخ کو تو

توبہ کرو:

مولانا جلال الدین رومی رحمہ اللہ کہتے ہیں اگر تو نے توبہ کر لی پھر تیری توبہ ٹوٹ گئی پھر توبہ کر لی پھر تیری توبہ ٹوٹ گئی، اب نا امید ہو کر نہ بیٹھ، پھر کیسے کروں میری توبہ پھر ٹوٹ گئی مولانا صاحب فرماتے

باز آ باز آ باز آ ہزار بار شکستی توبہ باز

چاہے ہزار مرتبہ تو نے اپنی توبہ توڑ لی پھر بھی باز آ جا، تیرے گناہوں کی اگر کوئی حد نہیں تو میری رحمت کے خزانوں میں بھی کوئی انتہا نہیں، تو کہنے والا تو بن مولا تیرے سوا میرا کون ہے، میں کہاں جاؤں اسی کو کہتا ہے کہ

تیرے کرم سے بے نیاز کون سی شئے ملی نہیں

جوانی دی، صحت عطا فرمائی، تندرستی دی، خوب صورت بیوی دی، سوہنے سوہنے بچے دیے، آل اولاد دی، دو ٹائم کھانے کو دیتا ہے، پینے کو دیتا ہے، فرمایا ساری چیزیں عطا کیں۔

تیرے کرم سے بے نیاز کون سی شے ملی نہیں
جھولی میری تنگ ہے پر تیرے یہاں کمی نہیں

اے میرے مولا! گناہ گار ہوں، خطا کار ہوں، سیاہ کار ہوں، بدکار ہوں،

سر بسجود ہوں مگر عزم میں پختگی نہیں

بے شک سجدے کرتا ہوں لیکن دل میں میرا یقین نہ جما

سر بسجود ہوں مگر عزم میں پختگی نہیں
قائل بندگی تو ہوں قابل بندگی نہیں

نور کے منبروں پر:

ارے میرے مولا میری زبان اتنی پلید ہے تیرا نام لیتا ہوا شرماتا ہوں۔

حدیث پاک میں حضور ﷺ نے فرمایا قیامت کے دن میں، گھبراہٹ والے دن میں، ہولناک منظر والے دن میں، جب کسی کا ہوش نہ ہوگا۔

اپنے اپنے پسینے میں لوگ غرق ہوں گے،

اپنے اپنے گناہ کی وجہ سے تباہ و برباد ہو رہے ہوں گے،

لیکن کچھ لوگ اس دن بھی نور کے منبروں پر بیٹھے ہوں گے، لوگ کہیں گے الٰہی یہ کون لوگ ہیں آج کے دن بڑے بڑے نفسی نفسی پکار رہے ہیں، جواب ملے گا۔ یہ وہ ہیں جنہوں نے ساری عمر نماز قضاء نہیں کی، یہ وہ ہیں جو ہر وقت میرے سامنے سجدے کیا کرتے تھے، میری عبادت ہر وقت کرتے تھے،

میری عبادت کیا کرتے تھے، سبحان ربی الاعلی کی رٹ لگایا کرتے تھے، سبحان ربی العظیم کی رٹ لگایا کرتے تھے۔ یوں جھک کر میری تعریف کیا کرتے تھے، اس لیے فرمایا:

"قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ ۝۱ الَّذِيْنَ هُمْ فِيْ صَلَاتِهِمْ خٰشِعُوْنَ ۝۲" (المومنون)

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں خشوع وخضوع والی نماز پڑھ، سکون والی نماز پڑھ، تسلی والی نماز پڑھ، عبادت سمجھ کر نماز پڑھ، اور یہ خیال کر کہ میں نماز میں اپنے رب کے سامنے کھڑا ہوں۔

میرا اللہ مجھے دیکھ رہا ہے، میرے دل کی حالت کو بھی جان رہا ہے، جو میں زبان سے کہہ رہا ہوں وہ میرا رب سن رہا ہے، سب کچھ اللہ پاک دیکھ رہے ہیں سن رہے ہیں۔

قبولیت کی دلیل:

مولانا محمد قاسم نانوتوی رحمہ اللہ دار العلوم دیوبند کے سب سے بڑے استاد اور سب سے بڑے عالم ہیں، علمائے دیوبند کے، کسی نے عرض کیا نمازیں تو پڑھتے ہیں پر کیا پتہ چلا نماز قبول ہوئی کہ نہیں؟ نمازیں تو پڑھتے رہتے ہیں، پڑھتے رہتے ہیں پر کیا معلوم نماز قبول ہوئی کہ نہیں؟

سبحان اللہ واہ کیا بڑوں کی بڑی بات، فرمایا:

اگر ظہر کی نماز کے بعد عصر کی توفیق ہوگئی تو سمجھو ظہر کی قبول ہوگئی اللہ پاک پہلی عبادت قبول کر کے دوسری کی توفیق پھر دیتا ہے،

اگر مغرب کی نماز کی توفیق ہوگئی تو سمجھو عصر کی نماز قبول ہوگئی،
اگر عشاء کی نماز کی توفیق ہوگئی تو سمجھو مغرب کی نماز قبول ہوگئی۔

کسی نے حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی رحمہ اللہ سے ایک اور بات پوچھی ذہن میں آ گئی عرض کردوں کہ حضرت جی اگر کسی سے دعا کرانی ہو۔ کسی بزرگ سے، کسی پیر سے، کسی فقیر سے، کسی اللہ والے سے، کسی سے اگر دعا کرانی ہو تو کیا کرے؟ فرمایا اگر گرمی کا موسم ہو تو ٹھنڈا پانی پلا دو۔ بغیر کہے اس کی عقل یہ بول اٹھے گی مطالبہ بھی نہیں کرنا پڑے گا اسی طرح اس کی قبر کو ٹھنڈا کردے۔

مگر یہ کام بھی ہندوؤں نے لیا مسلمان اکڑ گئے کیوں کہ ہمارے لیے جہنم تو ہے ہی نہیں، پانی پلانے والا کام مسلمانوں کا تھا۔

جناب مدنی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا جو کسی پیاسے کو پانی پلائے قیامت کے دن میرے برابر میں کھڑا ہوگا، اس نیت سے کبھی پانی نہیں پلائیں گے کہ میرے اللہ کا حکم ہے، آقا محمد رسول اللہ ﷺ کا حکم ہے، مجھے اس پر عذاب نہیں ملے گا ثواب ملے گا۔

بے نمازی کی قبر کی مٹی:

مولانا رشید احمد گنگوہی رحمہ اللہ بہت بڑے ولی بہت بڑے بزرگ گزرے ہیں، ان کے شہر قصبہ گنگوہ میں مولانا قاسم نانوتوی رحمہ اللہ دار العلوم دیو بند سے گرمی کے موسم میں، دوپہر کے وقت گھر سے چل کر آئے پہلے زمانے میں، اللہ والوں کے پاس لوگ چل کر آیا کرتے تھے، پیروں فقیروں کے پاس لوگ چل کر آیا کرتے تھے، بادشاہ لوگ چل کر آیا کرتے تھے۔ اب ایسا زمانہ آ گیا کہ مریدوں کے دروازوں پر پیر چکر لگاتے پھرتے ہیں، چکر لگا رہے ہیں، پیر ہر دن اب کپاس کا موسم آئے گا، روئی وغیرہ لیں گے چلو مریدوں سے کچھ مار کر لائیں گے۔

مولانا قاسم نانوتوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ دوپہر کے وقت میں گنگوہ میں پہنچا پیاس بڑی لگی تھی، لوٹا موجود تھا اس میں پانی، بڑا خوش ہوا لو جی ٹھنڈا پانی مل گیا، لوٹا اگرچہ وضو کا تھا، اس لوٹے میں وضو کا پانی رکھا ہے۔

مولانا فرماتے ہیں کہ میں بڑا خوش ہوا بیٹھ کر پیا تو اتنا کڑوا کہ میرا حلق کڑوا ہو گیا، میری زبان کٹ گئی، میں تھوک تھوک کر تھک گیا، کیا ہوا؟ ظہر کی نماز میں مولانا رشید احمد گنگوہی تشریف لائے تو میں نے عرض کر دیا آپ کے کنویں کا پانی کڑوا کیسے ہو گیا۔ فرمایا نہیں کڑوا تو نہیں ہے،

وہ لوٹا یونہی رکھا ہوا تھا، میں نے اس لوٹے کو پھر اٹھایا کہ حضرت ذرا دیکھو تو سہی پی کے میری تو طبیعت بھی خراب ہے۔

تو مولانا گنگوہی نے بھی تھوڑا سا پانی چکھا تو وہ بھی تھوک تھوک کر تھک گئے کڑوا، میں نے پوچھا حضرت جی سے کہ حضرت جی اس لوٹے میں کیا ہو گیا آپ کے کنویں میں پانی میٹھا ہے، اس میں کیا ہوا، ہائے کیا بات فرمائی، فرمایا مولانا یہ اس قبر کی مٹی سے لوٹا بنایا گیا ہے جس قبر میں بے نمازی دفن ہے مٹی کا گارا بنا اور گارے سے لوٹا بنا، دھوپ میں سکھایا، ہوا میں خشک کیا، آگ میں پکایا، اب بھی اس میں پانی ڈال دیا تو اتنا کڑوا ہے، اتنا تلخ ہے تو جس مردے نے عذاب بھگتا ہو گا اس کا کیا حال ہوا ہو گا، پرواہ نہیں کرتے، جتنا بتاؤ، جتنا سمجھاؤ عورتوں کی عادت نہیں رہی نماز کی، یہی وجہ ہے کہ ہمارے گھروں میں خیر نہیں، برکت نہیں، بیماریوں نے ڈیرے ڈال رکھے ہیں، پریشانیوں نے چاروں طرف سے گھیر رکھا ہے، ہم علاج معالجے پر لاکھوں روپیہ لگائیں گے، لیکن اللہ سے معافی نہیں مانگیں گے، اس لیے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں تمام دوائیاں تمام گولی میں داخل ہونے والی جڑی بوٹی میرے اختیارات میں ہے

"اِذَا قَضٰٓى اَمْرًا فَاِنَّمَا يَقُوْلُ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ ○"

ہر چیز مجھ سے اجازت مانگتی ہے، دوا بھی اجازت مانگتی ہے کہ اثر کروں کہ نہیں، گولی بھی اجازت مانگتی ہے کہ اپنا اثر ڈالوں کہ نہیں۔

سکون ختم ہو گیا:

میری طرف سے اگر اجازت نہیں ہوتی تو کوئی اثر نہیں ڈال سکتا، یہی وجہ ہے کہ آج تمام چیزیں موجود ہیں مگر سکون نہیں ہے، حکمران ہم سے زیادہ پریشان ہیں، ہم ان سے زیادہ پریشان ہیں، غریب ان سے زیادہ پریشان ہیں، جو کروڑ پتی ہے وہ رات کو چلے پھرتے ہیں ان کو نیند نہیں آتی، اندازہ لگاؤ بے نمازی مسلمانوں کی جماعت کے ساتھ قیامت کے دن کھڑا نہ ہو گا۔

انسان کے اعضاء گواہی دیں گے:

"وَامْتَازُوا الْيَوْمَ اَيُّهَا الْمُجْرِمُوْنَ ﴿۵۹﴾" (یٰسین)

آج تمہیں میرے مسلمانو، میرے بندو، گناہ گار لوگوں کے پاس بھی کھڑا ہونے کی اجازت نہیں۔

"لِيَمِيْزَ اللّٰهُ الْخَبِيْثَ مِنَ الطَّيِّبِ"

آج نیک وبد کی الگ جماعتیں بنادی گئیں۔

"یَوْمَئِذٍ تُحَدِّثُ اَخْبَارَهَا ۝۴" (الزلزلة)

آج زمین بول کر گواہی دے رہی ہے، بول رہی ہے، زمین کہہ رہی ہے الٰہی اس نے مجھ پر سجدہ نہ کیا، مجھ پر قرآن پاک کی تلاوت نہ کی، درود شریف نہیں پڑھا، استغفار نہیں کیا، کلمے کا ورد نہیں کیا، اے میرے مولا ساری زندگی مجھ پر بدکاری کرتا رہا، درودیوار گواہی دیں گے، کھڑکی روشن دان گواہی دیں گے، ہر چیز گواہی دے گی۔

"وَقَالَ الْاِنْسَانُ مَا لَهَا ۝۳" (الزلزلة)

انسان کی ایک ایک حرکت کو آ کے زمین بتائے گی، اگر سجدے کیے ہوں گے عبادت کی ہوگی۔

خدا کو پیار آتا ہے:

حق سبحانہ وتعالیٰ قرآن کریم میں فرماتے ہیں کہ جب نماز میں پچھلی رات کو نیت باندھ کر میرا بندہ قرآن پڑھتا ہے، علیحدگی میں سب سے چھپ کر، سب سے علیحدہ ہو کر، اور نیت باندھ کر ادب سے کھڑا ہو کر قرآن پڑھتا ہے۔

اور کبھی کبھی رو پڑتا ہے اللہ فرماتے ہیں مجھے عرش پر بیٹھے بیٹھے اتنا پیار آتا ہے کہ اس بندے کا منہ چوم لوں۔ فرمایا:

"تَتَجَافٰى جُنُوْبُهُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ خَوْفًا وَّطَمَعًا ۚ وَّمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ ۝۱۶" (السجدہ)

بستر سے الگ ہو کر ٹھنڈ اور گرمی میں وضو کر کے جب اللہ سبحانہ کو یاد کرتا ہے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

تو مجھے اکیلا یاد کر میں تجھے عرش پر اکیلا یاد کروں گا،

تو مجھے لوگوں میں یاد کر میں تجھے نوری فرشتوں میں یاد کروں گا،

تو میری طرف ایک قدم دوڑا کر آ میں تیری طرف دس مرتبہ دوڑ کر آتا ہوں۔

بے نمازی کی شکل بدل جائے گی:

حدیث پاک میں آتا ہے جب بندہ کہتا ہے یا اللہ! میں دس مرتبہ بندے کو آواز لگاتا ہوں، سل یا عبدی، او میرے بندے مانگ کیا مانگتا ہے، مانگنے والے سو گئے، ضرورت مند سو گئے، حاجت مند سو گئے، پریشان حال سو گئے، پرواہ ہی نہیں رات دن، ارشاد فرمایا مدنی کریم ﷺ

نے قیامت کے دن اللہ پاک کی عدالت میں خنزیر لائے جائیں گے، سور کی شکل کے لوگ آئیں گے لوگ کہیں گے الٰہی یہ کون ہیں جانور تو مٹی ہو گئے۔ حکم ہوا وہ سارے مٹی بن گئے۔

پھر یہ کون ہیں؟ جواب ملے گا یہ آخری نبی ﷺ کی بے نماز امت ہے۔ ان کی شکلوں کو بدل کر رکھ دیا گیا۔

تھوڑا سا عرض کردوں لوگ ہمارے بارے میں تو یہ کہہ کر مسائل کو بھی قرآن حدیث کو بھی رد کر دیتے ہیں کہ یہ تو وہابی ہیں، یہ تو دیو بندی ہیں، آؤ پیران پیر شیخ محمد عبدالقادر جیلانی رحمہ اللہ اللہ تعالیٰ کی کروڑوں رحمتیں اس مرد قلندر کی مزار پر۔ آمین، حضرت نے اپنی قلم سے کتاب لکھی ہے غنیۃ الطالبین صفحہ ایک ہزار انسٹھ سے لے کر چونسٹھ تک کا مطالعہ کرو، کتاب عربی میں ہے ترجمہ بھی لکھا ہوا ہے آپ نے صاف لکھ دیا فرمایا جو آدمی مرد یا عورت نماز قضا کرے فرمایا:

فنکاحھا، باطل، باطل، باطل۔ نکاح اس کا ٹوٹ جاتا ہے، اَوْلَادُھَا حَرَامٌ، اولاد حرام کی پیدا ہو رہی ہے۔

اور سنو اللہ والے کی عبارت، حضرت سید عبدالقادر جیلانی رحمہ اللہ لکھتے ہیں، فرماتے ہیں:
اذا مات جب بے نماز مرجاتا ہے، لایغسل له، اسے غسل دینے کی کوئی ضرورت نہیں، ولایکفن له، اسے کفن دینے کی کوئی ضرورت نہیں، ولا یدخل المسلمین فی مقابر المسلمین، عبدالقادر جیلانی رحمہ اللہ ولیوں کا ولی، ولیوں کا سردار کہتا ہے، بے نمازی کو مسلمانوں کے قبرستان میں دفن نہ کرو، کہیں اس کی وجہ سے خداوند کریم کا دوسرے مردوں پر قہر نہ آئے، کوئی مذاق تو نہیں پانچ وقت کا باغی ہے۔

نمازی کو کلمہ کی توفیق ہوگی:

حضور اکرم ﷺ نے فرمایا جو آدمی مسواک کر کے وضو کر کے نماز پڑھے۔ حضور ﷺ فرماتے ہیں مرتے وقت اس کے منہ سے ضرور کلمہ نکلے گا اور فرمایا جو افیون کھاتا ہو جتنا بھی زور لگالے مرتے وقت اس کو کلمہ نصیب نہیں ہوسکتا، یہ سارے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سارے اللہ والے نماز پڑھتے تھے۔

احکم الحاکمین کے دربار کا خوف:

پوچھا کیا بات ہے؟

گھبراہٹ کیسی؟ پریشانی کیسی؟ رنگ کیوں بدل گیا؟ کپکی کیوں آگئی؟ لرزہ کیوں آگیا؟ فرمایا لوگو! تم نہیں جانتے، کس کے دربار میں کھڑے ہونے لگا ہوں، احکم الحاکمین کا دربار ہے، اس مولا کریم کا دروازہ ہے، ڈرتا ہوں کوئی بے ادبی نہ ہو جائے۔

سیدنا حضرت حسین رضی اللہ عنہ کئی مرتبہ ایسا ہوا مسجد میں قدم رکھا بے ہوش ہو کر دھڑام سے گر پڑے، ہوش آیا لوگوں نے پوچھا کیا ہوا؟ فرمایا تم نہیں جانتے یہ احکم الحاکمین کا دربار ہے، ڈرتا ہوں۔

امام زین العابدین کی عبادت:

سیدنا حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے لخت جگر امام زین العابدین رات دن میں پانچ فرض نمازوں کے علاوہ ایک ہزار نفل نماز پڑھتے تھے، کیا یہ ولی نہیں ہیں، تمہارے یہاں ولی وہ بنتا ہے جو کبھی بھی نماز نہ پڑھے، امام زین العابدین رات دن میں پانچ فرض نمازوں کے علاوہ ایک ہزار نفل پڑھتے تھے، کیسے پڑھتے ہیں، جیسے ہم نماز پڑھتے ہیں ویسے نہیں۔

سردی کا موسم سخت سردی ہے، اللہ والے نے دروازہ بند کر لیا، سردی کی وجہ سے انگیٹھی میں کوئلے ڈال کر تپش کے لیے انگیٹھی اندر رکھ کر دروازہ بند کر لیا۔ اور نماز کی نیت باندھ کر قرآن کی تلاوت شروع کر دی، کوئلہ جو تھا سامان کو آگ لگ گئی۔ چھت جل گئی، سارا سامان جل گیا، دروازہ جل گیا، لوگوں نے شور مچایا حضرت جی دروازہ کھولو حضرت دروازہ کھولو سامان وغیرہ جل کر خاک ہو گیا، لوگوں نے دروازہ توڑا تو سب کو یقین ہو گیا کہ حضرت شہید ہو گئے، حضرت جل گئے، کہاں رہ سکتے ہیں، لیکن لوگ حیران ہو گئے جب اندر گئے تو دیکھا حسین کا بیٹا مصلے پر کھڑا قرآن پڑھ رہا ہے، قرآن کریم کی تلاوت کر رہا ہے، جب نماز ختم کی تو لوگوں نے پوچھا حضرت جی آگ لگ گئی یہ سامان جل گیا سارا، یہ مکان جل گیا، گرمی نہیں آئی؟ پتہ نہیں چلا نماز ختم نہیں کی؟ سبحان اللہ کیا بات ارشاد فرمائی، اللہ والوں کی بڑی باتیں ہوتی ہیں بھائی فرمایا: یہ وہ آگ ہے جس آگ کو پانی بجھادے، جس آگ کو مٹی بجھادے، جس آگ کو تم جیسے بندے بجھادیں، میں اس آگ کی فکر میں لگا ہوا تھا جس آگ کو عمل کے سوا کوئی شے نہیں بجھا سکتی، فرمایا:

ثُمَّ لَمْ يَتُوبُوا فَلَهُمْ عَذَابُ جَهَنَّمَ وَلَهُمْ عَذَابُ الْحَرِيقِ ﴿١٠﴾ (البروج)

جلا دینے والا عذاب، تباہ و برباد کر دینے والا عذاب۔

نواسہ رسول ﷺ کو نماز کی فکر:

کیا معلوم تمہیں نماز کے بارے میں بتاؤں ایک جملہ عرض کر دوں، ایک ہی جملہ کافی ہے، بے نمازوں کے لیے نہیں، بل کہ نمازی بھی سوچے مسجد میں اگر حاجی نمازی آجائیں، بار بار گھڑی دیکھتے ہیں، منٹ گنتے ہیں پانچ منٹ ہو گئے، بیٹھے ہوئے مسجد میں، دس منٹ ہو گئے بیٹھے ہوئے مسجد میں، ذرا غور کرو تم منٹ گنتے ہو مسجد میں بیٹھے ہوئے۔ حسین رضی اللہ عنہ نے کربلا کے میدان میں لاشیں نہ گنیں، حسین رضی اللہ عنہ نے اپنے گھر کی لاشیں نہ گنیں، تم منٹ گنتے جاتے ہو نماز کی عظمت پوچھنی ہو تو امام حسین سے پوچھ کے آ، نواسہ رسول ﷺ سے پوچھ کے آ، جگر گوشہ بتول رضی اللہ عنہ سے پوچھ کے آ، قاسم ابن حسن گیا، حضرت عباس رضی اللہ عنہ گیا، علی اکبر رضی اللہ عنہ گیا، علی اصغر گیا، تمام کا تمام خاندان خیمے کے چاروں طرف ڈھیر لگا ہوا ہے اور حسین رضی اللہ عنہ کے اپنے بدن پر اسی کے قریب زخم ہیں، حسین زمین پر بیٹھ کر نماز کے لیے تیمم کر رہے ہیں نماز کی فکر حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو، اور تمنا یہی ہے کہ اس نماز کے سجدے میں میرا سر جائے۔

سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کو نماز کی فکر:

سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے کبھی نماز قضاء نہیں فرمائی، ہمارے زمانے کی عورتیں ہیں اور جی غریب ہیں مزدوری کرتے ہیں نماز کیسے پڑھوں؟ محنت مزدوری کرتے ہیں۔ حضرت محمد ﷺ اپنی بیٹی کے گھر تشریف لائے فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا نماز پڑھ رہی تھیں، کھڑی ہونے لگیں، نماز کے لیے دھڑام سے گر پڑیں، پھر کھڑی ہونے لگیں پھر گر پڑیں، پھر کھڑی ہونے لگیں پھر گر پڑیں، پانچ مرتبہ گریں۔

ابا نے پوچھا بیٹی کیا بات ہے؟ عرض کی ابا تیری بیٹی کا پانچ دن کا فاقہ ہے جنت کی ساری عورتوں کی سردار کا یہ حال ہے، بیٹیوں کو بہنوں کو ایسی کیسٹیں سنایا کرو سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کی، سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کی تا کہ یقین پیدا ہو، تم نے ٹیلی ویژن لا کر دے رکھا ہے تا کہ جو ایمان رہتا ہے وہ بھی ختم ہو جائے۔

کسی نے نماز نہیں چھوڑی:

پیغمبر ﷺ کی بیٹیوں نے کبھی نماز قضا نہیں کی، سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اور ساری ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن میں سے کبھی کسی نے نماز قضا نہیں کی۔

ایک لاکھ انتیس ہزار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے کسی نے نماز قضاء نہیں کی۔

اور یہ جتنے بزرگان دین گزرے ہیں شیخ عبد القادر جیلانی رحمہ اللہ ہوں، سید علی ہجویری رحمہ اللہ ہوں، خواجہ باقی باللہ رحمہ اللہ ہوں، خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمہ اللہ ہوں، شاہ بہاؤ الدین زکریا ملتانی رحمہ اللہ ہوں، یہ جتنے بھی اللہ والے گزرے ہیں، یقین سے کہتا ہوں کسی نے ایک نماز بھی نہیں چھوڑی۔

عجیب وصیت اور عظمت کمہار:

یہ تمہارے قریب میں حافظ جمال روڈ کوئی زیادہ دور نہیں تم سے، ملتان کی تاریخ میں لکھا ہے کہ حافظ صاحب نے آخری وقت میں ایک عرض نامہ لکھ کر چھوڑ دیا کہ میری نماز جنازہ وہ آدمی پڑھائے جس کی ساری عمر میں ساری زندگی میں جماعت تو کیا تکبیر اولیٰ فوت نہ ہوئی ہو۔

دوسری شرط یہ لکھ دی کہ میری نماز جنازہ وہ آدمی پڑھائے جس کی ساری زندگی میں کبھی تہجد کی نماز قضاء نہ ہوئی ہو۔

تیسری شرط لکھ دی کہ میری نماز جنازہ وہ شخص پڑھائے جس کی ساری زندگی میں سفر میں حضر میں کبھی بھی عصر کی سنتیں قضا نہ ہوئی ہوں۔

یوں لکھا ہے ملتان کی تاریخ میں کہ لاکھوں آدمی تھے، بڑے بڑے ولی تھے، نمازی تھے، حاجی تھے، مفتی تھے، قاری تھے، صبح سے لے کر عصر کا وقت ہو گیا نماز جنازہ کون پڑھائے، اپنے اندر کوئی یہ ساری شرطیں پائے تو نماز پڑھائے، سچائی کا زمانہ تھا تم میں سے کئی کا ارادہ ہو گیا ہو کہ میں بھی لکھ کر رکھوں گا، اگر تم آج ایسی شرطیں لکھ کر رکھو گے ان شاء اللہ بغیر جنازے کے قبر پر جانا پڑے گا۔ ایسی شرطوں والے تمہیں آج ملیں گی ہی نہیں اور بل کہ صفوں کے آگے وہ آئے گا جس نے کبھی بھی نہ پڑھی ہو وہ کہتا ہے چلو اخبار میں فوٹو تو آئے گا۔

عصر کی نماز کا وقت قریب ہوا لوگ بیٹھے تھے ایک مسافر آیا گرد وغبار کپڑوں پر پڑا ہوا ہے، پیروں پر گرد وغبار ہے، صاف ظاہر ہے کہ بڑا لمبا سفر پیدل کر کے آیا، جنازے کے قریب کھڑا ہو کر کہنے لگا صفیں درست کرو میں جنازہ پڑھاؤں گا، صفیں درست کرو میں جنازہ پڑھاؤں گا، کئی آدمی ہوتے ہیں، نہ چھچھوڑے میرے جیسے تیرے جیسے او سائیں ایویں آ کے کھڑے ہو گئے ہو پتہ ہے کوئی شرطیں رکھی ہیں، کوئی شرطیں لگائی ہوئی ہیں، وہ کہنے لگا ہاں پتہ ہے انہوں نے کہا پھر

یہ شرط نامہ پہلے پڑھوں اس نے کہا مجھے معلوم شرط نامے کا، کہنے لگا ساری زندگی میں!

جب سے میں نے ہوش سنبھالا ہے میری آج تک تکبیر اولیٰ فوت نہیں ہوئی۔

جب سے میں نے ہوش سنبھالا آج تک میری تہجد کی نماز قضاء نہیں ہوئی۔

جب سے میں نے ہوش سنبھالا آج تک میری عصر کی سنتیں قضاء نہیں ہوئی،

لوگ کہنے لگے اور اللہ والے تو کون ہے؟ تو کون سا مخدوم زادہ ہے، کون سا سید زادہ ہے، کون سی خانقاہ کا پیر ہے، کون سے شہر کا تو امیر ہے، کہاں کا تو امیر ہے، کہاں کا تو استاد ہے، کہنے لگا میں کسی کا استاد نہیں، میں کسی کا پیر نہیں، میں کسی کا بادشاہ نہیں، میں کمہار ذات کا ایک بیٹا ہوں، خیر پور ٹامیوالی کا باشندہ ہوں ذات کا کمہار ہوں، سید نہیں ہوں، اللہ پاک انعام کرنے پر آئے تو ایک کمہار کو اتنی بڑی توفیق دے کہ ساری عمر میں اس کی تہجد کی نماز قضاء نہ ہو۔ خواجہ خدا بخش مرحوم نے حضرت شاہ جمال کی نماز جنازہ یہاں ملتان میں پڑھائی۔

ایسی ایسی چیزیں جو بڑے پوچھتے ہیں، جو آئے گا نہ کہے گا تمہارے ہاں ملتان میں کون سی مشہور چیز ہے، کوئی کہے گا قلعہ ہے، کوئی کہے گا جھیل ہے، کوئی کہے گا فلاں چیز ہے، کوئی کہے گا فلاں چیز ہے، کبھی یہ بھی کسی نے بتایا کہ ملتان میں ایسے ایسے لوگ دفن ہیں جنہوں نے ساری عمر میں ایک نماز قضا نہیں کی۔

عرض کرنے کا مقصد یہ ہے کہ نماز پڑھو، بیوی بچوں کا بھی خیال کرو، کہیں نماز سے نہ رہ جائیں، بچپن سے نماز کی عادت ڈالنے کی اولاد کو کوشش کرو۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اور آپ سب کو نمازی بننے کی اور نمازی بنتے بنتے مسلمان رہ کر اللہ پاک ہم سب کو موت عطا فرمائے۔ (آمین) اور ہم سب کو سیاہ کاری سے حفاظت فرمائے۔ (آمین)

وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

حلاوت نماز

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰهِ نَحۡمَدُهٗ وَنَسۡتَعِیۡنُهٗ وَنَسۡتَغۡفِرُهٗ وَنُؤۡمِنُ بِهٖ وَنَتَوَكَّلُ عَلَیۡهِ وَنَعُوۡذُ بِاللّٰهِ مِنۡ شُرُوۡرِ اَنۡفُسِنَا وَمِنۡ سَیِّاٰتِ اَعۡمَالِنَا مَنۡ یَّهۡدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهٗ وَمَنۡ یُّضۡلِلۡهُ فَلَا هَادِیَ لَهٗ وَنَشۡهَدُ اَنۡ لَّاۤ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحۡدَهٗ لَا شَرِیۡكَ لَهٗ وَلَا نَذِیۡرَ لَهٗ وَلَا مِثۡلَ لَهٗ وَلَا مُعِیۡنَ لَهٗ وَلَا وَزِیۡرَ لَهٗ وَلَا مُشِیۡرَ لَهٗ وَنَشۡهَدُ اَنَّ سَیِّدَنَا وَسَنَدَنَا وَنَبِیَّنَا وَشَفِیۡعَنَا وَهَادِیۡنَا وَمُرۡشِدَنَا وَمَوۡلَانَا مُحَمَّدًا عَبۡدُهٗ وَرَسُوۡلُهٗ اَرۡسَلَهٗ بِالۡحَقِّ بَشِیۡرًا وَّنَذِیۡرًا، وَاَصۡحَابِهٖ وَاَزۡوَاجِهٖ وَبَارِكۡ وَسَلِّمۡ تَسۡلِیۡمًا كَثِیۡرًا كَثِیۡرًا ○

اَمَّا بَعۡدُ! فَاَعُوۡذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیۡطٰنِ الرَّجِیۡمِ ○ بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ○

قَدۡ اَفۡلَحَ الۡمُؤۡمِنُوۡنَ ۝۱ الَّذِیۡنَ هُمۡ فِیۡ صَلَاتِهِمۡ خٰشِعُوۡنَ ۝۲ وَالَّذِیۡنَ هُمۡ عَنِ اللَّغۡوِ مُعۡرِضُوۡنَ ۝۳ وَالَّذِیۡنَ هُمۡ لِلزَّكٰوةِ فٰعِلُوۡنَ ۝۴ وَالَّذِیۡنَ هُمۡ لِفُرُوۡجِهِمۡ حٰفِظُوۡنَ ۝۵ اِلَّا عَلٰۤی اَزۡوَاجِهِمۡ اَوۡ مَا مَلَكَتۡ اَیۡمَانُهُمۡ فَاِنَّهُمۡ غَیۡرُ مَلُوۡمِیۡنَ ۝۶ فَمَنِ ابۡتَغٰی وَرَآءَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الۡعٰدُوۡنَ ۝۷ (المؤمنون)

صَدَقَ اللّٰهُ مَوۡلَانَا الۡعَلِیُّ الۡعَظِیۡمُ ○ وَبَلَّغَنَا رَسُوۡلُهُ النَّبِیُّ الۡكَرِیۡمُ وَنَحۡنُ عَلٰی ذٰلِكَ لَمِنَ الشّٰهِدِیۡنَ وَالشّٰكِرِیۡنَ وَالۡحَمۡدُ لِلّٰهِ رَبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ ○

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰۤی اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّیۡتَ عَلٰۤی اِبۡرَاهِیۡمَ وَعَلٰۤی اٰلِ اِبۡرَاهِیۡمَ اِنَّكَ حَمِیۡدٌ مَّجِیۡدٌ ○ اَللّٰهُمَّ بَارِكۡ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰۤی اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكۡتَ عَلٰۤی اِبۡرَاهِیۡمَ وَعَلٰۤی اٰلِ اِبۡرَاهِیۡمَ اِنَّكَ حَمِیۡدٌ مَّجِیۡدٌ ○

گزشتہ جمعہ میں نماز کے بارے میں کچھ عرض کیا تھا، خداوند کریم کا نماز وہ فریضہ ہے جس کی اور جس کی اہمیت اللہ جل شانہ نے قرآن کریم میں تقریباً ساڑھے سات سو جگہ حکم دیا۔ تیرا بیٹا اگر ایک حکم نہ مانے، تیری بیوی اگر ایک بات نہ مانے تو کتنا لال پیلا ہوتا ہے، تجھے کتنا غصہ آتا ہے، اور اس خالق کائنات نے ساڑھے سات سو مرتبہ حکم دیا، تو نہ مانے تو کیا خدا ناراض نہیں ہوتا؟

عرش عظیم کی صدا:

حدیث پاک میں آتا ہے ارشاد ہے حضور کریم ﷺ کا: کہ مالک بے نیاز بادشاہ اللہ کریم کی ذات ساری رات عرش عظیم سے آوازیں لگاتا ہے میرے بندو آؤ، لوگ سو گئے ہیں، میرے بندے جو سننے والے ہیں آؤ مانگو کیا مانگتے ہو؟

قرآن کریم میں آتا ہے کہ اللہ والوں کے لیے رات بڑی غنیمت ہے، اللہ اللہ کرنے والے لوگ دن پریشانی میں گزارتے ہیں، رات سکون سے گزارتے ہیں۔ جیسا کہ عاشق اپنے معشوق کا رات کو انتظار کرتا ہے اور اسے رات بڑی منفرد معلوم ہوتی ہے، تو جن لوگوں کو مالک سے عشق ہے، اللہ کے قرآن سے عشق ہے، محمد عربی ﷺ کی عظمت اور محبت اس کے دل میں ہے، سرکار کی غلامی سے اس کا کوئی تعلق ہے، وہ رات کا انتظار کرتا ہے، کب وہ وقت آئے سب سو جائیں، میں ہوں اور میرا رب ہو اس لیے کہ کہتا ہے: ؎

اک تڑپ سی دل میں اُٹھتی ہے
اک درد جگر میں ہوتا ہے
ہم رات کو رویا کرتے ہیں
جب سارا عالم سوتا ہے

سارا جہان سویا ہو تو سجدے کر کے اپنے روٹھے ہوئے مالک کو منا۔

ایک سجدے کی قدر و قیمت:

اس لیے قرآن کریم میں جا بجا بات کو دہرایا، فرمایا:

"وَالَّذِيْنَ يَبِيْتُوْنَ لِرَبِّهِمْ سُجَّدًا وَّقِيَامًا ﴿٦٤﴾" (الفرقان)

اللہ والے وہ ہیں جن کی رات سجدوں میں قیام میں بیت جاتی ہے، سردی گرمی کی پرواہ کیے بغیر، ہوا ہونے نہ ہونے کی پرواہ کیے بغیر، کھانے پینے کی پرواہ کیے بغیر۔ قرآن کریم کہتا ہے کہ اللہ والوں کا مشغلہ یہ بن جاتا ہے۔

"اَمَّنْ هُوَ قَانِتٌ اٰنَآءَ الَّيْلِ سَاجِدًا وَّقَآئِمًا يَّحْذَرُ الْاٰخِرَةَ وَيَرْجُوْا رَحْمَةَ رَبِّهٖ ؕ" (الزمر: ۹)

اللہ والے کہتے ہیں ساری زندگی کی نعمتوں کو ایک طرف رکھو، بیوی، بچے، اولاد، دنیا بھر کے

پھل فروٹ، کھانے پینے کی ساری نعمتوں کو ایک طرف رکھو، اور مالک کے حضور سر سجدے میں رکھ کر سبحان ربی الاعلی کہنے میں جو مزہ آتا ہے وہ ساری عمر کی بادشاہت میں نہیں۔

قدر اس کو ہے جس نے یہ مزہ چکھا ہے، جس کو یہ ذائقہ میسر آیا ہے، اور جو بد بخت کبھی مسجد میں گیا ہی نہیں، جس کو مالک نے اپنے در پر سر جھکانے کی توفیق ہی نہیں دی، وہ کیا اس مزے کو جانے گا؟ اس کو معلوم کیا ہے کہ یہ کیا لطف ہے، کیا مزہ ہے اور کیا سرور ہے اور کیا اللہ تبارک وتعالیٰ عطا فرماتے ہیں، یہ تو وہ اللہ والے ہیں جن کی ساری زندگی میں ایک تہجد قضا نہیں کی، ایک رات کی نماز، تہجد کی نماز، یہاں صبح کی نماز نہیں پڑھتے بد بخت لوگ، لعنتی سوئے پڑے رہتے ہیں، اور اب تو خدا کا قہر آ گیا بڑے بڑے حاجی نماز نہیں پڑھتے صبح کی، بڑے بڑے ولی بنے پھرتے ہیں ٹوپیاں رومال اوڑھے ہوئے صبح کی نماز نہیں پڑھتے، منبروں پر ناچنے والے خطیب اور مقرر نماز نہیں پڑھتے۔

قیامت کا سوال:

اسی لیے پروردگار عالم نے یہ فیصلہ فرمایا کہ قیامت کے دن جب میرا تخت لگے گا، جب میری عدالت لگے گی، جب میری کرسی لگے گی سب سے پہلے نماز کا حساب ہوگا۔

ریا کاری کی نماز قبول نہیں:

شہر سکھر میں ایک اللہ والا ایک مسجد میں رہتا تھا، عبادت کرتا تھا اور مسجد کی خدمت کرتا تھا۔ آج مسجد کی خدمت کرنا بھی بہت بڑا عیب ہے کون ہے جو جھاڑو لگاتا ہے؟

چوہدریوں کو شرم آتی ہے، شیخوں کو حیا آتی ہے، بڑے بڑے لینڈ لارڈوں کو مسجد میں صف بچھاتے ہوئے حیا آتی ہے، سیشن جج کی خدمت کر کے فخر سمجھتے ہیں، ڈی سی کی لیٹرین کو صاف کر کے لوگ فخر سمجھتے ہیں، گورنر کے دفتر میں لوگ جھاڑو دے کر فخر سمجھتے ہیں، اور اللہ کے گھر میں خدمت کرتے ہوئے لوگ شرم محسوس کرتے ہیں، تمہارا بس نہیں وہ تمہیں آنے ہی نہیں دیتا، وہ تمہیں یہ توفیق ہی نہیں دیتا کہ میرے دربار کے اردلی بن جاؤ۔

ایک مسجد کا خادم تھا اللہ اللہ کیا کرتا تھا، ایک مسافر آ گیا مسجد میں ٹھہرا، اور پہلے لوگ چھپ کر عبادت کرتے تھے، بتاتے نہیں تھے کسی کو بھی کوشش کرتے تھے کہ میں مخفی عبادت کروں، اللہ جانے یا میں جانوں بس، آج کل تو جو کوئی دو رکعت نفل پڑھتا ہے، پہلے اعلان کرتا ہے کہ فلاں اولیاء نفل پڑھنے لگا ہے، وہ دکھاوے کی نظر ہو جاتا ہے، ریا کاری کی نظر ہو جاتا ہے۔ اس لیے

فرمایا: فَوَيْلٌ لِّلْمُصَلِّيْنَ ﴿۴﴾ (الماعون) جب ہم نے قرآن کریم کا ترجمہ پڑھا آخری سپارے کی سورت ہے فرمایا: فَوَيْلٌ لِّلْمُصَلِّيْنَ ﴿۴﴾ ترجمہ سارا سارا سنو۔

اللہ پاک اعلان کرتا ہے: ہلاکت ہے، بربادی ہے، تباہی ہے، نقصان ہے نمازیوں کے لیے، حیران ہوں گے آپ نمازیوں کے لیے قرآن کا ترجمہ یہی ہے، فَوَيْلٌ لِّلْمُصَلِّيْنَ ﴿۴﴾ ہلاکت ہے، بربادی ہے، تباہی ہے، خسارہ ہے نمازیوں کے لیے کون سے نمازی؟ هُمْ عَنْ صَلَاتِهِمْ سَاهُوْنَ ﴿۵﴾ الَّذِيْنَ هُمْ يُرَآءُوْنَ ﴿۶﴾ وَيَمْنَعُوْنَ الْمَاعُوْنَ ﴿۷﴾ (الماعون) ایسے نمازیوں کے لیے ہلاکت ہے، ادھر نماز پڑھ رہے ہیں، ادھر پیٹ میں کھانا حرام ہے، ایسے نمازیوں کے لیے بربادی ادھر نیت باندھے کھڑے ہیں، ادھر کپڑا بدن پر حرام ہے۔ فویل للمصلین، ان نمازیوں کے لیے بربادی ہے، ادھر نماز ہو رہی ہے، ادھر دکھلاوا اور ریا کاری ہو رہی ہے۔ الَّذِيْنَ هُمْ عَنْ صَلَاتِهِمْ سَاهُوْنَ ﴿۵﴾ (الماعون) ان نمازیوں کے لیے بربادی ہے جو دوسرے کو دکھلاوے کے لیے نماز پڑھتے ہیں، اگلی آیت میں ہے: الَّذِيْنَ هُمْ يُرَآءُوْنَ ﴿۶﴾ وَيَمْنَعُوْنَ الْمَاعُوْنَ ﴿۷﴾ ایسے نمازیوں کے لیے ہلاکت ہے، ایسے نمازیوں کے لیے بربادی ہے جو پیاسے کو پانی نہ پلائیں، بھوکے کو کھانا نہ کھلائیں، ننگے کو کپڑا نہ پہنائیں، بیمار کی دوائی میں خدمت نہ کریں، سورتیں چھوٹی چھوٹی ہیں، ترجمہ بڑا مشکل ہے، عمل بڑا مشکل ہے کون کرے؟ آج تو ہر چیز کمائی والی کی جاتی ہے، یوں کون کر کے دکھلائے؟

دو رکعت نماز:

وہ تو ایک ہی طبقہ تھا ایک ہی گروہ تھا محمد عربی ﷺ نے نگاہ نبوت سے، پیار کی نگاہ سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو اپنا بنایا، اور ان کو ایسا نمازی بنایا، ان کو ایسا مکمل دین پر قائم فرمایا کہ آخری وقت تک کسی صحابی نے اس سے پہلو تہی نہیں کی۔

اندازہ لگاؤ ہم نماز پڑھتے ہیں، کچھ بھی نہیں ہوتا، دعائیں مانگتے ہیں کچھ بھی نہیں۔ ادھر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی جماعت کا یہ حال ہے کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی خلافت ہے، دور حکومت ہے، افریقہ کے گھناؤنے جنگل میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے چھاؤنی بنانے کا پروگرام بنایا کہ یہاں فوجی چھاؤنی بنائی جائے، علاقے کے لوگوں نے کہا کہ تم یہاں نہ بناؤ، یہاں بڑے بڑے چیتے، شیر، ہاتھی رہتے ہیں، تمہیں کھا جائیں گے۔ اللہ اکبر۔

ایک بدری صحابی کو پکڑا لوگوں نے جو بدر میں شریک تھا اور اس کا ہاتھ پکڑ کر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کہنے لگے: تو دو رکعت وضو کر کے نماز ادا کر، دیکھا کہاں پڑھی نماز، دو رکعت نماز پڑھی، اور پھر اس کے بعد اسی بدر والے صحابی کو بدری صحابی کو مسلمانوں نے درخت پر چڑھا دیا، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے، اور کہنے لگے اعلان کر دے، وہ درخت پر چڑھ کر اعلان کرتا ہے:

او جنگل کے شیرو، او چیتوں، او بھیڑیو، او ہاتھیوں، او ناگو، او جنگل کے موذی جانورو ہم غلام ہیں محمد عربی ﷺ کے اور ہم یہاں چھاؤنی بنانا چاہتے ہیں، میں حکم دیتا ہوں کہ تم چند گھنٹوں کے اندر سارا جنگل خالی کر دو، کرفیو نافذ کر دیا محمد عربی ﷺ کے غلاموں نے۔ شیروں پر، چیتوں پر، بھیڑیوں پر، ہاتھیوں پر کرفیو نافذ کر دیا، جلدی باہر نکل جاؤ اور یہ نہیں بتایا کہ میں نے نماز بڑی کام کی پڑھی، میں روزے بڑے اچھے رکھتا ہوں، میں زکوٰۃ بڑی دیتا ہوں، نسبت تو دیکھو کیا بیان کی ہے؟ اس نے کہا شیرو میری آواز کو معمولی آواز نہ سمجھنا، میں اس کالی کملی والے کا غلام ہوں، صحابہ رضی اللہ عنہم فخر کرتے تھے حضور ﷺ کی غلامی پر، اور آج ہم فخر کرتے ہیں انگریزوں کی غلامی پر، یہودیوں اور بے ایمانیوں کی غلامی پر، صحابہ کا آقا اور مولا امام الانبیا سے، اور ہمارے آقا بے ایمان انگریز اور یہودی بنے ہوئے ہیں، کپڑا ان کا پسند، چال ڈھال ان کی پسند، کھانا ان کی طرز کا پسند۔

اچھے بھلے نیک حاجیوں کی شادی میں چلے جاؤ، لگی ہوئی میز جیسے یہاں آپریشن روم بنا ہوا ہو، جیسے لوگوں کا آپریشن کہ جناب کھڑے ہو کر کھانا ہے، عمل کے اعتبار سے سب حاجی نمازی ڈوب گئے، ہم نے محمد کریم ﷺ کی اطاعت سے منہ موڑا، غلامی سے منہ موڑا، تمام چیزیں چھوڑ دیں۔

رسول اللہ ﷺ کا فاقہ:

آج ہی کچھ ساتھی ہم بیٹھک میں بیٹھے باتیں کر رہے تھے کہ برکت نہیں رہی کہ کتنا ہی کما لوں پورا ہی نہیں ہوتا۔ اور ایک موقع یہ ہے کہ حضور ﷺ کی خدمت میں ایک صحابی آیا غزوہ خندق میں، اور اس نے یہ سوچا کہ میرے سے زیادہ آج تنگ کوئی نہیں، اور وہ آیا ہے رحمت کائنات ﷺ کے دربار میں، سبحان اللہ کیا کہنا اس فوج کا کہ جس کا کمانڈر انچیف محمد عربی ﷺ ہے۔ صحابی آیا اور عرض کرنے لگا یا رسول اللہ میرے ماں باپ آپ پر قربان ہو جائیں، مجھے بڑی بھوک لگی ہے، اور اس صحابی نے یوں کرتا اٹھایا اور دکھایا کہ میں کئی دن کے فاقے سے

ہوں، میں نے پیٹ پر پتھر باندھ رکھا ہے ورنہ میں ہل نہیں سکتا، پتھر باندھے ہوئے ہوں، صحابہ اس کی طرف بڑی حیرانی سے دیکھ رہے تھے کہ یار یہ اتنا تنگ ہے، نہ جانے کئی دن کا فاقہ ہے کئی دن کا بے چارہ بھوکا ہے۔

اللہ اکبر۔ صحابی نے کرتہ اُٹھایا، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے ایک پتھر بندھا ہوا دیکھا، اسی وقت امام الانبیا محبوب کبریا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ نے رحمت والے ہاتھوں سے اپنا کرتا اٹھایا، ہزاروں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی آنکھوں نے دیکھا کالی کملی والے کے پیٹ پر دو پتھر بندھے ہوئے ہیں، بھوک کی وجہ سے سرکار دو عالم ﷺ کا کئی دن کا فاقہ ہے۔

رسول اللہ ﷺ کی دعوت:

حضرت جابر رضی اللہ عنہ جلیل القدر صحابہ میں سے ہیں، اتنے محبت کرنے والے صحابہ، غلامی کرنے والے صحابہ، عظمت کرنے والے صحابہ، کیسے دیکھ سکتے تھے۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ دوڑے دوڑے گھر گئے اور بیوی کو جا کر کہا کہ کھانے پینے کی اگر کوئی چیز ہو تو تیار کر دے، آج تو بالکل حیرانی ہوئی، شہنشاہ کائنات کے پیٹ پر پتھر باندھے ہوئے ہیں، سردار انبیا کے پیٹ پر دو پتھر بندھے ہوئے ہیں، گھر والی نے بتایا کہ یہ تھوڑے سے جو ہیں سیر دو سیر کے قریب، اور ایک بکری کا بچہ کھڑا ہے، اور تو جلدی سے جو پیس، آٹا تیار کر، میں بکری بناتا ہوں یہ چھوٹا ہی سہی، وہ کہنے لگا درمیان میں کہ میں سرکار کو دعوت دے آؤں، بیوی نے کہا کہ ایک تو سرکار کو لانا اور ایک جو تم نے آدمی دیکھا ہے نا جس کے پیٹ پر پتھر بندھا ہوا تھا، حضور ﷺ کے سامنے جس نے کرتا اُٹھایا اپنا، ایک وہ اور ایک دو اور جس کو زیادہ بھوک لگی، تین چار آدمیوں کی دعوت کرنا۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ وہیں آئے اور حضور اکرم ﷺ کے کان میں یہ بات عرض کر دی کہ آپ اور ایک یہ صحابی جو بہت زیادہ پریشان ہے، اور ایک آدھ اور ان کی میرے ہاں دعوت ہے، اللہ اکبر، محمد عربی ﷺ پہاڑ کی اونچی چوٹی پر چڑھ گئے اور اعلان کر دیا او اہل مدینہ سارے لشکر والو آج جابر کے گھر ساری فوج کی دعوت ہے، سارے لشکر کی دعوت ہے، سارے سپاہیوں کی دعوت ہے۔

جابر کے پاؤں کے نیچے سے زمین ہی نکل گئی، سودا تو بڑا مختصر ہے، گھر والی نے بھی بتا دیا تھا، مسئلہ تو بہت تھوڑا ہے ذو ایک کا ہی ہے، اور یہ تو ساری فوج کو اعلان کر دیا گیا، حضرت جابر رضی اللہ عنہ پریشان حال گھر دوڑے دوڑے آئے، گھر والی کو کہنے لگے او کملی وہاں تو مسئلہ اور ہو گیا،

اس نے کہا کیا؟ تو نے تو دو تین کا کہا میں نے حضور ﷺ کی خدمت میں عرض کر دیا، آپ نے تو ساری فوج کی دعوت کر دی، سارے لشکر کی دعوت کا اعلان کر دیا، بات یقین کی ہے ساری۔ آج ہم عالموں کو بھی اور تم حاجیوں، نمازیوں کا بھی یقین نہیں رہا۔

دینے والا صرف اللہ ہی:

جابر کی بیوی کہنے لگی تم نے کھانے کی مقدار بتادی تھی کہ اتنا سامان ہے۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ کہنے لگے کہ میں نے بالکل واضح طور پر بتادیا تھا، تھوڑے سے جو ہیں ایک بکری کا بچہ ہے، حضرت جابر رضی اللہ عنہ کے گھر والی کہنے لگی پھر آپ کو پریشانی کی کیا ضرورت ہے؟ مجھے پریشانی کی کیا ضرورت ہے؟

دعوت کرنے والا جانے، کھانے والے جانیں۔ حضور کریم ﷺ نے جو اعلان فرمایا وہ آپ جانیں مجھے اور تجھے پریشان ہونے کی کیا ضرورت ہے؟ حضرت جابر رضی اللہ عنہ کو بھی تسلی ہوئی ۔یعنی عورت ذات نے کیا بات کہی، ہے عورت مگر بات دیکھو کیا کہی؟ کسی زمانے کی عورتیں بہت ہوشیار ہوتی تھیں، آج کل تو صرف اور صرف پیسے برباد کرنے کی مشینیں ہیں عورتیں، کپڑے اس کے ختم نہیں ہوتے، ضرورت اس کی قبروں تک ختم نہیں ہوتیں۔

رسول اللہ ﷺ کا عہد و پیمان:

عورت کے اوپر ایک اور بات یاد آئی۔ جب مکے والوں نے حضور کریم ﷺ کو تنگ کیا اور حد کردی تنگ کرنے میں، اور اہل مدینہ نے حضور کریم ﷺ کو ہجرت کے لیے کہا کہ آپ ہمارے ہاں تشریف لے آؤ ہم غلامی کریں گے۔ لیلۃ العقبی ایک جگہ مشہور ہے مکے پاک میں، ادھر منی کی طرف ہے آج کل تو شاید پہاڑ توڑ دیا ہوگا، وہاں پر مدینے کے لوگوں میں حضور ﷺ کے ہاتھ پر چھپ کر بیعت کی، اور وعدہ لیا کہ آپ مدینے تشریف لائیں، آپ پر ہم اپنی جان قربان کریں گے، بات کو سمجھا بھی کرو اور یاد بھی رکھا کرو۔ یہ نہیں کہ ہر جمعہ سنی اور سن کر چلے گئے پھر اگلے جمعہ پھر چٹیل میدان ہو کر آگئے، اب سارے تو تھے مرد جو مدینے سے آئے تھے، او رایک عورت بھی آئی تھی سرکار کو دعوت دینے کے لیے، تو بات یہ طے ہوگئی میں مدینے آؤں گا، سرکار نے فرمادیا کہ میں تمہارا نبی ﷺ ہوں، اور تم میرے غلام ہو میں مدینے میں رہوں گا۔ یہ بات طے ہوگئی اہل مدینہ نے سرکار کے ہاتھ پر بیعت کی، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بھی اٹھ کر چل

دیے۔عورت کی بات کر رہا ہوں لکھ لو دل کی تختی پر، وہ جو مائی تھی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ساتھ مدینے سے اس نے پتہ کیا بات کہی، وہ کہنے لگی مدینے والو تم تو ہار گئے، تم ناکام ہو گئے، انہوں نے کہا کیوں؟ نبی نے وعدہ فرمالیا ہے، وہ آئیں گے ہم اپنی جان مال کی بازی لگائیں گے۔ عورت کہنے لگی پھر بھی ہار گئے، انہوں نے کہا کیوں؟

کہنے لگی آج مکے والوں نے ان کے ناک میں دم کر رکھا ہے، زندگی تنگ کر رکھی ہے، ان کو بھی مارتے ہیں، ان کے غلاموں کو بھی مارتے ہیں، تم نے مدینے میں تو بلانے کو عدہ کر لیا، کل کو مکے نے فتح ہو جانا ہے، اور سرکار کا خاندان مسلمان ہو جائے گا، اپنے اپنے ہوا کرتے ہیں، ہم تڑپتے رہ جائیں، حضور ﷺ پھر مکے میں آجائیں ہمارے پلے کیا رہے گا؟ آج موقع ہے وعدہ لے لو، مرنا جینا ہمارے ساتھ ہوگا، کتنی بڑی بات کہی ایک عورت نے۔

ہمارے ہاں جو عورتیں بات کریں گی لڑانے کی، فلان یوں کہتا تھا، فلاں یوں کہتا تھا، فلاں یوں کہتی تھی، تمہیں یوں کہہ رہا تھا، تمہاری پیٹھ پیچھے یوں ہو رہا تھا، وہ یوں بات کر رہی ہے، اور ہر وقت لڑائی والی بات ہو رہی ہے۔او مدینے کی مائی کو مبارک ہو کہنے لگی مدینے والو! کیا پلے رہے گا، اگر ہمیں چھور کر حضور ﷺ پھر مکے آ گئے، ہمارے پلے کیا رہ جائے گا، آج موقع ہے وعدہ لے لو، اہل مدینہ بھی دوڑ کر گئے، یارسول اللہ ﷺ ذرا سی کسر رہ گئی بات طے کرنے میں، فرمایا بتاؤ بھائی کہ آپ مدینے تشریف لائیں گے؟ (ہاں) ہمارے پاس ہی رہیں گے؟ جی ہاں، مکے نے فتح ہو جانا ہے، آپ پھر مکے میں آکر آباد ہو جائیں، ڈیرہ لگالیں، تو ہمارے پلے کیا رہ جائے گا، ہم پھر کیا کریں گے؟

امام الانبیا محبوب کبریا ﷺ بات سمجھ گئے فرمایا او مدینے والو! میرا مرنا، میرا جینا، میری قبر بھی اہل مدینہ تمہارے ساتھ بنے گی، میں بے وفا نبی نہیں، میں قیامت میں تمہارے ساتھ ہوں گا، حوض کوثر پر تمہارے ساتھ ہوں گا، اور میں ہر وقت تمہارے ساتھ رہوں گا۔تم میرے بن گئے، میں تمہارا بن گیا، اب اس تعلق کو توڑنے والا کوئی نہیں۔بات میں عرض کر رہا تھا عورت کی۔

لعاب دہن کی برکت:

حضرت جابر رضی اللہ عنہ کو سرکار مدینہ ﷺ نے فرما دیا، جابر رضی اللہ عنہ جب تک میں نہ آجاؤں روٹیاں پکانی شروع نہ کرنا، اور ہانڈی سے سالن نکالنا شروع نہ کرنا۔سرکار تشریف لے

آئے، ذرا سالعاب آٹے کو لگایا، ذرا سالعاب آپ نے ہنڈیا میں ڈال دیا اور بند کر دیا۔ علما کرام نے لکھا ہے کہ سارے لشکر نے کھانا کھایا مگر کھانا ختم نہ ہوا، یہ آپ کے لعاب کی برکت ہے۔

اور آپ کی دعا کی برکت ہے، نبی کا ہاتھ وہ پیارا ہاتھ ہے یتیم کے سر پر پھر جائے بادشاہ بن جاتا ہے۔ نبی کی انگلی وہ پیاری انگلی ہوتی ہے چاند کی طرف اشارہ کر دو تو چاند کا جگر پھٹ جائے۔ کنکریاں انگلیوں میں لے لیں تو کنکریوں نے کلمہ پڑھنا شروع کر دیا، انگلی کا اشارہ درختوں کو ملا درخت جڑیں چھوڑ کر آ گئے، یہی پیاری انگلی سے لعاب لے کر ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی ایڑی کو لگا دیا خیر آ گئی۔ یہی انگلی سے لعاب لے کر علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی دکھتی آنکھوں پر ڈال دیا وہاں تندرستی آ گئی۔ اور یہی انگلی منہ کا لعاب کھارے پانی میں ڈال دیا تو میٹھا ہو گیا۔ اور یہی لعاب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے بچوں کے حلق میں ڈال دیا، صحابیات کہتی ہیں ہمیں اپنے بچوں کے منہ میں سے چھ چھ مہینے تک نبوت کی خوشبو آیا کرتی تھی۔

حلاوت والی نماز:

عرض میں یہ کر رہا تھا کہ آپ لوگ سوچ سوچ کر چلیں، پھونک پھونک کر قدم رکھو، جیسا کہ قرآن کریم نے اعلان کر دیا، فرمایا: قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ ﴿۱﴾ الَّذِيْنَ هُمْ فِيْ صَلَاتِهِمْ خٰشِعُوْنَ ﴿۲﴾ (المؤمنون) خشوع والی نماز، خضوع والی نماز، لذت والی نماز، مٹھاس والی نماز، حسرت والی نماز۔

وہ ایک بزرگ تھا ٹانگ میں پھوڑا نکل آیا، ہڈی خراب ہو گئی، ڈاکٹروں نے کہا ٹانگ کٹے گی، کلوروفام لاؤ، نشے والی چیز سنگھاؤ، تاکہ ٹانگ کٹنے کی جو تکلیف ہے وہ برداشت ہو سکے۔

اللہ والے نے کہا نشہ کیوں لاتے ہو؟ کیوں کلوروفارم لاتے ہو، اور کیوں دوسری چیزیں لاتے ہو؟ کسی اللہ والے کو لاؤ، کسی اچھا قرآن پڑھنے والے کو لاؤ، وہ میرے سرہانے کھڑے ہو کر قرآن کریم پڑھتا رہے، تم میرا قیمہ بنا دینا مالک کی قسم ہے مجھے پتہ نہیں چلے گا۔ کبھی قرآن کریم میں لوگوں کو لذت آیا کرتی تھی، اب کنجری کے گانے میں تجھے مزہ آتا ہے، قرآن پڑھا جائے نیند آتی ہے، دائیں بائیں دیکھو کوئی نیند کر رہے ہوں گے۔ اب بھی اولیا کرام کی جماعت آ جاتی ہے۔ اور بدمعاش کنجر کا گانا لگا دو مجال ہے کہ کسی کو نیند آئے، لڑا دو مت، اسی سے اندازہ لگا کہ میں ایمان دار ہوں کہ بے ایمان ہوں، اگر قرآن میں تجھے مزہ آتا ہے فیصلہ خود کر، پھر تو

ایمان دار ہے، اگر کنجری کے گانے میں تجھے مزہ آتا ہے، لذت کسی سے، خود فیصلہ کر کہ میں بے ایمان ہوں، سفید داڑھی، ستر سال کی عمر میں ہے اور گانے بجانے میں بڑا لطف آتا ہے۔

نماز میں خشوع وخضوع:

حضرت محمد کریم ﷺ نے لشکر میں چلتے چلتے ایک دن فرمایا کون ہے، آج کون میرے لشکر کی پہرے داری کرے گا، کون ہے جو میرے لشکر کا انتظام کرے گا، کل قیامت کے دن کی تمام تکالیف کی میں پہرے داری کروں گا، قیامت کی دھوپ سے پہرے داری کروں گا۔ دو انصاری نوجوان اٹھے انہوں نے کہا آقا ہم آپ کے لشکر کی پہرے داری کریں گے، ہم حفاظت کریں گے رات کو، کہا بہت اچھا، اب دو تھے نا، کہنے لگے کہ اگر دونوں بیٹھے رہے تو گپیں ماریں گے۔ فلاں جنگ ہوئی فلاں یوں بات تھی، اس نے کہا پھر؟ ایک کہنے لگا تیسری صورت یہ ہے کہ کچھ دیر تو سو جا کچھ دیر میں سو جاؤں۔ ایک آدمی شبخوں کا خیال کرتا رہے کہ دشمن نہ آجائے، اچھا جی وہ ایک سو گیا، جو جاگ رہا تھا اس نے کہا کہ خواہ مخواہ میں بیٹھا رہوں، کھڑے ہو کر نماز کی نیت باندھ لی، اور قرآن کریم میں سے سورۃ کہف کی تلاوت شروع کر دی۔ دشمن نے دیکھا کہ یہ تو نماز میں مشغول ہے، اس کی کمر میں تیر مارا، دوسرا تیر مارا، تیسرا تیر مارا۔ دشمن کہتا ہے کہ ہم یہ سمجھتے رہے آدمی کے روپ میں کوئی درخت ہے، لوہا ہے، پتھر ہے، تین تیر لگ چکے۔ قرآن کی آواز برابر آ رہی ہے، قرآن برابر پڑھ رہا ہے یہ، وہ جو دوست اس کا ساتھی سو رہا تھا، اس کی کمر سے خون نکل کر گرم گرم خون اس کے نیچے پہنچا، اس کی آنکھ کھلی، اس نے کہا خدا کے بندے جلدی کر دشمن آگیا، نماز ختم کی، اس نے کہا کہ تیری کمر میں تیر لگے ہوئے ہیں، کیا جواب دیا ہے؟ مجھے اور آپ کو ساری زندگی نہ نصیب ہوئی اور نہ ہو، کہاں وہ مقام مل سکتا ہے؟

سلام پھیرنے کے بعد کالی کملی والے کا دیوانہ کہتا ہے: تھوڑی سی تکلیف معلوم ہوئی، تھوڑا سا زخم معلوم ہوا مجھے نماز پڑھتے وقت، قرآن پڑھتے وقت تیر لگنے کا کوئی پتہ نہ چلا مجھے، اب سلام پھیرنے کے بعد جب کہا کہ میری کمر سے تیر نکال دے، جب وہ کھینچنے لگا تو کہتا ہے کہ یار اب تو تکلیف ہو رہی ہے۔ اس نے کہا میں یوں کرتا ہوں دوبارہ نیت باندھتا ہوں، قرآن پڑھوں گا، تم پھر نکالنا مجھے پھر پتہ نہیں چلے گا۔ کبھی لوگ کیسے پڑھتے تھے، قرآن کیسا پڑھتے تھے، مصطفی کریم سے محبت کیسے کرتے تھے، آج میں اور آپ نام کے مسلمان بنے پھرتے ہیں، کام کے

مسلمان قبروں میں چلے گئے۔ اسی لیے قرآن کریم میں خدا نے اعلان فرمایا: قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ ﴿۱﴾ الَّذِيْنَ هُمْ فِيْ صَلَاتِهِمْ خٰشِعُوْنَ ﴿۲﴾ (المؤمنون) کامیاب ہیں وہ لوگ جو خشوع وخضوع والی نماز میں مالک کے سامنے سجدہ ریز ہوتے ہوں، اسی کو اللہ والے ہر وقت دہراتے ہیں کہتے ہیں:

سر بسجود ہو مگر عزم میں پختگی نہیں
قائل بندگی تو ہو قابل بندگی نہیں

مولا سر تو میں نے تیرے حضور رکھ دیا توفیق عطا فرما، دل بھی سیدھا ہو جائے۔ وہ مزہ آتا ہے اگر دل سیدھا ہو، سجدے کے برابر پوری دنیا کا سونا چاندی کی قیمت ایک طرف رکھو اور اللہ کے حضور ﷺ ایک مرتبہ سبحان ربی الاعلی کہنے کا زیادہ قیمتی ہے، اس لیے اللہ پاک فرماتے ہیں: جب نمازی سجدہ میرے سامنے کرتا ہے میں سمجھتا ہوں کہ میرے پاؤں پر سر رکھ دیا، جلدی جلدی نماز ہوری ہے، نماز نہیں ہے۔

نماز مومن کی معراج ہے:

الصلوٰۃ معراج المؤمنین، نماز مومن کی معراج ہے۔ اور اصل حقیقت آپ کو بتلاؤں اور جب ہمارے تمہارے بل کہ ساری امت کے، ساری کائنات کے سرور حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کو جب معراج والا معجزہ عطا فرمایا، اتنا عظیم معجزہ، سارے فرشتے حیران رہ گئے ہوں، سورۃ المنتہی پر پہنچ کر آپ نے دیکھا کہ جبرائیل ٹھہر گیا، فرمایا آگے چل، کہنے لگا میری مجال نہیں، میں اگر ایک سر کے بال برابر بھی آگے بڑھتا ہوں تو تجلیات خداوندی سے جل کر خاک ہو جاؤں گا، ادھر حکم ملا میرے محبوب بمع جوتے کے تشریف لے آؤ۔

معراج کا تحفہ:

علما کہتے ہیں کہ معراج کی قسمیں اللہ نے بنائی اور جب اللہ پاک نے اتنی بڑی عظمت سے نوازا اور جب حضور ﷺ وہاں سے تشریف لانے لگے، تو عرض کیا میرے مالک مجھے تو دیدار مل گیا، مجھے شرف مل گیا، مجھے زیارت ہوگئی، مجھے بہت کچھ ملا۔ مگر وہ بلال، وہ سہیل، وہ سلمان فارسی وہ غریب ابو فقیہہ جس کی پسلیاں توڑ دی گئیں، وہ زنیرہ جس کی آنکھیں نکال دیں گئیں، وہ لبینہ جس کی چمڑی ادھیڑ دی گئی، کچھ ان کے لیے بھی تو ملے اور کیا مثال دوں، کاروبار کے لیے

لوگ شہروں میں جاتے ہیں، کاروباری مال خرید کر پھر یاد آتا ہے کہ بچوں کے لیے بھی کوئی بسکٹ ٹافی ہونی چاہیے، جتنی آپ کو اور مجھے اولاد سے محبت ہے کروڑوں گنا زیادہ کالی کملی والے ﷺ کو اس امت سے ہے، عرض کیا مولا کچھ امت کے لیے بھی ملے، غریبوں کے لیے بھی ملے کچھ، فرمایا جاؤ پچاس نمازیں ان کے لیے لے جاؤ، یہ جو نماز ہے یہ اللہ کا تحفہ ہے، حضور کریم ﷺ کا لایا ہوا تحفہ ہے، عرش عظیم سے آیا ہوا تحفہ ہے، پیغمبر کا ساری زندگی کا اپنایا ہوا تحفہ ہے، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اس پر ساری زندگی گزاردی، یہ وہ عجیب تحفہ ہے اور صحابہ اس بات کی کوشش کرتے تھے کہ ادھر سجدہ ہو ادھر موت آجائے۔

فضیلت صلوٰۃ:

اہل بیت کی پسندیدہ چیز نماز ہے، حسین نے سر کٹایا تو سجدے میں، اس لیے میں اور آپ خصوصاً اس بات کا خیال رکھیں کہ نماز میں تاخیر نہ ہو، نماز ضائع نہ ہو، نماز یوں ہی نہ چلی جائے، بل کہ یوں فرمایا کہ جو عصر کی نماز قضا کردے، وُتِرَ اَھْلُهٗ وَمَالُهٗ سرکار فرماتے ہیں کہ یوں سمجھو کہ اس کے سارے کاروبار کو آگ لگ گئی، جو لوگ اپنے گھر میں نماز پڑھ لیتے ہیں، حضور کریم ﷺ نے فرمایا میرا دل چاہتا ہے ان گھروں کو آگ لگادوں، رحمت کائنات فرماتے ہیں آج ہمارے گھر نماز سے خالی ہیں، قرآن کریم سے خالی ہیں، کنجریوں اور کنجروں کے گانوں سے بھرے ہوئے ہیں، وی سی آر چل رہے ہیں، کئی لوگ تو جو عورت پتلے پتلے لب نکالتی ہے، کئی لوگ پتہ نہیں کیا بھونک رہی ہے آواز پر ہی مست رہتے ہیں۔

سورتوں کے فضائل:

اب بتاؤ یہ قوم کلمہ پڑھتے ہوئے مرے گی؟ یہ لوگ تلاوت کرتے ہوئے مریں گے؟ حالاں کہ قرآن کریم نے اعلان کردیا سارا جہان بے وفا ہے میں وفادار ہوں، او اللہ والے رات کو اپنے مکان کے دروازے پر مکان کے اندر آیت الکرسی پڑھ کر دم کردیا کر، آیت الکرسی کہتی ہے کہ تو ساری رات سوجا میں ساری رات پہرہ داری کروں گی، جو آدمی سورۃ تبرک الذی پڑھ کر سوتا ہے، سورۃ ملک کہتی ہے او اللہ والے، آج سوتے وقت تو مجھے پڑھتا ہے، کل قبر میں تو سویا کرنا، عذاب قبر سے میں تیری پہرے داری کروں گی۔

سورۃ یٰسین صبح جو آدمی تلاوت کرتا ہے اللہ کا قرآن کہتا ہے، سورۃ یٰسین کہتی ہے تو نے پیار سے

مجھے پڑھا، قسم ہے اس مالک کی میں قیامت کے دن پل صراط میں ہر وقت تیری پہرہ داری کروں گی۔

قرآن کہتا ہے کہ بیٹے تجھے قبر میں پھینک جائیں گے، بھانجے بھتیجے تجھے قبر میں پھینک جائیں گے، سالے بہنوئی تجھے قبر میں پھینک جائیں گے، برادری اور خاندان ہے، جو وعدوں کا سچا ہے، قرآن کہتا ہے اس مالک کی قسم سب تجھے چھوڑ جائیں گے، میں قبر میں تیرے ساتھ رہوں گا۔

عرض کرنے کا مقصد یہ ہے پوری دنیا میں سے لوگ رائے ونڈ میں امریکہ سے، افریقہ سے، یورپ سے، متحدہ عرب امارات سے، روس سے، چائنہ سے، ہندوستان سے، ساری دنیا سے لوگ رائے ونڈ میں محض اپنے مولا کو راضی کرنے کے لیے پہنچ رہے ہیں، جا رہے ہیں، روپیہ وہاں نہیں بٹے گا، کوئی وزیر اعظم وہاں نہیں بنے گا، کوئی ممبر وہاں نہیں بنے گا، صرف اپنی اپنی لوگ قبر بنانے کے لیے جا رہے ہیں، اور جو دعا ہوگی وہ بڑی پرکیف، بڑی لذات والی، نجانے کس کی آمین کی وجہ سے میرا تیرا بیڑہ پار ہو جائے، پتہ نہیں اگلے سال دن کس کو آئے نہیں آئے گا۔

اس لیے کوشش کر کے دعا سے پہلے پہلے جتنا جس کو وقت مل سکتا ہے پہنچو، شامل ہو جاؤ اللہ والوں کی جماعت میں شامل ہو جاؤ، اللہ والوں کی دعا میں شامل ہو جاؤ۔ اللہ میری اور آپ کی دنیاوی واخروی تمام مشکلوں کو آسان فرمائے (آمین)

وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اہمیت زکوٰۃ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ نَحْمَدُہٗ وَنَسْتَعِیْنُہٗ وَنَسْتَغْفِرُہٗ وَنُؤْمِنُ بِہٖ وَنَتَوَکَّلُ عَلَیْہِ وَنَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَیِّاٰتِ اَعْمَالِنَا مَنْ یَّھْدِہِ اللّٰہُ فَلَا مُضِلَّ لَہٗ وَمَنْ یُّضْلِلْہُ فَلَا ھَادِیَ لَہٗ وَنَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَلَا نَظِیْرَ لَہٗ وَلَا مِثْلَ لَہٗ وَلَا مُعِیْنَ لَہٗ وَلَا وَزِیْرَ لَہٗ وَلَا مُشِیْرَ لَہٗ وَنَشْھَدُ اَنَّ سَیِّدَنَا وَسَنَدَنَا وَنَبِیَّنَا وَشَفِیْعَنَا وَھَادِیْنَا وَمُرْشِدَنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ اَرْسَلَہ بِالْحَقِّ بَشِیْرًا وَّنَذِیْرًا، وَاَصْحَابِہٖ وَاَزْوَاجِہٖ وَبَارِکْ وَسَلِّمْ تَسْلِیْمًا کَثِیْرًا کَثِیْرًا ○

اَمَّا بَعْدُ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ○ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○

قال اللہ تبارک وتعالیٰ: اَقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ وَاٰتُوا الزَّکٰوۃَ

صَدَقَ اللّٰہُ مَوْلَانَا الْعَلِیُّ الْعَظِیْمُ ○ وَبَلَّغَنَا رَسُوْلُہُ النَّبِیُّ الْکَرِیْمُ وَنَحْنُ عَلٰی ذٰلِکَ لَمِنَ الشّٰھِدِیْنَ وَالشّٰکِرِیْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ○

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ ○ اَللّٰھُمَّ بَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ ○

منکرین زکوٰۃ کے خلاف جہاد صدیقی:

مدنی کریم ﷺ کی وفات کے بعد سب سے پہلا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے کندھوں پر جو وزن آیا۔ جیسے زکوٰۃ، صدیق اکبر رضی اللہ عنہ ان لوگوں کے ساتھ جہاد کیا۔ فرمایا جو آدمی ایک رسی حضور ﷺ کے زمانے میں دیا کرتا تھا، میں ابو بکر اس سے وصول کر کے چھوڑوں گا۔ مالی عبادت کا مسئلہ بڑا ٹیڑھا ہوا کرتا ہے، اسی لیے قرآن کریم کی ایک ترتیب ہے:

"بِاَمْوَالِکُمْ وَاَنْفُسِکُمْ ط"

مال کی قربانی پہلے مانگتا ہے، جان کی بازی بعد میں لگواتا ہے۔

آج جو میں نے آیتیں تلاوت کی ہیں ان میں ایک بہت بڑا عبرت آموز واقعہ ہے اور چوں کہ رجب المرجب کا مہینہ شروع ہو چکا ہے، اس مہینے میں اس مضمون کو ہر سال دوہرایا کرتا ہوں، مدنی کریم ﷺ کے صحابہ جانثار قربان ہونے والے لوگ بے شمار تھے۔

ان میں غریب بھی تھے، نادار بھی تھے، مفلس بھی تھے، کئی لوگ ایسے تھے کہ ایک ایک تقریب میں ایک ایک وقت میں تین تین سو اونٹ ایک آدمی نے دے دیے، سیدنا عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ جیسا، کوئی ایسا تھا کہ گھر کا سارا سامان لا کے رکھ دیا۔

حضور اکرم ﷺ کی دعا کی برکت سے:

ایک صحابی مدنی کریم ﷺ کی خدمت عالیہ میں حاضر ہوا عرض کرنے لگا میں غریب ہوں، میں نادار ہوں، میں مفلس ہوں، میں مسکین ہوں، میرے لیے دعا فرمادیئے۔ اللہ میاں مجھے مال دار بنادے، مجھے غنی بنادے، مجھے امیر بنادے۔ میں بھی بڑے چندے دیا کروں گا، جہاد میں بڑی امداد کیا کروں گا، صدقہ خیرات کیا کروں گا۔ میرا دل بڑا دکھتا ہے دوسرے لوگ جنت خریدے چلے جارہے ہیں، میں محروم رہ جاتا ہوں، امام الانبیا محبوب کبریا محمد مصطفیٰ ﷺ نے ارشاد فرمایا غریبی اچھی ہے، تیری کوئی ذمے داری نہیں، مال داری آئے گی، بڑی بڑی ذمہ داریاں آپڑیں گی، پڑوسیوں کے حقوق بڑھ جائیں گے، عزیز واقرباء کے حقوق بڑھ جائیں گے، رشتہ داروں کے حقوق بڑھ جائیں گے، محتاجوں کے حقوق بڑھ جائیں گے۔ تمہیں قربانی دینی پڑے گی، غریبی اچھی ہے، کہنے لگا نہیں یارسول اللہ میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوجائیں۔ آپ تو میرے لیے ہاتھ اٹھا کر دعا فرمادیجیے، اللہ میاں مجھے دولت مند بنادے میں بڑی دین کی خدمت کیا کروں گا، امام الانبیا محبوب کبریا حضرت محمد ﷺ نے بڑا سمجھایا۔ مگر صحابی رضی اللہ عنہ نے ضد کردی میرے آقا میرے لیے دعا کردو۔

رحمت والے ہاتھ اٹھ گئے، پروردگار عالم کے حضور میں دعا مانگ رہے۔ فرمایا اے میرے پروردگار یہ غریب آدمی مال دار ہونا چاہتا ہے، تیرے دین اور اسلام کی خدمت کرنا چاہتا ہے، بڑی بڑی قربانیاں دینا چاہتا ہے، تو اپنے خزانے سے اس کو مالا مال کردے اس پر اپنی کریمی فرمادے۔

چناں چہ حضور اکرم ﷺ کے رحمت والے ہاتھ اٹھے، اللہ پاک نے کریمی فرمادی، اس کے پاس ایک بکری تھی اتنے بچے بڑھے، اتنا غلہ ریوڑ بڑھا، اتنا اجڑ بڑھا، ایک سال کے اندر اس قدر اللہ نے برکت ڈال دی، کئی میل میں حضرت ثعلبہ کا ریوڑ بیٹھنے لگا اللہ پاک نے اس کو امیری دی تونگری دی۔

جب زکوٰۃ لینے گئے تو:

حضور اکرم ﷺ کے جو مستقل زکوٰۃ وصول کرنے والے آدمی جب زکوٰۃ لینے گئے تھے، حضرت مدنی کریم ﷺ کو پتہ تھا فرمایا او میرے قاصدو، میرے ثعلبہ کے پاس بھی جانا اس کی تو بڑی تمنا تھی، میں زیادہ سے زیادہ خدمت کیا کروں گا، میں زیادہ سے زیادہ قربانی دیا کروں گا اور اب اللہ پاک نے اس پر بڑا اکرم فرمادیا۔

"وَمِنْهُمْ مَّنْ عٰهَدَ اللّٰهَ لَئِنْ اٰتٰىنَا مِنْ فَضْلِهٖ لَنَصَّدَّقَنَّ وَلَنَكُوْنَنَّ مِنَ الصّٰلِحِيْنَ۝۷۵" (التوبہ)

وہ تو بڑے بڑے وعدہ کرتا تھا اور مجھ سے دعائے خیر کرا کے گیا تھا۔ اللہ پاک نے اس پر اپنی کریمی فرمادی، جاؤ اس سے بھی زکوٰۃ وصول کر کے لاؤ۔ حضور ﷺ کے صحابہ رضی اللہ عنہم حضرت ثعلبہ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں پہنچے۔

ہم قاصد ہیں، ہم نمائندے ہیں، ہمیں بھیجا ہے محمد عربی ﷺ نے تجھ سے زکوٰۃ وصول کرنے آئے ہیں۔ پھر وہ حضور ﷺ کا صحابی رضی اللہ عنہ نادار تھا غریب تھا امیر بنا، مگر دولت نے دماغ خراب کر دیا، نشہ چڑھا دیا۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو کہنے لگا تمہیں دنیا میں اور کوئی نظر نہیں آیا میرا ہی تمہیں ساڑھ مچاہوا ہے، میری ہی تکلیف ہے۔ ناک کے سیدھ میں چل کر میرے پاس چلے آئے ہو۔

آ گئے تم ٹیکس لینے، آ گئے مجھ سے ڈنڈ وصول کرنے۔ تم کب سے انتظار کر رہے تھے تمہیں اور کوئی نہیں ملا زکوٰۃ والا، میرے پاس مدینے سے چل کر سیدھے آئے، عربی کے لفظ اس نے کہے یہ ٹیکس لگ گیا مجھ پہ، اور کہنے لگا جاؤ ادھر ادھر کہیں اور چکر لگا کے آؤ، میں سوچوں گا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو علم تھا کہ یہ پہلے کیا تھا۔

ہائے ثعلبہ اکیلا نہیں بھولا ہم سارے بھول جاتے ہیں اپنی پچھلی زندگی کو، ہم سب اپنی پچھلی

زندگی کو بھول جاتے ہیں، غریب آدمی پہ اللہ کرم کر دے پہلے جھونپڑی میں رہتا تھا کوٹھی عطا کر دے، اگر کوئی ویسے ہی کہہ دے کہ میں نے تجھے جھونپڑی میں بیٹھے دیکھا ہے، تو لڑنے لگ جاتا ہے، میں جھونپڑی میں کیوں رہتا۔ میں تو باپ دادا سے امیر چلا آرہا ہوں، اپنی سابقہ زندگی پر نظر رکھو، اس کو کبھی نہ بھولو۔ اللہ پاک نے اگر کرم فرمادیا اس کی کریمی کی قدر کرو، اس کے انعام کی قدر کرو، اس کی نعمت کی قدر کرو، مگر اپنی پچھلی زندگی کو نہ بھولو، مدنی کریم ﷺ کے صحابہ رضی اللہ عنہم ادھر ادھر دوسرے آدمیوں کے پاس چلے گئے، آسمان والا جبرائیل امین آیا اور قرآن کی آیت لے کر نازل ہوا فرمایا:

"وَمِنْهُمْ مَّنْ عٰهَدَ اللّٰهَ"

وہ لوگ جو ہم سے کل وعدہ کرتے تھے، ہمارے ساتھ پختہ بات کرتے تھے اور مجھ خدا کے ساتھ وعدہ کیا تھا۔

"وَمِنْهُمْ مَّنْ عٰهَدَ اللّٰهَ لَئِنْ اٰتٰىنَا مِنْ فَضْلِهٖ لَنَصَّدَّقَنَّ وَلَنَكُوْنَنَّ مِنَ الصّٰلِحِيْنَ﴿۷۵﴾" (التوبہ)

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں بعض وہ لوگ ہیں جو ہم سے وعدہ کرتے ہیں، مجھ سے یہ عہد و پیمان کرتے ہیں کہ اگر اللہ پاک دے دے، تو ہم ضرور زکوٰۃ دیا کریں گے، صدقہ خیرات کیا کریں گے، عزیز و اقرباء کے حقوق پورے کریں گے۔

"لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الصّٰلِحِيْنَ﴿۷۵﴾" (التوبہ)

ہم نیک وکار لوگوں میں سے بن جائیں گے۔

"فَلَمَّآ اٰتٰىهُمْ مِّنْ فَضْلِهٖ" (التوبہ:۷۶)

جب میں مال ان کو عطا کر دیتا ہوں اور دولت مند بنا دیتا ہوں۔

"مِنْ فَضْلِهٖ"

جب میرا فضل ہوتا ہے۔

"بَخِلُوْا بِهٖ" بخل کرتے ہیں۔

"وَتَوَلَّوْا وَّهُمْ مُّعْرِضُوْنَ﴿۷۶﴾" (التوبہ)

اعراض کرتے ہیں اور منہ پھیر جاتے ہیں۔

اور کہتے ہیں ہمیں دینے والا کوئی نہیں، ہماری چالاکی نے ہمیں امیر بنا دیا۔ جبرائیل امین

نے محمد ﷺ کو قرآن کی آیتیں لا کر دیں، سورت توبہ کی یہ آیات ہیں۔ حضور ﷺ کی ذات اقدس پر جب اللہ تعالیٰ کا قرآن نازل ہوا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے سامنے جب تشریف لائے فرمایا: ثعلبہ رضی اللہ عنہ تو ہلاک ہو گیا، ثعلبہ رضی اللہ عنہ تو مارا گیا، ثعلبہ رضی اللہ عنہ تو تباہ ہو گیا۔

حضور ﷺ نے زکوٰۃ لینے سے انکار کر دیا:

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا آپس میں بڑا پیار تھا، ایک دوسرے کی بڑی خیر خواہی کرتے تھے، دوڑتے ہیں، صحابہ رضی اللہ عنہم یہاں سے وہاں کہ اسے کیا ہو گیا اس نے کیا کر دیا۔ حضور ﷺ نے فرمایا برباد ہو گیا، حضور ﷺ کے منہ سے بربادی کا لفظ نکل گیا اس کی تباہی پہ کیا شک رہ گیا۔ صحابہ وہاں سے دوڑتے ہیں اور کہنے لگے ثعلبہ رضی اللہ عنہ نے کیا غضب کر دیا اور تو کیا ظلم کر بیٹھا؟ کالی کملی والے کی زبان سے سن کر آئے ہیں کہ تو ہلاک ہو گیا، برباد ہو گیا، تو نے کیا کر دیا ایسا کیا ظلم کر دیا۔

اب ثعلبہ رضی اللہ عنہ کی آنکھیں کھلیں کہنے لگا یاد آ گئی بات اور سمجھنے لگا ہوں اللہ میاں کے ایک فرض کو، اللہ میاں کے ایک فرض کو جس کا میں نے خود حضور ﷺ سے وعدہ کیا تھا، اس کو میں نے ٹیکس بتایا میں نے ڈنڈ بتا دیا اور ادا کرنے میں میں نے کوتاہی کی اور جو لینے والے آئے تھے ان کو میں نے برا بھلا بھی کہا اور ان کو میں نے ٹرخا دیا۔

پھر وہ خود حضور ﷺ کی خدمت میں آیا اور کہنے لگا یا رسول اللہ ﷺ اس مال نے میرا دماغ خراب کر دیا، میں غریب اچھا تھا، یہ سارا ریوڑ یہ ساری بکریاں، یہ ساری بھیڑیں، میں اللہ تعالیٰ کی راہ میں آپ کے حوالے کرتا ہوں۔

حضرت مدنی کریم ﷺ کا چہرہ انور سرخ ہو گیا اور فرمایا میرے اللہ نے تیری بکریوں سے ایک بچہ بھی لینے سے منع فرما دیا، ثعلبہ رویا ہے دربار رسالت میں پیٹھ کر سر پیٹ لیا، ہائے میں برباد ہو گیا۔

"اِنَّمَآ اَمْوَالُكُمْ وَاَوْلَادُكُمْ فِتْنَةٌ ط"

یہی چیزیں آدمی کو برباد کرتی ہیں، یہی نشہ چڑھاتی ہیں، یہی آدمی کو تنگ دست کر دیتی ہیں، دین و دنیا میں ذلیل کر دیتی ہیں، اپنوں سے کاٹ کر رکھ دیتی ہیں، صحابی رضی اللہ عنہ یا تو بکری کا بچہ دینے کے لیے تیار نہ تھا اور اب یہ سارا ریوڑ لے کر دربار رسالت میں بیٹھا ہے۔

حضور ﷺ نے فرمایا تیری بکری کا بچہ لینے سے بھی خدا نے مجھے روک دیا ہے، بہت رویا ہے ثعلبہ مگر بگڑی نہیں بنتی۔

تین آدمیوں کی آزمائش:

حدیث پاک میں آتا ہے اللہ پاک نے بنی اسرائیل کے تین آدمیوں کو آزمایا ان کی آزمائش اللہ پاک نے کی۔

ایک کو کوڑھ کی بیماری تھی،

ایک گنجا تھا،

ایک گونگا تھا،

تینوں آدمیوں کی اللہ پاک نے آزمائش کی، امتحان لیا فرشتے کو حکم ملا تینوں کے پاس جاؤ، تو فرشتہ کوڑھی والے کے پاس آیا اور جا کے کہنے لگا کیا حال ہے تیرا؟ اس نے کہا دیکھ لے کوڑھ مجھے لگا ہوا ہے، پوری دنیا مجھ سے نفرت کرتی ہیں، پاس بیٹھنے کے لیے تیار نہیں، خاندان والے اپنے پرائے سبھی نفرت کرتے ہیں، برا حال ہے، سارا بدن میرا گلا ہوا ہے کوڑھ لگا ہوا ہے، فرمایا تجھے کیا چاہیے؟ کہنے لگا میں تندرست ہو جاؤں اور کیا چاہیے مجھے، فرشتے نے ان کے جسم پہ ہاتھ پھیر دیا۔ اللہ پاک نے صحیح سالم تندرست کر دیا اور اس کے بعد اس سے پوچھا: تجھے دنیا میں کون سا مال پیارا ہے؟ کہنے لگا اونٹ بڑے پیارے لگتے ہیں ایک اونٹنی اس کے حوالے کر دی اور دعا کی اللہ اس میں برکت عطا کر دے۔ کوڑھی سے تندرست ہوا اللہ پاک نے کریمی فرمائی، پھر ایک اونٹنی اللہ پاک کی طرف سے ملی، اس کی نسل اتنی بڑھی کہ بہت زیادہ۔

پھر وہی فرشتہ گنجے کے پاس گیا اور جا کے کہنے لگا تجھے کیا چاہیے؟ کہنے لگا میں گنجا ہوں اور میں رات دن اسی فکر میں مر رہا ہوں کہ میرا یہ گنج دور ہو جائے، میرے سر کے بال اُگ آئیں، لوگ مجھ سے نفرت کرنا چھوڑ دیں، گنجا کہنا چھوڑ دیں مجھے اور کیا چاہیے، فرشتے نے اس کے سر پر ہاتھ پھیرا وہ بالکل تندرست ہو گیا، پھر اس سے پوچھا دنیا میں کیا مال پیارا ہے؟ کہنے لگا گائے پیاری لگتی ہیں، فرشتے نے ایک گائے اس کے حوالے کر دی، جو گابھن تھی، اور دعا فرمائی اللہ پاک اس میں برکت نازل فرمائے۔

پھر وہی فرشتہ اس نابینا کے پاس گیا اور جا کے پوچھنے لگا تیرا کیا حال ہے اس نے کہا!

ٹھوکریں کھاتا ہوں، ٹکریں کھاتا پھرتا ہوں، بڑا پریشان ہوں، دنیا میں نظر کچھ نہیں آتا اور کیا چاہیے فرشتے نے ہاتھ پھیرا اور وہ بالکل تندرست ہو گیا، پھر پوچھا تجھے کیا پسند ہے؟ کہنے لگا بکریاں بڑی پسند ہیں، ایک بکری گابھن اس کے حوالے کر دی اور دعا فرمادی۔

اب خدا کی آزمائش شروع ہوئی اور فرشتے کی دعا ہو تو کیا کہنا، چناں چہ

ایک کا اونٹوں سے جنگل بھر گیا، ایک کی گایوں سے جنگل بھر گیا، ایک کی بکریوں سے جنگل بھر گیا۔

اللہ پاک نے پھر اسی فرشتے کو حکم دیا کہ ان کو پھر آزما کے تو دیکھو، بات وہی آئی ناں کہ اپنی حالت کو نہیں بھولنا چاہیے۔

کل کچے کوٹھے میں تھے آج ایئرکنڈیشنوں میں رہتے ہیں تو اس نقشے کو فراموش نہ کرو۔

کل مزدور تھے آج اللہ پاک نے کھاتا پیتا کاروباری بنا دیا، یا افسر بنا دیا مگر پھر بھی اپنی پچھلی حالت کو نہ بھولو۔ اللہ کے حکم سے وہی فرشتہ پھر تینوں کے پاس آیا۔

سب سے پہلے آ کر کوڑھی والے کو کہنے لگا کہ میں نے سنا ہے تو کوڑھی والا تھا، لوگ تجھ سے نفرت کیا کرتے تھے، گھن کیا کرتے تھے، اللہ پاک نے تجھ پر کریمی فرمائی، تجھے تندرستی عطا فرمائی، تو میں نے کہا اللہ پاک نے اپنے کرم سے تجھے اونٹ عطا فرمائے، میں مسافر ہوں، میں غریب ہوں، میرا وطن بڑا دور ہے ایک اونٹ سواری کے لیے مانگتا ہوں، میں مجبور ہوں بڑا پریشان حال ہوں، اسی پہ سوار ہو کر میں اپنے گھر پہنچ جاؤں گا، اللہ کے نام پہ، کہنے لگا کون ہے تو؟ میں مسافر ہوں، پریشان حال ہوں تو بھی تو کوڑھی تھی، کہنے لگا تو ہوتا کوڑھی، میں کوڑھی کیوں ہوتا، خواہ مخواہ لوگوں کو سنانے آ گئے ہو، میں کوڑھی کیوں ہوتا، اور کون کہتا ہے کہ میں غریب تھا۔

میرے باپ دادا سے یہ مال چلا آ رہا ہے،

ہمارا خاندان ہمیشہ امیر ترین خاندان رہا ہے،

تو جھوٹ بولتا ہے مکر کرتا ہے مانگنے کے لیے چل یہاں سے تیرے لیے کوئی گنجائش نہیں، اس مال میں کیا تیرے لیے میں نے اونٹ پال رکھے ہیں، آ گیا منہ بنا کے، مجھے اور کوئی کام نہیں رہا، فرشتہ کہنے لگا اگر تو جھوٹ بولتا تو خدا تجھے ویسا ہی کر دے جیسا تو پہلے تھا ایک سیکنڈ میں سارے کے سارے اونٹ مر گئے اور حضرت فوراً کوڑھی کے کوڑھی ہو گئے۔

پھر گنجے کے پاس گیا وہی فرشتہ اور کہنے لگا کہ میں نے سنا ہے تو گنجا تھا اللہ پاک نے کریمی فرمائی اللہ پاک نے بڑا فضل فرمایا اور تندرستی دی، تیری وہ بیماری دور کر دی، اور میں نے سنا ہے

تو بڑا غریب تھا اس مالک نے تجھ پر کریمی فرمائی تو ایک امیر ترین آدمی بن گیا۔ایک گائے اللہ کے نام پہ تجھ سے سوال کرتا ہوں اس پروردگار کے نام سے مانگتا ہوں جس نے تجھے یہ سب کچھ بخشا ہے میں وہ گائے بیچ کر اپنا سفر پورا کرلوں گا۔

میں مسافر ہوں، میرا خرچ ختم ہوگیا، بالکل غریب ہوں۔

اللہ کے نام پہ اس خدا کے نام پہ تجھ سے سوال کرتا ہوں جس نے تجھے سب کچھ بخشا، تیری بیماری دور کی، اس نے پوچھا جناب کہاں کے رہنے والے ہیں؟ فرشتے نے کہا کہ جی میں تو مسافر ہوں، گنجے نے کہا کون کہتا ہے میں گنجا تھا اور تمہیں کس نے کہا میں غریب تھا، میرے باپ دادا سے، پردادا سے اوپر سے ہم لوگ مال دار چلے آرہے ہیں، فرشتہ کہنے لگا اگر تو جھوٹ بولتا ہو خداوند کریم تجھے ویسا ہی کردے جیسا تو پہلے تھا، فوراً ساری گائے مر گئیں اور حضرت پھر سر میں کھجانے لگ گئے۔

پھر وہ فرشتہ اس نابینا کے پاس پہنچا، آنکھوں سے محتاج تھا، اس اندھے کے پاس پہنچا اور جا کر کہنے لگا، میں نے سنا ہے تیری آنکھیں نہیں تھیں،

تو ٹکریں کھاتا پھرتا تھا،

تو ٹھوکریں کھاتا پھرتا تھا،

تو چلنے میں دوسروں کا محتاج تھا،

پروردگار عالم نے تجھ پر کریمی فرمائی پروردگار عالم نے تجھ پر رحیمی فرمائی تجھے دوبارہ نگاہ عطا فرمائی، اور میں نے سنا ہے تو بالکل غریب آدمی تھے، مفلس اور نادار تھا نہایت فقیر آدمی تھا، اللہ پاک نے تجھے بکریاں عطا فرمائیں، مال دار بنا دیا۔

حدیث پاک میں آتا ہے فرمایا مدنی کریم ﷺ نے یہ سن کر نابینا رونے لگا۔اور کہنے لگا واقعی تو بالکل سچ کہتا ہے: میں محتاج تھا، میں معذور تھا، میں مجبور تھا، میری آنکھیں بھی نہیں تھیں، مالک کائنات نے مجھے آنکھیں عطا فرمائیں اور یہ سارے کا سارا مال اسی کا عطا کردہ ہے، اس نے مجھے یہ سب کچھ بخشا ہے تو بالکل سچ کہتا ہے میں بالکل معذور تھا، محتاج تھا، میری نگاہ نظر نہ تھی، مجھے نظر کچھ نہیں آتا تھا، اس مالک کائنات کا مجھ پر کرم ہوا، اس کی عنایت ہوئی اس کی مہربانی ہوئی، اس کی بندہ نوازی نے مجھے دنیا میں زندہ کردیا، میں دوبارہ دنیا کو دیکھ رہا ہوں اور میں بالکل غریب تھا اللہ پاک نے مجھے مال دار بنا دیا۔اور کہنے لگا جا تجھے اختیار ہے جتنی بکریاں

چاہے لے جا، جتنی چاہے چھوڑ جا اگر تیرا دل چاہے، تو اس خدا کے نام پہ سوال کرتا ہے۔

جس خدا نے میری ساری زندگی بدل دی، جس خدا نے مجھے نظر بخشی، جس خدا نے مجھے دولت بخشی، میں کیسے جواب دوں سارے مال کا تجھے اختیار ہے اگر تیرا دل چاہے تو سارے کا سارا مال لے جا، میں تجھ سے ایک بکری روکنے والا نہیں۔ میں نہیں روکتا یہ میرا ہے ہی نہیں، یہ دیا ہے پروردگار عالم نے، فرشتہ کون سا بکری کا گوشت کھانے والا تھا، اس کا دودھ پینا تھا، بس وہیں کھڑا ہو کر اور بھی دعا کر دی کہ اللہ پاک تیرے مال میں اور بھی برکت عطا فرمائے۔ فقط تم تینوں کی آزمائش تھی دو فیل ہو گئے، برباد ہو گئے تو کامیاب ہو گیا۔

جس کی زکوٰۃ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ لے:

تو یہ جو مال و دولت ہے یہ بھی امتحانی پرچہ ہے، اس کی بڑی ذمہ داریاں ہیں دیکھو ثعلبہ رضی اللہ عنہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا صحابی ہو کر بھی مارا گیا اور آنکھ کھلی تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ناراض ہوئے، فرمایا میں تیری ایک بکری کا بچہ لینے کے لیے بھی تیار نہیں میرے پروردگار نے مجھے منع فرما دیا۔

وہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خدمت میں آیا یہ سارا مال سنبھال لو، صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے بھی جواب دے دیا، جب مدنی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ لیا میری کیا مجال ہے کہ میں قبول کروں، فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے بھی جواب دیا، ثعلبہ کا انتقال سیدنا عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ کی خلافت کے موقع پر ہوا، مگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے کسی خلیفہ نے زکوٰۃ کی ایک بکری بھی قبول نہ فرمائی۔

ہمیں تیری دولت کی ضرورت نہیں:

شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمہ اللہ کے زمانے میں، دہلی میں ایک آدمی رہتا تھا اس وقت بے شمار لوگ ایسے ہیں کہ ان کو اگر ایک کروڑ روپیہ بھی مل جائے پھر بھی ان کے کپڑوں کا میل نہیں اترے گا، جن کے من میلے ہو جائیں دونوں چیزیں غلط ہیں، اگر مال مل جائے تو فضول خرچی بھی ناجائز ہے کہ بدمعاشی شروع کر دی اور کنجوسی بھی ناجائز ہے کہ اس کا اپنی اولاد پر بھی خرچ نہ کریں۔ تو شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمہ اللہ کے زمانے میں وہ جو امیر آدمی تھا نہ وہ بیوی کو خرچ دیتا تھا صحیح، نہ وہ اولاد کو اس کا بیٹا بڑا ناراض تھا، آخر کار اس امیر آدمی کا انتقال ہو گیا۔ موت تو سب کی ہی آنی ہے اللہ پاک ہم سب کا خاتمہ بالخیر فرمائے، جب مر گیا تو بیٹا بڑا ناراض تھا اس نے اشرفیوں کا تھیلا بھرا اور قبر میں ساتھ رکھ دیا کہ جاؤ تم نے ہمیں زندگی میں کھانے پینے کو دیا

نہیں اپنی دولت کو ساتھ لے جاؤ، دفع ہو جاؤ یہاں سے ہم تمہاری دولت کو نہیں کھاتے، باپ کی قبر میں چپکے سے کسی بہانے میں تھیلا ساتھ ہی رکھ دیا اشرفیوں کا بھرا ہوا۔

تو شاہ صاحب لکھتے ہیں کہ ایک دو دن کے بعد یا چار دن کے بعد تنگی آئی، رات کو دل میں سوچا کہ پاگل پن نہیں کیا، اشرفیوں کی تھیلی بھر کے قبر میں رکھ دی، ابا کیا اب ان سے کوئی کام کر رہے ہیں۔ ہمارے پاس ہوتی تو اس وقت کام آجاتی کھانے پینے، خرچ میں کام آجاتی عقل مندی تو نہیں کی قبر میں تھیلا بھر کے رکھ دیا۔ تو پھر خود ہی دل میں آئی، ابا نے کون سا بینک میں جمع کروا دیے ہوں گے اگر ضرورت ہوئی تو جا کے نکال لائیں گے، ڈھیلا ہو گیا، دو چار دن کے بعد آدمی کا غصہ اتر ہی جاتا ہے۔

رات کا وقت تھا جا کر قبر کو کھودا، لحد کو کھولا، ٹارچ چلائی، روشنی کی تو اشرفیوں کا یہ جو تھیلا بھر کے رکھ آیا تھا لیکن اس وقت اپنی آنکھوں سے دیکھ رہا ہے کہ سر سے لے کر پاؤں تک ایک ایک ایک اشرفی تمام بدن پہ ستاروں کی طرح سے رکھی ہوئی ہے سارے بدن پہ ایک ایک کر کے، آنکھ پہ، ناک پہ، کان پہ، سر پہ، دل پہ، دماغ پہ، منہ پہ، چہرے پہ، پیروں کے انگوٹھے سے لے کر سارے بدن پہ، چاروں طرف سے ایک ایک اشرفی چپکی ہوئی ہے، لگی ہوئی ہے، تو وہ کہتا ہے آدمی کہ ایک اشرفی کو اتارنے کے لیے یہ دو انگلیاں لگائی تھیں۔

لکھا ہے کہ وہ آدمی کہتا ہے بس دونوں انگلیوں میں ایسی آگ لگی ایسی سوزش ہوئی کہ قبر کو جو بند کر کے آیا، کئی دن گزر گئے۔

پانی میں رکھتا ہوں، دہی میں رکھتا ہوں، دوائیوں میں رکھتا ہوں، ٹھنڈک میں رکھتا ہوں، دونوں انگلیوں کو منہ میں رکھتا ہوں، مگر چین نہیں آیا، کہنے لگا کہ جی اللہ جانے میری ان انگلیوں پر کچھ پھوڑا نکلتا ہے یا کوئی پھنسی نکلتی ہے، ہر وقت جس میں آگ لگی ہوئی ہے، سوزش لگی ہوئی ہے۔

حضرت شاہ عبدالعزیز رحمہ اللہ نے کچھ پڑھا اور اس پر دم فرما دیا، اس نے کہا جی کچھ آرام ہے، حضرت شاہ صاحب رحمہ اللہ نے پھر کچھ پڑھا اور اللہ کا کلام پڑھا اور پھونک ماری، پھر پوچھا کہ اب بھی ہے، کہنے لگا جی اسی طرح سے ہے کوئی فرق نہیں پڑا۔

شاہ صاحب رحمہ اللہ نے تیسری مرتبہ کچھ اللہ کا نام اور کلام پڑھا اور پھر پوچھا بتا اب کیا حال ہے؟ کہنے لگا بالکل اسی طرح سے ہے، حضرت شاہ صاحب رحمہ اللہ فرمانے لگے بالکل جھوٹ بولتا ہے، پھوڑا پھنسی نہیں جہنم کی آگ معلوم ہوتی ہے، یہ نکلنے والی چیز نہیں پھوڑا پھنسی نہیں، کوئی

سوزش نہیں، جہنم کی آگ معلوم ہوتی ہے۔

جس کی دنیا میں دوا نہیں، جس کا دنیا میں علاج کوئی نہیں، اس آگ کو سمندر کا پانی نہیں بجھا سکتا، دریا کا پانی نہیں بجھا سکتا، ندی نالے کا پانی نہیں بجھا سکتا، کنویں کا پانی نہیں بجھا سکتا، نلکوں کا پانی نہیں بجھا سکتا۔

جہنم کی آگ سے پناہ مانگو:

صرف ایک پانی ہے جو اس آگ کو بجھا سکتا ہے۔

"ثُمَّ لَمْ يَتُوبُوا فَلَهُمْ عَذَابُ جَهَنَّمَ وَلَهُمْ عَذَابُ الْحَرِيقِ ۝۱۰" (البروج)

یہ جلا دینے والا عذاب ہے۔

صرف ایک پانی۔ اللہ کے ڈر سے، اللہ کے خوف سے آپ کی آنکھوں سے نکلنے ہوئے قطرے اس آگ کو بجھا سکتے ہیں، اور کوئی آگ نہیں بجھا سکتی۔ اس آگ کو بجھانے والا کوئی پانی دنیا میں ہے ہی نہیں، اور آج ہماری ان آنکھوں ہی کی توفیق نہیں۔

رات کو چارپائی پر لیٹ کر ہم نے یہ سوچا ہی کبھی نہیں، کہ میں نے جہنم کی آگ سلگائی ہے، اس کو کسی طرح بجھانا ہے، ہم نے یہ سوچنا چھوڑ دیا کہ میں نے جہنم کی آگ کو کھولا تو ہے، کبھی بند کرنے کا بھی طریقہ سوچا ہے، کس آدمی کی زندگی ہے، جو اپنی زندگی کو بنانے کے لیے حضور اکرم ﷺ کی سوچ کو سامنے لائے۔ فرمایا:

"كُلَّمَا نَضِجَتْ جُلُودُهُمْ بَدَّلْنٰهُمْ جُلُودًا غَيْرَهَا لِيَذُوقُوا الْعَذَابَ ؕ"

(النساء: ۵۶)

جہنم کی آگ اتنی شدید ہے کہ جہنمی کی ستر کھالیں ہوں گی، آگ جل رہی ہے، پیچھے جل رہی ہے، پھر جل رہی ہے، پھر بن رہی ہے، ستر ستر تہہ اسی طرح سے جل رہی ہے اور نیا چمڑا بن رہا ہے جہنم میں۔

"لِيَذُوقُوا الْعَذَابَ ؕ"

تاکہ عذاب چکھایا جائے کون ہے؟ اس وقت میرا تیرا حال پوچھنے والا فرمایا:

"لَهُمْ مِّنْ فَوْقِهِمْ ظُلَلٌ مِّنَ النَّارِ وَمِنْ تَحْتِهِمْ ظُلَلٌ ؕ" (الزمر: ۱۶)

بچھونا بھی آگ کا اوڑھنا بھی اس آگ کا ہوگا، چاروں طرف سے آگ کے اندھیروں میں

لپیٹ دیا جائے گا۔

مسلم شریف کی روایت ہے ایک آدمی کی زبان اتنی باہر نکل آئے گی، مارے پیاس کے، اٹھارہ آدمی اس زبان پہ کھڑے ہوسکیں گے۔

مدنی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا لوگو جہنم کی آگ سے پناہ مانگو اتنا ذلیل کر دے گی کہ آدمی کا اوپر کا ہونٹ سوج کر کمر سے پیچھے جا پڑے گا، نیچے کا ہونٹ سوج کر پیروں کے انگوٹھوں پہ آ پڑے گا، اور تمام بدن سوج کر پھول کر تین میل لمبا، تین میل چوڑا ایک آدمی کا جسم ہو جائے گا۔

حضور اکرم ﷺ کے فرمان ہیں، قرآن کریم میں یہ آیتیں صرف صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے لیے مخصوص نہیں کہ یہ صرف ان کے لیے اتریں بل کہ میرے تیرے لیے قیامت تک کے جو لوگ بھی" لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ " پڑھنے والے ہیں سب کے لیے آیتیں اتری ہیں، میرا تیرا یہی حال ہے۔ پہلے آدمی کہتا ہے یا اللہ اتنا تو دے کہ بال بچہ کھا پی تو لے، کسی کا قرض مند تو نہ ہو، پھر اللہ میاں کرم کرتے ہیں اتنا تو دے کہ کفن کپڑا جتنا تو ہو، بیماری وغیرہ میں کام آنے کے لیے کچھ تو ہو جائے، پھر اللہ اتنا عطا کر دیتا ہے۔

آرزو پوری نہیں ہوتی:

پھر کہتا ہے دنیا کروڑوں پتی ہے۔ ہمیں چلو لکھ پتی تو بنا دے، پھر اللہ میاں لاکھ پتی بنا دیتے ہیں، پھر کہتا ہے دنیا اربوں پتی ہے، مجھے کروڑوں پتی تو بنا دے۔ قرآن کریم نے کیا نقشہ کھینچا۔

"اَلْهٰىكُمُ التَّكَاثُرُ ① حَتّٰى زُرْتُمُ الْمَقَابِرَ ②" (التکاثر)

قبر میں آ پہنچتا ہے مگر تمنائیں پوری نہیں ہوتیں،

حسرت پوری نہیں ہوتی، آدمی کا دل نہیں بھرتا، آدمی کی آرزو پوری نہیں ہوتی، یہاں تک کہ قبروں میں آدمی آ پہنچتا ہے یہ معلوم نہیں کہ خداوند کریم اگر چاہیں گے تو دولت استعمال میں آئے گی، اگر نہیں چاہیں گے تو دولت جو ہے وہ ہلاکت کا ذریعہ بھی تو بنتی ہے، سفر میں جس آدمی کے پاس دولت ہو اسے کبھی چین نہیں آتا وہ کبھی آرام نہیں کر سکتا، اور جو آدمی غریب ہے، وہ بیٹھا بیٹھا بھی خوب سوتا ہے، اسے پرواہ تو ہے نہیں کہ میرے پلے تو کچھ ہے نہیں، میرا کیا چھین لے گا کوئی۔

تو دنیا میں صحابی رضی اللہ عنہ کا واقعہ سن کہ قرآن کریم نے ہم سب کو اسی لیے خبردار کیا کہ اللہ پاک نے جس پر زکوۃ واجب کی ہے، عشر کا زمانہ ہے، عشر واجب کیا ہے، وہ واجب ہے، وہ فرض

ہے، وہ سنت اور مستحب نہیں کہ کر لیا تو کر لیا، نہ کیا تو نہ کیا۔

فرمایا جس آدمی کے ذمہ چار آنے زکوٰۃ بنتی ہے اس نے اگر وہ نہ دی تو قیامت کے دن حضور اکرم ﷺ کے جھنڈے کے نیچے کھڑا نہ ہوگا۔ حیلہ سازی کرنے سے کچھ نہیں بنتا اور خدا سے حیلہ سازی کون کرے، یہ تو اپنے آپ میں تو انسان اوپر نیچے کر سکتا ہے خداوند کریم کی ذات کے ساتھ کون کر سکتا ہے۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں کئی لوگ ایسے بھی تھے کہ جنہوں نے جگر نکال کر پیش کر دیے، آٹھ آٹھ دن کے فاقے کاٹ کر مدنی کریم ﷺ کا دامن نہیں چھوڑا اور جہاد فی سبیل اللہ میں مصروف رہے، ان کے بال بچے بھی اتنی اتنی زبان نکال کر روتے تھے مگر حضور ﷺ دنیا سے رخصت ہو گئے مگر کلمہ نہ چھوڑا۔

آج مسلمان نماز کی پابندی نہیں کرتا، زکوٰۃ کی پابندی نہیں کرتا، حج کی پابندی نہیں کرتا، حیلہ سازی اور مکر بنا رکھے ہیں، ادھر سے چاہا ادھر کر لیں گے، ادھر سے چاہا ادھر کر لیں گے۔

زکوٰۃ ادا نہ کرنے والوں کو سزا:

مدنی کریم ﷺ فرماتے ہیں جب میں معراج میں گیا میں نے ایک مخلوق دیکھی میں نے ایک قوم دیکھی۔

اتنا سڑا ہوا گوشت کھا رہی تھی، اتنا بدبودار گوشت کھا رہی تھی۔ حضور ﷺ کا فرمان ہے مدنی کریم ﷺ کا ارشاد ہے اگر اس گوشت کی ایک بوٹی دنیا میں پھینک دی جائے، حضور ﷺ فرماتے ہیں اس کے بدبو کی وجہ سے ساری کائنات برباد ہو جائے گی اتنا بدبودار گوشت۔

کالی کملی ﷺ والے کے اپنے الفاظ ہیں، فرمایا میں نے ایک قوم دیکھی عورتیں مردار کھا رہی تھیں، اتنی بدبو تھی، اتنی مردار کی بو تھی، حضور ﷺ نے فرمایا اگر ایک ٹکڑا دنیا میں پھینک دیا جائے پوری کائنات مر جائے گی۔

حضور ﷺ نے فرمایا میں نے جبرائیل امین سے پوچھا کہ یہ کون لوگ ہیں؟ جواب ملا امت کے وہ لوگ ہیں جو زکوٰۃ نہیں دیا کرتے۔

قرآن کریم کی ایک جگہ نہیں بل کہ سینکڑوں جگہ پہ فرمایا۔ اَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ اللہ پاک نے جہاں نماز فرض کی ہے، وہاں زکوٰۃ فرض کی، جہاں زکوٰۃ کا حکم دیا، وہاں نماز

کا حکم دیا۔ یہ فرائض اسلام میں سے ہے، اگر کوئی آدمی زکوۃ کو دل سے تسلیم نہیں کرتا تو وہ مسلمان ہی نہیں۔

مسئلے کی بات:

اب رہا ایک اور مسئلہ، یہ تھے قرآن وحدیث کے مسئلے، ایک مسئلہ ہم لوگون کا ہے کہ حکومت زکوۃ وصول کرتی ہے حکومت کو زکوۃ دیں اس کا بہترین مصرف تو یہ مدارس ہیں قاسم العلوم میں، خیر المدارس میں مفتی بیٹھے ہیں، ان سے فتوئی لیں، ہمیں ہر مسئلہ بھی ان سے پوچھنا چاہیے، جو وہ مفتیان حضرات فتوئی دے دیں اس مسئلے پر عمل کیجیے، بڑے بڑے مدرسوں والے جو مفتی بیٹھے ہیں، وہ مہر لگا کر فتوئی دیتے ہیں، یہ نہیں سڑک پہ ایک داڑھی والا صوفی جا رہا ہے، اسے کہتے ہیں، صوفی جی ذرا ٹھہریں ایک مسئلہ پوچھنا ہے۔

تمہارے دلوں میں دین کی قدر ہے جواتنی اگر کوئی فوجداری مقدمہ گلے میں پڑ جائے پھر آپ وکیلوں کے پاس جا سکتے ہیں، مگر کالی کملی والے کے دین کا مسئلہ پوچھنے کے لیے مدرسے نہیں جا سکتے، وہاں سے معلوم کرو جو وہ بتائے اس پر عمل کرو۔

بہر حال ہماری اپنی تحقیق یہ ہے کہ جب تک بیت المال قائم نہ کیا جائے، جب تک صحیح معنوں میں زکوۃ کا جمع ہونا صحیح ثابت نہ کیا جائے اس وقت تک اس طرح زکوۃ دینے سے میں اپنے نزدیک جائز اور ادا نہیں سمجھتا۔

میں مولوی ہوں بغیر مہر کا مسئلہ میں نے بتادیا کہ میں ذاتی طور پر گورنمنٹ کو زکوۃ دینے کے حق میں نہیں ہوں۔ اب تم دل میں ایک اور بات سوچ رہے ہوں گے، ضیاء الحق کو زکوۃ نہیں لگی، اب تم کہو گے میرے مدرسے میں دے دیا کرو یہ نہیں یہ تمہاری اپنی مرضی ہے مسئلہ بتاؤں گا۔

ذو القربی۔ ہاں تیری بہن غریب بیٹھی ہے اس کی جوان بیٹی شادی کے بغیر بیٹھی ہے، تیری بھتیجی بیٹھی ہے، تیری بھانجی بیٹھی ہے، تیری خالہ کے پاس دو لڑکیاں جوان بیٹھی ہیں اور تو دولت مند بنا ہوا مدرسوں میں ڈالتا پھرتا ہے، تو اپنی بھتیجیوں کے ہاتھ پیلے کر، سب سے بڑا تیرا یہ حق زکوۃ کا بنتا ہے، عزت بچا آبرو بچا اپنے خاندان کی۔

ذو القربی۔ قرآن کہتا ہے، عزیزوں میں رشتہ داروں میں نظر مار پہلے ان کو دے!

کپڑا بنا کر دے دے، زیور بنوار کر دے دے، برتن خرید کر دے دے، اور کوئی جوڑا بنا کر

دے دے، یہ بتانا بھی ضروری نہیں کہ میں زکوٰۃ سے دے رہا ہوں، وقت اجازت نہیں دیتا، ورنہ میں تمہیں ایک بات بتاتا۔

یتیموں کی خدمت پر انعام:

مولانا اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ نے لکھا ہے کہ ایک آدمی حج کے لیے بالکل تیار تھا لوگوں سے مل چکا، تیاری کرلی۔ جس وقت بالکل روانہ ہونے لگا گھر سے نکلنے لگا میاں بیوی سے ایک ہمسائے کی عورت ملنے آئی، کہنے لگی آپ حج پہ جارہے ہیں، دعا کردینا مجھ غریب کی دو بیٹیاں بیٹھی ہیں ٹھکانے لگ جائیں، میری عزت بچ جائے، بیت اللہ میں چلے ہو ذرا میرے لیے دعا کردینا۔ مجھ غریب کی بیٹیاں کوئی لینے کے لیے بھی تیار نہیں۔

مولانا نے لکھا وہ حاجی تو خیر سوچ ہی رہا تھا، بیوی بڑی سمجھ دار تھی کہنے لگی اس عورت کی بیٹیوں کی شادی ہوجائے حج تو پھر بھی ہوجائے گا۔

جوانی ہے، حسن ہے، شباب ہے، لیکن شادی کے لیے پیسہ نہیں ہے، چناں چہ میاں بیوی کا مشورہ ہوا اور پھر ان دونوں نے مل کر ان بچیوں کے ہاتھ پیلے کردیے، یعنی ان کی شادی کا بندوبست کردیا۔

مولانا اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ نے لکھا ہے کہ وہاں مزدلفہ میں عرفات کے بعد ایک جگہ قیام ہوتا ہے، اللہ پاک سب کو نصیب فرمائے۔ آمین، کہتے ہیں ایک آدمی نے خواب دیکھا دو سبز لباس والے آئے اور کہنے لگے بھائی کتنوں کا حج قبول ہوا اس سال، اس نے کہا چھ کا، پوری کائنات میں لاکھوں میں سے چھ کا، اس نے پوچھا وہ کون ہیں؟ جو ہندوستان کا آدمی خواب دیکھنے والا تھا وہ کہنے لگا کہ پانچ آدمیوں کا نام تو اور جگہ کا لیا گیا اور چھٹا نام اس آدمی کا لیا جو بیت اللہ میں اس سال گیا بھی نہیں کہ اس کا بھی قبول ہوگیا، پھر کہتا ہے آواز آئی چھ کے صدقے میں ساروں کا ہی قبول ہوگیا۔

وہ آدمی کہتا ہے کہ میں نے نشان دہی کرلی کہ فلاں شہر کا فلاں آدمی۔ ہندوستان جب آیا تو سیدھا گیا وہاں کہ میں نے فلاں حاجی سے ملنا ہے فلاں حاجی سے ملنا ہے، پوچھتا پوچھتا چلا گیا کہنے لگا حاجی صاحب آپ ایسا کون سا نیک کام کرتے ہیں، میں نے مزدلفہ میں آپ کا نام سنا اور نشان کو دیکھا وہ رونے لگا اور کہنے لگا بھائی میں تو اس سال جا بھی نہیں سکا بالکل تیار تھا جا

نہیں سکا، اللہ پاک نے نصیب میں کیا تو اس سال ان شاء اللہ ضرور جاؤں گا۔

وہ کہنے لگا تو گیا نہیں اور میں نے تیرا نام وہیں سنا، تیرے شہر کا نام اور تیرا نام میں سن کر یہاں آیا ہوں، تو نے ایسا کیا کام کیا ہے؟ وہ کہنے لگا میں بالکل تیار تھا، پڑوس میں ہمسایوں کی دو جوان بچیاں بیٹھی تھیں ان کی شادی کرنے میں روپے خرچ کر دیے، وہ بزرگ رونے لگا کہنے لگا کسی کی عزت تو نے بچائی خدا نے تیرا نام ہر سانس تک پہنچا دیا۔

میں اس لیے عرض کر رہا ہوں کہ ہمارا ایک مزاج بن گیا، ایک عادت بن گئی کہ آپس میں ہمدردی نہ کرنا مدارس کا حق ادا نہ کرنا۔

جو قرآن پڑھتے ہیں، پڑھاتے ہیں، انتظام کرتے ہیں، کتنا برا ہے، کیا بدنصیب ہے وہ آدمی کہ جس کا پیسہ کنجری کھائے اور کھا کر بدمعاشی کرے، گیت گائے۔

اور کتنا مبارک ہے وہ آدمی کہ جس کا پیسہ کھا کر کوئی بچہ قرآن پڑھے یا پڑھائے۔

کتنا بہترین ہے وہ آدمی کہ جس کا کھا کر کوئی سجدہ کرے اور دعا میں یوں کہے یا اللہ اس کا بھلا کردے اور کتنا بدنصیب ہے وہ آدمی اس کا پیسہ کھا کر شراب پی کر برباد کرے، تو مدارس کا بھی حق ہے، اسی لیے رجب کے مہینے میں ہمارے ملتان کے دوستوں کا رواج ہے زکوٰۃ ادا کرنے کا، اسی لیے میں نے یہ چیزیں بیان کر دیں جس کا دل اجازت دے جس کی سمجھ میں آئے ہمارے پاس طالب علم بھی ہیں۔ کئی سال پرانا مدرسہ ہے، جو اس میں خرچ کرنا چاہے جو اور کسی میں خرچ کرنا چاہے وہاں خرچ کرو اور جہاں سو فیصد دل تسلی دیتا ہو اجازت دیتا ہو اگر دل دھڑک دھڑک کرے، یہ ٹھیک نہیں اور آپ کو کھری بات کہنے والا ہوں۔ پروردگار عالم سے دعا کرو اللہ پاک ہم سب پر اپنا فضل اور کرم فرمائے۔ آمین

وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اکابرین علماء دیوبند

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ نَحۡمَدُہٗ وَنَسۡتَعِیۡنُہٗ. وَنَسۡتَغۡفِرُہٗ وَنُؤۡمِنُ بِہٖ وَنَتَوَکَّلُ عَلَیۡہِ وَنَعُوۡذُ بِاللّٰہِ مِنۡ شُرُوۡرِ اَنۡفُسِنَا وَمِنۡ سَیِّاٰتِ اَعۡمَالِنَا مَنۡ یَّھۡدِہِ اللّٰہُ فَلَا مُضِلَّ لَہٗ وَمَنۡ یُّضۡلِلۡہُ فَلَا ھَادِیَ لَہٗ وَنَشۡھَدُ اَنۡ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحۡدَہٗ لَا شَرِیۡكَ لَہٗ وَلَا نَظِیۡرَ لَہٗ وَلَا مِثۡلَ لَہٗ وَلَا مُعِیۡنَ لَہٗ وَلَا وَزِیۡرَ لَہٗ وَلَا مُشِیۡرَ لَہٗ وَنَشۡھَدُ اَنَّ سَیِّدَنَا وَسَنَدَنَا وَنَبِیَّنَا وَشَفِیۡعَنَا وَھَادِیۡنَا وَمُرۡشِدَنَا وَمَوۡلَانَا مُحَمَّدًا عَبۡدُہٗ وَرَسُوۡلُہٗ اَرۡسَلَہٗ بِالۡحَقِّ بَشِیۡرًا وَّنَذِیۡرًا. وَاَصۡحَابِہٖ وَاَزۡوَاجِہٖ وَبَارِكۡ وَسَلِّمۡ. تَسۡلِیۡمًا کَثِیۡرًا کَثِیۡرًا ○

اَمَّا بَعۡدُ! فَاَعُوۡذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیۡطٰنِ الرَّجِیۡمِ ○ بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ○ "الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا وَالَّذِیۡنَ ھَاجَرُوۡا وَجٰھَدُوۡا فِیۡ سَبِیۡلِ اللّٰہِ ۙ اُولٰٓئِكَ یَرۡجُوۡنَ رَحۡمَتَ اللّٰہِ ؕ وَاللّٰہُ غَفُوۡرٌ رَّحِیۡمٌ ﴿۲۱۸﴾" (البقرہ)

وقال النبی ﷺ ارحم امتی بامتی ابو بکر واشدھم فی امر اللہ عمر واصدقھم حیاء عثمان واقضاءھم علی رضی اللہ عنھم اجمعین

صَدَقَ اللّٰہُ مَوۡلَانَا الۡعَلِیُّ الۡعَظِیۡمُ ○ وَبَلَّغَنَا رَسُوۡلُہُ النَّبِیُّ الۡکَرِیۡمُ وَنَحۡنُ عَلٰی ذٰلِكَ لَمِنَ الشّٰھِدِیۡنَ وَالشّٰکِرِیۡنَ وَالۡحَمۡدُ لِلّٰہِ رَبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ ○

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰٓی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیۡتَ عَلٰٓی اِبۡرَاھِیۡمَ وَعَلٰٓی اٰلِ اِبۡرَاھِیۡمَ اِنَّكَ حَمِیۡدٌ مَّجِیۡدٌ ○ اَللّٰھُمَّ بَارِكۡ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰٓی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکۡتَ عَلٰٓی اِبۡرَاھِیۡمَ وَعَلٰٓی اٰلِ اِبۡرَاھِیۡمَ اِنَّكَ حَمِیۡدٌ مَّجِیۡدٌ ○

شمع نور رخ احمد پہ پگھلنا سیکھو
آتش الف محبوب میں چلنا سیکھو
بے قراری سے محبت میں چلنا سیکھو
کوچہ یار میں کچھ اس طرح سے چلنا سیکھو
باندھ کر سر پہ کفن گھر سے نکلنا سیکھو
عزم رکھتے ہو تو میدان میں آنا سیکھو
حیدری تیغ لو اور تیر چلانا سیکھو
راہ مولیٰ میں گھر بار لٹانا سیکھو
ہو جواں مرد تو کچھ کرکے دکھانا سیکھو
پہلے شبیر بنو پھر سر کا کٹانا سیکھو

حضرات علما کرام محترم بزرگو عزیز دوستو! مدرسہ جامعہ عبداللہ بن مسعود کا سالانہ جلسہ ہے، پرسوں سے آپ علما کے بیانات اور ارشادات سے مستفید ہورہے ہیں، اللہ تعالیٰ اس دینی ادارے کے تمام طلبا کو عالم باعمل بنائے۔ اساتذہ کرام کو اپنی رضاء اور اخلاص کی دولت سے مالامال فرمائے۔ اور معاونین خدمت گزار حضرات کی جان ومال میں کروڑوں گنا خیر وبرکت عطا فرمائے۔ (آمین)

میں صرف حاضری لگوانے کے لیے حاضر ہوا ہوں۔ تقریر کرتے عمر اب ختم ہوگئی ہے، ہر آن ہر لحہ ہر گھڑی فکر ہے میری قبر بالکل قریب آگئی ہے، دنیا دور ہوتی جارہی ہے، قبر بالکل قریب آگئی ہے، اور نہ جانے کتنے دن ہیں کہ صبح یا شام گھر یا سڑک پر کہاں بلاوا آجائے گا، ذوق نے بڑی عجیب بات کہی ہے کہ ؎

گزر دنیا میں مشکل ہے کہ خود دنیا ہے مشکل میں
نہ قابو موت پر اپنا نہ حسرت زیست کی دل میں

تھوڑا سا وقت جو تقریر کرنے کے لیے اللہ تعالیٰ نے عطا فرمایا، میں سیرت نواز شریف قطعاً بیان نہیں کروں گا۔ اس کی کمزوری اور اس کی کوتاہی کون نہیں جانتا، کس کو پتہ نہیں، تمہیں آج پتہ چلا ہے۔ ہم شیخ الاسلام مولانا حسین احمد مدنی رحمہ اللہ کی جوتیوں کی خاک چھاننے والے لوگ ہیں، ہمیں ان کی غداری سے پہلے پتہ چل جاتا ہے کہ یہ کریں گے کیا، تم بعد میں روکتے ہو، چھیالیس

سال کا عرصہ گزر گیا، یہ لوگ بد معاشی کر کے تھکتے نہیں، اور میری تیری بے حیائی کی بھی حد ہو گئی۔ صبح اس کے ساتھ ہیں، شام کو اس کے ساتھ ہیں، تم نے آج تک کوئی ٹھکانہ نہ بنایا۔

سیرت کے اسباق:

آج ہر آدمی کہتا ہے میں بڑا مفکر اسلام ہوں، میں بڑا مدبر ہوں۔ تو کچھ کرے گا کب، تو اپنے تدبر کو میدان میں لاتا نہیں، کیا معلوم اور آپ کو کیا معلوم اور مجھے کیا معلوم۔

امام الانبیا محبوب کبریا حضرت محمد ﷺ کی سیرت طیبہ کا مطالعہ کرو، کچھ دیکھو تو صحیح کہ کائنات کے سردار کی زندگی کس طرح گزری ہے؟

خود ارشاد فرماتے ہیں اللہ پاک کی راہ میں دین متین کے لیے، ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیا کو جتنا ستایا گیا، ان سب سے زیادہ مجھ اکیلے کو ستایا گیا۔

"اشد الناس بلاء الانبیاء ثم امثل"

ایک دو دن کی بات نہیں، تیرہ برس مکہ کی زندگی کے اٹھا کر دیکھو حضرت سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کو پتہ چلا۔ کھانا ساتھ لے کر آئے، راشن بھی ساتھ لائے، اور ایک بات کہی جو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے وہ تو بھی نہیں کہہ سکتا۔ تیرا باپ بھی نہیں کہہ سکتا، میں بھی نہیں کہہ سکتا، عرض کی یارسول اللہ ﷺ آپ کو پانچ دن کا فاقہ ہے، جب آپ کو معلوم ہے یہ میرا مال بھی تیرا ہے، کون ہے کہاں سے ایسے لوگ آئیں گے، اتنی دکھوں بھری داستان ہے، کوئی اس کو سن نہیں سکتا۔

صحابی کہتا ہے، میں مسلمان نہیں تھا، میرا باپ بھی مسلمان نہیں تھا، نبی کریم ﷺ کو نہ جانتے تھے، نہ پہچانتے تھے، سودا سلف خریدنے کے لیے مکہ شہر آئے، ہم نے دیکھا مکہ کا بہت بڑا گراؤنڈ ہے، بہت بڑا میدان ہے، سارے مکہ والے مارنے والے، ایک یتیم مکہ مار کھانے والا، کسی کے ہاتھ میں روڑا، کسی کے ہاتھ میں پتھر، کسی کے ہاتھ میں لاٹھی ہے، اتنا مارا اتنا مارا نبی کریم ﷺ کا سارا لباس خون میں ڈوب گیا، ایک عورت نے پہاڑی سے کھڑے ہو کر آواز لگائی اے زینب تم کہاں چلی گئی تمہارے ابا کو لوگوں نے مار ڈالا۔

سیدہ زینب رضی اللہ عنہا دوڑتی ہیں، پانی ساتھ لاتی ہیں، میرا ابا کو لوگ روز مارتے ہیں، پیاس لگی ہوگی، آ کے کیا دیکھتی ہیں لوگ مار رہے ہیں، پانی کا برتن زمین پر رکھ دیا، ابا کو لپٹ گئی۔ علما نے لکھا ہے سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کے کپڑے بھی نبی کے خون میں آلودہ ہو گئے۔

آپ لوگ حاجی نمازی جنت کے ٹھیکے دار بنے ہیں، تمہیں کیا معلوم کہ اس کلمہ کے پیچھے، اس قرآن کے پیچھے، نبی کریم ﷺ کے ساتھ کیا بنی۔ سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کہتی ہیں، مکہ والو! یتیم کو نہ مارو، شہنشاہ کائنات کو نہ مارو، امام الانبیا کو نہ مارو، یتیم کے سر پہ ہاتھ پھیرنے والے کو نہ مارو، کمزوروں، بوڑھوں کا سامان اٹھانے والے کو نہ مارو، جرم بتاؤ، خطا بتاؤ، قصور بتاؤ، گناہ بتاؤ میرے ابا کا کیا قصور ہے؟ کیوں اتنا مارتے ہو؟ اگر میرا ابا نے تمہارا قرض دینا ہے، میں وعدہ کرتی ہوں تمہاری مزدوری کر کے، چکیاں چلا کے اپنے ابا کا قرضہ اتار دوں گی۔

مکہ والے شرما کے چلے گئے حضور ﷺ زمین پر بیٹھے ہیں بیٹی کا لایا ہوا برتن پانی کا اٹھایا، سیدہ زینب قسم کھاتی ہے میری جان نکل گئی، جب میرے ابا نے منہ میں پانی لے کر کلی کی تو منہ سے بھی لہو آیا۔

میں نے عرض کیا ابا یہ لوگ کیوں مارتے ہیں، قصور کیا ہے، خطا کیا ہے فرمایا کہ بیٹی تیرا ابا ان کو قرآن سناتا ہے اس لیے مارتے ہیں، لپٹ گئی۔ ابا یہ نہیں سنتے انہیں نہ سناؤ، آؤ گھر میں تشریف لے چلو امی جان سنیں گی، میں سنوں گی، رقیہ بہن سنے گی، ام کلثوم رضی اللہ عنہا سنے گی، چھوٹی فاطمۃ الزہراء بہن سنے گی، یہ نہیں سنتے انہیں نہ سناؤ، سر پر ہاتھ رکھ فرمایا اونور نظر، او میری لخت جگر، میری بیٹی تو ٹھیک کہتی ہے، میری مجبوری ہے مجھ پر اللہ کا قرآن آیا۔

"وَاَنْذِرْ عَشِيْرَتَكَ الْاَقْرَبِيْنَ ﴿۲۱۴﴾" (الشعراء)

مجھے حکم آیا میرے محبوب ﷺ مار کھاتا جا، میرا قرآن سناتا جا، میری ہڈیاں ختم ہو سکتی ہیں، میں اللہ کا قرآن چھوڑنے کے لیے ہرگز تیار نہیں ہو سکتا۔

نبی ﷺ پر ظلم وستم:

آج اس قرآن کو دیکھنے کے لیے تیار نہیں، زیارت کے لیے تیار نہیں، جناب صدیق اکبر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، میں اپنے گھر میں تھا، اچانک میرے کانوں میں شور کی آواز آئی، میں باہر نکلا، حرم محترم کی طرف چلا گیا، خیال یہ ہوا قبیلے آپس میں لڑے ہوں گے، یہ تو لڑتے ہی رہتے ہیں، لیکن حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جب میں بیت اللہ میں پہنچا تو حیران رہ گیا میری آنکھوں نے دیکھا سارا مکہ مارنے والا ایک یتیم مکہ مار کھانے والا، کوئی ادھر سے دھکا دیتا ہے، کوئی ادھر سے مارتا ہے، جناب صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے آواز لگائی:

اَتَقْتُلُوْنَ رَجُلًا اَنْ يَّقُوْلَ رَبِّيَ اللّٰهُ (غافر:۲۸)

کیا اس جرم میں قتل کرتے ہو اس جوان کو، جو کہتا ہے رب میرا اللہ ہے۔ اور صدیق اکبر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، میرے منع کرتے کرتے، ہٹاتے ہٹاتے، روکتے روکتے ایک ظالم کو موقع مل گیا، اس نے رحمت دو عالم ﷺ کے گلے میں کپڑا ڈال کر اتنے بل چڑھائے اتنے بل چڑھائے میری آنکھوں نے دیکھا میرے نبی کی دونوں آنکھیں باہر نکل آئیں، تو نے کیا سمجھا یہ کلمہ بغیر خرچہ کے بغیر قیمت کے پھل گیا؟

جا مدینہ منورہ، آج بھی گنبد خضریٰ کے مکین سے پوچھ کے آ، تیرا اس قرآن پر کیا خرچ ہوا، گلہ گھونٹ دیا گیا، کچھ دیر کے بعد ایک اور کمینہ کو موقع ملا، اس نے گردن مبارک پر کپڑا ڈال کر اتنے بل دیے کہ میرے نبی ﷺ کی آنکھیں باہر نکل آئیں۔

تاریخ کے جھرکوں سے:

ہم عربیوں کی اولاد ہیں، ہم شہیدوں کی اولاد ہیں، ہماری تاریخ ہم سے نہ پوچھو، انگریز زانیو سے پوچھو کہ مولانا حسین احمد مدنی رحمہ اللہ کون تھا، مولانا احمد علی لاہوری رحمہ اللہ کون تھا، مولانا ابوالکلام آزاد رحمہ اللہ کون تھا، مفتی محمد رحمہ اللہ کون تھا۔

انگریز سے جا کر پوچھو ایک میدان میں نہیں، چاروں طرف کے میدان میں علما دیو بند نے جان کی بازی لگائی۔

مولانا آزاد مرحوم رانچی جیل میں ہیں۔ ہندوستان میں ایک جگہ ہے رانچی، رانچی جیل میں ہیں انگریز کا دور ہے، بیگم آزاد کا کلکتہ سے ٹیلی گرام آیا، میں بیمار ہوں اور مجھے یقین ہے کہ یہ میرا آخری فرض ہے، اپنا منہ دکھا جاؤ آخری وقت ہے۔

مولانا آزاد مرحوم نے جوابی ٹیلی گرام دے دیا کہ اگر تیرا وقت آگیا ہے۔ تو کلمہ پڑھتی ہوئی، تلاوت کرتی ہوئی، درود شریف پڑھتی ہوئی دنیا سے چلی جا، میں تجھ سے ملنے کے لیے انگریز جیسے کمینے ظالم سے ضمانت کی بھیک مانگنے کے لیے تیار نہیں، کل ان شاء اللہ میری تیری حوض کوثر پہ ملاقات ہوگی۔

انگریز کے باغی:

مولانا مدنی رحمہ اللہ کے رانچی جیل میں رہتے رہتے گھر سے گیارہ جنازہ اٹھے، والدہ مرحومہ

کا انتقال ہوا اطلاع دی، ماں کا منہ دیکھ جاؤ۔

فرمایا بات تو ٹھیک ہے لیکن انگریز جیسے ظالم سے ضمانت کی بھیک مانگنے کو تیار نہیں۔

تمہیں کیا معلوم ہم کن بڑے بزرگوں کے غلام ہیں، آج کل جیسی بات نہیں تھی، وہ اور دور تھا، کوئی ایسی بات نہیں تھی جو آج کل چل رہی ہے۔ مولانا حسین احمد مدنی رحمہ اللہ کو چار سال کی قید ہوگئی ، جزیرہ انڈمان میں، کالے پانی میں، مولانا مدنی نے اپنے آپ کو قید کرلیا، میرا استاد بڑا ہے میں خدمت کروں گا، چاہے جتنی قید ہو، آج کل طالب علم سارے پوچھتے ہیں کہ کوئی حافظے کے لیے وظیفہ بتاؤ، ذہن تیز ہو جائے اور دیوار کے پیچھے جا کر کھڑا ہو کے کہتا ہے، استاد صاحب بڑا بے ایمان ہے۔

پیر حسین احمد رحمہ اللہ نے مالٹا کی جیل میں چکی چلاتے چلاتے چار سال میں قرآن یاد کرلیا، حضرت شیخ الہند رحمہ اللہ نے دیکھا مولانا مدنی معائنے کے بجائے پیٹ کے بل لیٹے ہوئے ہیں۔

فرمایا نوجوان آرام کرلے دو سیر مکئی بھی تیار رکھی ہے، عرض کیا حضرت جی مالٹے میں سخت سردی کا موسم ہے، ٹھنڈی ہوا ہے، چکی چلا چلا کے ہاتھ پیروں پہ آبلے پڑ گئے ہیں، ٹھنڈے پانی سے تہجد کے وقت وضو کرتے ہو مجھے بڑی تکلیف ہوتی ہے، میں لوٹا پانی کا بھر کے اپنے پیٹ کے نیچے دبائے پڑا ہوں، چلو گرم نہیں ہوگا تو ٹھنڈا بھی نہ ہوگا، تہجد کے لیے اٹھو گے میں یہ پانی پیش کروں گا، آپ وضو کر کے تہجد کی نماز میں اللہ کا قرآن پڑھو گے میرا بیڑا پار ہو جائے گا۔ اسی لیے کہتا ہوں:

تاریکی وہ تنہائی وہ پچھلی رات کا عالم
نہ جانے پھر صدا آئی کہاں سے میرے کھوئے ہوئے دل کی۔

قرآن بدل دیتے ہیں:

فرمایا: "اَمَّنۡ هُوَ قَانِتٌ اٰنَآءَ الَّیۡلِ (الزمر:۹)۔ وہ ایسے اللہ والے تھے، ایک بیان دے دیا۔ ایک فتویٰ دے دیا۔ کچھ ہو جائے، جان چلی جائے، پرواہ نہیں آج کل تو سردی کے فتوے اور ہیں، گرمی کے فتوے اور ہیں۔ اپنے لیے فتوے اور ہیں، دوسرں کے لیے فتوے اور ہیں۔

ایک عورت کا بیٹا فوت ہو گیا، وہ مال دار تھی، مولوی کے پاس پہنچی کہ ایسا فتویٰ دے دو کہ بیٹے کا زیادہ مال مجھے ملے۔

انہوں نے کہا پیسے لگیں گے، اس نے کہا پیسے جتنے مرضی لے لو، انہوں نے کہا پکا فتویٰ دینا، اس نے کہا قرآن سے دوں گا، اب مولوی صاحب نے قرآن میں سے نکال دیا۔

"تَبَّتْ يَدَآ اَبِيْ لَهَبٍ وَّتَبَّ ۝١ مَآ اَغْنٰى عَنْهُ مَالُهٗ وَمَا كَسَبَ ۝٢" سارا مال ماں کا ہے۔ بڑی حیران ہوئی، عورت نے کہا قرآن سے ثبوت مل گیا۔

میرے پیر حسین احمد مدنی رحمہ اللہ نے فتویٰ دیا، انگریز کی فوج میں بھرتی ہونا حرام ہے، انگریز کا اقتدار ہے، آج کل جو یہ اقتدار والے ہیں، سارے مولوی کو گالیاں بکتے ہیں، رات دن پھر رہے ہیں، ان کا کچھ بھی نہیں بگاڑ سکتے، وہ ایسا دور تھا کہ درخت کے ساتھ بھی کوئی عالم بات کرتا ہے، تو درخت یوں بتا دیتا ہے کہ میرے پیچھے آجا، مولوی کھڑا ہے اتنا خطرناک وقت تھا، حضرت مدنی رحمہ اللہ کراچی کی عدالت میں طلب کر لیا گیا، در و دیوار گواہ ہیں۔

مولانا سے پوچھا کہ آپ نے فتویٰ دیا ہے کہ ہماری فوج میں بھرتی ہونا حرام ہے۔

فرمایا! اب بھی دیتا ہوں، اور یہی فتویٰ دیتا رہوں گا، مولانا محمد علی جوہر رحمہ اللہ نے اپنے دونوں ہاتھ پیروں پر رکھ دیے، انہوں نے کہا تھوڑے سے نرم ہو جاؤ، انگریز کا ارادہ غلط ہے، بڑی سخت سزا دینے کا پروگرام ہے، فرمایا! اگر میں بیان بدل دیتا ہوں تو ایمان جاتا ہے، اور فتویٰ برقرار رکھوں گا تو جان جائے گی۔

جان آج نہیں تو کل جائے گی، جان نے تو جانا ہے میں بیان نہیں بدلتا، سیشن جج انگریز خود کہتا ہے آپ کو معلوم ہے اس فتوے کی سزا کیا ہے، حضرت نے فرمایا:

سزا دینا تیرا کام ہے، سزا بھگتنا میرا کام ہے۔ تو ہی بتا دے وہ کہنے لگا: اس کی سزا پھانسی ہے، اس کی سزا موت ہے۔ میرے پیر حسین احمد مدنی رحمہ اللہ نے بغل میں سے کپڑا نکال کر میز پر رکھ دیا، میں دیوبند سے کفن ساتھ لایا ہوں، تیاری سے آیا ہوں اور گورنمنٹ جس کو پھانسی لگاتی ہے وہ کفن بھی ساتھ دیتی ہے۔ فرمایا! جس گورنمنٹ کی مخالفت ساری زندگی کی ہو، اس گورنمنٹ کا کفن پہن کر قبر میں جاتے ہوئے شرم آتی ہے۔

دو رنگی چھوڑ دو:

آج یہ بھی مسئلے چل رہے ہیں گورنمنٹ سے بھی کھا رہے ہیں اور فتوے بھی دے رہے ہیں۔

دو رنگی چھوڑ یک رنگ ہو جا! یا سراسر موم ہو یا سنگ ہو جا! بلبل بن جو پھول پر بیٹھی ہے۔ مکھی نہ بن جو حلوے پر بھی بیٹھے، پاخانہ پہ بھی بیٹھے۔ راہ راست چلنے کے لیے طریقہ متعین کر۔ اپنی راہ متعین کر، آخر قبر کا سفر ہے۔

حضرت تھانوی رحمہ اللہ کا تقویٰ:

شیخ مدنی رحمہ اللہ سے کسی نے عرض کیا حضرت جی کچھ تو تھوڑے سے نرما جاتے، باتوں باتوں میں نرما جاؤ، فرمایا نہیں نہیں

ہری ہے شاخ تمنا ابھی جلی تو نہیں
دبی ہے جگر کی آگ مگر بجھی تو نہیں
جفا کی تیغ سے گردن وفا شعاروں کی
کٹی ہے برسر میدان مگر جھکی تو نہیں

جو کرنا ہے وہ کرلو، اتنا احتجاج کیا، مولانا اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ کی خدمت میں مولانا حسین احمد مدنی رحمہ اللہ گئے، مولانا تھانوی نے ہدیہ میں ململ کی پگڑی پیش فرمائی، لے لیا، مگر حضرت تھانوی رحمہ اللہ کو پتہ تھا کہ انگریز کے بڑے مخالف ہیں، دیکھتے ہوئے فرمایا میں یہ پگڑی تو دے رہا ہوں باندھو گے بھی سر پہ، تو فرمایا حضرت جی ناراض نہ ہونا، لے تو اس لیے رہا ہوں کہ یہ ہدیہ ہے، سنت ہے۔ اور باندھوں گا اس لیے نہیں کہ انگریز کی مشینری کا بنا ہوا ہے، میں اس پیر کا غلام ہوں جس نے انگریز کی بنائی ہوئی مشین کا کفن دیکھ کے جنازہ نہ پڑھایا، عرب کا کفن لاؤ میں جنازہ اس وقت پڑھاؤں گا۔

کفار کے نقش قدم پہ نہ چلو:

آج مولوی، پیر، فقیر، چھوٹا، بڑا سب انگریزوں کے برتن چاٹ رہے ہیں، بچہ دو اڑھائی سال کا ہوتا ہے ماں اس کو انگریزی کپڑے پہنا کر عطر چھڑک چھڑک کے، سرمہ سیاہی کر کے، نیچے کچھ ہوتا ہے، اوپر ایک کرتا، جیسے تانگے کا گھوڑا نہیں ہوتا، یوں اس کے ساتھ نس کسے ہوتا ہے، ماں انگلی پکڑ کر اپنی ساس کے پاس لاتی ہے۔

وہ کہتی ہے خالہ دیکھو ایسا معلوم ہوتا ہے جیسے انگریز کا بچہ ہو، آگے سے دادی بھی خوش ہو کر کہتی ہے خدا کی قسم، یہ ہمارا ہی نہیں، ہے ہی پرایا، بڑے خوش ہیں لوگ انگریزی کی نقل کر کے، انگریزی کے بولنے پر فخر کرتے ہیں۔ نامراد اپنی زبان بولو، انگریز تیرا باپ لگتا ہے، بڑے خوش ہوتے ہیں انگریزی بول کے۔ انگریزی کپڑے پہن کر۔ اب سردیاں آرہی ہیں ناں۔ اب دیکھنا، پارکوں میں، پلاٹوں میں، شام کے وقت یہاں پیچھے جیب لگاتے ہیں، انگریزنیاں اس

میں سے چلغوزا اور چنے نکال نکال کر کھاتی ہیں، دیکھنے سے بھی کراہت آتی ہے کہ اس نے مال گودام کہاں بنایا ہوا ہے، اور وہ بڑا خوش ہے۔ میں انگریز ہوں، انگریز کی اولاد ہوں، ہر چیز ان کی نرالی ہے۔

میں نے جمعہ میں کہا، سیلاب زدہ کر کے سارے نہ مانگتے پھرو، نہ تم سیلاب زدہ تک پہنچ سکتے ہو، یوں ہی مٹی راستے میں رہ جائے گی۔

اور میں نے کہا ہمیں تو حکومتوں کا تجربہ ہو گیا ہے، جب پاکستان آئے تھے، ہم کیمپوں میں تھے، ہندوستان سے ۴۷، ۴۸ء میں اعلان ہوا مہاجرین میں ایک گز کپڑا فی آدمی ملے گا۔

کہا بابو جی کپڑا انہوں نے ایک گز پھاڑ کے دے دیا، کپڑا پیچھے سے لپیٹا تو آگے سے کھل گیا، آگے سے لپیٹا تو پیچھے سے کھل گیا۔

کہنے لگا بابو جی یہ اپنی خیرات واپس لے لو، انہوں نے کہا یہ میرے بس کی نہیں ہے۔ میں لیگ ڈھکتا ہوں تو مسلم کھلتا ہے، مسلم ڈھکتا ہوں تو لیگ کھلتا ہے۔

واپس لے میرے بس کی نہیں ہے تمہاری خیرات، ہم تو پرانا جانتے ہیں یوں مدد پہنچ گئی یوں کر دیا، یوں کر دیا۔

ان حضرات نے پتہ نہیں، پانی پت میں چھوٹے چھوٹے تھے، شام کو بچے سارے اکٹھے ہو جاتے اور ایک بچہ کہتا ہے پاکستان میں کیا ہوگا۔ سارے کہتے سر سے پاؤں تک دھوکہ ہوگا، سر سے پاؤں تک دھوکہ ہوگا آج تک دھوکے والے ختم نہیں ہوتے، ہر وقت دھوکہ، ہر آن ہر گھڑی دھوکہ، فریب ہیرا پھیری۔

دھوکہ نہ کرو:

ایک آدمی اور ایک بچہ ریل گاڑی میں سفر کر رہے تھے، اس کا نام عبدالستار تھا، بچے کا نام اسلام تھا، کہنے لگا ابا پیاس لگی ہے۔

انہوں نے کہا سامنے نلکا ہے، گاڑی کھڑی ہے جلدی سے پانی پی آ، اس نے جا کے نلکا ہلایا گاڑی چل پڑی، اس نے کھڑکی میں منہ نکال کر آواز دی بیٹا اسلام ارے ڈنڈا پکڑ لے، گاڑی چلی گئی، بچہ رہ گیا اب ڈبے والے سارے کہنے لگے: اسلام زندہ باد۔

ارے اسلام زندہ باد۔ میرا بچہ رہ گیا، بیڑا غرق ہو، تم زندہ باد کے نعرے لگا رہے ہو، انہیں

کیا معلوم خدا سے بھی دھوکہ ہے، رسول ﷺ سے بھی دھوکہ ہے، قیامت قبر میں دیکھنا تو سہی بنتی کیا ہے:

کہتا ہے دفعتاً سر پہ جب آ پہنچے اجل
پھر کہاں تو اور کہاں دار العمل
جائے گا یہ بے بہا موقع
پھر نہ ہاتھ آئے گی یہ عمر بے بدل

تیرے جیسے ہزاروں نہیں، لاکھوں کروڑوں دنیا سے رخصت ہو گئے، بڑی بڑی بدمعاشیاں کیں، جب جانے لگے، نہ نوٹس آیا، نہ اطلاع ملی۔

غفلت چھوڑو:

فرمایا، موت کا وقت قریب آ گیا تم ابھی نیند میں پڑے ہو، غفلت میں پڑے ہو، ایسا دھچکا لگتا ہے، قرآن کہتا ہے:

"كَلَّآ إِذَا بَلَغَتِ التَّرَاقِيَ ۝٢٦ وَقِيلَ مَنْ ۜ رَاقٍ ۝٢٧ وَظَنَّ أَنَّهُ الْفِرَاقُ ۝٢٨ وَالْتَفَّتِ السَّاقُ بِالسَّاقِ ۝٢٩ إِلَىٰ رَبِّكَ يَوْمَئِذٍ الْمَسَاقُ ۝٣٠" (القیامہ)

تین سو ساٹھ رگیں ٹوٹیں گی، اعضا ٹوٹ گئے، فرمایا لوگو موت کے وقت کی پیاس سے پناہ مانگو، اتنی پیاس لگتی ہے سمندر پلا دو پیاس نہیں بجھے گی۔

فرمایا او لوگو! موت کے وقت کی تلخی سے پناہ مانگو، قیامت قائم ہو جائے گی، مگر منہ سے موت کی تلخی نہ جائے گی۔

فرمایا لوگو! موت کے وقت کے پسینہ سے پناہ مانگو، اتنا سخت پسینہ آئے گا، ساری زندگی میں کبھی نہیں آیا۔

فرمایا او لوگو موت کے صدمہ عظیم سے پناہ مانگو، موت کے جھٹکا سے پناہ مانگو، اتنا سخت جھٹکا لگتا ہے۔ کانوں کے پردے پھٹ جاتے ہیں، آنکھوں کا نور ختم ہو جاتا ہے، آدمی کے جس میں منوں کے حساب سے خون ہے، ایک جھٹکا لگنے سے قطرہ باقی نہیں رہتا، تیار ہو جاؤ اس جھٹکے کے لیے، ایسا لگے گا، کوئی نہیں بچے گا۔ اس دنیا کی زیب و زینت میں ہم ایسے مگن ہوئے ہیں اتنے مشغول ہیں۔ نہ مرنا یاد ہے، نہ موت یاد ہے، نہ قیامت یاد ہے، کچھ بھی یاد نہیں، فرمایا:

"قُلِ اللّٰهُ يُحْيِيْكُمْ ثُمَّ يُمِيْتُكُمْ ثُمَّ يَجْمَعُكُمْ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ لَارَيْبَ فِيْهِ" (الجاثیہ:۲۶)

تم نہ تھے میں نے پیدا کیا، پھر ماردوں گا، پھر زندہ کر کے کھڑا کر کے ایک ایک سانس کا حساب لوں گا، حکم ہوگا، پڑھ اپنی کتاب کو خود فیصلہ کر تو جنتی ہے یا جہنمی ہے۔

سچوں کے ساتھ ہو جاؤ:

آج مسلمان قرآن نہیں پڑھتا، تجھے کیا معلوم ہے اس نبی ﷺ نے خدا کی قسم دو دو پیٹ پر پتھر باندھ کے اللہ کے قرآن کی تلاوت فرمائی، غزوہ خندق ہے جنگ احزاب ہے، مدینہ منورہ ہے، اللہ اللہ سب کو زیارت نصیب فرمائے، بار بار زیارت نصیب فرمائے، اور یہ بات میرے کہنے کی نہیں، قرآن کہتا ہے: فرمایا:

"جَآءُوْكُمْ مِّنْ فَوْقِكُمْ وَمِنْ اَسْفَلَ مِنْكُمْ وَاِذْ زَاغَتِ الْاَبْصَارُ وَبَلَغَتِ الْقُلُوْبُ الْحَنَاجِرَ" (الاحزاب:۱۰)

قرآن کہتا ہے، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم تمہارے حلق میں اٹک گئے ہیں، نہ روٹی تھی، نہ پانی تھا، گرمی تھی دھوپ تھی بے ہوش ہو کر دھڑام دھڑام سے زمین پر گر رہے تھے، خدا کہتا ہے میں دیکھ رہا ہوں اور قرآن نے کیا بات کہی اتنی پریشانی کے عالم میں بھی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی زبانوں سے کیا بات تھی۔

"مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ رِجَالٌ صَدَقُوْا مَا عَاهَدُوا اللّٰهَ عَلَيْهِ فَمِنْهُمْ مَّنْ قَضٰى نَحْبَهٗ وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّنْتَظِرُ" (الاحزاب:۲۳)

قرآن کہتا ہے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی اکثریت شہید ہو گئی تھی اور کچھ تیار کھڑے تھے اور کہہ رہے تھے، صَدَقَ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ. ہمارا خدا سچا ہے ہمارا رسول سچا ہے۔

موت کا جھٹکا:

اس لیے میں کہتا ہوں کھانے پینے کا بڑا دور ہے۔ کیلا کھاتے ہو، کیلے کا ذائقہ معلوم، انار کا ذائقہ معلوم ہے، امرود کا ذائقہ معلوم ہے، انگوروں کا ذائقہ معلوم ہے، آم کا ذائقہ معلوم ہے، سیب کا ذائقہ معلوم ہے، انناس کا ذائقہ معلوم ہے، ہزاروں پھلوں کا ذائقہ معلوم ہے، ہزاروں ترکاریوں کے ذائقے معلوم ہیں، ہزاروں جوسوں اور شربتوں کے ذائقے معلوم ہیں۔

او خان پور کے مسلمانو!

تم کبھی جا کر قبر والوں سے نہیں پوچھا، قبر والو ذرا بتاؤ تو سہی موت کا ذائقہ کیسا ہے، تیرے منہ میں ابھی آیا نہیں، انہوں نے تجھے بتایا نہیں، اور تجھے کیا معلوم کہ موت کا ذائقہ کیسا ہے فرمایا:

كُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَةُ الْمَوْتِ

لفظ ذائقہ قرآن نے استعمال کیا، پتہ چلا منہ میں کوئی ذائقہ موت کا آتا اور تجھے یقین نہیں آتا۔

علما کرام نے سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کے واقعات میں لکھا ہے دنیا میں تشریف لائے، معجزات دکھائے۔ ایک معجزہ یہ بھی دکھاتے تھے کہ مردہ زندہ کرلیا کرتے تھے، تماش بین لوگ آئے اور کہنے لگے! نئی نئی قبروں سے مردے زندے کر دکھاتے ہو، آؤ ایک پرانی قبر پہ چلتے ہیں۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام تشریف لے گئے، وہاں کھڑے ہو کر فرمایا: قُمْ بِاِذْنِ اللهِ، اللہ کے حکم سے زندہ ہو جا۔ ایک نوجوان زندہ ہو کر سامنے آ کر کھڑا ہو گیا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے پوچھا بھائی آپ کون ہیں؟

وہ کہنے لگا میرا نام سام ہے، میں حضرت نوح علیہ السلام کا بیٹا ہوں، تو فرمایا اچھا تجھے تو کئی ہزار سال قبر میں گزر گئے، کہا، جی ہاں!

بڑا عرصہ گزر گیا، بہت عرصہ بیت گیا قبر میں، کہا جی ہاں!

تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا، ملاقات تو اللہ نے کرادی، یہ تو بتا دو، قبر میں زندگی کیسی ہے؟ قبر کی کوئی خبر بتا؟ منظر بتا؟ قبر کا حال بتا؟

علما کرام لکھتے ہیں وہ نوجوان رونے لگا اور کہنے لگا اے عیسیٰ علیہ السلام آپ کو قبر کی پڑی ہے، قبر کی خبر پوچھنا چاہتے ہو، قبر کا اندھیرا معلوم کرنا چاہتے ہو، آپ مجھ سے یہ کیوں نہیں پوچھتے کہ موت کا دھچکا کتنا شدید ہوتا ہے۔

وہ کہتا ہے مالک کائنات کی قسم اس وقت میں آپ کے سامنے کھڑا ہوں سر کے بالوں سے لے کر پاؤں کے ناخنوں تک، جو موت کے وقت تلخی منہ میں آئی تھی، وہ آج بھی موجود ہے، سارے جسم پہ کڑواپن آج اس وقت بھی موجود ہے۔

تم سمجھتے ہو، ہم میت کو اٹھا کے قبرستان میں چھوڑ آئے ہیں، وہ قبرستان ہے، وہ قبر ہے حضور ﷺ ہر وقت قبر کے عذاب سے پناہ مانگا کرتے تھے، تو نے کبھی مانگی، عجیب بن گئے ہیں ہم۔

نہ رات میں، نہ دن میں، کبھی ادھر دھیان نہیں آتا۔

وہ اللہ والے پیر عبدالہادی دین پوری رحمہ اللہ بارہ ہزار درود شریف چالیس سال تک پڑھا، تمہیں کوئی توفیق نہیں، ہم نے ایسے بزرگوں کو دیکھا۔

مولانا حسین احمد مدنی رحمہ اللہ نے اکتیس حج فرمائے۔ اٹھارہ برس مدینہ میں بیٹھ کہ پیغمبر کی حدیث پاک پڑھائی۔ تنخواہ لے کر نہیں، وظیفہ لے کر نہیں۔

حضرت مدنی رحمہ اللہ کی خوراک:

بعض مرتبہ بھوک سے نڈھال ہوجاتے، مدینہ کی گلیوں سے اہل مدینہ کی سبزیوں، ترکاریوں کے پھینکے ہوئے چھلکے اٹھالاتے، پانی میں دھوکر سارا گھرانہ ان چھلکوں کو چبالیتا، اوپر سے پانی پی کر ریاض الجنۃ میں ساری رات کھڑے ہوکر قرآن پڑھتے تھے، جوشئے مدینہ میں ہے کہیں اور نہیں ہے، دھاگے کاٹ کاٹ پیغمبر کے روضہ کی جالیوں کی چھاؤں میں بیٹھ کر فرمایا کرتے تھے۔ قال صاحب ھذا الروضۃ

عورتوں کا یقین:

اولوگو! یہ روضے والا تمہیں یوں کہتا ہے کیا زندگیاں تھیں ان حضرات کی، نہ ڈر تھا، نہ خوف تھا، نہ دولت کی ضرورت تھی، ان کی عورتوں نے کمال کر دیا، پچھلے دنوں دیوبند سے ایک عالم آئے، مجھے بتا کے گئے کہ مولانا اسد نے دیوبند میں اپنی کوٹھی بنائی تو والدہ زندہ ہے، شیخ الاسلام مولانا حسین احمد مدنی رحمہ اللہ کی اہلیہ گھروالی، ہماری ماں بھی زندہ ہے، ان کی بڑی منت کی اماں میری کوٹھی میں آجاؤ۔

ماں نے یوں فرمایا نہ بیٹا اس کرایہ کے مکان سے تیرے باپ کا جنازہ اٹھا ہے، میرا جنازہ بھی یہیں سے اٹھے گا۔

سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمہ اللہ اسی سال بخاری صاحب کی گھروالی، جس مکان سے سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمہ اللہ کا جنازہ اٹھا تھا کرائے کے پیسے سے، وہیں رہیں، بخاری مرحوم کی گھروالی مرحومہ کا جنازہ کرائے کے مکان سے اٹھا۔

عورتوں کا یقین دیکھ، تمہیں مرد ہوتے ہوئے کب شرم آئے گی، کب حیا آئے گی۔

مولانا یوسف تبلیغی جماعت والے کی گھروالی ہے، شیخ الحدیث مولانا زکریا مرحوم کی بیٹی ہے، بیمار ہے، لیٹے لیٹے اشارے سے نماز پڑھ رہی ہے، رکوع کا، سر کا اشارہ تو کرلیا، یوں جو سجدہ کا

اشارہ کرنے لگی، اشارے میں جان نکل گئی۔

عورت ذات ہے، کمال کر دیا انہوں نے صحابیات کے قصے دیکھو تو یوں معلوم ہوتا ہے کہ اسلام کو چار چاند عورتوں نے لگائے۔

اسلام میں سب سے پہلے شہادت ایک ستر برس کی بڑھیا نے دی، اس نے قربانی دے کر یہ ثابت کر دیا کہ مرد کہلانے والو کٹ جاؤ، بدلو نہ،

میری ایک لندن کی تقریر "اسلام میں عورت کا مقام" ہے، نبی آیا بھی پہلے عورت کی گود میں، نبی جب دنیا سے گئے تو عورت کی گود تھی۔ مرد دعا کرے گا، تو بھی آنسو نہیں نکلیں گے، عورت دعا کرے گی، روئے گی بعد میں آنسو پہلے نکل آئیں گے، اللہ کو یہ قطرے بڑے پسند ہیں۔

بخیل اور عذاب قبر:

دہلی شہر میں بڑا مال دار آدمی تھا، بڑا بخیل تھا، کنجوس مکھی چوس، نہ خود خرچ کرتا تھا، نہ بچوں کو خرچ دیتا تھا، مر گیا موت امیروں کو بھی آجاتی ہے، بیٹا بڑا جذباتی تھا، تھیلا اشرفیوں کا بھی قریب میں رکھ دیا، جا لے جا ساتھ، زندگی میں تو کبھی دیے نہیں۔

اور ایک دو رات گزاری اب خود ہی سوچا زندگی میں خود ابا نے نہ دیے، اب میں تھیلا بھر کے اشرفیاں قبر میں رکھ دیں، کیا فائدہ ہوا، کام تو آتے، خود ہی فیصلہ کر لیا کہ ابا نے کون سے بینک میں جمع کر دیے، تھیلا رکھا تھا نکالنے گیا۔

کسی کھودنے والے کو ساتھ لے گیا، ہتھیار بھی ساتھ لے گیا، روشنی کا سامان ساتھ لے گیا، جا کے باپ کی قبر کھودی، وہاں کیا دیکھتا ہے ایک ایک کر کے ماتھے پہ، ناک پہ، آنکھ پہ، پیٹ پہ، سارے جسم پہ، ایک ایک اشرفی لگی ہوئی ہے تو پہلے ہنسا، واہ ابا جی اب بھی اتنا پیار دولت سے، پہلے تھیلے میں رکھتے، سارے اب اٹھا کے جان پر چپکا لیے، وہ کہتا ہے ماتھے پہ جو اشرفی تھی اس کو اتارنے کے لیے دو انگلیاں لگائیں، ہائے ہائے اتنی آگ لگی! تباہ ہو گیا، برباد ہو گیا، مشکل سے قبر پہ مٹی پھینکی، اب کس کو بتائے کہ میں باپ کا قبر میں یہ حال دیکھ کر آیا ہوں۔

آتش جہنم:

یہ دوا وہ دوا، تھک گیا کسی نے کہا شاہ عبد العزیز محدث دہلوی کی خدمت میں جا، بڑا اللہ والا ہے، دم کرے گا ٹھیک ہو جائے گا، یہ گیا جلدی سے اور کہنے لگا جی، پتہ نہیں میری دو انگلیوں

میں پھوڑا ہے، پھنسی ہے، چین نہیں آتا، نیند نہیں آتی، سکون نہیں ملتا۔

توحضرت شاہ صاحب نے کچھ پڑھا اور دم فرمایا کچھ فرق آیا ہے؟ نہیں جی کوئی فرق نہیں، پھر شاہ صاحب نے دوسری مرتبہ دم فرمایا، پوچھا اب؟ اس نے کہا کوئی فرق نہیں، جی کوئی فرق نہیں پڑا۔ شاہ صاحب نے فرمایا جھوٹ بولتے ہو، ملا پھوڑا پھنسی نہیں، جہنم کی آگ ہے، دوزخ کی آگ کی ساڑ ہے، پھر کیسے جھوٹ بولتا، بتادیا سارا کہ ایسے ایسے کر کے ہوا۔

توفرمایا سمندر کے پانی سے نہیں بجھے گی یہ آگ۔

دریا ندی نالوں کے پانی سے نہیں بجھے گی یہ آگ۔

کنوؤں، چشموں اور نہروں کے پانی سے نہیں بجھے گی۔

اس آگ کے لیے صرف ایک پانی چاہیے، مسجد جاوضو کر کے دو رکعت نماز پڑھ اپنے اللہ کے حضور میں رو، جو آنکھوں سے پانی نکلے گا، وہ اس پر مل لینا، اس نے ایسا ہی کیا، خدا کی قسم تذکرے میں لکھا ہے، ادھر آنکھوں سے پانی نکلا، وہاں فوراً خیر آگئی۔

خدا کے دروازے پر آؤ:

اس لیے فرمایا میرا بندہ جب پچھلی رات اکیلا تنہائی میں، خلوت میں، نیت باندھ کر میرا قرآن پڑھتا ہے اور کبھی کبھی جہنم کا ذکر آجاتا ہے، اور اس کے دل میں خوف آجاتا ہے، اور دو قطرے آنکھوں سے نکل پڑتے ہیں۔

اللہ پاک فرماتے ہیں حدیث قدسی ہے، مجھے اپنے بندہ پہ اتنا پیار آتا ہے کہ اس کا منہ چوم لیتا ہوں، علیحدگی میں، تنہائی میں قرآن پڑھ، تو جانے یا قرآن مالک جانے اور اس سے مانگنا سیکھ، رونا سیکھ، اسی سال کی عمر ہوگئی، داڑھی سفید ہوگئی ہے، ساری زندگی میں کبھی رونا نہیں آیا، رونے کا ڈھنگ سیکھ اللہ والوں سے، بزرگوں کی جوتیوں میں بیٹھنا سیکھ۔

اللہ تعالیٰ جامعہ عبداللہ بن مسعود کو دن دوگنی رات چوگنی ترقی عطا فرمائے یہ ہمارے ساتھی ہیں مفتی حبیب الرحمٰن ان سے میری بڑی یاری ہے، اللہ برقرار رکھے، اساتذہ کرام کو اخلاص اور اپنی رضا نصیب فرمائے، سارے طالب علموں کو عالم باعمل بنائے۔ ساری امت کو سیاہ کاری سے توبہ کرنے کی توفیق عطا فرما۔

وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

اولیائے دیوبند

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ نَحْمَدُهٗ وَنَسْتَعِيْنُهٗ وَنَسْتَغْفِرُهٗ وَنُؤْمِنُ بِهٖ وَنَتَوَكَّلُ عَلَيْهِ وَنَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّاٰتِ اَعْمَالِنَا مَنْ يَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهٗ وَمَنْ يُّضْلِلْهُ فَلَا هَادِيَ لَهٗ وَنَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَلَا نَظِيْرَ لَهٗ وَلَا مِثْلَ لَهٗ وَلَا مُعِيْنَ لَهٗ وَلَا وَزِيْرَ لَهٗ وَلَا مُشِيْرَ لَهٗ وَنَشْهَدُ اَنَّ سَيِّدَنَا وَسَنَدَنَا وَنَبِيَّنَا وَشَفِيْعَنَا وَهَادِيَنَا وَمُرْشِدَنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ اَرْسَلَهٗ بِالْحَقِّ بَشِيْرًا وَّنَذِيْرًا. وَاَصْحَابِهٖ وَاَزْوَاجِهٖ وَبَارِكْ وَسَلِّمْ. تَسْلِيْمًا كَثِيْرًا كَثِيْرًا ○

اَمَّا بَعْدُ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ○ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

"اَلَآ اِنَّ اَوْلِيَآءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ۝٦٢" (یونس)

صَدَقَ اللّٰهُ مَوْلَانَا الْعَلِيُّ الْعَظِيْمُ ○ وَبَلَّغَنَا رَسُوْلُهُ النَّبِيُّ الْكَرِيْمُ وَنَحْنُ عَلٰى ذٰلِكَ لَمِنَ الشّٰهِدِيْنَ وَالشّٰكِرِيْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ○

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ ○ اَللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ ○

اشعار:

محمد ﷺ کی غلامی ہے سند آزاد ہونے کی
خدا کے دامن توحید میں آباد ہونے کی
محمد ﷺ کی محبت دین حق کی شرط اوّل ہے
اسی میں ہو اگر خامی تو سب کچھ نامکمل ہے

جناب صدر محترم! حضرات علما کرام! محترم بزرگو اور عزیز دوستو!

اللہ سبحانہ کا ہم سب پر کرم ہوا، مہربانی ہوئی بندہ نوازی ہوئی۔ کہ اللہ جل شانہ نے اپنے اور اپنے حبیب کریم ﷺ کے ذکر خیر کے لیے ہم سب کو جمع فرمایا۔ آپ لوگ خود نہیں آئے، اللہ کریم نے توفیق دی ہے۔

تم جیسے نہیں، بل کہ تم سے بھی اچھے مال دار، بڑی عمروں والے، اس وقت مالک کائنات کی قسم! وی سی آر کے سامنے بیٹھے ہیں۔ کنجریوں کے گانے سننے میں مشغول ہیں۔

تم اللہ کا شکر ادا نہیں کرتے کہ اللہ نے اپنی توحید اور حضور ﷺ کے ذکر خیر کے لیے ہمیں توفیق بخشی کہ مل جل کر درود پاک پڑھیں۔

اور میرا ایمان ہے کہ اگر اللہ پاک جل شانہ، یہ جو ہم نے محبت اور عقیدت سے درود شریف پڑھا ہے۔ ہماری نجات کے لیے بہت مکمل ہے، یہی کافی ہو جائے۔

درود شریف کی فضیلت:

حدیث پاک میں آتا ہے کہ قیامت کے دن ایک آدمی کا نامہ اعمال تلے گا، وہ سارا گندہ نکلے گا، غلیظ نکلے گا، پلید نکلے گا، بڑا پریشان ہوگا۔ اب وہاں کون کام آئے۔ "قیامت" کا لفظ سنا ہے، جب دیکھیں گے تو پتہ چلے گا کہ قیامت کیسی ہوتی ہے۔ پریشان حال ہوگا اس کی پریشانی کی انتہا ہوگی تو!

حضور کریم ﷺ تشریف لائیں گے اور اپنی جیب سے ایک چھوٹا سے کاغذ نکال کر نیکیوں والے پلڑے میں رکھ دیں گے۔ نیکیوں والا پلڑا پہلے خالی تھا، اس میں رکھ دیں گے۔

حدیث شریف میں آتا ہے نامہ اعمال کا ترازو جو ہے، وہ پلڑا جس میں کاغذ ہوگا، وہ جھک جائے گا۔ ساری عمر کی سیاہ کاری اور گناہ گار کا پلڑا ہوا میں اُڑ جائے گا۔

وہ عرض کرے گا آپ کون ہیں؟ اس قیامت کے منظر میں میرے حامی بن کر آئے۔ میرے غمگسار بن کر آئے، میری ہمت افزائی کی۔ میری نجات کا ذریعہ بنے۔

فرمایا میں تیرا نبی ہوں۔ تو نے ایک دن درود پڑھا تھا۔ فرشتوں نے میرے پاس پہنچایا تھا، میں نے سنبھال کر رکھا تھا، میں نے وہی درود شریف والا کاغذ تیرے نامہ اعمال میں رکھ دیا۔

یہ فضول باتیں نہیں ہیں آپ اس پر یقین کریں۔ ان شاء اللہ قبر میں کامیاب، حشر میں کامیاب۔

اللہ نے فضل کر دیا:

میں بیمار ہوں۔کل ڈاکٹر صاحب بتا رہے تھے کہ ایک آدمی کا دل بند ہو گیا۔دل بند ہو جاتا ہے۔میرے پاس لائے وہ،ہارٹ کا ڈاکٹر ہے۔دل کا سپیشلسٹ ہے۔میں نے اس کی دوائی کا انتظام تو بعد میں کیا،پہلے اس کے دل پر مکہ مارا،وہ چل پڑا۔پہلے آنکھیں بند تھی،بالکل سویا ہوا تھا،بے ہوش تھا۔یک دم ہوش میں آ گیا۔اب ہوش میں آتے ہی،سینما کا کاروبار کرتا تھا، لڑکے کو پوچھتا ہے کون سی فلم لگی ہوئی ہے؟

اندازہ لگائیں آپ،ڈاکٹر صاحب کہتے ہیں کہ میں تو اس کے پیچھے ہی پڑ گیا،او ظالم!موت کے منہ سے واپس آیا ہے۔ہوش آیا تو پہلے فلم کا پوچھا،اس سے توبہ کرائی۔سینما فروخت کرایا، اب زندہ ہے اور کاروبار کرتا ہے۔

خوش نصیب انسان:

آپ کو موت کا فکر ہی نہیں ہے۔کس حال میں آئے گی؟خوش نصیب ہے وہ کہ جس کی موت اچھے حال میں آئے۔ہم نے اخبارات میں پڑھا کہ مولانا عبدالغنی رحمہ اللہ نے مغرب کی نماز خود پڑھائی،دو سنتیں پڑھنے لگے۔پہلی رکعت کے پہلے سجدے میں ہی موت آ گئی۔

وہ کیسا سجدہ کیا ہوگا اللہ والے نے،وضو کے ساتھ،مسجد میں،اور وہ بھی سجدے میں سُبْحَانَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی کہتے کہتے رب کو اتنا پیار آیا،اسی حال میں آ جا!

قیامت میں تو سجدہ کرتا ہوا اٹھے گا۔زبان پر "سبحان ربی الاعلیٰ" ہوگا۔

اور کئی سال پہلے ملتان کے اخبارات میں آیا۔ایک بہت بڑا افسر لڑکی کے ساتھ زنا کرتے کرتے،اوپر ہی موت آ گئی۔

تم نے کبھی فکر کی ہے کہ کس حال میں موت آئے گی۔ساری کائنات کے سردار حضرت محمد کریم ﷺ ساری زندگی فکر فرماتے رہے۔قبر کے عذاب سے پناہ مانگتے رہے۔موت سے آسانی کی دعا فرماتے تھے،تم نے بھی کبھی مانگی؟

برائی کے خلاف جہاد:

مولانا غلام ربانی صاحب ساری عمر رحیم یار خان میں برائی کے خلاف کام کرتے کرتے عمر گزر گئی۔ میں اپنی بات کرتا ہوں کہ مولانا سے جب ملاقات ہو جاتی ہے،پروردگار کی قسم ہے کہ ایک

ہفتہ اس کا نشہ رہتا ہے، وہ خوشی ایک ہفتہ تک رہتی ہے۔

کیوں؟ اب ہیرا پھیرا کرنے والوں کی تو کمی نہیں، ایسی بات کہنے والے کہاں نظر آتے ہیں۔

مولانا یحییٰ علی رحمہ اللہ کی شہادت:

مولانا یحییٰ علی رحمہ اللہ، پٹنہ شہر کے بزرگ ہیں۔ انگریز کا دور ہے۔ بغاوت کے کیس میں مولانا کو گرفتار کیا گیا۔ اور اس کیس کو چلا کر مولانا یحییٰ علی کو پھانسی کی سزا دے دی۔ انگریز کی حکومت ہے۔ اب پھانسی کی کوٹھڑی میں لے آئے۔ سپرنٹنڈنٹ جیل نے انگریز حکومت کو یہ خبر دی کہ جب سے اس مولوی کو جیل کی کوٹھڑی میں لائے ہیں۔ اس کا وزن روز بروز بڑھ رہا ہے۔ اس کے چہرے پر نکھار آ رہا ہے۔ رونق آ رہی ہے۔ اس کا حسن دوبالا ہو رہا ہے۔ ہم نہیں سمجھ سکے، نہ ڈاکٹر سمجھ سکا۔ آپ حضرات اگر تفتیش کرنا چاہیں تو کر لیں۔

انگریزوں کی طرف سے ٹیم آئی۔ مولانا یحییٰ علی کو باہر نکالا اور یہی سوال کیا کہ اس کوٹھڑی میں تو لوگ ادھ موئے ہو جاتے ہیں۔ کئی مرجایا کرتے ہیں۔ رنگ پیلے ہو جاتے ہیں۔ کیا وجہ ہے تیرا حسن دوبالا ہو رہا ہے؟ چہرے پر نکھار آ رہا ہے۔ رونق بڑھ رہی ہے۔ اور تمہارا روز بروز وزن بڑھ رہا ہے۔

مولانا یحییٰ علی رحمہ اللہ نے جواب دیا میرا خون اس لیے بڑھ رہا ہے۔ میں خوش ہو رہا ہوں۔ میری عمر بھر کی تمنا پوری ہونے کا وقت قریب آیا۔ میرا ذوق پورا ہونے کا وقت قریب آیا۔ میرا شوق پورا ہونے کا وقت قریب آیا۔

میری عمر بھر کی تمنا رہی، وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ يُّقْتَلُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ میری تمنا رہی کہ اللہ کے نام پر سر کٹا دوں۔ میرا قیمہ بنا دیا جائے۔ میری بوٹیاں اُڑا دی جائیں۔ میرا سر تیرا در ہو۔ میرا دل ہو اس مالک کا گھر بن جائے۔ جوں جوں پھانسی کا وقت قریب آ رہا ہے، میں خوش ہو رہا ہوں۔

میرا ایمان ہے کہ رب تعالیٰ اپنے دین پر مرنے والوں کو ایسی زندگی عطا کرتا ہے۔ فرمایا: بل احیاء ولکن ولا تشعرون. یہ زندہ ہے، ان کی زندگی کو تم نہیں سمجھ سکے۔

- وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ يُّقْتَلُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتٌ ؕ بَلْ اَحْيَآءٌ وَّلٰكِنْ لَّا تَشْعُرُوْنَ۝ (البقرہ)

مولانا یحییٰ علی رحمہ اللہ نے جواب دے دیا۔ میں بڑا خوش ہو رہا ہوں۔ جوں جوں میری پھانسی کا وقت قریب آ رہا ہے۔ میں رنجیدہ کیوں ہوں، رب تعالیٰ کا دیدار ملے گا۔ صحابہ کرام رضی

اللہ عنہم کی زیارت کروں گا۔ حضور ﷺ کی زیارت ہوگی۔ شفاعت نصیب ہوگی۔ میرا تو کام بننے کا وقت قریب آیا۔ اس لیے میں خوش ہو رہا ہوں۔

اکابرین دیوبند کیا تھے؟

ہم کچھ نہیں ہیں، ہمارے بڑے بہت کچھ تھے، اور مجھ سے نہ پوچھو اکابر علمائے دیوبند کیسے تھے ، انگریز سے جا کر پوچھو، ملکہ وکٹوریہ کی قبر سے پوچھو، وائسرائے سے پوچھو کہ یہ کون لوگ تھے؟

ایک دو دن کی بات نہیں۔ دہلی کے چاروں طرف چار ہزار عربی مدارس تھے۔ علما کرام ۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی میں ٹکرائے ہیں۔ ایک طالب علم نہ بچا۔ ایک اُستاد نہ بچا۔ جھاڑو دینے والا نہ بچا۔ اذان دینے والا نہ بچا۔

فرانس کا مؤرخ لکھتا ہے: میں نے دہلی کے چاروں طرف دورہ کیا۔ پچاس میل کے ایریئے میں کوئی درخت ایسا نہ تھا۔ جس کے اوپر کسی عالم دین کی لاش نہ لٹکتی ہو۔

آج ہم مسہریوں کے اوپر بیٹھ کر، ایئر کنڈیشنز میں بیٹھ کر، پنکھوں کے نیچے قالینوں پر بیٹھ کر قرآن پڑھنے کو تیار نہیں، میں قسم کھاتا ہوں! میرے پیر حسین احمد مدنی رحمہ اللہ نے، حضرت شیخ الہند رحمہ اللہ نے چار سال تک مالٹا کی جیل میں مکئی پیستے پیستے قرآن یاد کیا۔

علمائے دیوبند کی غیرت:

اتنے غیور تھے کہ جزیرہ انڈمان میں جب جہاز لگا۔ حضرت شیخ الہند رحمہ اللہ اُترے، مولانا مدنی رحمہ اللہ، جیل کی طرف چلے۔ تو ایک انگریز آگے آگے چلا، پوچھا کہ یہ کیوں چلا؟ یہ آپ کی رہنمائی کر رہا ہے۔

یہ حضرات صرف انگریز کے منصوبے کے دشمن نہ تھے۔ انگریز کی ساری عادتوں کے دشمن تھے۔ وہیں کھڑے ہو گئے۔ حکام نے کہا کہ آپ چلیں۔ کہا کہ وہ آگے کون کھڑا ہے؟ وہ ایک انگریز افسر ہے۔ وہ آپ کو راہ بتائے گا۔

انہوں نے کہا کہ یہ ہمیں راہ بتائے گا؟ جب تک ہمارے پیچھے یہ انگریز نہیں آتا، اس وقت تک ہم چلیں گے ہی نہیں۔ ہم آگے چلیں گے۔ یہ پیچھے ہو کر بتاتا چلے۔ دائیں چلو، بائیں چلو، یہ آگے کیوں چلتا ہے؟

آج اتنے نوجوان ہیں، ان سب کی خواہش ہے کہ کم از کم مرتے وقت اتنا پکا انگریز بن

جاؤں تا کہ خدا اور فرشتوں کو پتہ چل جائے کہ یہ پکا انگریز ہے۔ عجیب حالت ہے!

لندن سے ایک عورت آئی تبلیغی جماعت والوں کے ساتھ،اس نے ہمارے ملتان اور کراچی میں عورتوں میں بیان کیا، اس نے ایسی بات کہی عورتوں کو کہ جس معاشرے پر ہم نے وہاں رہتے ہوئے تھوک دیا تم یہاں بیٹھ کر چاٹ رہی ہو۔لندن میں رہتے ہوئے ہم نے انگریز کی عادتوں پر،ان کے لباس پر، ان کے مزاج پر، وہاں تھوک دیا ہے، تم اتنی دور بیٹھ کر اس کو یہاں چاٹ رہی ہو۔ انگریزی بال بنانا، انگریزی لباس بنانا، انگریزوں کی طرح گفتگو کرنا۔

ہم آدمیوں کا ذوق بن گیا ہے۔ سولہ سولہ سال پڑھتے ہیں۔ انگریزی بولی پھر بھی نہیں آتی۔

تم مسلمان ہو، مسلمان بن کر رہو۔ مسلمان بن کر مرو۔ انگریز کو اللہ والوں نے اتنی قربانیوں سے نکالا۔

حضرت شیخ الہند رحمہ اللہ کی موت ڈاکٹر انصاری کی کوٹھی پر دہلی میں آرہی ہے۔

مولانا شبیر احمد عثمانی رحمہ اللہ جیسے، مفتی کفایت اللہ رحمہ اللہ جیسے، بڑے بڑے شاگرد پاس بیٹھے ہیں۔ حضرت شیخ الہند رحمہ اللہ نے رونا شروع کر دیا۔ انہوں نے پوچھا حضرت! کیوں! فرمایا عمر بھر کوشش کی۔ بڑی تمنا تھی۔ اللہ کی راہ میں میرا قیمہ بنا دیا جاتا۔ میری بوٹیاں اُڑا دی جاتیں۔ میرے چیتھڑے اُڑا دیے جاتے۔ افسوس کر رہا ہوں۔ بستر پر موت آرہی ہے۔ بڑی تمنا تھی۔ بڑی آرزو تھی۔ بڑی حسرت تھی۔ شہادت کی موت حاصل ہو جائے۔

شہادتِ فاروقی رضی اللہ عنہ کی خبر:

آج ہم شہادت کی موت تلاش کرنے کے بجائے اس سے ڈرتے پھرتے ہیں۔

سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کا دورِ خلافت ہے۔ صحابہ رضی اللہ عنہم کی جماعت پہاڑ میں سے گزری۔ ایک صحابی پہاڑ پر رہتا تھا۔ بیل بکریوں کا کاروبار تھا۔ اس نے ان کے لیے ایک بکری ذبح کی۔ اور ان کو کھلائی۔

آدھی رات کے قریب وہی آدمی جس کی بکریاں تھیں۔ جو ان کا میزبان تھا۔ روتا ہوا آیا۔ انہوں نے پوچھا کہ کیا بات ہے؟ بھیڑیا بکری لے گیا۔

انہوں نے مذاق کیا کہ ایک بکری کو نہیں، دو ہم نے بھی تو کھالیں، ان کو رو رہا ہے۔ اس نے کہا نہیں، نہیں۔ آپ حضرات تشریف لائے ہیں۔ میں نے آپ کی عزت کی ہے۔ خدمت کی

ہے۔ اللہ قبول فرمائے۔ اس پر تو بڑا راضی ہوں۔ لیکن بکری بھیڑیا لے گیا۔

اس نے کہا کہ تیرے پاس ہزاروں بکریاں ہیں۔ بھیڑیں ہیں۔ رونے کی کیا بات ہے؟ ایک بکری کو لے گیا تو کیا ہوا؟

وہ کہنے لگا یہ بات نہیں، میں بکری کو نہیں روتا۔ اس بکری کو بھیڑیئے کا لے جانا، میرا اندازہ ہے کہ فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کا جنازہ اُٹھ گیا۔ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کا انتقال ہو گیا ہے۔ اتنے عرصے سے ہم بھیڑ بکریاں رکھ رہے ہیں۔ آج تک بھیڑیا نہیں لے گیا۔ آج کیوں لے گیا؟

یہ بے انصافی شروع ہوئی۔ یہ اس بات کی دلیل اور علامت ہے کہ فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کا جنازہ اُٹھ گیا۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے وارث کہاں گئے؟

جن حضرات کے جنازے اُٹھنے کے یوں اندازے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے لگائے، آج مسلمان کے ملک میں رہنے والا، مسلمان کہلانے والا، ان حضرات کی شان میں گستاخی کرے اور پھر وہ زندہ رہے۔

اس لیے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہ کے وارث مر گئے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے وارث قبروں میں چلے گئے۔ ورنہ کوئی وجہ نہیں کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جیسی جماعت ہو، جن کی تعریف انجیل میں تھی، تورات میں تھی، زبور میں تھی، قرآن میں ہے، نبی ﷺ کے فرمان میں ہے، ان کا گلہ کیوں کرے کوئی؟

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم، بزرگانِ دین، اتنی قربانیاں دے گئے کہ ان کا ذکر کرنا بھی ہمارے بس کی بات نہیں۔

اسی طرح میرے اکابرین کی قربانیاں ہیں۔ کون مقابلہ کرے گا میرے اکابر کا، تقویٰ میں، پرہیزگاری میں، علم میں، عمل میں، کسی میدان میں بھی نہ کوئی مقابلہ کر سکا ہے نہ کر سکے گا۔

حضرت لاہوری رحمہ اللہ کا تقویٰ:

حضرت لاہوری رحمہ اللہ حج کے لیے تشریف لے جا رہے ہیں۔ سمندری سفر ہے۔ کراچی سے سوار ہوئے۔ جدہ جانا ہے۔ جہاز کا عملہ نماز نہیں پڑھتا۔ ان کو کہا نماز نہیں پڑھی، تیرہ دن میں جہاز جدہ پہنچا۔ مسلسل تیرہ دن لاہوری رحمہ اللہ نے فاقہ تو کر لیا، بے نماز کے ہاتھ کا ٹکڑا نہ کھایا۔

تو ایک وقت کا نبھا کر دکھا۔ بل کہ تیرا نظریہ تو ہے کہ قرآن اگر بچے پڑھیں گے تو بھوکے مر جائیں گے۔ حافظ قرآن ہوں گے تو بھوکے مریں گے۔ بابو ہوں گے تو زیادہ کھانے کو ملے گا۔ تم سارے کلمہ پڑھو:

"لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ"

ایمان داری سے بتانا کہ کبھی کسی ایسے مولوی، عالم، قاری، حافظ کا جنازہ کبھی پڑھا ہے کہ یہ مولوی، یہ حافظ بھوک سے مر گیا۔ (نہیں)

ہاں! ایسا تو جنازہ پڑھا ہوگا کہ شب برأت میں اتنا حلوہ آیا کہ مولوی کھاتے کھاتے مر گیا۔

لطیفہ:

ایک مولوی بیمار ہو گیا۔ ڈاکٹر کے پاس لے گئے۔ وہ پیالی میں مکسچر بنا کر لایا۔ حضرت! یہ پی لو۔ کہنے لگا کملے ہو گئے ہو؟ اتنی جگہ ہوتی تو ایک پلیٹ اور نہ کھا لیتا۔ دوا کی کہاں جگہ ہے۔

تقویٰ، پرہیز گاری دیکھ، حضرت لاہوری رحمہ اللہ کی شادی ہوئی، دوسرا تیسرا دن فاقے پہ فاقہ!

ہمارے ہاں شادی ہوتی ہے، محلہ کے کتے بھی پیٹ بھرتے ہیں۔ سارے پرندے بھی سیر ہو جاتے ہیں۔ کسی کو شادی کے موقع پر نہیں پوچھیں گے، شادی میں افسروں کی پوچھ، چیئرمین اور کونسلرز کی پوچھ۔ اور مرنے پر ہماری پوچھ۔

قاری صاحب کا واقعہ:

میرے والد محترم تھے۔ اور میں ان کا ہاتھ پکڑے ہوئے تھا۔ چوک بازار سے گزر رہے تھے۔ ملتان کی بات ہے۔ ایک آدمی نے آ کر میرا ہاتھ پکڑا۔ کہنے لگا کہ ساری دنیا کے لیے جمعہ کو دعا کرتا ہے۔ بیری والی مسجد میں جمعہ پڑھاتا تھا۔ میرا کاروبار بالکل رہ گیا۔ میرے لیے بھی کبھی دعا کر دے۔

مولویوں کی تو عادت ہے کہ کہتے ہیں اللہ برکت دے۔ میں نے یوں ہی پوچھ لیا کہ تیرا کاروبار کیا ہے؟ کہنے لگا کفن بیچتا ہوں۔

میں نے کہا کہ میں تو دعا نہیں کر سکتا، تو اپنا کاروبار بدل لے۔ لوگ مریں، تو تیرا کاروبار چمکے، مجھ سے دُعا نہیں ہوتی۔

مجھے فخر ہے:

حضرت لاہوری رحمہ اللہ کا تیسرا دن جو فاقے کا ہوا، تو حضرت لاہوری رحمہ اللہ نے اپنی اہلیہ سے کہا، اپنے میکے چلی جا۔ کچھ کھانے کو مل جائے گا۔ کچھ پینے کو مل جائے گا۔ میرے یہاں تو فاقوں کا ہی ڈیرہ ہے۔

عورت ہو کر کیا جواب دیا؟ کہنے لگی میں نے اپنی بھوک کا شکوہ آپ سے کب کیا؟ گلہ کب کیا؟ میں نے شکایت کب کی؟ میں تو اپنے مقدر پہ ناز کرتی ہوں۔ مجھے زمانے بھر کا ابدال مل گیا، مجھے قطب مل گیا، مجھے ولی مل گیا، مجھے شیخ التفسیر مل گیا، مجھے شیخ الحدیث مل گیا، مجھے آسمانی خبریں سنانے والا مل گیا، مجھے نبی ﷺ کی خبریں سنانے والا مل گیا، مجھے نمازی مل گیا، مجھے حاجی مل گیا، مجھے پرہیز گار مل گیا۔ آئندہ کبھی نہ کہنا گھر سے چلی جا۔ لاہوری رحمہ اللہ! اس چوکھٹ سے باہر میرا جنازہ جاسکتا ہے، قدم نہیں جاسکتے۔ پھر کیسے ہیرے تے، کیسے لعل جے!

اکابرین کے اعزازات:

مولانا حبیب اللہ مرحوم رحمہ اللہ، حضرت کے صاحبزادے نے بیت اللہ شریف میں خانہ کعبہ میں دس سال قرآن کا درس دیا۔ بغیر تنخواہ کے، رات دن اللہ کے قرآن کا درس دیا۔ اور جب موت آئی، اللہ نے کرم فرمایا، لاہوری رحمہ اللہ کے بیٹے! اب تو عام آدمی نہیں، لاہور سے چل کر میرے بیت اللہ میں تو نے میرے قرآن کا درس دیا۔

جب موت آئی تو عبداللہ بن زبیر رحمہ اللہ کی بغل اور حاجی امداد مہاجر مکی رحمہ اللہ کے درمیان میں قبر کی جگہ عطا فرمادی۔

سیدہ اسماء رضی اللہ عنہا بنت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا لختِ جگر بھی یہاں دفن ہے۔ تو بھی یہاں آجا۔ کس طرح اللہ نوازتے ہیں۔

پیر عبدالہادی دین پوری رحمہ اللہ نے ساری زندگی میں بے نماز کے ہاتھ کا پانی نہیں پیا۔

ہمارا کیا حال ہے؟

ایک تم لوگ جتنے بیٹھے ہو، مجھے اپنا بھی پتہ ہے، تمہارا بھی پتہ ہے۔ ہوٹل سے روٹی منگوا کر خوش ہیں۔ کیوں؟ وہ لڑکے جو آٹا ملتے ہیں ہوٹل میں، کبھی یوں آگے ہاتھ لگاتے ہیں اور کبھی اندر ہاتھ!

ہم نے کوشش ہی نہیں کی کہ نمازی کے ہاتھ کی روٹی ہی مل جائے۔ اس لیے آج یہ حالات بنے

ہوئے ہیں۔ بڑے بڑے حاجیو، نمازیو، مولویو، سوچو! اگر بیوی کی گود میں موت آئی تو بیوی بے نماز۔ بیٹی کی گود میں موت آئی تو بیٹی بے نماز۔ بیٹے کی گود میں موت آئی تو بیٹا بے نماز۔ داماد کے ہاتھ میں موت آئی تو داماد بے نماز۔ ڈاکٹر کے ہاتھ میں موت آئی تو ڈاکٹر بے نماز۔ نرس کے ہاتھ میں موت آئی تو نرس بے نماز، ہسپتال میں موت آئی تو گاڑی میں ڈالنے والے بے نماز، گاڑی چلانے والے بے نماز، کفن لانے والے بے نماز، غسل دینے والا بے نماز، قبر بنانے والا بے نماز۔

گھر سے اٹھا کر قبرستان لے جانے والے بے نماز، میں نے مانا تو حاجی ہے، نمازی ہے، لیکن اتنے بے نمازی تجھے جنت میں کب جانے دیں گے۔ "ثُمَّ لَمْ يَتُوبُوا فَلَهُمْ عَذَابُ جَهَنَّمَ وَلَهُمْ عَذَابُ الْحَرِيقِ ۝" (البروج:۱۰) جلا دینے والا عذاب، تباہ و برباد کر دینے والا عذاب!

بنت امام شافعی کی عبادت:

جن کو یقین تھا، امام شافعی رحمہ اللہ نے اپنی بیٹی کے چہرے پر نگاہ ڈالی، دیکھا کہ آنکھیں خراب ہو رہی ہیں، فرمایا بیٹی! آرام کر لیا کرو۔ تو سوتی ہی نہیں ہے۔ آرام نہیں کرتی۔ نظر خراب ہو جائے گی۔ دھکے کھائے گی۔ ٹکریں کھائے گی۔ ٹھوکریں کھائے گی۔ کیا ہے یہ؟

عرض کرنے لگی ابا جان! نیند آتی ہے، بستر پر لیٹ جاتی ہوں۔ آنکھ لگنے لگتی ہے۔ فوراً میرے دل میں خیال آتا ہے کہ شافعی کی بیٹی! تو نے تو بستر سنبھال لیا ہے۔ صبح زمین پر ہو گی یا سینکڑوں من مٹی کے نیچے ہو گی؟

جب یہ خیال آتا ہے، فوراً نیت باندھ کر میں قرآن کریم کی تلاوت شروع کر دیتی ہوں۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم حضور ﷺ کے شاگرد تھے:

یہ بھی تو اس دنیا میں لوگ تھے۔ کھاتے بھی تھے۔ پیتے بھی تھے۔ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا تو کیا کہنا! جن کا پیر کملی والا ہو، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم براہِ راست حضور ﷺ کے شاگرد ہیں۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ خدا کی قسم! میں نے کبھی کسی کو ساری زندگی میں گالی نہیں دی۔

ہم میں سے بھی کوئی یہ قسم کھا سکتا ہے؟

لیکن دوستی میں، محبت میں، ایک دوسرے دوست کو نظر آتا ہے۔ تم کہاں تھے؟ تم نہیں ملے، ملاقات ہو رہی ہے اور گالیاں دے رہے ہیں۔ خوشی میں ہو رہا ہے۔ غصے میں تو لوگ گالیاں بکتے ہیں۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کہتے ہیں مالک کائنات کی قسم! میں نے ساری زندگی میں کبھی گیت نہیں گایا۔

ہم چھوٹے بڑے، امیر غریب، ہم خالی بیٹھے ہوں بیٹھک میں، پھر بھی گاتے رہتے ہیں۔ یہ قبر کی تیاری ہو رہی ہے۔

جان نہیں رہی، طاقت نہیں رہی، لیکن کنجری اندر بسی ہوئی ہے۔ زور لگا رہے ہیں بڑے میاں کنجری کی آواز کے ساتھ!

ایک سفر کی بات:

میں ڈیرہ غازی خان سفر کر رہا تھا۔ یقین کرو کہ مجھے آواز سے معلوم ہوتا تھا کہ پیٹ میں آنت نہیں ہے۔ منہ میں دانت نہیں ہے۔

کہنے لگا استاد! کیا بات ہے؟ ٹیپ خراب ہے؟ نہیں۔ پھر کچھ رونق لگاؤ۔ اسے میرا پتہ تھا۔ اس نے چپکے سے کہا کہ کیوں میرا جلوس نکلواتا ہے۔ قاری حنیف بیٹھا ہے۔ کیا ہے قاری حنیف؟ قاری حنیف کھا جاتا ہے؟

میں نے کہا کہ اوروں کو کھاؤں نہ کھاؤں، تجھے ضرور کھاؤں گا۔ معلوم ہوتا ہے کہ میں تجھ سے طاقت ور ہوں۔ اے بے ایمان! تو اس حال میں مرنا چاہتا ہے؟ ارادے دیکھیں، تمنائیں دیکھیں!

ایک اللہ والے کی بات:

اللہ والوں نے کس طرح اپنی زندگیاں گزاری ہیں۔ سلطان عالمگیر بادشاہ ہو کر پانچ ہزار حدیثیں زبانی یاد کرتے تھے۔

اکابرین رحمہ اللہ انگریز سے ٹکرائے۔ حضرت مولانا حسین احمد مدنی رحمہ اللہ نے انگریز کے خلاف فتویٰ دیا۔ کیا لوگ تھے، وہ فرماتے ہیں:

مصائب میں الجھ کر مسکرانا میری فطرت ہے
مجھے ناکامیوں پر اشک برسانا نہیں آتا
نگاہیں جن کی پڑ جاتی ہیں مستقبل کے چہرے پر
انہیں ماضی کے افسانوں کو دہرانا نہیں آتا

حق نواز رحمہ اللہ کامیاب ہو گیا:

میرے اکابر نے قربانیاں دی ہیں۔ شیخ الہند رحمہ اللہ آخری وقت روئے، شہادت کی موت نہ ملی۔ بخاری رحمہ اللہ روئے، شہادت کی موت نہ ملی۔ بڑے بڑے اکابر روئے کہ شہادت کی موت نہ ملی۔

مولانا حق نواز شہید رحمہ اللہ پتہ نہیں کہاں دعا مانگی تھی۔ شاید موچی والا (تھانہ) میں ساری رات اُلٹا لٹکا کر مارا، وہاں دعا مانگ لی۔ میاں والی کی جیل میں دعا مانگ لی۔ کہاں مصیبت کے وقت دعا مانگی۔ ادھر دُعا مانگی، ادھر منظور ہو گئی۔

یہ بات نہیں کہ اکیلا شہید ہو گیا۔

میرے پاس مظفر گڑھ کا تھانے دار آیا، کوئی ہمیں بھی ملنے آجاتا ہے۔ مجھے کہنے لگا میرا یقین ہے کہ مولانا حق نواز رحمہ اللہ جنت میں گیا۔ میں نے کہا کہ اگر یہ بات میں کہتا تو اور بات تھی۔ تو تو تھانے دار ہے۔ تو کیسے کہنے لگ گیا ہے؟

اس نے کہا کہ کئی دن ہو گئے ہیں۔ میں ایک گلی میں سے گزرا۔ چھوٹے چھوٹے بچے کھیل رہے تھے۔ جن کے بدن پر کوئی کپڑا نہ تھا۔ اور تھا تو ایک تھا۔ اس عمر کے بچے مجھے دیکھ کر سارے بچے اکٹھے ہو گئے۔ اور مجھے دیکھ کر کہنے لگے "شیعہ کافر"۔ معصوم بچے جن کو عقل، ہوش بھی نہیں۔ ننگے کھیل رہے ہیں، سارے میرے پیچھے لگ گئے۔

اس کی نجات کے لیے یہی کافی ہے کہ وہ شناخت کرا گیا۔ تعارف کرا گیا۔ اپنے پرائے کی پہچان کرا گیا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے وفاداروں اور غداروں کی پہچان کرا گیا۔

صحابہ رضی اللہ عنہم کی باتیں:

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم تو اتنے اونچے ہیں کہ ایک دن اللہ نے جبرائیل علیہ السلام سے پوچھ لیا۔ اب میں نے جبرائیل علیہ السلام کہہ دیا اور تم نے سن لیا۔ مگر اس کا مقام تو تمہیں معلوم نہیں۔ اربوں کھربوں فرشتوں کا سردار ہے۔ تمام فرشتوں کا سردار ہے۔

اللہ نے ایک دن پوچھ لیا "جبرائیل! تیری بھی کوئی حسرت اور تمنا ہے" اس نے کہا کہ کیوں نہیں۔

اللہ نے کہا کہ عورت کی تمنا تو نہیں کر سکتا، اولاد کی تمنا تو نہیں کر سکتا، فرشتہ ہے، کھانے پینے کی تمنا تو نہیں کر سکتا۔

الٰہی! کئی مرتبہ دل میں یہ آرزو پیدا ہوتی ہے کہ اے کاش! میں جبرائیل امین نہ ہوتا، میں ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ ہوتا۔

ایک دن حضرت جبرائیل علیہ السلام ٹاٹ کا لباس پہن کر آیا۔ حضور ﷺ نے دیکھ کر فرمایا کیا بات ہے؟ فرشتہ ہو کر یہ لباس؟

اس نے کہا یا رسول اللہ ﷺ! صرف میرا نہیں، آج سارے فرشتوں کا یہی لباس ہے۔ پوچھا کیوں؟ عرض کیا کہ آج ابو بکر رضی اللہ عنہ کا یہی لباس ہے۔ اللہ نے کہہ دیا کہ صدیق رضی اللہ عنہ کے لباس کی مشابہت کرو۔

اللہ نے فرمایا کہ محبوب! آپ کے یار تو ایسے ہیں کہ میرا چاند ان کے لیے، میرا سورج ان کے لیے، میری رات ان کے لیے، میرا دن ان کے لیے، میری ہوا ان کے لیے، میری جنت ان کے لیے، میرے محبوب ﷺ! تو ان کے لیے، میرا قرآن ان کے لیے، میری عطا ان کے لیے، میرا کرم ان کے لیے، میری بخشش ان کے لیے، میرا لطف ان کے لیے، ان کی بات نہ کیا کرو، یہ میرے لیے میں ان کے لیے۔

جن کا امام، امام الانبیا ﷺ ہو، جس کا پیر محمد کریم ﷺ ہو۔

ایک صحابیؓ کے ہاتھ لوگ سونگھتے ہیں۔ پوچھا یہ خوشبو کہاں سے لی؟

عرض کیا کہ میں ایک دن بیمار ہو گیا۔ میری عیادت کے لیے امام الانبیا ﷺ تشریف لائے۔ میرا ہاتھ پکڑا، اس دن سے میرے ہاتھ سے خوشبو آ رہی ہے۔

صحابہ رضی اللہ عنہم کہتے ہیں کہ ہم مدینہ میں موجود ہوتے تھے تو ہمیں حضور ﷺ کا پتہ کرنے کے لیے کسی سے پوچھنے کی ضرورت نہ ہوتی تھی، ہوا بتا دیا کرتی تھی کہ حضور ﷺ ادھر تشریف فرما ہیں۔

اللہ عمل کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)

وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

دولت و دنیا

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ نَحْمَدُہٗ وَنَسْتَعِیْنُہٗ وَنَسْتَغْفِرُہٗ وَنُؤْمِنُ بِہٖ وَنَتَوَکَّلُ عَلَیْہِ وَنَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَیِّاٰتِ اَعْمَالِنَا مَنْ یَّھْدِہِ اللّٰہُ فَلَا مُضِلَّ لَہٗ وَمَنْ یُّضْلِلْہُ فَلَا ھَادِیَ لَہٗ وَنَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَلَا نَظِیْرَ لَہٗ وَلَا مِثْلَ لَہٗ وَلَا مُعِیْنَ لَہٗ وَلَا وَزِیْرَ لَہٗ وَلَا مُشِیْرَ لَہٗ وَنَشْھَدُ اَنَّ سَیِّدَنَا وَسَنَدَنَا وَنَبِیَّنَا وَشَفِیْعَنَا وَھَادِیَنَا وَمُرْشِدَنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ اَرْسَلَہٗ بِالْحَقِّ بَشِیْرًا وَّنَذِیْرًا وَاَصْحَابِہٖ وَاَزْوَاجِہٖ وَبَارِکْ وَسَلِّمْ تَسْلِیْمًا کَثِیْرًا کَثِیْرًا ○

اَمَّا بَعْدُ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ○ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○ یٰبَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ اذْکُرُوْا نِعْمَتِیَ الَّتِیْٓ اَنْعَمْتُ عَلَیْکُمْ وَاَوْفُوْا بِعَھْدِیْٓ اُوْفِ بِعَھْدِکُمْ وَاِیَّایَ فَارْھَبُوْنِ ○ وَاٰمِنُوْا بِمَآ اَنْزَلْتُ مُصَدِّقًا لِّمَا مَعَکُمْ وَلَا تَکُوْنُوْٓا اَوَّلَ کَافِرٍ بِہٖ وَلَا تَشْتَرُوْا بِاٰیٰتِیْ ثَمَنًا قَلِیْلًا وَّاِیَّایَ فَاتَّقُوْنِ ○ وَلَا تَلْبِسُوا الْحَقَّ بِالْبَاطِلِ وَتَکْتُمُوا الْحَقَّ وَاَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ○ (البقرہ)

صَدَقَ اللّٰہُ مَوْلَانَا الْعَلِیُّ الْعَظِیْمُ ○ وَبَلَّغَنَا رَسُوْلُہُ النَّبِیُّ الْکَرِیْمُ وَنَحْنُ عَلٰی ذٰلِکَ لَمِنَ الشّٰھِدِیْنَ وَالشّٰکِرِیْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ○

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰٓی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰٓی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰٓی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ ○ اَللّٰھُمَّ بَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰٓی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰٓی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰٓی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ ○

حسب نیت سب ملتا ہے:

حسب نیت میں نے اس لیے کہا کہ آدمی کی نیت کے بغیر کچھ بھی نہیں ملتا۔ نہ دین ملتا ہے، نہ دنیا ملتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ہمارا دنیا کے متعلق یقین ہے کہ اگر محنت کریں گے، کچھ ملے گا۔ دوڑ دھوپ کریں گے کچھ ملے گا۔ ہاتھ پاؤں ماریں گے، کچھ ملے گا، ورنہ کچھ نہیں ملے گا۔

مسلمانو! دین کے بارے میں کم از کم یوں ہی خیال کرلو کہ اگر ہاتھ پاؤں مارو گے تو کچھ ملے گا۔ دوڑ دھوپ ہوگی تو کچھ ملے گا۔ کوشش کریں گے تو کچھ ملے گا۔ خواہ مخواہ کچھ نہیں ملے گا۔

اگر روپیہ پیسہ، دھن ودولت بغیر محنت اور کوشش دستیاب نہیں ہوتا تو جنت کیسے مل جائے گی؟ رضائے الٰہی کیسے حاصل ہوجائے گی؟ وہ تو بہت بڑی دولت ہے۔

مالک کائنات صرف اللہ ہے:

یہ دنیا جس کے پیچھے ہم ہاتھ دھوکر پڑے ہوئے ہیں۔ انبیا کرام علیہم السلام نے، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اور اولیا کرام رحمہم اللہ نے اس پر تھوکا بھی نہیں۔ وہ اس کی پرواہ ہی نہیں کرتے تھے۔ ان کے اندر ایک یقین تھا کہ رب العالمین کا وعدہ ہے کہ کھلانا میرا کام ہے، میرے دروازے پر سر جھکانا تیرا کام ہے۔

وہ کہتے تھے کہ ہم کھانے کے پیچھے کیوں پڑیں، جب کھلانا اللہ تعالیٰ کے ذمہ ہے:

"هُوَ يُطْعِمُنِيْ وَيَسْقِيْنِ ﴿٧٩﴾ وَاِذَا مَرِضْتُ فَهُوَ يَشْفِيْنِ ﴿٨٠﴾" (الشعراء)

کھلانے والا میں، چلانے والا میں، بیمار ہوجاؤ تو شفا دینے والا میں!

"لَطِيْفٌ بِعِبَادِهٖ يَرْزُقُ مَنْ يَّشَآءُ" (الشوریٰ:۱۹)

روزی کا معاملہ، کاروبار کا معاملہ، دھندے کا معاملہ، یہ تمام کا تمام میرے قبضہ میں ہے۔ میں نے کسی کو ساجھی نہیں بنا رکھا۔

"وَاللّٰهُ يَقْبِضُ وَيَبْصُۜطُ وَاِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ﴿٢٤٥﴾" (البقرہ)

جس کو چاہوں لاکھ پتی بنادوں، جس کو چاہوں کروڑ پتی بنادوں، جس کو چاہوں دو جہان کا مالک بنادوں، جس کو چاہوں دین اور دنیا دونوں عطا کردوں، جس کو چاہوں ٹکڑوں کا محتاج بنادوں۔

اپنے زمانے کا بادشاہ ہو، لیکن تخت شہنشاہیت چھین کر اتنا مجبور کردوں کہ دولت کے سامنے ذلت کے ٹکڑے مانگ کر مر جائے۔

کھلانے والا اللہ ہے:

کام اللہ کا ہے۔ فرمایا وہاں سے کھلاؤں گا جہاں سے تجھے کبھی گمان بھی نہ آیا ہوگا، تیرا خیال بھی نہ ہوگا۔

"لَاَكَلُوْا مِنْ فَوْقِهِمْ وَمِنْ تَحْتِ اَرْجُلِهِمْ ؕ" (المائدۃ:٦٦)

جب تم میرے بن جاؤ گے، میری طرف جھک جاؤ گے، میرے عبادت گزار بن جاؤ گے، میری توحید کے پرستار بن جاؤ گے، میرے نام کے ساتھ شرک کی لعنت نہیں لگاؤ گے، مجھے سارے جہان کا خالق و مالک مانو گے۔

اولاد کا مالک میں، مال کا مالک میں، تیری جان کا مالک میں، تیرے کارخانے کا مالک میں، تیری دکان کا مالک میں، تیرے بیوی بچوں کا مالک میں، تیرے اعزا و اقرباء کا مالک میں "وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ"

سارے جہان پر قبضہ قدرت میرا ہے۔ آج میرے بندے! مان جا۔

فرمایا کھلانا میری ذمہ داری ہے:

"وَفِي السَّمَآءِ رِزْقُكُمْ وَمَا تُوْعَدُوْنَ ﴿٢٢﴾" (الذّٰریٰت:٢٢)

فرمایا جب تو میرا بن جاتا ہے، اوپر سے بھی رزق برساتا ہوں، زمین سے بھی رزق اُگاتا ہوں، تجھے کسی طرح کی پریشانی نہیں ہونے دیتا۔ سارا جہان میں نے تیرے لیے بنایا۔

کھیتیاں سرسبز ہیں تیری غذا کے واسطے
چاند سورج اور ستارے ہیں ضیاء کے واسطے
سب جہان تیرے لیے اور تو خدا کے واسطے

اللہ سے رحمت کی اُمید رکھا کرو:

فرمایا تو اس بات کے غم میں پڑا ہی نہ کر!

میں بھی آپ لوگوں میں شامل ہوں۔ رات کو نیند نہیں آتی، کس طرح پلے گا میرا بچہ، کس طرح کاروبار چلے گا۔ اے کاش! ہماری نیند اُڑے تو یوں اُڑے اے میرے مالک! اگر قبر میں تیرا سہارا نہ ملا تو میں کہاں جاؤں گا۔

میدان حشر کی بربادی میں اگر تیری رحمت کا سایہ نہ ملا تو میں کہاں جاؤں گا۔

پل صراط سے گزرتے وقت اگر تیری کریمی مجھ پر ہوئی نہ تو میں کہاں جاؤں گا۔

اس پر ہمارا یقین نہیں، اس لیے پریشانی نہیں، اس لیے حزن وملال نہیں!

اعمال وافعال بدلو:

حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی جماعت ان تمام چیزوں کو سمجھ چکی تھی۔ نبی ﷺ کی تعلیمات کا صحیح اثر ان پر ہوا۔ انہوں نے ظاہری، باطنی، اخلاقی، سیاسی، مادی طور پر حضور ﷺ کی تعلیمات کو قبول کیا۔

انہوں نے یوں کہہ کر جان نہیں چھڑائی تھی کہ صاحب! مذہب اور ہے سیاست اور ہے۔

جب آدمی اندر سے بے ایمان ہو جائے تو پھر ہزاروں راستے نکالتا ہے، ہزار ہا راستے بنا کر اپنے آپ کو چلانا چاہتا ہے اور اللہ پاک چلنے نہیں دیتا۔

جیسے کہ ہمیں عادت پڑی ہوئی ہے ہر معاملے میں جھوٹ بولنے کی!

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا ایمان افروز واقعہ:

سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کا زمانہ ہے، اللہ کے نبی ہیں، پاک پیغمبر ہیں، روح اللہ ہیں۔ ایک خادم ساتھ رہتا تھا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے تین روٹیاں پکوائیں اور خادم کو کہا کہ ان کو ساتھ رکھ لے، راستے میں کام آئیں گی۔

ہو پیغمبر، ہو نبی، ہو روح اللہ، اسے بھی بھوک لگتی ہے، اسے بھی پیاس لگتی ہے، اور جس کو بھوک پیاس لگتی ہو، وہ حاجت روا نہیں ہو سکتا۔

تین روٹیاں پکوا کر حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے خادم کے حوالے کر دیں۔ سفر طے ہوتا رہا، چلتے رہے، جب جنگل کا راستہ آیا، چپکے سے خادم نے ایک روٹی نکال کر کھالی۔

کسی درخت کی چھاؤں میں جا کر حضرت عیسیٰ علیہ السلام بیٹھے۔ فرمایا روٹی لے آ۔ جب نکال کر دیکھیں تو۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام فرمانے لگے کہ گر تیں تو تینوں گر جاتیں۔ یہ تیسری روٹی کہاں گئی؟

کہنے لگا: "اللہ پاک کی قسم! میں نے تو نہیں کھائی"

جیسے ہمارے ہاں قسم کی کوئی قیمت نہیں، یوں ہی بلاوجہ ہم قسم کھاتے رہتے ہیں۔ سانس سانس پر قسم!

علمانے لکھا ہے کہ زیادہ قسمیں کھانا بھی جھوٹا ہونے کی علامت ہے۔ جو ہر آن قسمیں کھاتا ہے، اس کو خدا کے نام سے کیسا عار ہے اور کیا غیرت ہے۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام سمجھ گئے کہ اس نے جھوٹ بولا ہے اور جھوٹ بولنے والا میرے ساتھ رہا تو کہیں خدا کا مجھ پر عتاب نہ آجائے۔

نبی ڈرتا ہے اس بات سے کہ میرے ساتھ جھوٹ بولنے والا نہ رہے۔ کہیں اس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کی ناراضی نہ آجائے۔ کبھی ہم نے یہ بھی سوچا کہ یہ سوسائٹی، یہ مجلس، یہ معاشرہ، یہ ماحول جو ہر وقت جھوٹ کی طرف گامزن ہے، ہم اس سے بچنے کی کوشش کریں۔ کبھی نہیں!

کہیں ہیں کیا کریں؟ زمانے کی رفتار ہے۔ زمانے کے حالات کے ساتھ چلنا پڑے گا۔

اگر قیامت کے دن اللہ تعالیٰ نے فرمادیا کہ زمانے کی رفتار ہے، سب کو جہنم میں جانا پڑے تو پھر کیا ہوگا؟

اللہ کے پیغمبر نے معجزہ دکھایا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا ایک معجزہ یہ بھی تھا کہ مٹی سے سونا بناتے تھے۔ فرماتے ہیں کہ ایک ڈھیلے کو کہا کہ اللہ کے حکم سے سونا بن جا، وہ سونا بن گیا۔

جب سے یہ واقعہ میں نے تفسیر میں سنا ہے، میرا دل کرتا ہے کہ وہ وظیفہ بتا جاتے تو میں بھی پڑھ لیا کرتا۔ اور تم سب آتے کہ سونا بنانے کا وظیفہ ہمیں بھی بتادے۔

صلوٰۃ الحاجت پوچھنے کوئی نہیں آتا، صلوٰۃ التسبیح پوچھنے کوئی نہیں آتا۔ منانے وں نماز پوچھنے کوئی نہیں آتا، خدا کے نام پر صحیح خرچ کرنے کا مسئلہ پوچھنے کوئی نہیں آتا، زکوۃ یئے کا صحیح مسئلہ پوچھنے کوئی نہیں آتا۔

اگر میں سونا بنانا سیکھ جاتا تو سارا پاکستان بل کہ دوسرے ملکوں کے لوگ یہاں میرے قدم اور پاؤں پکڑتے۔

اور خدا کے کلام کے مقابلہ میں کروڑوں ٹن سونے پر لعنت ہے ایک آیت قرآن کے مقابلہ میں۔ کیوں؟ سونے کے مالک تو میں نے کئی بدلتے دیکھے، قرآن والا کوئی نہ بدلا۔ اور یوں بدلے:

تو برائے بندگی ہے یاد رکھ
بہر زر اب گندگی ہے یاد رکھ
چند روزہ زندگی ہے یاد رکھ
ورنہ پھر شرمندگی ہے یاد رکھ

یاد کر لے اس بات کو، ان دنوں میں کچھ بنا لے ورنہ ہمیشہ ہمیشہ کے لیے شرمندہ رہے گا۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے مٹی کے تین ٹکڑے لیے اور خادم کے سامنے کہا سونا بن جا، وہ مٹی کے ٹکڑے سونا بن گئے۔ یہ اللہ کے نبی کا معجزہ ہے۔

شکر ہے تمہیں آج تک درویش فقیر ایسا ملا ہی نہیں ورنہ اس کو علی الاعلان خدا ماننے۔ یہ پیغمبر کا معجزہ ہے۔

میں قرآن مجید کا ترجمہ کر رہا ہوں۔ مٹی کی چڑیا بنائی اور اس کو پھونک ماری، فَأَنفُخُ فِيهِ فَيَكُونُ طَيْرًا بِإِذْنِ اللَّهِ (آل عمران: ۴۹) مٹی کی چڑیا بنائی، پھونک ماری اور وہ اڑ گئی۔

آج اگر کوئی یوں کرتا ہے تو میں کہتا ہوں کہ شاید ایک بھی خدا کا نام لینے والا نہ ملتا۔ کہتا دیکھ! پرندے نہیں بنا رہا!

حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے مٹی سے سونا بنایا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے سونے کا ایک ٹکڑا اپنی طرف رکھ لیا، یہ تو میری ہوئی۔ ایک اس کی طرف کر دیا کہ یہ تیرا ہوا اور تیسرے کی طرف انگلی کا اشارہ کر کے فرمایا کہ یہ اس کا جس نے تیسری روٹی کھائی ہے۔

کہنے لگا اللہ کی قسم! میں نے کھائی ہے۔ اللہ کے پیغمبر کی آنکھوں میں آنسو آ گئے۔ فرمایا اے دنیا کے طلب گار! کیا کرے گا اس سونے کو لے کر؟ اسی کو کہتے ہیں:

سونے چاندی کی چمک بس دیکھنے کی بات ہے
چار دن کی چاندنی ہے اور پھر اندھیری رات ہے

اس نے کہا کہ چلو پیغمبر کی خدمت سے گیا، ساتھ رہنے سے تو گیا، لیکن سونا تو مل جائے۔

اللہ کے نبی دولت کو ہاتھ نہیں لگایا کرتے۔ امام الانبیا، حبیب کبریا، محمد مصطفیٰ ﷺ کو ازواج مطہرات میں سے، گھر والیوں میں سے، کسی نے دیکھا کہ ساری رات کروٹیں بدل بدل کر گزاری۔

ہماری ماؤں میں سے کسی نے پوچھا یا رسول اللہ ﷺ! آج نیند کیوں نہیں آئی؟ رات ساری گزر گئی، نیند کیوں نہیں آئی؟

فرمایا راستے میں ایک کھجور پڑی تھی۔ میں نے اس نیت سے اٹھا کر کھالی کہ یہ ضائع ہو جائے گی کسی کے پاؤں کے نیچے آ کر، کھانے کی چیز ہے۔ اب مجھے شبہ یوں پڑتا ہے کہ وہ کسی اور کا حق نہ ہو۔

شہنشاہ کائنات ہے، امام الانبیا ہیں۔ ایک کھجور کے لیے ساری رات بے چین ہیں۔ ہم

مرلع دیا جاتے ہیں، ایک منٹ کے لیے بھی پریشان نہ ہوئے۔ ہم ہزاروں کھا جاتے ہیں، لاکھوں مار جاتے ہیں۔

تو بھی تو اس نبی کا امتی ہے۔ مدنی کریم ﷺ نے فرمایا ایک دانہ جب آدمی کے حلق میں حرام کا جاتا ہے۔ اللہ کی طرف سے اس کی طرف عذاب آنا شروع ہو جاتا ہے۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے خادم کو کہا کہ یہ تیسری سونے کی ڈلی اس کی ہے جس نے تیسری روٹی کھائی ہے۔ کہنے لگا اللہ قسم میں نے کھائی ہے۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے تینوں اس کو دے دیں۔ فرمایا تجھے سونا مبارک ہو تو ہی لے جا، میں کیا کروں گا۔

وہ دل میں بڑا خوش ہوا۔ اس نے کہا کہ مزے ہو گئے۔ چلو نبی کی خدمت سے محروم ہو گیا۔ مگر سونا تو مل گیا۔ اس نے سونا اُٹھایا اور چل پڑا۔ سامنے سے تین ڈاکو آتے ہوئے مل گئے۔ انہوں نے کہا کہ کیا ہے؟ اس نے سوچا کہ میں نہیں بتاؤں گا تو یہ خود دیکھ لیں گے۔ یہ تین ہیں اور میں ایک ہوں۔ کہنے لگا سونا ہے۔

اس نے کہا کہ ذرا آنکھیں بدل لے۔ کہنے لگا کہ مارنے کی ضرورت نہیں، بہت زیادہ سونا ہے، مارنے اور قتل کی ضرورت نہیں۔

آج کل کا زمانہ تو تھا ہی نہیں کہ مرنے کے بعد تلاشی لیں گے۔

پچھلے سال ساہیوال میں ایک آدمی کو قتل کیا، جب تلاشی لی تو دس پیسے نکلے۔

اب تم سوچ رہے ہو گے کہ وہ کتنا بڑا بے ایمان ہو گیا، جو نبی کا ساتھ چھوڑ گیا۔ عیسیٰ علیہ السلام کا ساتھ سونے کی وجہ سے چھوڑ دیا۔ کیا یہ بے ایمان اس زمانے میں تھے آج نہیں؟ سکھ اور عیسائی ایسا نہیں جو مسلمان کرتا ہے۔ اور پھر مسلمان کے مسلمان ہو، کسی نے یہ بات بتائی ہے تم سور کھاؤ، پھر بھی مسلمان ہو۔ کتا کھاؤ پھر بھی مسلمان ہو، حرام کھاؤ پھر بھی مسلمان ہو۔ زنا کرو، شراب پیو، بدکاری کرو، پھر بھی مسلمان ہو۔ یہ ملاں نے بتایا ہے۔

اس لیے تو مولویوں سے لوگ خوش ہیں۔ لوگوں سے پیسے لیتے ہیں کبوتروں کو بیت اللہ میں دانہ ڈالنے کے لیے! ساری عمر شراب پیو اور جوا کھیلو، حرام خوری کرو۔ کبوتر دانہ کھا کر بیت اللہ کے اوپر بیٹھ کر کہہ دے گا، میں نے تیری سفارش کر دی؟

تو ان بڑے بڑے ٹھگوں کے قابو میں آتا ہے۔ ان لوگوں کے مطلب کا تورہ گیا۔ ویزے

لگوانے والے کا اور تیرے باپ کو جنتی بنانے والے کا، باقی سارے ٹھیکے ختم ہو گئے۔ دماغ نہیں؟ اللہ کے قرآن کا پتہ نہیں کہ کیا فیصلہ دیتا ہے؟

وہ کہنے لگا مارنے کی ضرورت نہیں، سونا بہت ہے۔ دو تم ہو اور ایک میں ہوں، تین حصے کر لیں گے۔ انہوں نے کہا کہ چلو ٹھیک ہے۔ جب یوں ہی مل رہا ہے تو پھر مارنے کی کیا ضرورت ہے۔

راستے میں چلتے چلتے بھوک لگی۔ شہر کے قریب گئے تو ایک سے کہنے لگے کہ جاؤ جا کر روٹی لاؤ، وہ درخت کی چھاؤں میں سو گئے۔

دنیا ساری مکر کا نام ہے، فتنے کا نام دنیا ہے۔ وہ جو شہر میں روٹی پکوا رہا ہے، وہ سوچنے لگا آرام کے ساتھ سوئے پڑے ہیں چھاؤں میں، میں دھوپ میں پھر رہا ہوں، پریشان ہو رہا ہوں، اپنی تو یہاں کھالوں۔ ان کی روٹی میں زہر ملا کر لے جاؤں۔ کھاتے ہی سو جائیں گے اور سارا سونا میرا! ساری دولت میری، تمام کا تمام میرا ہی ہو جائے گا۔ دماغ کہتا ہے ایسا کرو۔ اس نے روٹی کھائی، ان کی روٹی میں زہر ملا کر لا یا۔

اور یہ دونوں آپس میں کہنے لگے ہم جنگل میں ہیں اور وہ شہر میں فالودہ کھا رہا ہوگا۔ خدا جانے کیا مزے اُڑا رہا ہوگا۔ بڑا چالاک ہے، دیر لگ گئی، کھانے میں مصروف ہے۔

ایک نے کہا کہ میں بتاؤں ترکیب؟ دوسرے نے کہا کہ کیا ہے؟ اس کو آتے ہی قتل کر دیں۔ ہم دونوں آدھا آدھا کر لیں گے۔ انہوں نے یہ سوچا اور وہ زہر ملا کر لا یا۔ اسی کا نام تو دنیا ہے۔ فرمایا:

"قُلْ مَتَاعُ الدُّنْيَا قَلِيلٌ" (النساء: ۷۷)

دنیا تھوڑے دنوں کا سودا ہے۔ دنیا کا دھوکہ تمہیں دھوکے میں نہ ڈال دے۔ دنیا کی زیب و زینت تمہیں لپیٹ کر نہ رکھ دے۔ دنیا خسارے میں ڈال دے گی۔

وہ روٹیوں میں زہر ملا کر آیا اور جب آیا، سارا دن خرچ کر دیا۔ شہر میں تفریح ہوتی رہی جناب کی، ہم تیرے باپ کے ملازم ہیں کہ جو گزارہ کرتے رہے، اس کو مار کر ہلاک کر دیا۔

کہنے لگے اب ہم نصف نصف کر لیں گے۔ کھانا کھاو، روٹی جو کھائی اس نے کہ اب آرام کر لیں، طبیعت خراب ہو رہی ہے۔ اس زمانے میں "سیون اَپ" تو تھی ہی نہیں جو پی لیتے! طبیعت خراب ہے، کیا بات ہے؟ سو جائیں، کھا کر جو سو گئے تو پھر کون اُٹھتا؟ پھر اُٹھنے والا کون تھا۔

چند دنوں کے بعد حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا وہاں سے گزر ہوا۔ تین لاشیں دیکھیں، اور سونا

پڑا دیکھا تو پہچان گئے۔ فرمایا اے دنیا! تو نے کسی سے وفا نہ کی، تو کسی کی نہ بنی۔ تو نے انسانوں کو مروایا اور پھر کسی اور کی بن گئی۔ تیرے شوہروں کا کوئی ٹھکانہ ہی نہیں۔

موت کی تیاری کرلو:

اس لیے قرآن کریم نے اس بات کی طرف ہمیں متوجہ کیا۔ جھوٹ، فریب اور غلط زندگی سے باز آجاؤ۔ طبیعت بدلو، مزاج بدلو، حالات کو پلٹادو۔ تاکہ جس وقت تیری موت آئے تو کچھ تو تیرے پاس ہو۔

اگر تمہارا پیسے کے بارے میں یہ خیال ہے کہ سفر میں پیسہ کام آتا ہے، سارا جہان کہتا ہے سفر میں پیسہ کام آتا ہے۔ میں کہتا ہوں کہ قبر میں قرآن کام آتا ہے۔

اگر تمہارا خیال ہے کہ رشتے ناطے اور شادی بیاہ میں پیسہ کام آتا ہے، میں کہتا ہوں قیامت میں ایمان کام آتا ہے۔

تو اس طرف کب دھیان کرو گے آخر؟

فرشتے حضرت لاہوری رحمہ اللہ کے درس میں:

دین کیا چیز ہے اور دنیا کیا چیز ہے؟ یہ پہچان نہیں ملتی، جب تک کسی اللہ والے کے پاس نہ انسان بیٹھے، بڑا مشکل ہوجاتا ہے آدمی کا تمیز کرنا!

حضرت مولانا احمد علی لاہوری رحمہ اللہ فرمایا کرتے تھے کہ جب میں لاہور میں قرآن کریم کا درس دیا کرتا تھا، تو ایک مجذوب قسم کا آدمی کہیں جنگل سے آتا تھا اور صبح کا درس قرآن سن کر تیزی سے بھاگ جاتا کہ جیسے اس کے پیچھے آگ بھاگ رہی ہو۔

حضرت لاہوری رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ایک دن میں نے ان سے پوچھا کہ آپ اتنی جلدی کیوں بھاگتے ہو؟ تو یوں فرمایا لاہوری! تیرا درس قرآن سننے کے لیے اس لیے آتا ہوں کہ فرشتے تیرے درس میں آتے ہیں۔ جلدی اس لیے جاتا ہوں کہ درس کے بعد اللہ کا غضب نہ اُتر آئے، جتنے ہم نے ظلم کیے ہیں؟

رومال سے خوشبو:

حضرت لاہوری رحمہ اللہ کے بیٹے مولانا عبیداللہ انور فرماتے ہیں کہ میرے پاس ایک رومال ہے، اس رومال سے میں نے ابا جان کو وفات کے بعد غسل دیے جانے کے بعد ان کی

داڑھی کو صاف کیا، تو اس میں اتنی خوشبو آتی ہے کہ ساری مسجد اور سارا ماحول اس سے منور ہے۔ سترہ سال ہو گئے اس میں کمی نہیں ہوتی۔ سترہ سال کے بعد کپڑے سے یوں ہی خوشبو آتی ہے۔

کئی لوگ تو کہتے ہیں کہ یہ قاری حنیف ولیوں کو نہیں مانتا۔ دیکھو! میں تو ولی کی داڑھی سے اتنی خوشبو مانتا ہوں کہ دنیا میں نہیں ملتی۔

لیکن ولی ہو، ننگا تو نہ ہو۔ اللہ کا بندہ ہو، سرکار مدینہ ﷺ کا غلام ہو، قرآن کا خدمت گزار ہو، ساری زندگی قرآن کے مطابق گزار دے۔

حضرت لاہوری رحمہ اللہ نے نکاح پڑھایا:

حضرت لاہوری رحمہ اللہ اتنے بڑے ولی تھے۔ ملک امیر خان گورنر پنجاب، ان کی خدمت میں آیا سمجھ والا آدمی تھا۔ پچھلے لوگ پھر بھی اللہ والوں کی قدر کیا کرتے تھے۔ اب جیسا ماحول نہیں تھا۔

حضرت لاہوری رحمہ اللہ سے عرض کیا کہ میری بچی کا نکاح آپ نے پڑھانا ہے۔ فرمایا کہ میری کچھ شرطیں ہیں۔

میرے جیسا ہوتا تو اسی وقت اچھا جی! سبحان اللہ۔ گورنر صاحب کی بچی کا نکاح میں پڑھاؤں، سارے پاکستان میں چرچا ہوگا، اخبار میں فوٹو آئے گا، ہزاروں لوگ اور نکاح پڑھائیں گے، آمدنی کا ذریعہ بنے گا۔ لگ جاتا پیچھے میرے جیسے ملاں ہوتا تو، گورنر صاحب کے پیچھے ہو لیتا، مگر وہ لاہوری رحمہ اللہ تھا۔ دنیا پر تھوکتا نہ تھا۔

کہا گورنر صاحب! تین چار شرطیں ہیں میری۔ پہلی شرط تو یہ ہے کہ وہ جو تمہارا عائلی قوانین کا فارم ہے میں اس پر دستخط نہیں کروں گا۔

دوسری شرط یہ ہے کہ پیسہ بھی نہیں لوں گا۔

تیسری شرط یہ ہے کہ اس مجمع میں عورت نہ ہو۔

چوتھی شرط یہ ہے کہ دس منٹ سے زیادہ نہیں ٹھہروں گا۔

جس کے دل میں قدر ہوتی ہے وہ ساری شرطیں مانا کرتا ہے۔ کہنے لگا بالکل ٹھیک ہے۔ اور بتائیں ساری شرطیں مانوں گا لیکن نکاح آپ سے پڑھاؤں گا۔

آج کل نکاح کا کیا معاملہ ہے؟ میں بیری والا میں خطیب تھا۔ اس محلے میں شادی ہوئی تو نکاح کے لیے مجھے بلایا۔ بارات آئی تھی لاہور سے، سارے پینٹ شرٹ والے تھے۔ اب

سارے کھڑے ہیں۔ مجھے درمیان میں کھڑا کرلیا۔ ہاں! جی پڑھو نکاح۔ میں نے کہا کھڑے کھڑے؟ ہیں اور کیا؟

میں نے کہا کہ ایسا نکاح کرنا سیکھا ہی نہیں کہ جو کھڑے کھڑے پڑھوا دوں۔ میں نے کہا کہ یاد رکھو! اگر میں نے کھڑے کھڑے نکاح پڑھوا دیا تو دولہا اور دلہن ساری عمر بھاگتے پھریں گے۔ میں نے کہا کہ میری جگہ تو بناؤ بیٹھنے کی۔

کہنے لگے تنگی تھی اس لیے کھڑے ہونے کا انتظام کردیا۔ کھانا بھی کھڑے ہو کر کھائیں گے۔ میں نے کہا کہ تم سارے کام ہی کھڑے کھڑے شروع نہ کردینا۔ پھر تو کام نہیں چلے گا۔ کوئی اعتبار نہیں تمہارا! آخر بڑی مشکل سے میرے بیٹھنے کی جگہ بنی۔

کہنے لگے کہ دولہا تو کھڑا رہے؟ میں نے کہا نکاح تو اسی کا ہے۔ میں کھڑا ہوا نکاح پڑھا دوں گا۔ بڑی مشکل سے جیسا کتا نہیں پیر پھیلا کر بیٹھتا، ایسے یوں پیر پھیلائے اور پھر اس کی پتلون پھٹ گئی۔

اس لباس پر بڑے راضی ہوتے ہیں، بڑے خوش ہوتے ہیں، بابو جی ہیں۔ نرالے طریقے، نرالے طور، انگریز بے ایمان کی نقل کر کے خوش ہوتے ہیں۔

پچھلے دنوں میں پشاور جانے لگا تو ٹکٹ اوکے کرتے ہیں۔ چانس کے لیے ایک بابو جی کھڑے تھے، اس نے کہا پیسے نکالو، آپ کو ٹکٹ دیں۔ میں ساتھ کھڑا تھا۔ وہ یوں جھکا، میں نے کہا کہ شاید نیچے کاغذ کر گیا، محسوس ہوا کہ یہ بد بخت پینٹ کی جیب سے پیسے نکالے گا۔

گورنر امیر صاحب جب تک پنجاب کا گورنر رہا، گورنر ہاؤس میں عورت قدم نہ رکھ سکی۔ اور جب یہ آئے تو پھر عورت کے بغیر بیت الخلاء میں بھی نہ گئے۔

شرطیں پوری ہوئیں تو حضرت لاہوری رحمہ اللہ نے جا کر نکاح پڑھوا دیا۔

حضرت لاہوری رحمہ اللہ کی قبر سے خوشبو:

حضرت لاہوری رحمہ اللہ کی قبر کی مٹی سے بھی خوشبو آئی۔ لوگوں نے کہا کہ کسی مرید نے خوشبو لگائی ہوگی۔ لیبارٹری والوں کو مٹی دی گئی۔ انہوں نے تحقیق کی اور رپورٹ یہ دی کہ یہ وہ خوشبو ہے کہ جس کا دنیا میں وجود ہی نہیں۔

ہماری بدنصیبی ہے:

آدمی کتنا، رَبَّنَا رَبَّنَا کرتا ہے۔ مگر اس وقت کے رَبَّنَا سے کچھ نہیں بنے گا۔ اب کے یَا رَبِّیْ یَا رَبِّیْ سے بہت کچھ بن سکتا ہے۔ وقت ہے مانگ لے۔ وقت ہے کمائی کر لے۔ وقت ہے ان راتوں میں کچھ کمائی کر لے۔ وقت ہے ان دنوں میں کچھ کمائی کر لے۔ وقت ہے دولت کما لے، قبر بنا لے، حشر بنا لے۔ قیامت کے دن کا سایہ تیار کر لے، قبر کے لیے بستر بنا لے، روشنی کا انتظام کر لے۔ اب وقت ہے، موت کے وقت کے لیے آب زم زم تیار کر لے۔ تمام چیزوں کا وقت آج ہے۔

اور اگر اس ساری زندگی کو یوں ہی برباد کر دیا۔ ہم یوں کہیں گے کہ ہماری بدنصیبی نے ہمیں مار دیا تھا۔ بس اب ہو جو گئی اس سے کام نہیں چلتا۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی حالتِ جنگ:

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی زندگیوں کو دیکھو! ایک جنگ ہے "ذات الرقاع"۔ اس کا ترجمہ ہے چیتھڑوں والی جنگ، ٹاکیوں والی جنگ، اتنی غربت تھی محمد ﷺ کے غلاموں کے پاس، نہ جوتا ہے نہ کپڑا ہے۔ خدا کی قسم! صحابہ رضی اللہ عنہم کہتے ہیں کہ ہم پتھر پر پاؤں رکھتے تھے تو یوں محسوس ہوتا تھا کہ ہم نے آگ کے انگارے پر پاؤں رکھ دیا۔

اپنے پاؤں پر ٹاکیاں باندھ کر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم چلے۔ کسی جنگ میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اپنے پیٹ پر پتھر باندھ کر گزارہ کیا۔

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ ایک جنگ میں کم از کم پندرہ دن تک روٹی کی شکل نہیں دیکھی۔

کمائی تو ان لوگوں نے کی ہے۔ میں اور آپ کیا کمائی کر کے لے جائیں گے۔ اسی کو شاعر کہتا ہے:

تن میں ریشہ پڑ گیا پیری سے گردن جھک گئی
اب تو جھک اے سرکش! خدا کے سامنے

بڑھاپا آ گیا۔ جو جا کے نہ آئے وہ ہے جوانی، اور جو آ کر نہ جائے وہ ہے بڑھاپا۔ جوانی چلی جائے، پھر نہیں آئے گی۔ بڑھاپا آ گیا تو جائے گا؟ یہ نہیں جائے گا۔ قبر آئے گی اور کچھ نہیں آئے گا۔ نہ بچپن آئے گا، نہ جوانی آئے گی۔ نہ شباب آئے گا۔ نہ وہ حسن اور کچھ نہیں آئے گا، نہ وہ

خیالات آئیں گے، اب تو قبر آئے گی۔

اور یہ وہ منزل ہے آخرت کہ اگر یقین نہ آئے تو ملتان کے چاروں طرف تم چلے جاؤ بڑے بڑے رئیس، بڑے بڑے امیر، بڑے بڑے جاگیردار، بڑے بڑے منصب کے مالک پڑے ہوئے ہیں۔ بڑی بڑی حسین، بڑی بڑی خوب صورت بیگمات پڑی ہیں۔ آواز لگاؤ، پوچھ کر دیکھو! کہ تمہارا کیا حال ہے؟

نورالدین زنگی رحمۃ اللہ کو زیارتِ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم:

میں نے عرض کیا تھا کہ یہ وقت کمائی کا ہے۔ کمائی کریں۔ جمعہ کے دن درود شریف کا انتظام کرو۔ سلطان نور الدین زنگی رحمۃ اللہ نے ایک جمعرات کو سات سو مرتبہ درود شریف پڑھا۔ ہزار مرتبہ پڑھے بغیر سویا نہیں کرتا تھا۔ محمد کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خواب میں زیارت ہوئی۔ فرمایا: نور الدین! آج تین سو مرتبہ درود کم کیوں پہنچا؟ تمہیں بھی کبھی خواب میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہوئی؟ تمنا ہی نہیں، شوق ہی نہیں، ذوق ہی نہیں، ارادہ ہی نہیں، پروگرام ہی نہیں!

مشکل یہ ہے ہمارے بننے اور بگڑنے کی کہ ہمارے دلوں میں یقین کی دولت جو ہونی چاہیے وہ نہیں ہے۔ اگر موت پر یقین آ جائے اور یقین آ جائے قبر پر یعنی ہزاروں کو کندھوں پر اٹھا کر قبرستان چھوڑ آئے اور اپنی موت کا ابھی تک یقین نہیں ہے۔ باپ کو پہنچایا، اماں کو پہنچایا، ساس، سسر کو پہنچایا۔ سینکڑوں رشتہ داروں کو پہنچا دیا اور پھر بھی یقین نہیں!

اس لیے میں کہتا ہوں کہ نمازوں کی پابندی کرو۔ جس نے قرآن کریم نہیں پڑھا ہے اور پھر اس کو پڑھتا نہیں ہے۔ قیامت کے دن اندھا کر کے اٹھایا جائے گا۔

اور قرآن کریم اس کے لیے شکایت کرے گا۔ ایک حدیث میں آتا ہے کہ جو قرآن پڑھنا جانتے ہیں، اس کو پھر بھی نہیں پڑھتے تو قرآن ان کے لیے بددعا کرتا ہے کہ یا اللہ! انھوں نے مجھے قید کیا تو ان کو جہنم کا قیدی بنا۔

آپ استغفار کیا کریں، ساری مشکلات کا حل ہے، پریشانیوں کا حل ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو عمل کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)

وَآخِرُ دَعْوَانَا أَنِ الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

پسند اپنی اپنی

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ نَحْمَدُهٗ وَنَسْتَعِيْنُهٗ وَنَسْتَغْفِرُهٗ وَنُؤْمِنُ بِهٖ وَنَتَوَكَّلُ عَلَيْهِ وَنَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّاٰتِ اَعْمَالِنَا مَنْ يَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهٗ وَمَنْ يُّضْلِلْهُ فَلَا هَادِيَ لَهٗ وَنَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَلَا نَظِيْرَ لَهٗ وَلَا مِثْلَ لَهٗ وَلَا مُعِيْنَ لَهٗ وَلَا وَزِيْرَ لَهٗ وَلَا مُشِيْرَ لَهٗ وَنَشْهَدُ اَنَّ سَيِّدَنَا وَسَنَدَنَا وَنَبِيَّنَا وَشَفِيْعَنَا وَهَادِيْنَا وَمُرْشِدَنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ اَرْسَلَهٗ بِالْحَقِّ بَشِيْرًا وَّنَذِيْرًا، وَاَصْحَابِهٖ وَاَزْوَاجِهٖ وَبَارِكْ وَسَلِّمْ تَسْلِيْمًا كَثِيْرًا كَثِيْرًا ○

اَمَّا بَعْدُ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ○ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

اُولٰٓئِكَ كَتَبَ فِيْ قُلُوْبِهِمُ الْاِيْمَانَ وَاَيَّدَهُمْ بِرُوْحٍ مِّنْهُ ؕ وَيُدْخِلُهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ؕ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ ؕ اُولٰٓئِكَ حِزْبُ اللّٰهِ ؕ اَلَآ اِنَّ حِزْبَ اللّٰهِ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ﴿۲۲﴾ (المجادلہ)

صَدَقَ اللّٰهُ مَوْلَانَا الْعَلِيُّ الْعَظِيْمُ ○ وَبَلَّغَنَا رَسُوْلُهُ النَّبِيُّ الْكَرِيْمُ ○ وَنَحْنُ عَلٰى ذٰلِكَ لَمِنَ الشّٰهِدِيْنَ وَالشّٰكِرِيْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ○

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰٓى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰٓى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰٓى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ ○ اَللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰٓى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰٓى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰٓى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ ○

صحابہ رضی اللہ عنہم منتخب ہوئے:

یہ لوگ (صحابہ کرام رضی اللہ عنہم) خداوند کریم کے منتخب شدہ ہیں۔ کوئی صحابی خود نہیں بنا۔ کوئی نبی خود نہیں بنا۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے نبی کے لیے ایک ایک دانہ چن کر دیا ہے۔

صحابہ رضی اللہ عنہم رشد وہدایت کے چمکتے ہوئے ستارے ہیں۔ نبی کریم ﷺ کی ذات اقدس چاند ہے تو صحابہ رضی اللہ عنہم ستارے ہیں۔ حضور اقدس ﷺ کی ذات اقدس آفتاب نبوت ہے تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اس کی کرنیں ہیں۔

نبی کی نبوت اس وقت تک مکمل نہیں ہوتی جب تک کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو درمیان میں نہ لایا جائے۔ نبوت کے آئینی گواہ، چشم دید گواہ، موقع کے گواہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے سوا کون ہے، جنہوں نے جبرائیل علیہ السلام کو آنکھوں سے آتے جاتے دیکھا۔

وہ کون لوگ ہیں جن کی شکلیں بنا کر حضرت جبرائیل امین علیہ السلام دنیا میں تشریف لائے تھے۔ قربان جاؤں ان صورتوں پر کہ جن کی صورتیں جبرائیل علیہ السلام کو پسند آئیں۔

دحیہ کلبی ایک بڑا خوب صورت صحابی تھا۔ جبرائیل امین علیہ السلام اس کی شکل بنا کر آیا کرتے تھے۔

صدیقی اسوہ پر عمل:

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم شاہد ہیں، ایک دن جبرائیل امین علیہ السلام ٹاٹ کا لباس پہن کر آئے۔ مدنی کریم ﷺ نے پوچھا جبرائیل علیہ السلام! آج یہ تیرا کیا حال بنا ہوا ہے؟ تجھے کون سی غربت آگئی کہ تو ٹاٹ کا لباس پہن کر آیا؟

عرض کیا اللہ کے پیغمبر ﷺ آج آسمان اور زمین والے تمام فرشتوں کا یہی لباس ہے۔

پوچھا کیوں؟ فرشتوں کو کیا غربت آگئی کہ ٹاٹ کا لباس پہنتے ہیں۔ جواب ملا کہ آج صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا یہی لباس تھا۔ خداوند کریم نے سارے نوری فرشتوں کو حکم دیا کہ آج جو میرے صدیق کا لباس ہے وہی لباس بنالو۔

حضرت جبرائیل علیہ السلام کی تمنا:

حضرت جبرائیل علیہ السلام سے پوچھا کہ تیری بھی کوئی حسرت ہے؟ کوئی تمنا ہے؟ تیری بھی کوئی خواہش ہے؟ تیری بھی کوئی آرزو ہے؟

عورت کی حسرت تیری ہو نہیں سکتی کہ نوری فرشتہ ہے۔ اولاد سے تو پاک ہے۔ کھانے پینے سے تو پاک ہے۔ کوٹھی بنگلہ سے تو پاک ہے۔ تیری بھی کوئی حسرت ہے؟

کہاں ہاں! میری بھی ایک حسرت ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ اے کاش! میں جبرائیل نہ ہوتا،

میں صدیق اکبر رضی اللہ عنہ ہوتا۔

کون جانے کہ ان حضرات کی شان کتنی بڑی ہے۔ فرشتے رشک کرتے ہیں۔ وہ فرشتہ جو تمام پیغمبروں پر کتابیں لے کر آیا۔ اللہ کا پیغام لے کر آیا۔ وحی لے کر آیا۔ دن رات آیا۔ وہ فرشتہ کہتا ہے کہ میری تمنا ہے، وہ کہتا ہے کہ میں جبرائیل نہ ہوتا، میں ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہوتا۔ نبی ﷺ کو کندھے پر اُٹھا اُٹھا کر چلتا۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی پہلی پسند:

سرکار دو عالم ﷺ کا دربار ہے اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اپنی اپنی پسند بتلا رہے ہیں۔

چناں چہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے پہلی بات کہی۔ میرے آقا ﷺ! میری تو ایک ہی پسند ہے، ایک حسرت ہے، ایک آرزو ہے، ایک ہی تمنا ہے۔ میری عمر بھر کی جستجو ایک ہے۔ میری عمر کی آرزو ایک ہے۔ میری عمر بھر کی تمنا ایک ہے اور وہ صرف یہ ہے کہ میری نظر ہو، میرے آقا ﷺ کا رُخ انور ہو!

میری آنکھ آپ کے دیدار سے کبھی تھکے نہیں، میری آنکھ اوجھل نہ ہو، میرے آقا ﷺ میں ہر وقت، ہر آن، ہر لمحہ، ہر گھڑی، ہر ساعت آپ کا چہرہ انور دیکھتا ہی رہوں۔

خدا کی قسم! اللہ پاک کو صدیق رضی اللہ عنہ کی پسند پر اتنا پیار آیا، صدیق رضی اللہ عنہ کی حسرت پر اتنا پیار آیا، صدیق رضی اللہ عنہ کی آرزو پر اتنا پیار آیا!

فرمایا اے میرے صدیق! دنیا میں لوگ کوئی ایک مرتبہ میرے نبی ﷺ کا دیدار کرے گا، کوئی دو چار مرتبہ کرے گا۔ کوئی دس بیس مرتبہ میرے نبی ﷺ کا دیدار کرے گا۔ کوئی سو پچاس مرتبہ میرے نبی کا دیدار کرے گا۔ کوئی دنیا میں رہتے رہتے میرے کالی کملی والے کا دیدار کرے گا۔

صدیق اکبر رضی اللہ عنہ! تیری یہ تمنا ہے۔ جا تجھے میرے کبریائی کی قسم! میں تمہیں نبی کی گود میں سلا کر یہ موقع دوں گا، عالم برزخ میں بھی ہر وقت دیدار کیا کرنا۔

مصطفی کریم ﷺ کے رُخ انور کی قدر پوچھنی ہو تو جا کر صدیق رضی اللہ عنہ سے پوچھو۔ جو کہتا ہے کہ میری آنکھ اوجھل نہ ہو، میری آنکھ اِدھر اُدھر نہ ہو، میں تو ہر وقت تکتا ہی رہوں۔ ہر وقت میں تو دیکھتا ہی رہوں گا۔ میری آرزو پھر بھی پوری نہ ہوگی۔

مدنی کریم ﷺ نے فرمایا:

"هكذا نبعث يوم القيمة او كما قال النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم"

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں ہم قیامت کے دن بھی اس طرح سے اٹھیں گے۔ جیسا کہ آج ہم کھڑے ہیں۔

کتنا خوش قسمت ہے وہ آدمی جو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی مدح کرتا کرتا، حمد کرتا کرتا، ان لوگوں کی تعریف تعریف کرتا کرتا دنیا سے رخصت ہو جائے۔

صدیق اکبر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں تو بڑا پسند کرتا ہوں۔ مجھے دولت پسند نہیں، مجھے مال پسند نہیں، مجھے زر پسند نہیں، مجھے کوئی بنگلہ پسند نہیں، مجھے بادشاہت پسند نہیں، "مجھے تو ہر وقت اپنے آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی غلامی پسند ہے"

اور اس غلامی کو اتنا نبھایا، اتنا اپنے آپ کو کمزور محسوس کیا کرتے تھے۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی فکر آخرت:

باغ میں کھڑے ہیں اور ایک پتہ پکڑ کر کہتے ہیں اے میرے پروردگار! اے کاش! میں ایک درخت کا پتہ ہوتا، جانور مجھے چبا جاتے، قیامت میں مجھ سے کوئی حساب کتاب نہ ہوتا۔

چڑیا کو دیکھ کر ٹھنڈا سانس لیا۔ اے کاش! میں چڑیا ہوتا، دنیا میں زندگی گزار کر چلا جاتا، قیامت میں مجھے پوچھنے والا کوئی نہ ہوتا۔

دوسری پسند:

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں دوسری میری پسند یہ ہے کہ میری بیٹی ہو، میرے آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی گھر والی بن جائے۔

یہ چیز بڑی مشکل ہوتی ہے۔ آج کل آپ دیکھ لیں، علما، بزرگان دین، اللہ والوں کو لوگ پیسے بھی دے دیں گے، چندہ بھی دے دیں گے، دعوت بھی کر دیں گے، ہاتھ بھی چوم لیں گے، دم بھی کرا لیں گے، مگر ووٹ نہیں دیں گے۔ محتاج ہے ہمارا یہ، رشتہ بھی نہیں دیں گے۔ یہ دونوں چیزیں ہم نے لفنگوں کے لیے رکھی ہوئی ہیں۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی یہ تمنا ہے کہ میرا نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے یارانہ تو ہے، رشتہ داری بھی ہو جائے۔ یاری بھی ہو، رشتہ داری بھی ہو، پھر مزا آئے گا۔

فرمایا میری بیٹی ہو اور مدنی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی گھر والی بن جائے۔ مجھے یہ بات بڑی پسند ہے،

بہت ہی محبوب ہے۔

خدا کی قسم! اس دروازے کا کیا کہنا! جس دروازے پر شہنشاہ کائنات ﷺ دولہا بن کر تشریف لائے۔

آج چاہیں ہمارے ہاتھ نہ آئیں۔ حاجی ہو، نمازی ہو، متقی پرہیزگار ہو، تمنا ہے کہ لڑکی اسے دوں جس کے پاس کوٹھی ہو، ٹیوب ویل ہو، مربع ہو، بہت اچھی ملازمت ہو، لوگوں کا زیادہ سے زیادہ لہو پیتا ہو، رشوت بٹور کر اس نے ڈھیر لگا رکھے ہوں۔

یہ بیماری ہے جس سے دو فیصد لوگ بچے ہوئے نہیں ہیں۔ ہاتھ تو الگ بات ہے سب کو ڈی سی کیسے ملیں گے۔ ایک ایک ڈی سی کی اگر ۵۰، ۵۰ شادیاں کرو، پھر بھی لڑکیاں پوری نہیں ہوتیں۔

ماحول ہمارا، ذہن گندا، اندر صاف نہیں، تو اپنے خیال میں متقی بنا بیٹھا ہے۔ جب چھلنی لگے گی تو تیرا تقویٰ سامنے آئے گا۔

تو چار پیسے مسجد، مدرسہ کو دے کر اپنے آپ کو جنت کا ٹھیکیدار بنائے بیٹھا ہے۔ خدا کی قسم! کل پتہ چلے گا کہ تم کیا کرتے رہے ہو؟

روئے گا کھڑا ہو کر:

"وَوُضِعَ الْكِتٰبُ فَتَرَى الْمُجْرِمِيْنَ مُشْفِقِيْنَ مِمَّا فِيْهِ وَيَقُوْلُوْنَ يٰوَيْلَتَنَا مَالِ هٰذَا الْكِتٰبِ لَا يُغَادِرُ صَغِيْرَةً وَّلَا كَبِيْرَةً اِلَّآ اَحْصٰهَا ۚ وَوَجَدُوْا مَا عَمِلُوْا حَاضِرًا ۗ وَلَا يَظْلِمُ رَبُّكَ اَحَدًا ﴿۴۹﴾" (الکہف)

لوگ اپنے ہاتھوں میں اپنا نامہ اعمال لیے کھڑے ہوں گے۔ پچھتائیں گے اور روئیں گے الٰہی! یہ گناہ تو بہت پرانا تھا۔ یہ تو میری جوانی کے زمانے کا تھا۔ یہ تو ابتدائی عمر کا تھا۔ ملک بھی دوسرا تھا، دیس بھی دوسرا تھا۔ لیکن اس کتاب میں لکھنے والا میرے ساتھ کون تھا، مجھے آج تک پتہ نہیں۔ آواز آئے گی:

"بِالدِّيْنِ ﴿۹﴾ وَاِنَّ عَلَيْكُمْ لَحٰفِظِيْنَ ﴿۱۰﴾ كِرَامًا كَاتِبِيْنَ ﴿۱۱﴾ يَعْلَمُوْنَ مَا تَفْعَلُوْنَ ﴿۱۲﴾" (الانفطار)

تو ہم سے غافل تھا، تو ہمیں بھلائے پھرتا تھا۔ یاد رکھ! جب سے تجھے پیدا کرنے کا پروگرام بنایا، اس دن سے لے کر آج تک مجھے اپنی کبریائی کی قسم! ایک دن میں نے تجھے اکیلا نہیں چھوڑا۔ تو مجھے بھلائے پھرتا رہا۔ تو نے مجھے رات کو یاد نہ کیا۔ دن کو یاد نہ کیا۔ جوانی میں یاد نہ کیا۔

بڑھاپے میں یاد نہ کیا۔ سوائے اس کے کہ جب کوئی تکلیف ہوئی۔ تو نے عیش وعشرت میں مجھے یاد نہ کیا۔ شادی بیاہ میں مجھے یاد نہ کیا۔ حکومت کرتے وقت مجھے یاد نہ کیا۔ لوگوں کے فیصلے کرتے وقت مجھے یاد نہ کیا۔ رشوت لے کر جیب میں ڈالتے ہوئے مجھے یاد نہ کیا۔ لوگوں کی بہو بیٹی کی آبرو کی بربادی کرتے ہوئے مجھے یاد نہ کیا۔

مجھے اپنی کبریائی کی قسم! میں نے تجھے کبھی بھی نہیں بھلایا۔

بنتِ صدیق رضی اللہ عنہ زوجہ پیغمبر ﷺ بنی:

صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں اپنے محبوب ﷺ کا یار تو ہوں، رشتہ اور بھی بن جاؤں۔ میری بیٹی ہو اور امام الانبیا ﷺ کی گھر والی بن جائے۔

چناں چہ چھ سال کی عمر ہے سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی، حضور ﷺ کی تقریباً ۵۰ برس ہے۔ چار بیٹیاں موجود ہیں۔ کئی ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن اور بھی موجود ہیں۔

ذرا کلیجے پر ہاتھ رکھ! بیٹیوں والے لوگ بیٹھے ہو۔ ذرا سوچو! انسان بڑا غیور ہوتا ہے کہ آگے کئی بیویاں ہیں اور عمر رسیدہ ہیں۔ کوئی چالیس سال کی ہے۔ کوئی پچپن سال کی ہے، کوئی بیوہ ہے، کوئی طلاق دی ہوئی ہے، آقا ﷺ کے گھر میں ہیں، عمر مبارک ۵۳ سال تک پہنچ چکی ہو اور ایک آدمی چھ سال کی لختِ جگر حوالے کرتا ہے۔

کسی کی فرمائش نہیں، کسی کی سفارش نہیں، لالچ کوئی نہیں۔ یہ اس دن کی بات ہے جس وقت مدنی کریم ﷺ کے پانچ پانچ دن کے فاقے ہوتے تھے۔

یہ بات نہیں کہ حضور ﷺ کو تخت پر بیٹھا ہوا دیکھ کر ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اپنی بچی کا رشتہ دے دیا۔ کلیجے پر ہاتھ رکھ کر ذرا میزان تو لگاؤ۔

اندازہ تو لگاؤ کہ عمر تقریباً بیت چکی ہو۔ مصائب نے جسم کو توڑ کر رکھ دیا ہو۔ تقریباً تیرہ برس گزر گئے پتھر کھاتے کھاتے، درختوں کے پتے چباتے چباتے!

کون ہے تم میں کہ جو ایسے آدمی کو اپنی بیٹی دے، جس کی خوراک پتوں کے سوا اور کچھ نہ ہو، اور وہ اپنے پیٹ پر پتھر باندھتا ہو اور کبھی کبھی بھوک کی وجہ سے کھڑا بھی نہ ہو سکتا ہو۔ یہ کمال ہے ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کا کہ اپنی چھ سال کی لختِ جگر سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو حضور ﷺ کے حوالے کر دیا۔ تین سال کے بعد رخصتی ہوئی۔ ذہین تھی، سمجھ دار تھی، بہت ہوشیار

تمی، بیدارتھی۔ حضور ﷺ کبھی کبھی تشریف لاتے تو کھیلتی ہوئی ملتی۔

صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی پسند تو نبی ﷺ تھا ہی، اللہ کی پسند تو دیکھو! اللہ نے کوئی کمیٹی نہیں بنا رکھی کہ جس سے منظوری لے گا۔ وہ احکم الحاکمین ہے۔

فرمایا اے ابوبکر! اگر تو اپنی لختِ جگر کو میرے محبوب ﷺ کے حوالے کرنا چاہتا ہے اور تجھے یہ بات دل کی گہرائیوں سے پیاری لگتی ہے، تجھے یہ بات محبوب لگتی ہے، تجھے یہ بات اچھی لگتی ہے!

پھر اے ابوبکر! آ جا سن لے، مجھے اپنی کبریائی کی قسم! میں قرآن اُتاروں گا تو عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے بستر پر!

اگر سلام بھیجوں گا تو عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو، جبرائیل علیہ السلام غلامی کرے گا تیری لڑکی کے دروازے کی!

میں تو پھر اتنا بلند دیکھنا چاہتا ہوں۔ حجرہ عائشہ رضی اللہ عنہا کو اللہ تبارک وتعالیٰ نے گنبد خضریٰ کی صورت دے دی۔

دنیا کا کوئی لعل، کوئی مورخ، کوئی تاریخ دان، عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی برائی کرنے والا، عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے حجرہ سے حضور ﷺ کو نکال کر دکھائے۔

آخر کیا وجہ تھی؟ بیماری کے دن ہیں۔ مرض الموت ہے۔ آخری وقت تقریباً قریب ہے۔

ساری ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کو جمع کر کے فرمایا اے ام سلمیٰ رضی اللہ عنہا! اے ام حبیبہ رضی اللہ عنہا! اے صفیہ رضی اللہ عنہا! اے جویریہ رضی اللہ عنہا! اے زینب رضی اللہ عنہا! اے حفصہ رضی اللہ عنہا! تم تمام کی تمام بخوشی مجھے اجازت دو۔ میں اپنی بیماری کے ایام عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے حجرہ میں گزارلوں۔

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا دین کی عالمہ:

اصل میں بنیاد ڈالی جا رہی ہے۔ کس قدر خداوند کریم نے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی پسند پروان چڑھائی۔ فرمایا عائشہ رضی اللہ عنہا نہ ہوتی، دین ناقص رہ جاتا۔

پردے کے مسائل میں بہنوں کو، بیٹیوں کو کیسے بتاتا، عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا وہ ہے کہ جس کی وجہ سے دین کامل ہوا۔

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی سخاوت:

سیدہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بڑے تقویٰ اور پرہیز گاری والی تھی۔ فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے بارہ ہزار روپیہ سال کا خرچہ اکٹھا بھیج دیا۔ آخر صدیق رضی اللہ عنہ کی بیٹی ہے۔ روپے کا ڈھیر لگ گیا۔ خادمہ سے فرمایا مدینے میں سب لوگوں کو بتادے کہ جتنے محتاج، فقیر، غریب ہیں، آؤ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے دروازے سے خیرات لے جاؤ۔

جانتی تھی کہ یہ سال کا خرچ ہے۔ لکھا ہے کہ مغرب کی نماز سے پہلے پہلے ایک ایک روپیہ تمام کا تمام صدقہ کر دیا۔

شام ہوئی۔ خادمہ کہنے لگی "ام المومنین روزہ کس چیز سے افطا کرو گی؟"

فرمانے لگی کہ اگر ایک روپیہ بھی موجود نہیں تو ہم پانی پی لیں گے۔

ہمارا حال دیکھا کر! رمضان شریف میں گلاس لے کر اس میں لیموں نچوڑ کر کہیں کونے میں بیٹھے گا، کوئی مجھ سے لے نہ لے!

کوئی پوچھ ہی لے کہ حاجی صاحب! اس میں کیا ہے؟ پانی ہے پانی اور کیا ہے؟

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے سال کا خرچہ ایک دن میں ختم کر دیا۔ اور اپنا یہ حال کہ شام کو کھانا تو در کنار، روٹی تو در کنار، روزہ افطار کرنے کے لیے ایک کھجور بھی باقی نہیں۔

فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کو پتہ چلا، تشریف لائے۔ فرمانے لگے ام المؤمنین! تقویٰ ٹھیک ہے، پرہیز گاری ٹھیک ہے۔ مگر میں نے سال کا خرچہ بھیجا، تم نے ایک دن میں تمام کا تمام تقسیم کر دیا۔ یہ کام کیسے چلے گا؟

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے آپ کو فرمائش تو نہیں کی۔ جو کچھ ملا میں نے دے دیا۔ میں نہیں چاہتی کہ میری موت آئے میرے ملک میں، میرے قبضہ میں کوئی شے ہو، کل قیامت کا دن ہو، اللہ کی عدالت ہو اور مجھ سے پوچھا جائے عائشہ رضی اللہ عنہا! کھڑی ہو کر مال کا حساب دو۔

فرمانے لگیں اے فاروق رضی اللہ عنہ! تجھے کیا بتاؤں۔ مجھے یاد ہے، محبوب دو عالم ﷺ کا جن کپڑوں میں وصال ہوا، حضور ﷺ کی جن کپڑوں میں وفات ہوئی، آپ ﷺ کا انتقال ہوا، دنیا سے رخصتی ہوئی۔ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا رونے لگیں اور فرمانے لگی کہ اے فاروق رضی

اللہ عنہ! کیا بتاؤں کم از کم بارہ پیوند لگے ہوئے تھے۔

فرماتی ہیں کہ میرے ابا جان ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ رخصت ہوئے، اس وقت بھی میں نے بڑی کوشش کی کہ نیا کفن ڈال دیا جائے۔ مگر صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے سختی سے منع کر دیا۔ فرمانے لگے کہ میں اپنے آقا ﷺ کے حضور جاتے ہوئے شرم محسوس کرتا ہوں۔ میں اس بات میں جانا چاہتا ہوں کہ جن کپڑوں میں، میں اس وقت موجود ہوں۔ کیا مقابلہ کرے کوئی ان حضرات کا!

تیسری پسند:

تیسری چیز حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں مجھے نماز پسند ہے۔ میری ساری زندگی نماز میں گزر جائے۔ مجھے بہت اچھی لگتی ہے کہ میں سجدہ کرتا کرتا رخصت ہو جاؤں۔

آج ہماری رکوع اور سجدے میں بہت کم موت آ رہی ہے۔ کیسے آئے؟ سجدہ ہی صحیح کرنے کی عادت نہیں۔ سجدے میں موت تو تب آئے کہ جب ہمیں سجدے کا مزا آتا ہو۔

کیا جنت میں نماز نہیں ہوگی:

مجدد الف ثانی رحمہ اللہ کی مجلس میں ذکر چل پڑا کہ جنت میں نماز ہوگی؟ ایک عالم بیٹھے تھے۔ انہوں نے کہا کہ نہیں بھائی! جنت تو اعمال کی جگہ نہیں، وہاں تو عیش کی جگہ ہے، جنت میں نماز کا کیا کام؟

حضرت مجدد الف ثانی رحمہ اللہ نے ٹھنڈا سانس لیا اور فرمانے لگے یارو! جس جنت میں نماز نہ ہوگی، جی کیسے لگے گا؟ جن کی رگوں میں نماز بیٹھ جائے۔ جن کے خون کے قطرے قطرے میں نماز رس جائے۔ ان کو تو چین نہیں آتا۔ یہ کوئی نماز ہے کہ جمعہ پڑھ لیا اور آٹھ دن غائب ہو گئے۔ کھانا دن میں تین مرتبہ اور نماز ہفتے میں ایک دفعہ اور وہ بھی بڑی سوچ سمجھ کر!

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی تینوں پسندیدہ چیزیں آ گئیں۔

حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی پہلی پسند:

فاروق اعظم رضی اللہ عنہ فرمانے لگے اے میرے آقا! مجھے بھی تین چیزوں سے پیار ہے، تین چیزوں سے محبت ہے، تَأْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ. فرمایا لوگوں کو نیکیوں کا حکم کرتا رہوں، لوگوں کو نیکیوں پر آمادہ کرتا رہوں، لوگوں کو نیکیوں کے لیے کہتا رہوں، اچھائیوں پر آمادہ کرتا رہوں، میری ساری عمر کی یہی تمنا ہے۔

وہ فاروق اعظم رضی اللہ عنہ جو مراد مصطفی ﷺ ہے، داماد مرتضیٰ رضی اللہ عنہ ہے، سارے صحابہ رضی اللہ عنہم حضور ﷺ کے عشق کا مظہر ہیں، اسلام کی جان ہیں۔

دوسری پسند:

فرماتے ہیں کہ میں تو ایک چیز سب سے زیادہ پسند کرتا ہوں کہ میں لوگوں کو برائی سے منع کرتا رہوں۔

آج اگر صرف اچھائی کا حکم کرو اور برائی سے منع نہ کرو تو کسی سے بگاڑ نہیں ہوتا۔ کہتے ہیں روز کہ نماز پڑھو، روزہ رکھو، اللہ اللہ کرو۔ کوئی بات نہیں، جھگڑا تب ہوگا جب آپ کسی کو کہیں گے فلم کیوں دیکھ رہا ہے؟ جوا کیوں کھیل رہا ہے؟ شراب کیوں پی رہا ہے؟ زنا اور بدکاری کیوں کرتا ہے؟ رشوت کیوں لیتا ہے؟ حرام خوری کیوں کرتا ہے؟ "تب جھگڑا ہوگا"

فاروق اعظم رضی اللہ عنہ ان چیزوں سے گھبرانے والے نہیں تھے ان کا تو مزاج ایسا ہے۔

رشتہ صرف اسلام کا ہے:

جنگ بدر کے موقع پر مدنی کریم ﷺ کی نظر پڑی۔ فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے اپنے ماموں کا ایک پیر نیچے دبایا ہوا ہے اور ایک پیر ہاتھ میں پکڑا ہوا ہے۔ مار رہا ہے، مکے کا بہادر، ہاں ہاں! اسلام کے دشمن کو فاروق رضی اللہ عنہ چیر کر رکھ دیا کرتا تھا۔

حضور ﷺ کی نظر پڑی، فرمایا فاروق رضی اللہ عنہ! یہ تو تیرا ماموں معلوم ہوتا ہے۔ عرض کیا میرے آقا ﷺ جب سے آپ سے نسبت نہیں جڑی تھی یہ ماموں تھے۔ جب آپ سے جڑ گئی ہے جو تیرا ہے وہ میرا ہے، جو تیرا نہیں، وہ میرا نہیں۔

کس بات کی رشتہ داری؟ کس طرح کی تعلق داری؟ جو دین کا دشمن ہے، جو قرآن کا دشمن ہے، جو اسلام اور ایمان کا دشمن ہے، وہ کس قسم کی رشتہ داری ہے۔

ایک صحابی کی محبتِ رسول ﷺ:

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے ان شبہات کو ختم کر کے رکھ دیا تھا۔ ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ صحابی ہے مدنی کریم ﷺ کا، مسلمان بن گئے۔ جنگ بدر ہوئی۔ ان کے والد جراح اس وقت تک مسلمان نہیں ہوئے تھے۔ حضرت جراح رضی اللہ عنہ بعد میں مسلمان ہوئے۔ صحابی کو آ کر میدان میں للکارا۔ میدان بدر میں آیا حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ کا والد اور کہنے لگا کہ آؤ

میرے مقابلے پر کون آتا ہے؟

ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ پہچانتے تو تھے کہ میرا باپ ہے۔ میرا والد ہے، میدان خالی بھی نہیں تھا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے میدان بھرا ہوا ہے۔ خود مدنی کریم ﷺ موجود ہیں۔ اس نے اپنے بیٹے کا نام لے کر تو نہیں للکارا تھا، اس کا نام ہے دین، اس کا نام ہے ایمان۔ اس نے للکارا مسلمانوں کے لشکر کو!

ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے کہ حضور ﷺ مجھے اجازت دیں۔ میں جاتا ہوں، باپ کے مقابلہ کے لیے میں جاتا ہوں۔

حضور ﷺ نے مسکرا کر فرمایا: "پہچانا نہیں؟"

اس نے کہا "یارسول اللہ ﷺ! پہچان کر تو جا رہا ہوں"

"وہ تو تیرا باپ ہے"

کہا "یہی تو بتاؤں گا دنیا کو کہ ایمان کے مقابلہ میں باپ کی کوئی حقیقت نہیں"

جراح نے آواز دی آؤ میرے مقابلہ پر! ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ آئے اور کہا ابا! تیرے مقابلے پر آگیا ہوں۔ تیرا ہی لختِ جگر آیا ہے۔ اب ٹھہر جا! خدا کی قسم! جراح پر ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ نے وار کیا۔ یہ لوگ زبانی دعوے نہیں کرتے تھے۔

لوگ ان کی برائی کرتے ہیں جنہوں نے ایمان کی وجہ سے باپ پر تلوار چلا دی۔ ایمان کی وجہ سے ماموں کا مقابلہ کیا۔

اگر تو میری تلوار کی زد میں آجاتا:

صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اور ان کا بیٹا ایک جگہ بیٹھ کر کھانا کھانے لگے۔ بیٹا کہنے لگا ابا! بدر کے دن میں اس وقت مسلمان نہیں ہوا تھا، میری تلوار کے نیچے آپ آگئے تھے، میں نے ابا سمجھ کر چھوڑ دیا۔ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ روٹی چھوڑ کر کھڑے ہو گئے فرمایا: "اللہ کی ذات کی قسم! اگر تو میری تلوار کے نیچے آجاتا تو میں تیرے ٹکڑے ٹکڑے کر دیتا"

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم تو اسلام کی جان تھے، اسلام کی جڑ ہیں، مدنی کریم ﷺ کے جتنے دیوانے ہیں۔

فاروق اعظم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میرے آقا ﷺ! مجھے تین چیزوں سے بڑا پیار

ہے۔ تین چیزوں سے بڑی محبت ہے۔ نیکیوں کا حکم کرتا رہوں۔ لوگوں کو نیکیوں کے لیے آمادہ کرتا رہوں۔ اچھائی کراتا رہوں، لوگوں کو برائی سے منع کرتا جاؤں۔

فرمایا میں تو چاہتا ہوں کہ میں برائی کو ہاتھ سے مٹادوں۔ اور مٹا کر دکھایا۔ جب بھی موقع آیا تو فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی تلوار سب سے پہلے نکلتی تھی۔ بہادر تھے مکے کے آخر!

تیسری پسند:

تیسری چیز فاروق اعظم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: مجھے پسند ہے پرانا کپڑا۔ کیوں؟ اس لیے کہ اس میں تکبر نہیں ہوتا، غرور سے بچتا ہے آدمی!

خلافت کا زمانہ ہے۔ یہ نہیں کہ غربت تھی، سونے چاندی کے ڈھیر مدینہ میں تقسیم ہو رہے ہیں۔ یہ اس زمانے کی بات ہے بحرین سے سونا، قیصر و کسریٰ کے خزانے لوگوں نے فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے قدموں میں دیکھے۔ شہنشاہ روم کا تاج لوگوں نے فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے ٹھوکروں میں پڑا ہوا دیکھا۔ بڑے بڑے بادشاہوں کے تاج رُلے فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی ٹھوکروں میں!

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ، حضرت علی رضی اللہ عنہ، حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ، حضرت زبیر رضی اللہ عنہ، کئی صحابہ رضی اللہ عنہم حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کے پاس گئے۔ فاروق رضی اللہ عنہ کی بیٹی ہے اور امام الانبیا ﷺ کی گھر والی ہے۔ کہا حفصہ رضی اللہ عنہا! ہماری تو ہمت نہیں ہوتی، ہماری تو جرأت نہیں ہوتی، تیرے ابا نے کیا حال کر رکھا ہے اپنا؟ دوسرے ملکوں کے بادشاہ آتے ہیں، وزیر آتے ہیں، بڑے بڑے سفیر آتے ہیں، یہ درویش بنا بیٹھا ہے۔ کپڑوں پر پیوند لگے ہوئے ہیں۔ خدا کے لیے تم کہو کہ کچھ اپنی حالت بدل لیں۔ ہمیں تو ڈر لگتا ہے۔

سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا کے پاس جب تشریف لائے کہا ابا! کیا غضب ہو گیا، اب تو فتوحات بہت ہیں۔ مدینہ کی گلیوں میں سونا رُل رہا ہے، یہ حالت تھوڑی سی تبدیل کرو، بڑے بڑے بادشاہوں میں بیٹھتے ہو۔

فاروق اعظم رضی اللہ عنہ رو دیے۔ فرمانے لگے اے حفصہ رضی اللہ عنہا! تو اپنی ایمان داری سے بتا شہنشاہ کائنات، فخرِ موجودات، حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی حالت بیان کر!

حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا رونے لگی اور کہنے لگی ٹاٹ ہوتی تھی، جس کو حضور ﷺ آدھا

اُوڑھ لیا کرتے تھے، آدمی کو بچھا لیا کرتے تھے۔ حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کئی مرتبہ میں نے جو کی روٹی پکا کر دی۔ حضور ﷺ کے حلق میں کئی دفعہ چبھی اور واپس آئی۔

فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے رو دیا اور کہا حفصہ رضی اللہ عنہا! تو مجھے دربار رسالت ﷺ میں شرمندہ کرنا چاہتی ہے۔ اگر تو مجھے ان کے نام بتا دے، جو تیرے پاس سفارش کرنے آئے تھے، میں مار مار کر ان کے چہروں کو بگاڑ کر رکھ دوں۔ پسند نہ کیا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے!

فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی طبیعت بالکل خراب ہے۔ ناساز چل رہی ہے، پیٹ کی شکایت رہتی ہے، سامنے جو کی روٹیاں رکھی ہیں۔ اپنے آپ کو کہنے لگے اے فاروق! جب تک اُمت کا ہر آدمی چھوٹا بڑا، امیر و غریب، بوڑھا جوان، مرد و عورت، اچھے چھنے ہوئے آٹے کی روٹی کھانے کے قابل نہیں ہو جاتا، اس وقت تک تجھے یہ جو اسی طرح کھانے پڑیں گے۔

نبی ﷺ کا سسر ہے۔ ۲۲ لاکھ مربع میل کا حکمران ہے۔ جس نے کابل سے لے کر طرابلس کا علاقہ فتح کر دیا۔ جس کی ٹھوکروں میں قیصر و کسریٰ کے تاج رُلتے پھرتے ہیں۔ چاندی سونے کے ڈھیر لگے ہوئے ہیں۔ وہ فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کہتا ہے کہ اس وقت تک میرے لیے میدے کی روٹی کھانا جائز نہیں، جب تک مسلمانوں کو اور کافر ہی کیوں نہ ہو، میری حکومت کا رہنے والا ہو، جب تک اس کو وہی روٹی نہ ملے، میرے لیے جائز نہیں!

کہاں گئے وہ سوچنے والے، کہاں مر گئے وہ لوگ ان تاریخوں کو پڑھنے والے، انگریزوں کا ٹاٹ دیکھا، انگریز کا پارٹ دیکھا، تم نے انگریز سے لہو پینا سیکھا، تم نے انگریزوں سے طرح طرح کی کمائی کرنی سیکھی، تم نے انگریزوں سے بڑی بڑی بلڈنگیں اور بنگلے بنانے سیکھے۔ تم نے دولت کے ڈھیر لگانے سیکھے۔

خدا کی قسم! آؤ نبی ﷺ کے دربار میں آؤ اور نبی ﷺ کے یاروں رضی اللہ عنہم کے دربار میں آ کر دیکھو کہ کیسی زندگی ہے؟

فرمایا مجھے پرانے کپڑے سے پیار ہے۔

سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کی پہلی پسند:

سیدنا عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ اُٹھ کھڑے ہوئے اور عرض کرنے لگے اے لوگو! اے میرے آقا ﷺ! مجھے تین چیزوں سے بڑی محبت ہے، مجھے تین چیزیں بڑی پیاری لگتی ہیں۔

سب سے پہلی کیا چیز ہے، کہتے ہیں کہ مجھے یہ بات بڑی پسند ہے، میری زبان ہو، خدا کا قرآن ہو۔

اللہ میاں کو عثمان رضی اللہ عنہ کی پسند پر اتنا پیار آیا، فرمایا اے عثمان! جا آخری وقت میں تیری زبان ہوگی، میرا قرآن ہوگا۔

فرمایا مجھے کوئی چیز دنیا میں اتنی پسند نہیں، جتنا کہ کلام الٰہی پسند ہے۔ ایک رات میں ایک رکعت میں بھی مکمل قرآن ختم کیا کرتے تھے۔

عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ شہید مدینہ، امام مظلوم کی یہ کیفیت ہے۔ اور کیسے پڑھا کرتے تھے۔ رخساروں پر آنسوؤں نے بہہ بہہ کر نالیاں سی بنالی تھیں۔ ہر وقت رویا کرتے تھے، قرآن کی تلاوت ہوتی تھی، عثمان رضی اللہ عنہ کی زبان ہوتی تھی، رات دن قرآن پڑھتے تھے۔

یہاں تک کہ شہادت کے وقت لہو کی دھار جو جا گری اللہ کے قرآن پر پڑی۔

فرمایا مجھے تو پسند ہے یہ چیز اور پیاری لگتی ہے یہ بات کہ میری زبان اور اللہ تعالیٰ کا قرآن ہو۔

سب سے زیادہ عزیز تر، سب سے زیادہ محبوب مجھے تو یہی بات لگتی ہے۔

دوسری پسند:

دوسری میری یہ تمنا ساری عمر سے ہے، یہی آرزو ہے، یہی حسرت ہے، کہتے ہیں کہ عثمان رضی اللہ عنہ کی روٹی ہو، غریب کا پیٹ ہو۔

ہمارے ہاں اگر کوئی صبح کے وقت روٹی کا ٹکڑا لے جائے، دوسرا فقیر آجائے، اوہو! آج تو سارا دن لائن لگی رہی، آج تو قطار لگی رہی، اگر کسی بیوہ کے گھر پر آٹا دے دیا، چھ مہینے اس کا گیت گاتے ہیں۔ ویسے ایک بات بتا رہا ہوں آپ کو، رات دو سیر آٹا میں اس کے بچوں کو دے کر آیا، تو نے دو سیر دے دیا، اس کے گیت گاتا ہے۔ جس خدا نے ساری عمر میں کروڑوں من کھلایا، اس کا کبھی گیت گایا؟

پانچ روپے اگر مسجد کو دے گیا تو اس کے لیے اکڑتا ہے۔ اور جس خدا نے لاکھوں دیے وہ تیرے باپ کے ہیں؟ وہ خدا نے نہیں دیے؟ وہ نہیں یاد کرتا آدمی!

اس لیے شریعت نے حکم دیا۔ اگر کسی رشتہ دار کو زکوٰۃ دینے کی نوبت آئے، اسے بتاؤ نہ کہ یہ زکوٰۃ کے پیسے ہیں۔ اس کے مستحق ہونے کا تم خود خیال کرو تاکہ اس کے دل کو ٹھیس نہ لگے کہ

دیکھو! ایک باپ کی اولاد ہیں ہم، بھائی زکوٰۃ دینے والا بن گیا، بہن لینے والی بن گئی۔

سیدنا عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں مجھے یہ بات بڑی پسند لگتی ہے کہ عثمان رضی اللہ عنہ کی روٹی ہو اور غریب کا پیٹ ہو اور کھلاتا ہی رہوں۔

عثمان رضی اللہ عنہ! تیری روٹی کتنی خوش نصیب تھی۔ تم نے بیسیوں مرتبہ امام الانبیا محبوب کبریا حضرت محمد مصطفی ﷺ کے فاقہ کھلوائے۔

کھانے کی برکت:

مولانا مظفر حسین کاندھلوی رحمہ اللہ لکھتے ہیں کہ میں پانی پت سے کاندھلہ جانے کے لیے پیدل سفر کرر ہا تھا۔ چلتے چلتے راستے میں ایک گاؤں آیا۔ شام ہوئی تو میں ٹھہر گیا، مسجد کی صفائی کی اور اذان دی۔ کوئی نہ آیا، مغرب کی اذان دی تو ایک آدمی آیا، جماعت کرائی، نہ ہوٹل تھا نہ کوئی دکان تھی، میں نے سوچ لیا کہ آج پانی پی کر گزارہ کرلوں گا۔

یہ بھی صبر کرنے والوں کی بات ہے۔ ورنہ بیٹھک کا دروازہ کھٹکھٹانا کوئی بڑی بات نہیں۔

مولانا نے سوچا پانی پی کر سو جاؤں۔ کچھ دیر کے بعد ایک آدمی آیا اور اس نے تین روٹیاں لاکر مولانا کو دے دیں۔

حضرت مولانا مظفر حسین کاندھلوی رحمہ اللہ بہت بڑے بزرگوں میں سے ہیں۔ اتنے متقی اور پرہیزگار تھے کہ اس وقت ہندوستان کے علما اس کے تقویٰ پر فخر کیا کرتے تھے۔

حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا نبی ﷺ کو دودھ پلانے والی مائی کے قدموں میں دفن ہوا۔

مولانا فرماتے ہیں تین روٹیاں لے کر ایک آدمی آیا اور میں نے کھالیں، عشاء کی نماز پڑھی اور سو گیا۔

مولانا فرماتے ہیں کہ مجھے تین مرتبہ حضور اکرم ﷺ کا دیدار ہوا۔ خواب میں تین مرتبہ حضور ﷺ کی زیارت ہوئی۔ میں بڑا خوش ہوا، یہ تو جنت ہے مسجد، یہ تو عجیب جگہ ہے۔

کہنے لگے میں اگلے دن بھی اسی جگہ ٹھہر گیا کہ جہاں تین تین مرتبہ آقا ﷺ کا دیدار نصیب ہو، کون چھوڑے، ایسی جگہ کو!

مولانا فرماتے ہیں اگلے دن مغرب کی نماز کے بعد وہی آدمی آیا اور دو روٹیاں لے کر آیا۔ جب میں دو روٹیاں کھا کر سو گیا تو مجھے اس روز دو مرتبہ حضور ﷺ کا خواب میں دیدار نصیب ہوا،

دو دفعہ زیارت نصیب ہوئی۔

اب میری یہ تسلی ہوئی کہ یہ جگہ کی بات نہیں، یہ تو اس روٹی میں کمال ہے، تین کھائیں تو تین مرتبہ زیارت ہوئی، دو کھائیں دو تو مرتبہ زیارت ہوئی۔

کہنے لگے میں تیسرے دن بھی وہیں ٹھہر گیا۔ اس جگہ کو چھوڑ کر جائے کون؟ کہا جب تیسری رات آئی، عشاء کا وقت آیا اور وہی آدمی ایک روٹی لے کر آیا اور آنکھوں میں آنسو تھے۔

کہنے لگے مولانا! کل آپ قیام نہ کریں، کل کو آپ یہاں نہ ٹھہریں۔ میں نے پوچھا کیوں؟ مجھے تو وہ چیز مل رہی ہے، میں تو ساری عمر گزار دوں۔ ایسی چیز کہاں ملے؟ اور تو کون ہے کہ جتنی میں تیری روٹی کھاؤں، اتنی مرتبہ میرے آقا ﷺ کا دیدار نصیب ہو۔ تیری روٹی میں کیا کمال ہے؟

وہ کہنے لگا کہ پرسوں اتنی مزدوری بنی تھی کہ تین روٹیوں کا آٹا بنا۔ آپ کو دیکھ کر گیا، میں نے بیوی سے کہا کہ میرے نام کی روٹی دے دے۔ مسجد میں کوئی اعلیٰ درجے کا عابد و زاہد ہے، کوئی درویش فقیر ہے، اس کو روٹی کھلاؤں گا۔ بیوی نے کہا چلو میں بھی فاقہ کرلوں گی۔ میرے نام کی بھی لے جاؤ۔ ایک چھوٹا بچہ ہے، وہ کہنے لگے ابا! آج تو میں بھی فاقہ کرلوں گا۔ میرے نام کی بھی لے جا۔ کہا کہ پرسوں تینوں نے فاقہ کرلیا۔

کل بچے کی حالت خراب ہوگئی۔ وہی تین روٹیوں کا آٹا مزدوری میں ملا، بچے کی روٹی تو اس کو دے دی، ہم میاں بیوی نے دوسرے دن بھی فاقہ کرلیا۔

کہا کہ میں نے آج بھی مزدوری کی تھی، آٹا اتنا ہی ملا کہ تین روٹیاں بنیں۔ تیسرے دن میں بیوی کی حالت خراب ہوگئی۔ آج بچے کو بھی دے آیا ہوں، بیوی کو بھی دے آیا، کل کو مجھے اپنا اعتبار نہیں، میرا کیا حال بن جائے گا؟ اس لیے کہتا ہوں کہ آپ یہاں قیام نہ کریں۔

دینا تو ان لوگوں کا تھا، چار چار دن کے فاقے خود کاٹ کر مسجد میں بیٹھے ہوئے مسافر کو دینا۔ تو اگر لاکھ میں سے دو روپے دے گیا تو حاتم طائی کا باپ نہیں بن جاتا۔

صحابہ رضی اللہ عنہم وہ تھے، جنہوں نے خود فاقے کر کے دوسروں کو کھلایا، خود پریشان ہو کر دوسروں کی پریشانی کو دور کیا۔

حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میری دوسری پسند یہ ہے کہ عثمان رضی اللہ عنہ کی روٹی ہو، غریب کا پیٹ ہو۔

تیسری پسند:

فرمایا تیسری پسند یہ ہے میں چاہتا ہوں۔غریب کا بدن ہو، میرا کپڑا ہو۔قبر تک لوگوں کو پہنا تا ہی چلاؤں، اور کھلایا، پہنایا لوگوں کو!

اللہ پاک مجھے اور آپ کو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی غلامی نصیب فرمائے اور ان کی محبت کے صدقہ میں اللہ ہم سب کی نجات فرمادے۔(آمین)

وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

عقائد باطلہ

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰهِ نَحۡمَدُهٗ وَنَسۡتَعِيۡنُهٗ وَنَسۡتَغۡفِرُهٗ وَنُؤۡمِنُ بِهٖ وَنَتَوَكَّلُ عَلَيۡهِ وَنَعُوۡذُ بِاللّٰهِ مِنۡ شُرُوۡرِ اَنۡفُسِنَا وَمِنۡ سَيِّاٰتِ اَعۡمَالِنَا مَنۡ يَّهۡدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهٗ وَمَنۡ يُّضۡلِلۡهُ فَلَا هَادِيَ لَهٗ وَنَشۡهَدُ اَنۡ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحۡدَهٗ لَا شَرِيۡكَ لَهٗ وَلَا نَذِيۡرَ لَهٗ وَلَا مِثۡلَ لَهٗ وَلَا مُعِيۡنَ لَهٗ وَلَا وَزِيۡرَ لَهٗ وَلَا مُشِيۡرَ لَهٗ وَنَشۡهَدُ اَنَّ سَيِّدَنَا وَسَنَدَنَا وَنَبِيَّنَا وَشَفِيۡعَنَا وَهَادِيۡنَا وَمُرۡشِدَنَا وَمَوۡلَانَا مُحَمَّدًا عَبۡدُهٗ وَرَسُوۡلُهٗ اَرۡسَلَهٗ بِالۡحَقِّ بَشِيۡرًا وَّنَذِيۡرًا. وَاَصۡحَابِهٖ وَاَزۡوَاجِهٖ وَبَارِكۡ وَسَلِّمۡ تَسۡلِيۡمًا كَثِيۡرًا كَثِيۡرًا ○

اَمَّا بَعۡدُ! فَاَعُوۡذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيۡطٰنِ الرَّجِيۡمِ ○ بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ ○

اِنَّ اللّٰهَ لَا يَغۡفِرُ اَنۡ يُّشۡرَكَ بِهٖ وَيَغۡفِرُ مَا دُوۡنَ ذٰلِكَ لِمَنۡ يَّشَآءُ ۚ (النساء:۴۸)

قَالَ رَسُوۡلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيۡهِ وَسَلَّمَ يَا مَعَاذُ! لَا تُشۡرِكۡ بِاللّٰهِ شَيۡئًا اِنۡ قُتِلۡتَ اَوۡ حُرِّقۡتَ

صَدَقَ اللّٰهُ مَوۡلَانَا الۡعَلِيُّ الۡعَظِيۡمُ ○ وَبَلَّغَنَا رَسُوۡلُهُ النَّبِيُّ الۡكَرِيۡمُ وَنَحۡنُ عَلٰى ذٰلِكَ لَمِنَ الشّٰهِدِيۡنَ وَالشّٰكِرِيۡنَ وَالۡحَمۡدُ لِلّٰهِ رَبِّ الۡعٰلَمِيۡنَ ○

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيۡتَ عَلٰى اِبۡرَاهِيۡمَ وَعَلٰى اٰلِ اِبۡرَاهِيۡمَ اِنَّكَ حَمِيۡدٌ مَّجِيۡدٌ ○ اَللّٰهُمَّ بَارِكۡ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكۡتَ عَلٰى اِبۡرَاهِيۡمَ وَعَلٰى اٰلِ اِبۡرَاهِيۡمَ اِنَّكَ حَمِيۡدٌ مَّجِيۡدٌ ○

پروردگار عالم نے اپنے کلام مقدس کے اندر وہ چیزیں اور وہ احکامات بیان فرمائے کہ اگر بندے پورے قرآن پر عمل کرلیں تو روئے زمین کے مالک بن جائیں۔

قرآن کا وعدہ:

قرآن کریم کا وعدہ ہے جو مجھ پر عمل کرنے والا ہوگا، اس پر کوئی غلبہ نہیں حاصل کرسکتا۔ یہ جو پوری دنیا میں کفر ناچ رہا ہے، پوری دنیا میں کفر ہمارے دلوں پر چڑھا ہوا ہے۔ اور اب تو ان کا پروگرام بہت آگے ہے۔ تمہارے پاس تو کوئی پروگرام نہیں، سوائے شادیوں کے، سوائے گانے بجانے کے، سوائے بدمعاشی کے، سوائے رشوت بٹورنے کے، سوائے حرام خوری کرنے کے، تمہارا کوئی پروگرام نہیں، البتہ کفر کا یہ پروگرام ہے کہ مکے کو بھی لیا جائے اور مدینے کو بھی چھینا جائے۔ تمہارا پروگرام ہو نا نہ، ان کا تو ہے نا!

ایک وقت ایسا بھی تھا:

حالاں کہ مسلمانوں پر ایک وقت ایسا بھی آیا۔ حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ جوان صحابی ہیں ، خدا کی قسم! تم جیسی آنکھیں تھیں، تم جیسا ناک تھا، تمہارے جیسا منہ تھا، تمہارے جیسی زبان تھی، ایسا ہی پیٹ تھا، اور ایسا ہی نفس تھا، ہاتھ پیر تھے، بیوی تھی، بچے تھے، بھوک لگتی تھی اور پیاس لگتی تھی۔ مگر خدا کی قسم! سمندر میں گھوڑا ڈال دیا۔ تیرتا جاتا ہے، تیرتا جاتا ہے اور تلوار اوپر کو اٹھا کے کہتا ہے الٰہی! آگے اگر کوئی ملک ہے تو بتادے، بتانا تیرا کام ہے قرآن کا جھنڈا لہرانا میرا کام ہے۔

یہ بے حسی کس لیے:

عموماً جو لوگ اپنے باپ کی جائیداد کو جوئے میں ہرادیں۔ شراب اور رنڈی بازی میں خراب کردیں تو ساری برادری کے لوگ کہتے ہیں، یہ بڑے بے ایمان بدمعاش لوگ ہیں، انہوں نے باپ کی جائیداد کو آگ لگادی۔

اگر زمین کا ٹکڑا باپ کا بنایا ہوا بیٹا ضائع کردے تو وہ بدمعاش ہے، وہ تو بے ایمان ہے، اور جنہوں نے حضور ﷺ پر بھیجے ہوئے قرآن کو اور خدا کے بھیجے ہوئے قرآن کو، ایمان کو، ساری چیزوں کو بھلا کر ہر وقت کنجریوں کے پیچھے پڑے ہوں، وہ اب بھی ایمان دار ہیں؟ وہ اب بھی مؤمن ہیں؟

اتنا گانا بجانا، کہ اب تو مردے بھی پناہ مانگ اُٹھے ہوں گے۔ قبروں پر جا کر طبلہ، ڈھولک، سرنگی، پتہ نہیں کیا کیا بنا رکھے ہیں اور بہانہ کیا بنایا کہ فلاں نے حضرت صاحب کے مزار پر قوالی شریف ہوگی۔ اگر یہ عبادت ہے اور بزرگوں کے لیے فائدہ مند ہے، تو تو اپنی ماں کی قبر پر قوالی کبھی کیوں نہیں کراتا؟ تو نے اپنے باپ کی قبر پر کبھی قوالی کیوں نہ کرائی؟ یہ بزرگ، یہ اللہ والا تیرا کیا

لے کے مرگیا جو تو وہاں بیٹھ کے ڈھول بجاتا ہے۔ وہ ساری عمر قرآن پڑھتا رہا، محمد کریم ﷺ کی ذات پر درود پاک پڑھتا رہا، دنیا کا راستہ دکھاتا رہا، اللہ سے ہدایت لیتا رہا۔ اور تم نے اس کے مرنے کے بعد اس کی روح کے ساتھ یہ سلوک کیا۔ صبح کے ٹائم میں جو کبھی تھوڑے سے آدمی اپنے آپ کو نیک کہلاتے ہیں نا! گانا نہ لگاؤ صبح صبح، نور پیر کا ویلا ہے، قوالی لگاؤ۔

انعاماتِ خداوندی یاد کر:

اللہ پاک نے کلام پاک میں اعلان کر دیا:

يٰبَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ اذْكُرُوْا نِعْمَتِيَ الَّتِيْٓ اَنْعَمْتُ عَلَيْكُمْ (البقرہ:۴۰)

اے بنی اسرائیل کے لوگو! اے میرے بندو! اے میرا دیا ہوا کھانے والو! اے میرا دیا ہوا پینے والو! اے میری پیدا کردہ عورتوں کو پاس بٹھا کے پیار کرنے والو! اے میری دی ہوئی اولاد کو چومنے والو! اپنے دلوں کو اولاد کو دیکھ دیکھ کر ٹھنڈا کرنے والو! یہ نورِ نظر تو میں نے دیئے، یہ لختِ جگر تو میں نے دیئے،، یہ اچھے اچھے بیٹے میں نے دیئے، یہ دولت میں نے دی، یہ تخت شہنشاہی میں نے دی، یہ جوانی میں نے دی، یہ تندرستی میں نے دی۔

اذْكُرُوْا نِعْمَتِيَ الَّتِيْٓ اَنْعَمْتُ عَلَيْكُمْ

اے میرے بندے! یاد تو کر، رات انعام میرا، دن انعام میرا، چاند انعام میرا، ہوا انعام میری، بارش انعام میری۔ یہ زمین میری پر چلتا ہے، تو کسی کے گھر میں چل کے دکھا۔ کسی کے کارخانے میں چل کر دکھا، تجھے چور سمجھ کر جوتے لگائیں گے اور میری زمین پر چلتے ہوئے تجھے ساٹھ برس گزر گئے میں نے تجھے کبھی نہ مارا۔ سارا نظام کائنات میرا، سب کچھ میرا کھا کر، سب کچھ پی کر، ساری جوانی استعمال کر کے چارپائی پر لیٹ کر کبھی تو کہا کر مولا! تیرے سوا میرا کوئی نہیں!

اذْكُرُوْا نِعْمَتِيَ الَّتِيْٓ اَنْعَمْتُ عَلَيْكُمْ

میں نے تجھ پر کتنے انعام کیے ہوئے ہیں کان انعام میرا ہے، اگر تجھے پتہ نہیں چلتا تو ذرا گونگے سے پوچھ جو اماں کہنے سے ترس رہا ہے۔ اماں انتظار کرتی ہے، بیٹا جوان ہو گیا۔ آج تک میں نے اپنے بیٹے کے منہ سے امی کا لفظ نہیں سنا۔

جس کے کان بند ہیں۔ اس سے جا کے پوچھ جو اذان کو ترستا ہے۔ خدا کا قرآن سننے کو ترستا ہے۔

جس کے ہاتھ نہیں، اس سے جا کے پوچھ کس شے کو پکڑنے کے لیے ترستا ہے۔

پیروں والو! جس کے پیر نہیں، اس سے جا کے پوچھ، چلنے کو ترستا ہے۔

فرمایا سب کچھ میں نے دیا:

اذْكُرُوا نِعْمَتِيَ الَّتِيٓ اَنْعَمْتُ عَلَيْكُمْ

کتنے انعام میرے، کتنا میں نے تجھ پر کرم کیا ہوا ہے۔

اگر کسی ہوٹل والے سے پانی مانگو اور گلاس میں پانی دے دے، اور پینے والا گلاس بھی ساتھ لے کر چلا جائے، تو ہوٹل والا کہتا ہے۔ توبہ، توبہ، ایڈا بے ایمان اے، میں پانی وے دتا تے گلاس وی نال لے گیا۔

اگر چار بوند پانی دینے والی کی چیز تو نے واپس نہ کی وہ تجھے بے ایمان بتاتا ہے۔

جس خدا نے یہ زندگی دی اور یہ ساری عمر حیاتی عطا فرمائی۔ جس کے بارے میں خدا کہتا ہے:

قُلْ مَتَاعُ الدُّنْيَا قَلِيلٌ ۚ (النساء: ۷۷)

لوگو! دنیا بہت تھوڑے دنوں کا سودا ہے۔ یہ امتحانی کمرہ ہے، آزمائشی پلاٹ لگا ہوا ہے، یہ تمام کے تمام زیب وزینت، یہ چھل پہل، یہ حسن وجمال، یہ تمام کی تمام عارضی چیزیں ہیں۔ نہ پہلے کسی کے پاس ہمیشہ رہیں اور نہ اب رہ سکیں گی۔

اذْكُرُوا نِعْمَتِيَ الَّتِيٓ اَنْعَمْتُ عَلَيْكُمْ

میرا انعام یاد کر، میرے بندے! تو میرا بندہ، میں تیرا خدا، رات کو تیری کوئی خبر لینے والا نہیں، میں تیرے سر کے اوپر کھڑے ہو کر تیری پہرے داری کرتا ہوں۔

اللہ نیند سے پاک ہے:

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اللہ پاک سے ایک دن عرض کردیا یا الٰہی! تجھے کبھی نیند نہیں آتی؟ فرمایا موسیٰ علیہ السلام! جواب پھر ملے گا۔ ایک پیالے میں پانی اور ایک پیالے میں دودھ لے کر کھڑے ہو جاؤ۔ جب تک میں نہ کہوں بیٹھنا مت، شام تک کھڑے رہے، ہاتھ تھک گئے، کمر تھک گئی، ٹانگیں تھک گئیں، پیر تھک گئے، آیا جو نیند کا جھونکا ہاتھ ہلے اور گرے نیچے، دونوں پیالے ٹوٹ گئے۔ فرمایا موسیٰ علیہ السلام! تجھے نیند آئی تو پیالے ٹوٹ گئے۔ خدا سو جائے تو نظام کائنات ٹوٹ جائے گا۔ اگر میں سو جاؤں تو نظامِ کائنات سارا ٹوٹ جائے گا۔

فرمایا: "لا تاخذہ سنہ ولا نوم"

میں وہ خدا ہوں جسے نیند نہیں آتی، اونگھ نہیں آتی، ملتانی زبان اچ جیویں آدھن ناں گھل نی آندی۔ نیند آجائے اونگھ جائے وہ خدا کیسے؟

پھر اس قوم کو کون سمجھائے، جو نیند آنے والی بات تو الگ رہی مرنے کے بعد چار گز اوپر اور آٹھ گز نیچے دفن ہے۔ اوپر اتنا سنگ مرمر لگا ہوا ہے، اوپر اتنی اینٹیں مصالحہ لگا ہوا ہے، اور باہر کھڑے ہوئے لوگ بیٹے مانگ رہے ہیں۔

احکام خداوندی سے روگردانی تباہی ہے:

ٹیلی فون کی اگر ذراسی تار خراب ہو جائے۔ آواز نہیں آتی، ہیلو ہیلو کر کے تھک جاتے ہیں۔ آواز صحیح نہیں آئی۔ اور یہ بیچ میں اتنا میٹریل لگا ہوا ہے۔ تیری آواز بیچ میں کیسے جارہی ہے۔ عقیدہ بہت بڑا انعام ہے۔ لکھ کر لے جاؤ قاری حنیف ملتانی کی بات خدا کی قسم! اولاد سے زیادہ، کوٹھی بنگلے سے زیادہ، بیوی بچوں سے زیادہ، تخت شہنشاہی سے زیادہ کام کی چیز کلمہ ہے۔ اور اگر کلمہ میں غلطی ہوگئی، عقیدے میں تباہی پھر گئی تو بنے گا کیا؟ آج سوچنا چھوڑ دیا، سڑکوں میں، بازاروں میں کھیل کھیل بنا ہوا ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اس قوم کا نہ کوئی خدا ہے، نہ کوئی پیغمبر ہے، نہ کوئی اصول ہے، نہ کوئی ضابطہ ہے، نہ کوئی قاعدہ ہے۔

خدا کے بندو! کچھ سوچ تو لو کبھی، ہاں! اتنی بات تو ہم سوچ سکتے ہیں کہ اگر زہر کھالیا تو موت آجائے گی۔ اور یہ کبھی نہیں سوچا کہ اگر خدا کے احکام کی بغاوت کی تو تباہی پھیل جائے گی۔ کون سوچے؟

فرمایا: اذْكُرُوا نِعْمَتِيَ الَّتِي أَنْعَمْتُ عَلَيْكُمْ

سبحان اللہ! کیا بات فرمائی ہے احکم الحاکمین نے، فرمایا میرے بندے! جو میرے وعدے تجھ سے تھے، میں سارے پورے کر رہا ہوں، مجھے اپنی کبریائی کی قسم! میں تجھے بھوکا نہیں سونے دیتا، میں تجھے ننگا نہیں سونے دیتا، میرے وعدے یہی ہیں، اللہ کا وعدہ روٹی کا، کوٹھی کا نہیں، تو آج ہم پریشان ہیں اسی وجہ سے! فرمایا: میں نے اپنا وعدہ پورا کیا، جوانی دی، بیوی دی، حیاتی دی، اولاد دی، اور اپنا وعدہ پورا کیا تو بھی اپنا وعدہ پورا کر۔

تو نے بھی تو کہا: ربنا، اے میرے رب!

تیرے سوا میرا رب کوئی نہیں، حاجت روا کوئی نہیں۔ بگڑی بنانے والا کوئی نہیں، اجڑوں کو بسانے والا کوئی نہیں، کسی کو دور سے قریب سے تکلیفوں کو دور کرنے والا کوئی نہیں۔

غلط مثال:

کئی لوگ تمہیں مثال دیتے ہیں کہ اچھا جی گولی قبض کشا ہوسکتی ہے اللہ والا مشکل کشا نہیں ہوسکتا۔ فری کھاتے، کدھر قرآن گیا؟ کدھر محمد عربی ﷺ کا فرمان گیا۔ میں قسم کھاتا ہوں باوضو بیٹھا ہوں۔

قرآن کے ساتھ جڑ جاؤ:

قرآن یہی ہے جو اللہ کریم نے محمد ﷺ پر نازل فرمایا تھا۔

یہ وہی قرآن ہے کملی والے ﷺ نے ساری زندگی جس کی تلاوت فرمائی۔

یہ وہی قرآن ہے جس کی ایک لاکھ اٹھتیس ہزار صحابہ رضی اللہ عنہم نے تلاوت فرمائی۔

یہ وہی قرآن ہے جس کو پڑھتے پڑھتے غوث وابدال اور قطبوں کی عمریں گزر گئیں۔

مگر آج ہم لوگوں کا مزاج ہی نہیں قرآن کریم کے قریب آنے کا، سمجھنے کا، کوشش کرنے کا، اسی لیے فرمایا:

"وَاِيَّايَ فَارْهَبُوْنِ ۝٤٠" (البقرہ)

مجھ سے ہی ڈرو، میں خالق ہوں تم مخلوق ہو۔

"وَاٰمِنُوْا بِمَآ اَنْزَلْتُ مُصَدِّقًا لِّمَا مَعَكُمْ وَلَا تَكُوْنُوْٓا اَوَّلَ كَافِرٍۭ بِهٖ" (البقرہ:۴۱)

اس پر ایمان لاؤ۔ اس پر یقین جماؤ۔ اعتماد جماؤ۔ بھروسہ رکھو، توکل کرو، اس کا ایک ایک لفظ تمہارے لیے بڑا عجیب ہے۔

آگے جا کر قرآن کریم میں فرمایا:

"اِنَّهٗ لَقُرْاٰنٌ كَرِيْمٌ" (الواقعہ:۷۷)

یہ قرآن کریم بڑا سخی ہے۔

ایک جگہ فرمایا:

"اَنَّهُ اسْتَمَعَ نَفَرٌ مِّنَ الْجِنِّ فَقَالُوْٓا اِنَّا سَمِعْنَا قُرْاٰنًا عَجَبًا ۝١" (الجن:۱)

پتہ چلا قرآن پاک بڑا عجیب ہے۔ بڑا احسن کلام ہے۔ بڑا عجیب وغریب کائنات کا کلام ہے۔

"بَلْ هُوَ قُرْاٰنٌ مَّجِيْدٌ" (البروج:۲۱)

بڑا ہی برتر کلام ہے، بزرگ کلام ہے، خالق کائنات کا کلام ہے، مالک کائنات کا کلام ہے۔

فرمایا لوگو! اس پر ایمان لاؤ۔ اس پر یقین رکھو۔

عورت کا بچہ اگر ایک دن غائب ہو جائے، اس کی آنکھوں سے انتڑیاں تڑپ اُٹھتی ہیں۔ کدھر گیا میرا بچہ، کدھر گیا میرا لختِ جگر، میرا نورِ نظر، پریشان ہو جاتی ہیں، پسینے آ جاتے ہیں۔

اور قرآن کو عورت، مرد جو پڑھے ہوئے ہیں، سال بھر بھی اگر آنکھوں کے سامنے نہ لائیں کبھی پریشانی نہیں ہوتی۔ کبھی کسی عورت کو روتے دیکھا کہنے لگا مائی کیا بات ہے؟ کہ میں ایسی بدنصیب ہوگئی پورا سال ہو گیا، قرآن نوں ویکھیا نئیں، دیدار نئیں کیتا، تلاوت نئیں کیتی۔

کبھی کسی مرد کو روتے ہوئے دیکھا۔ میں نے بچپن میں قرآن پڑھ لیا تھا۔ لیکن اب میں بھول بھال گیا ہوں اور دس برس ہو گئے، بیس برس ہو گئے میں نے پڑھا ہی نہیں۔ کبھی تم نے ساری زندگی میں کسی کو روتے دیکھا؟

اولاد کے لیے رولیں گے، مال کے لیے رولیں گے، اقتدار کے لیے رولیں گے، تخت وتاج کے لیے رولیں گے، اپنی عزت کے لیے رولیں گے، اپنے ناک کے لیے رولیں گے۔

غلط راستہ تباہی ہے:

کلام الٰہی اگر دور ہو گیا اور اس سے بے وفائی کی تو کون روئے گا؟ فرمایا:

"وَاٰمِنُوْا بِمَآ اَنْزَلْتُ مُصَدِّقًا لِّمَا مَعَكُمْ وَلَا تَكُوْنُوْٓا اَوَّلَ كَافِرٍۢ بِهٖ" (البقرہ: ۴۱)

اس پر ایمان لاؤ۔ اس پر یقین جماؤ۔

دیکھو! آج کل مرغیاں عموماً بچے نکال رہی ہیں، مارچ اپریل میں مرغی بچے نکالتی ہے، اکثر لوگ بچے نکلواتے ہیں۔ دس بچے، آٹھ بچے، پندرہ بچے، بیس بچے مرغی لیے پھرتی ہے۔ ہزاروں فٹ بلندی پر اس کو چیل نظر آتی ہے، دیکھا خدا کی قدرت کو!

کئی مرتبہ تمہاری فوج کو راڈار کے ذریعے دشمن کی فوج کا پتہ ہی نہیں لگتا۔ کئی مرتبہ ایسا ہوتا ہے کہ فوجی کو راڈار کے ذریعے دشمن کے جہاز کا پتہ ہی نہیں چلتا۔

فوجی کہتے ہیں کہ نیچی پرواز کی تھی، اس لیے راڈار میں نظر نہیں آیا، اور خدا نے مرغی کی آنکھ میں ایسا راڈار لگایا ہوا ہے، ہزاروں فٹ بلندی پر دشمن مرغی کو خود بخود نظر آ جاتا ہے، اور یہ راڈار نہ امریکہ سے آیا، نہ روس سے آیا، خدا نے بنایا۔

اچھا! پھر وہ جو مرغی کے بچے ہیں۔ اندازہ لگاؤ، اس نے دشمن دیکھا، چیل نظر آئی اور کُوں کُوں کی، سارے بچے ماں کے نیچے گھس گئے۔ بچوں کو اپنے خطرے کے الارم پہ یقین ہے۔

مرغی کے بچوں کو یقین آ گیا اور کملی والے صلی اللہ علیہ وسلم نبی کے اُمتیوں کو یقین قبروں میں آئے گا۔
مرغی کے بچوں کو اپنی ماں کے الارم پر کہ کُوں کُوں جو کر رہی ہے، خیر نہیں۔ تمام کے تمام دوڑ کر ماں کے پروں کے نیچے آ جاتے ہیں۔ ہوائی حملہ ہونے والا ہے اور جو باہر رہ جاتا اس پر حملہ ہو ہی جاتا ہے۔
مرغی کے الارم پر یقین کر کے بچے ماں کے پروں کے نیچے آ کے بچ جاتے ہیں۔ کملی والے صلی اللہ علیہ وسلم نے تمہیں یہ اتنا بڑا قرآن دیا، تمہیں یقین قبروں میں آئے گا کیا؟ اور ایک ایک خطرے کی نشاندہی کی۔ فرمایا لوگو! اگر تم غلط راستہ اختیار کرو گے تو دنیا ہی میں ذلیل ہو کر مرو گے۔
خَسِرَ الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَةَ (الحج: ۱۱)
دنیا میں بھی ذلیل ہو گے۔ کفر کے ہاتھوں رسوائی اُٹھاؤ گے۔ آخرت میں بھی ذلت آئے گی۔
"ذٰلِكَ هُوَ الْخُسْرَانُ الْمُبِیْنُ ⑪" (الحج: ۱۱)
یہ ہے وہ کھلم کھلا خسارہ جس پر ہماری توجہ نہیں جاتی، جس پر ہمارا دھیان نہیں جاتا۔ جس پر کبھی ہماری نظر اتفاقاً نہیں پڑتی۔ خدا نے قرآن دیا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے خدا سے لے کر یہ قرآن تمہیں دیا۔
حدیث پاک میں صاف آتا ہے، لوگو! میں امام الانبیا ہوں۔
سارے جہان کا سردار ہوں، میری جائیداد زمین نہیں، میری جائیداد چاندی نہیں، میری جائیداد سونا نہیں، میری جائیداد باغ و بہار نہیں، میرا ورثہ، میرا ترکہ، میں محمد رسول اللہ کی جائیداد یہ قرآن کریم ہے۔
یہ بات میں نے آج کیوں کہنی شروع کی اور میں آج کیوں زور لگا رہا ہوں قرآن کریم کی طرف، اس کا یہ مطلب نہیں کہ میں تم سے کسی چندے کا مطالبہ کروں گا۔ میری نیت الحمدللہ! صحیح ہے۔ میں یہ چاہتا ہوں کہ تم ابھی سے قرآن کریم کی تلاوت میں اضافہ شروع کرو اور زیادہ سے زیادہ قریب آؤ۔

قرآن بتائے گا:

رمضان المبارک آ رہا ہے۔ تاکہ تیرے سارے گناہ تلاوت کے ذریعے اور روزے کے ذریعے سے معاف ہو جائیں۔ یہ ہے تمنا اور یہ ہے آرزو، اور یہ ہے حسرت، اور یہ ہے طبیعت کی

اُمنگ۔فرمایا:

"وَاٰمِنُوْا بِمَآ اَنْزَلْتُ مُصَدِّقًا لِّمَا مَعَكُمْ وَلَا تَكُوْنُوْٓا اَوَّلَ كَافِرٍ بِهٖ" (البقرہ:۴۱)

خدا کہتا ہے تم میری آیتوں کا انکار کرنے والوں سے نہ بنو۔

نماز کی آیتیں، زکوٰۃ کی آیتیں، حج کی آیتیں، عدل وانصاف کی آیات ہیں۔حقوق ہمسایہ، رشتہ داروں کے حقوق کی آیات ہیں۔آدمی جب گڑبڑ کرتا ہے تو وہ یہ سوچتا ہے کہ کوئی گل نہیں، کوئی بات نہیں، تجھے یہ پتہ نہیں ہوتا کہ قرآن کریم کی کتنی آیتیں مجھ سے دور ہو گئیں۔

ساری زندگی قرآن کریم میں ہے۔اگر آپ نبی ﷺ کا لباس پوچھنا چاہیں گے۔قرآن کریم بتائے گا۔

نبی ﷺ کا ماحول بتائے گا:

"وَالرُّجْزَ فَاهْجُرْ ۝" (المدثر)

نبی ﷺ کی آنکھ بتائے گا:

"تَقَلُّبَ وَجْهِكَ فِي السَّمَآءِ ۚ" (البقرہ:۱۴۴)

نبی ﷺ کا ہاتھ بتائے گا:

"يَدُ اللّٰهِ فَوْقَ اَيْدِيْهِمْ ۚ" (الفتح:۱۰)

نبی ﷺ کا چہرہ بتائے گا:

"وَالضُّحٰى ۝" (الضحیٰ:۱)

نبی ﷺ کی زلفیں بتا...ئے گا:

"وَالَّيْلِ اِذَا سَجٰى ۝" (الضحیٰ:۲)

نبی ﷺ کا زمانہ بتائے گا۔

وَالْعَصْرِ ۝" (العصر:۱)

سکون یادِ خدا میں ہے:

میں تو کہتا ہوں ہر درد کی دوا ہے اللہ کا قرآن۔مگر بات ہے یقین کی۔یقین اگر آجائے تو یہ ساری باتیں پھر بنتی ہیں۔اگر ہمارے یقین میں کمی تھی، جبھی تو خدا نے کہا:

"وَلَا تَكُونُوٓا أَوَّلَ كَافِرٍۭ بِهِۦ" (البقرۃ:۴۱)

یقین پیدا کرو ورنہ پھر تمہیں برکتیں نہیں ملیں گی۔ رحمتیں نہیں آئیں گی۔ سکون نہیں آئے گا۔ آج آپ دیکھ لیں۔

کروڑ پتی ہے، ہائے ہائے۔ لاکھ پتی ہے ہائے ہائے۔ تخت وتاج کا مالک ہے ہائے ہائے۔ گورنر ہے ہائے ہائے۔ وزیر ہے ہائے ہائے۔ ہائے ہائے لگی پڑی ہے۔ وجہ صرف یہ ہے کہ سکون تو صرف اللہ کی یاد سے ہوتا ہے۔

صبر اور شکر:

میں نے دوسرے تیسرے جمعے میں آپ کو بتایا تھا کہ دولت فرعونیت ہے، دولت قارونیت ہے، اور فاقہ نبوت ہے۔

حضرت محمد ﷺ کو اللہ پاک نے فرمایا میرے محبوب ﷺ! اگر آپ چاہیں تو میں ایسا کر دیتا ہوں۔ جس زمین کے ٹکڑے پہ آپ تھوکیں، میں اس زمین کے سات پردوں کو سونا بنا دیتا ہوں، میں سرزمین کو سونا بنا دوں گا، مگر فرمایا میرے اللہ! میں سونا اکٹھا کرنے نہیں آیا ہوں۔ میری تو تمنا یہ ہے کہ ایک دن کھلا اور تیرا شکر ادا کروں، ایک دن بھوکا رہ کر میں صبر کروں۔

اللہ والوں نے انہی باتوں کو لے کر، صوفیائے کرام نے اپنے مریدوں کو سمجھایا اور انہیں طریقہ کار سمجھایا اور انہیں اللہ اللہ کرنا سکھایا اور صبر کی باتیں بتائیں۔

مانگنے کا در جو یہی ہے:

چناں چہ مدینہ منورہ سے باہر ایک بزرگ نکلے۔ عمر رسیدہ ہے۔ بوڑھا آدمی ہے اور اس نے احرام باندھا، احرام باندھ کے کہنے لگا:

لَبَّيْكَ اَللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ لَا شَرِيْكَ لَكَ لَبَّيْكَ

اے میرے اللہ! میں حاضر ہوں۔ تیرے دربار میں حاضری کا ارادہ رکھتا ہوں۔ چلتا ہوا آرہا ہوں۔

لَبَّيْكَ اَللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ

میرے مولا! میری حاضری قبول فرما۔ میں تیرے دربار میں حاضری کے لیے آگیا ہوں۔

علما نے لکھا ہے غیب سے آواز آئی:

لَا لَبَّیْكَ

تیری حاضری منظور نہیں۔

کسی نوجوان نے بھی آواز سن لی۔ وہ قریب آ کے کہنے لگا بڑے میاں! آواز تو میں نے بھی سن لی۔ اتنا سفر، اتنی تکلیف اُٹھائیں گے آپ، جب منظوری ہی نہیں، رہنے دو، پھر جا کے کیا کرو گے۔

ہائے، ہائے! اللہ والا رونے لگا، وہ بزرگ رو پڑا۔ وہ کہنے لگا بیٹا! تو ایک دن کی آواز سن کر گھبرا گیا۔ مجھے یہ آواز سنتے سنتے ۵۳ سال گزر گئے۔

ارے! منظور ہو یا نہ ہو۔ میرا تو کام ہے۔ اس کی چوکھٹ پر پیشانی رگڑنا، اس کا کام ہے منظور کرنا۔ ۵۳ سال میں میری سمجھ میں تو کوئی دروازہ آیا نہیں کہ اگر یہاں منظور نہیں تو وہاں جا کے کرالوں۔ منظور کرے یا نہ کرے۔ یہ اس کا کام ہے۔ اور اس کی چوکھٹ پہ ماتھا جھکانا یہ میرا کام ہے۔ منظور کرنا یا کرانا یہ میری ذمہ داری نہیں، یہ میرا کام نہیں۔

چناں چہ جب دردِ دل سے اتنی بات نکلی فوراً آواز آئی آج ہم نے یکدم تمہارے ۵۳ سال کے حج قبول کر لیے۔ ہم تجھ سے اتنی سی بات کہلوانا چاہتے تھے۔

اللہ والا کہنے لگا میرے مولا! کہنے کی بات نہیں، تیرے سوا میرا ہے ہی کوئی نہیں۔ دنیا کا کارساز کوئی نہیں۔ آخرت کا کارساز کوئی نہیں۔

اللہ کا نبی اللہ کے دروازے پر:

بڑے بڑے پیغمبر، آج میں اور آپ تو کیا ہستی ہیں۔ حضرت یوسف علیہ السلام کی ذات اقدس ہے۔ جن کی بات میں کرنے لگا ہوں کوئی پیر نہیں، کوئی فقیر نہیں، کوئی ملنگ نہیں، نبی ہے نبی، اور ایسا نبی، خود بھی نبی، ابا بھی نبی، دادا بھی نبی، پردادا بھی نبی، یوسف علیہ السلام بھی نبی، یعقوب علیہ السلام بھی نبی، اسحٰق علیہ السلام بھی نبی، ابراہیم علیہ السلام بھی نبی۔

ہاں! وہ تو پوتا قادر بخش کا ہوگا، رحیم بخش کا ہوگا، ابراہیم اور موسیٰ کا ہوگا، یوسف علیہ السلام حضرت خلیل علیہ السلام کے پوتے ہیں۔

اندازہ لگا، تیرا تھوڑا سا کاروبار چلا تو کھوپڑی بگڑ جاتی ہے۔ ہوں، گل کر کے ویکھے کوئی، میں ہُنیں دس دینا، سامنے آوے کوئی میں ہُن وزیر بن گیا، میرے نال ہُن اُس نال گل کرائیو، ساڈا منڈا ہُن پولیس وچ بھرتی ہوگیا، ہُن سانوں کوئی چھیڑ کے دکھاوے، اور یہاں پہ حال یہ

ہے حضرت یوسف علیہ السلام کی ذات اقدس ہے، سر پہ تاج نبوت، پیروں کے نیچے تخت شہنشاہی، جیب میں مصروں کے خزانوں کی کنجیاں، پیروں کے لیے نیچے مصر کا تخت۔

پھر بھی، میری طرف دیکھو! صبح کا وقت ہے۔نبیوں کی لڑی کا نبی، یوں جھولی پھیلائے کھڑا ہے پروردگار کے سامنے، مالک کائنات کے سامنے جھولی پھیلائے کھڑا ہے اللہ کا نبی، آواز آتی ہے:

فَاطِرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ (یوسف:۱۰۱)

اے زمین وآسمان کے پیدا کرنے والے! اے سبزا پیدا کرنے والے! اے ہوا چلانے والے! اے بارش برسانے والے! اے چاند، سورج، ستاروں کو چلانے والے، اے دنیا وآخرت کے مالک!

فرمایا: فَاطِرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ (یوسف:۱۰۱)

اے زمین وآسمان کے مالک!

"اَنْتَ وَلِيّٖ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ" (یوسف:۱۰۱)

تو ہی میرا دنیا میں بھی کارساز ہے۔آخرت میں بھی کارساز ہے۔سب کچھ تو ہے۔تو نے خون میں انسان بنایا اے میرے مولا!

تو نے زلیخا کی کوٹھی میں میری بگڑی بنائی، تو نے جیل خانے میں میری مدد فرمائی۔

جہاں میرا کوئی نہ تھا، تو اکیلا میرا تھا۔میں تیرا نام لیوا اس ملک میں اکیلا تھا۔

اللہ کے نبی نے جھولی پھیلا رکھی ہے۔پیغمبر کی جھولی، ہاں ہاں! کروڑوں جھولیوں کو ملاؤ۔ لاکھوں جھولیاں ملا دو۔پیغمبر کی جھولی کے ساتھ نہیں مل سکتیں۔اللہ کے نبی نے جھولی پھیلا رکھی ہے۔اور مانگ رہا ہے مولا!

فرمایا مولا! دنیا اور آخرت میں تیرے سوا میرا ہے کون؟ اور مانگا کیا، یہ نہیں مانگا کہ مصر کی حکومت تو میری ہے۔یہ دائیں بائیں بھی میری ہونی چاہیے۔کم سے کم دس بیس ملک میری بادشاہت کے نیچے ہوں۔میں نبی ہوں۔میں تیرا نمائندہ ہوں۔یہ نہیں مانگا۔

دوستو! وہ چیز مانگی، جو آج کل ہم نہیں مانگتے، وہ چیز مانگی جو ہم نہیں مانگتے، فرمایا اے میرے مولا! تَوَفَّنِيْ مُسْلِمًا

فرمایا اے میرے مولا! فرمانبرداروں والی موت عطا کر۔جو تیرے نیک بندوں والی موت ہے، وہ آئے۔

میں اس کا شکریہ ادا نہ کروں:

سوال پیدا ہوتا ہے کہ نبی کو اپنے خاتمے پر یقین ہوتا ہے۔

جو خدا کا نمائندہ ہو، خدا کا پیغمبر ہو، خدا کا رسول ہو، خدا کا نبی ہو، اس کا خاتمہ رد نہیں ہوسکتا، مگر ہمیں سمجھانے کے لیے اللہ کا نبی بھی روتا ہے۔ چناں چہ ہمارے نبی محمد اکرم ﷺ کو، بڑی کام کی بات یاد آئی!

حجرہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا میں حضور ﷺ اتنا روئے، اتنا زیادہ روئے، اتنا زیادہ روئے اور قرآن پڑھا کرو، صبح کو جو حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی نظر پڑی، آج کل کی بہنو، بیٹیو! تمہاری نظر پڑے گی۔

خاوندوں کے پیروں پہ، اپنے بیٹوں کے پیروں پہ، اپنے بھائی کے پیروں پہ۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی نظر پڑ رہی ہے شہنشاہ کائنات کے قدموں پہ، دیکھ کر حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا رونے لگیں اور عرض کرنے لگیں میرے آقا ﷺ! کیا آپ کو اپنے اوپر یقین نہیں ہے کہ میں جنتی ہوں؟ یعنی اتنا جو روتے ہو، ساری ساری رات کھڑے ہوکر جو قرآن پڑھتے ہو۔

آپ تو امام الانبیا ہیں، آپ کے صدقے تو لوگوں کو جنت ملے گی، آپ کے صدقے میں اُمت کی نجات ہوگی۔

آپ ﷺ اتنا کیوں روتے ہیں؟ کیا آپ ﷺ کو اپنے خاتمے یا آخرت کا یقین نہیں، جب کہ قرآن میں اعلان بھی ہوگیا:

"لِّيَغْفِرَ لَكَ اللّٰهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْۢبِكَ" (الفتح: ۲)

سبحان اللہ! کیا بات فرمائی جو پیغمبر ہی فرما سکتے ہیں۔

فرمایا عائشہ! میرے اللہ نے جو مجھے اتنا بڑا رتبہ دیا، اتنا مرتبہ دیا، اتنی بڑی بزرگی عطا فرمائی۔ میرے اللہ نے جو مجھے اتنی بڑی شان دی۔

اَفَلَآ اَکُوْنَ عَبْدًا شَکُوْرًا

میں اس کا شکر ادا نہ کروں؟

اس نے جو مجھے اتنی بڑی دولت دی ہے، اتنی بڑی عظمتیں عطا فرمائی ہیں تو میں اس کا شکر گزار نہ بنوں؟

میں عرض یہ کر رہا تھا کہ حضرت یوسف علیہ السلام نے بھی کیا مانگا؟ جو انبیا نے مانگا، جو ابدالوں نے مانگا، جو غوثوں نے مانگا، جو قطبوں نے مانگا، جو ہر اللہ والے نے مانگا، اور ہم مانگتے نہیں یہ، یا اولاد مانگیں گے، یا خوب صورت بیوی مانگیں گے، یا تخت شہنشاہی مانگیں گے، یا کھلی دکان اور کھلا کاروبار مانگیں گے، یا طاقت مانگیں گے کہ اڑوسی پڑوسیوں کے تخت اُلٹ دیں، ایسا بنادے ہمیں۔

اور یوں مانگنے والے بہت کم ہوں گے الٰہی! دنیا تو گزر رہی ہے، جیسے گزر رہی ہے۔ میرے مولا! اس وقت تیرا کرم میرے کام آجائے، جب میں قبر میں اکیلا پڑا ہوں گا۔ نہ ماں باپ ہوں گے، نہ بیوی بچے ہوں گے، نہ عزیز واقرباء ہوں گے، نہ رشتہ دار ہوں گے، نہ یار ہوں گے، نہ احباب ہوں گے، نہ پارٹی ہوگی، کوئی نہیں ہوگا۔

اس لیے ہمیں ہر وقت آخرت کی تیاری کرنی چاہیے اور ہر بری چیز سے بچنا چاہیے۔ دعا ہے کہ اللہ رب العزت عمل کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)

وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

نذر ونیاز

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ نَحْمَدُهٗ وَنَسْتَعِيْنُهٗ وَنَسْتَغْفِرُهٗ وَنُؤْمِنُ بِهٖ وَنَتَوَكَّلُ عَلَيْهِ وَنَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّاٰتِ اَعْمَالِنَا مَنْ يَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهٗ وَمَنْ يُّضْلِلْهُ فَلَا هَادِيَ لَهٗ وَنَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَلَا نَظِيْرَ لَهٗ وَلَا مِثْلَ لَهٗ وَلَا مُعِيْنَ لَهٗ وَلَا وَزِيْرَ لَهٗ وَلَا مُشِيْرَ لَهٗ وَنَشْهَدُ اَنَّ سَيِّدَنَا وَسَنَدَنَا وَنَبِيَّنَا وَشَفِيْعَنَا وَهَادِيَنَا وَمُرْشِدَنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ اَرْسَلَهٗ بِالْحَقِّ بَشِيْرًا وَّنَذِيْرًا، وَاَصْحَابِهٖ وَاَزْوَاجِهٖ وَبَارِكْ وَسَلِّمْ تَسْلِيْمًا كَثِيْرًا كَثِيْرًا ○

اَمَّا بَعْدُ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ○ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○ قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ ۞ اَللّٰهُ الصَّمَدُ ۞ لَمْ يَلِدْ ۙ وَلَمْ يُوْلَدْ ۞ وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ ۞ (الاخلاص)

صَدَقَ اللّٰهُ مَوْلَانَا الْعَلِيُّ الْعَظِيْمُ ○ وَبَلَّغَنَا رَسُوْلُهُ النَّبِيُّ الْكَرِيْمُ وَنَحْنُ عَلٰى ذٰلِكَ لَمِنَ الشّٰهِدِيْنَ وَالشّٰكِرِيْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ○ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ ○ اَللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ ○

تمہید:

پروردگار عالم نے قرآن کریم میں ساری کائنات انسانی کے لیے بالخصوص نبی کریم ﷺ کی امت کے لیے ہدایت عطا فرمائی۔

قرآن رہنمائی کرتا ہے:

ماں کی گود سے لے کرلحد تک قرآن کریم نے زندگی کے تمام اصول بیان فرمائے۔ بل کہ قرآن کریم سے باہر آنے کی ضرورت نہیں۔ قرآن کریم نے اندرون پیٹ کے حالات بھی بتائے، بچپن کی زندگی، شباب اور جوانی، بڑھاپے کی زندگی، تجارت کرنا، حکومت چلانا، زمیندارہ کرنا، کاروبار کرنا، کسی سے کوئی قرضہ لینا، صدقہ خیرات دینا، ہمدردی کرنا، نکاح کرنا، سارے کے سارے احکام قرآن کریم میں ہیں۔ واہ! قوم تیری قسمت اتنی عظیم کہ کتاب عرش عظیم سے آئی، جبرائیل امین علیہ السلام لائے ہوں، محمد عربی ﷺ پہ نازل کی گئی ہو، تم نے اس کتاب کو مُردوں کے لیے بنالیا ہے، مُردوں کے لیے نہ بناؤ۔

خدا کا قرآن مُردوں کے لیے، سبزی ترکاری زندوں کے لیے، گوشت اور تمام کھانا پینا، سکوٹر، ریل موٹر، ہوائی جہاز، کوٹھی، بنگلہ تمام کا تمام تخت وتاج زندوں کے لیے!

کتنی بڑی ناانصافی ہے خدا کا قرآن مُردوں کے لیے، جب تک کوئی مرے گا نہیں، قرآن مجید یاد نہیں آئے گا۔

کیا گھر میں اس کا تلاوت کرنا ثواب نہیں؟ اس کا پڑھنا کارثواب نہیں؟ اس پر عمل کرنا ذریعہ نجات نہیں؟ اس کو آنکھوں سے دیکھنا برکت والی بات نہیں؟

لوگو! ایسے لوگ بھی دنیا میں آئے جو اپنا تمام مشغلہ ترک کر کے تمام کی تمام زندگی قرآن کریم، مصطفیٰ کریم ﷺ کے ارشادات میں گزار دی۔ یہ جتنے بڑے بڑے بزرگ آئے ہیں اور گزرے ہیں، کمائی کی ہے انہوں نے!

امام مالک رحمہ اللہ کی رحلت:

میرے دوستو!

ایک اللہ والے کا بیان ہے۔ جو بزرگ ہیں، فرمایا میں مدینہ پاک میں رہتا تھا۔ تہجد کی نماز کے لیے اُٹھتا تھا۔ ایک دن جو اللہ والا اُٹھا ہے تہجد کے لیے، گھر سے باہر نکلا، پانچ منٹ میں واپس آیا اور بیٹھ کر رونے لگا۔

بیوی بچوں نے پوچھا کیا بات ہے؟ کسی کے مرنے کی اطلاع ملی؟ کوئی درد ہے؟ کوئی تکلیف ہے؟

اللہ والا کہنے لگا خبر تو نہیں ملی، اندیشہ ہو گیا۔ فرمایا جب بھی ساری زندگی تہجد کے لیے اُٹھا کرتا تھا۔ لوگ تہجد پڑھا کرتے تھے، امام مالک رحمہ اللہ مدینے کی گلیوں میں جھاڑو دیا کرتا تھا، آج باہر نکلا ہوں، کسی گلی میں نظر نہیں آیا۔

ابھی رو ہی رہا تھا، مسجد نبوی کی چھت پہ کھڑے ہو کر کسی نے اعلان کیا:

"مدینے والو! امام مالک رحمہ اللہ چل بسا ہے۔"

محنت کر کر کے، خدمت کر کر کے، ریاضت کر کر کے، مجاہدے کر کر کے لوگ جنتی بنے ہیں، آج لوگ بھوک مار کے جنت جانا چاہتے ہیں۔

امام مالک رحمہ اللہ کا رعب و دبدبہ:

اتنا بڑا عالم، اتنا بڑا بزرگ، اتنا بڑا محدث، صحابہ رضی اللہ عنہم کا شاگرد، صحابہ رضی اللہ عنہم کو دیکھنے والا امام مالک رحمہ اللہ!

دبدبہ اتنا، رعب اتنا، مکے کے گورنر نے، مدینے کے گورنر کو خط لکھا کہ میرا لڑکا امام مالک رحمہ اللہ کے درس میں داخل کراؤ۔ حدیث شریف جو پڑھاتا ہے امام مالک رحمہ اللہ اس میں داخل کراؤ میرے بیٹے کو!

مدینے کا گورنر جب امام مالک رحمہ اللہ کے دروازے پہ گیا اور اطلاع دی کہ میں آیا ہوں، تو اندر سے ایک خادم آیا اور کہنے لگا اگر کوئی مسئلہ پوچھنا ہو تو لکھ کے دو اور اگر کوئی حدیث یاد کرنی ہو تو درس میں آنا، ویسے امام مالک رحمہ اللہ کے پاس فرصت نہیں ہے۔

مدینے کا گورنر امام مالک رحمہ اللہ سے مسجد نبوی ﷺ میں ملا اور کہنے لگا یہ لڑکا ہے مکے کے گورنر کا، حدیث آپ سے یاد کرنا چاہتا ہے۔

فرمایا بہت اچھا! ایک شرط پہ بٹھاؤں گا، جو آگے پچاس ہزار لڑکے ہیں، ان سب کی جوتیوں میں بیٹھنا پڑے گا۔

تم جیسا ہوتا فوراً اکڑ کے بھاگ جاتا۔ لو جی! یہاں تو انسان کی قدر ہی نہیں۔ یہ کوئی مدرسہ ہے؟

یہ علاج کیا کرتے تھے، غریبوں کے بیٹوں کو آگے بٹھایا، گورنروں کے بیٹے کو جوتیوں میں بٹھایا، ایک دو دن نہیں، گورنر مکہ کا بیٹا دو سال تک غریبوں کے لڑکوں کی جوتوں پہ بیٹھ کر حضرت امام مالک رحمہ اللہ سے حدیث سیکھتا رہا۔

دو سال کے بعد امام مالک رحمہ اللہ کی نظر پڑی۔ فرمایا گورنر کا بیٹا تو ہے؟

کہنے لگا جی ہاں! فرمایا اب تجھے اجازت ہے کہ اگلی صف میں بیٹھ جایا کر۔ رعب اتنا، دبدبہ اتنا، شان اتنی۔

امام مالک رحمہ اللہ کی محبت رسول ﷺ:

میرے دوستو!

خدمت گزاری اتنی ساری عمر مدینے کی گلیوں میں جوتا نہیں پہنا۔ لوگ پوچھا کرتے تھے حضرت! آپ جوتا نہیں پہنتے؟

فرمایا ڈرتا ہوں کہیں جوتے والا قدم اس جگہ پہ نہ پڑ جائے جہاں آمنہ کے در یتیم ﷺ کی تلی لگی ہو۔

یہ معمولی سا ادب تو آپ لوگ کر نہیں سکتے اور دوسروں کو بے ادب بناتے ہیں۔

مدینۃ الرسول ﷺ کا ادب:

حضرت امام مالک رحمہ اللہ نے ساری زندگی میں، آؤ ادب کی بات میں تمہیں بتاؤں۔ تین میل کے ایریئے میں، تین میل کے اندر، مدینے شہر میں ساری عمر امام مالک رحمہ اللہ نے پیشاب اور پاخانہ نہیں کیا۔

امام مالک رحمہ اللہ کی مدینہ سے محبت:

عشق کی بات سنو!

ایک حج کرنے کے بعد امام مالک رحمہ اللہ مدینہ سے باہر نہیں نکلے۔ کہیں مر جاؤں میری موت یار کے شہر سے باہر نہ آجائے۔ کہیں یار کے شہر کے دفن سے نہ رہ جاؤں۔ جھاڑو دی ساری عمر مدینے کی گلیوں میں اتنی شان کا مالک ہے، لاکھوں حدیثوں کا حافظ تھا امام مالک رحمہ اللہ، جلیل القدر بزرگوں کا شاگرد تھا امام مالک رحمہ اللہ، صحابہ رضی اللہ عنہم کا شاگرد تھا امام مالک رحمہ اللہ۔

کتنی بڑی شان ہوگی لوگو! اس جوان کی جو کملی والے ﷺ کی مسند پہ اصحاب صفہ کے چبوترے پہ بیٹھ کر حدیث پڑھایا کرتا تھا۔

تمہاری آنکھوں کے سامنے نہ جانے یہ چیزیں کب آئیں گی۔ جو ڈھول پیٹے، گھنگھرو کھڑکائے، ناچ پیٹے، وہ عاشق ہے!

اور جو مسجد نبوی ﷺ میں بیٹھ کر پندرہ پندرہ سال تک کملی والے ﷺ کی حدیث پڑھائے، وہ عاشق نہیں؟

یہ بھی سوچ لیا کرو کہ جب تک کوئی امام تمہاری پسند کا نہ ہو، تم نہیں رہنے دیتے۔ حضور ﷺ کی پسند کے بغیر مصلے پہ کیسے کوئی کھڑا ہو سکتا ہے۔ امام مالک رحمہ اللہ نے اتنا بڑا ادب کر کے دکھایا۔

مولانا حسین احمد مدنی رحمہ اللہ کا درسِ حدیث:

شیخ العرب والعجم مولانا حسین احمد مدنی رحمہ اللہ نے سولہ برس تک روضہ انور ﷺ کی جالیوں کے پاس بیٹھ کر حضور اکرم ﷺ کی حدیث پڑھائی۔ اور یہ نہیں فرمایا کرتے تھے کہ:

قَالَ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

بل کہ یوں فرمایا کرتے تھے:

قَالَ صَاحِبُ هٰذَا الرَّوْضَة

کہا کرتے تھے لوگو! خضریٰ کے مکین کا یہ فرمان ہے۔ اور تنخواہ لے کر نہیں، اب تو لوگ مدینے کی طرف بھی جاتے ہیں پیسے کے لیے!

مولانا مدنی رحمہ اللہ کا فقر وفاقہ:

مولانا حسین احمد مدنی رحمہ اللہ خود لکھتے ہیں، ہم گیارہ آدمی گھر کے تھے۔ ایک چھٹانک مسور کی دال پانی میں اُبال کر وہ پانی پی کر گزارہ کر لیا کرتے تھے۔

فرمایا مدینے کی گلیوں سے سبزیوں ترکاریوں کے چھلکے میں چن لاتا تھا، اُٹھا لاتا تھا۔ شام کو گھر آ کر پانی میں دھو کر چاقو سے کاٹ کر منہ میں ڈال کر چھلکے نگل جاتا تھا۔ اس کے بعد پانی پی کر ریاض الجنۃ میں کھڑا ہو کر ساری رات مولانا حسین احمد مدنی رحمہ اللہ قرآن کریم پڑھا کرتا تھا۔

اندازہ لگائیں کس شان کے لوگ تھے۔ کن عظمتوں کے لوگ تھے۔ آج تو چکر بھی لگتا ہے تو پلے کچھ نہیں پڑتا۔

نذر کی حیثیت اور سیدہ مریم علیہا السلام کی والدہ:

قرآن کریم نے ہر چیز بیان فرمائی۔

یہ جو ہماری نذر و نیاز ہے، نذر مانتے ہیں، منت مانتے ہیں! قرآن کریم نے اس کو بھی بیان فرمایا۔

یا اللہ! اسے شفاء دے، تندرستی دے، تیرے نام پہ بکرا خیرات کروں گا۔ چھترا خیرات

کروں گا۔ کچھ روپے بول دیے، غلہ بول دیا، کپڑا بول دیا کہ میں خیرات کروں گا تیرے نام پہ! اور اللہ کی تو آج لوگ کم ہی نذر مانگتے ہیں۔ کیوں؟ کیا اللہ میاں تو بوڑھا ہو گیا اور پنشن پہ گیا ہوا ہے؟

قرآن کریم نے اس بات کو صاف فرما دیا۔

حضرت مریم علیہا السلام کی والدہ ہیں۔

"اِذْ قَالَتِ امْرَاَتُ عِمْرٰنَ" (آل عمران: ۳۵)

مریم علیہا السلام کی والدہ نے، عمران کی گھر والی نے نذر مانی، نیاز مانی۔

رَبِّ اِنِّیْ نَذَرْتُ لَكَ

یہ قرآن کریم میں نے نہیں بنایا۔ کسی دیوبندی نے نہیں بنایا، کسی اہل حدیث نے نہیں بنایا، کسی اور مذہب والے نے نہیں بنایا۔

اللہ پاک فرماتے ہیں:

"اِذْ قَالَتِ امْرَاَتُ عِمْرٰنَ" (آل عمران: ۳۵)

مریم علیہا السلام کی والدہ نے نذر مانی، نیاز مانی۔

رَبِّ اِنِّیْ نَذَرْتُ لَكَ

اے میرے پروردگار! زمین و آسمان کے مالک! قطرے قطرے کا تو مالک ہے، ذرے ذرے کا تو مالک ہے، پتے پتے کا تو مالک ہے، چاند، سورج، ستاروں کا تو مالک ہے۔

یہاں تو جب کوئی خیرات مانگنے آئے، جب تک شرک نہ کرلے اس کو نہیں ملتی۔

آکھ نذر اللہ ڈیو، نیاز حسین ڈیو

میں نے شہید کربلا کے بیان کے ذکر کرتے وقت بتایا تھا کہ قیامت کا دن ہو گا۔ اللہ تعالیٰ کی عدالت میں شہداء تشریف لائیں گے۔ تو حسین رضی اللہ عنہ سے خدا پوچھے گا تو اپنا قاتل بتا کون ہے؟ حضرت حسین رضی اللہ عنہ کہیں گے قاتل ول ڈس ساں او جیہڑے میری نیاز کھا کھا کے موٹے تھی گئے ہیں، پہلے انہی کوں تا ڈسا۔ ساری عمر گزر گئی اے نیاز کھاندے کھاندے قاتل میڈے کتھے نئیں ویندے میں انہیں کوں جانڑداں تے وہ سجانڑداایں۔ پہلے انہاں دا حساب کر۔ فرمایا:

رَبِّ اِنِّیْ نَذَرْتُ لَكَ

اے میرے پرودگار! میں نے تیری نذر مان لی، میں نے تیری نیاز مان لی۔

مَا فِيْ بَطْنِيْ مُحَرَّرًا

جو کچھ میرے پیٹ میں ہے، میں آزاد کر دوں گی۔ تیرے نام پہ وقف کر دوں گی، بیت المقدس میں چھوڑ دوں گی۔

فَتَقَبَّلْ مِنِّيْ قبول فرما۔ مریم علیہا السلام کی والدہ کو بڑی فکر ہے، میں ہزار نیاز مانوں، ہزار نذر کروں۔ اگر وہ نہ مانے تو میں کیا کر سکتی ہوں، نذر بھی اس کی مانی، نیاز بھی اس کی مانی، اور کہتی ہیں:

فَتَقَبَّلْ مِنِّيْ، قبول فرما۔

اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ

جو لفظ میں نے دل میں کہا ہے، تیرے سوا کون جاننے والا اور آگ میرے قلب وجگر میں لگی ہوئی ہے۔ دل میں میری نیت ہے، ارادہ ہوا ہے اسے بھی تیرے سوا کوئی نہیں جانتا۔

عمران کی گھر والی نے، مریم علیہا السلام کی امی نے نذر مانی، حمل سے تھی، پیٹ سے تھی، اولاد تھی نہیں، یا اللہ! مجھے اولاد دے،، یہ جو کچھ ملے گا، تیرے نام پہ وقف کر دوں گی۔

"فَلَمَّا وَضَعَتْهَا قَالَتْ رَبِّ اِنِّيْ وَضَعْتُهَآ اُنْثٰى ط" (آل عمران: ۳۶)

جو چیز پیٹ میں تھی وہ تو اللہ کے نام کر دی۔ ارادہ یہ ہے کہ تیرا گھر بیت المقدس ہے، وہاں چھوڑ دوں گی۔ جھاڑو دیا کرے گا، تیرے گھر کی صفائی کیا کرے گا، تیرے گھر کی خدمت گزار بنا دوں گی۔

میرے رب! اولاد مجھے عطا فرما۔ میں اپنے بیٹے کو تیرے گھر میں وقف کر دوں گی۔ جھاڑو وہ دے گا، قبر میری ٹھنڈی ہو جائے گی۔ لیکن جب پیدا ہوئی تو لڑکی پیدا ہو گئی۔

سیدہ مریم علیہا السلام کی والدہ نے منت پوری کی:

حضرت مریم علیہا السلام کی والدہ کا خیال تھا کہ لڑکا دے اللہ پاک، میں بیت المقدس میں چھوڑ دوں گی۔

لڑکی پیدا ہو گئی، اب پچھتا رہی ہے، کہ لڑکی بیت المقدس میں کیا کرے گی؟ اس کا کیا کام ہے بیت المقدس میں؟

اللہ پاک جل شانہ نے فرمایا افسوس نہ کر!

افسوس کر رہی ہے مریم علیہا السلام کی والدہ کہ یہ تو لڑکی ہے، میں نے لڑکا مانگا تھا اور ارادہ بھی یہی

تھا کہ بیت المقدس میں وقف کردوں گی۔ اس لڑکی کا وہاں کیا کام، افسوس کر رہی ہے اپنی نذر کا!
یہ لوگ نذر مانتے ہیں، ایک ہم لوگ بھی نذر مانا کرتے ہیں۔

ایک بندہ کھجی لہان واسطے چاڑھا اُتے چڑھائی کھڑا ای اوجہڑی رسی ہوندی اے کمند، او جہڑی لے کے اُتے چڑھدا اے، اوٹٹ گئی۔ کھجی اے بڑی اُچی تے ہُن کویں لوے۔ تلوں جو نظر آئی، تلے جہنم نظر آیا، اتنا دور فاصلہ مرویساں، کویں لہواں!

دعا منگی یا اللہ! صحیح سالم، تندرست جے میں لہ ونجاں تے سو روپیہ تیرے نام تے خیرات کریساں، تھوڑا جیہا ہیٹھ آیا تے نوّے دیساں، تھوڑا جیہا ہور تھلے آیا تو اسی ڈیسان، تھوڑا جیہا ہور تھلے آیا تو پنجھا ڈیساں، تلے اُتر آیا تے آکھن لگا کجھ وی کیناں ڈیساں، میں آپ لتھاں، توں لہایا کوئی، اساڈیاں نذراں داوی ایہہ حال اے۔

حضرت مریم علیہا السلام کی والدہ کو افسوس ہو رہا ہے۔

الٰہی! اب کیا کروں؟

"فَلَمَّا وَضَعَتْهَا قَالَتْ رَبِّ إِنِّي وَضَعْتُهَآ أُنْثَىٰ ط" (آل عمران: ۳۶)

یہ تو لڑکی ہے، یہ وہاں کیا کرے گی؟ کیا کام ہے اس کا وہاں؟ آواز آئی مریم کی والدہ! لڑکی تو میں نے بنائی، تجھے کیا معلوم ہے، یہ وہ لڑکی ہے جس پہ ہزاروں مرد قربان کر دیے جائیں۔ میں اپنی یکتائی میں، اپنی وحدانیت میں، اپنی توحید میں، اپنا وحدہ لاشریک ہونے میں، اپنا بے مثل ہونے میں یکتا ہوں۔

اس بچی سے، اس بچی کے پیٹ سے بچہ پیدا کر کے اپنی قدرت کا اظہار کروں گا۔ اور تو افسوس کر رہی ہے، میں مسکرا رہا ہوں، میں اپنی قدرت کا لوگوں کو تماشا دکھانا چاہتا ہوں۔

وَلَيْسَ الذَّكَرُ كَالْأُنْثَىٰ ۚ (آل عمران: ۳۶)

تمہیں کیا معلوم ہے، ہزاروں مردوں سے بہتر ہے یہ لڑکی، اب یہ تو اللہ کی پسند ہے، کسی کو لڑکی پسند، کسی کو لڑکا ہی پسند۔ ہزاروں دھکے کھاتے پھر رہے ہیں، کفر کر کر کے مر رہے ہیں، شرک کر کر کے مر رہے ہیں، قتل کر کر کے مر رہے ہیں، ظلم کر کر کے مر رہے ہیں، لوگوں کا حق کھا کھا کر مر رہے ہیں، لوگوں کو ستا ستا کر مر رہے ہیں، قوم کو ستا ستا کر مر رہے ہیں، ایسے بھی تو لوگ ہیں۔

کوئی آدمی ایسا مرتا ہے کہ فرشتے روتے ہیں الٰہی! وہ تیرا نام لینے والا کہاں چلا گیا۔

اور کوئی ایسا مرتا ہے کہ زمین بھی کہتی ہے یا اللہ! تیرا شکر ہے اس منحوس کے قدموں سے مجھے

پاک کردیا۔ زانی، شراب خور، حرام خور، زمین کی تہہ پکارتی ہے، زمین کے ٹکڑے پہ جس طرح کی لوگ بدمعاشی کرتے ہیں، خدا کی قسم! خدا کا قرآن کہتا ہے بدکاری سے زمین کانپتی ہے۔

اور ہمارے معاشرے میں برائی کوئی نہیں، کوئی کرتا ہی کچھ نہیں، کون پوچھنے والا ہے۔

اللہ نے مریم نام رکھا:

قرآن کریم میں حضرت مریم علیہا السلام کی والدہ کو اللہ تعالیٰ نے حکم دیا۔ اے مریم کی والدہ! جب یہ میری نظر کردی، لڑکی جب میرے نام کی نیاز ہے اور نذر ہے۔ اب نام رکھنے کا بھی تجھے اختیار نہیں، میں نام رکھوں گا۔

خدا کہتا ہے میں نام رکھوں گا۔ فرمایا:

"وَاِنِّیْ سَمَّیْتُهَا مَرْیَمَ وَاِنِّیْٓ اُعِیْذُهَا بِكَ" (آل عمران: ۳۶)

اس کو میری پناہ میں دے، نام بھی میں رکھتا ہوں، پناہ میں بھی میری ہو۔

وَاِنِّیْ سَمَّیْتُهَا مَرْیَمَ وَاِنِّیْٓ اُعِیْذُهَا بِكَ

آپ کی ختم نبوت کا اعلان بچے کے دل میں بٹھائیں گے۔

شیطان کہتا ہے اذان کہنے والا جب آئے گا پہلے میں اپنا نمبر لگاؤں گا۔ تو وہ بچے کے دل پر انگلی مارتا ہے، اثر انداز ہوتا ہے، اس شیطان کی انگلی سے دو آدمی بچے، ایک میں اور ایک انسان۔ سب کو وہ انگلی مارتا ہے تاکہ اذان ہونے سے پہلے میں اپنا زہر ڈال دوں، اثر ڈال دوں۔

آج کل ہو بھی ایسا ہی رہا ہے۔ اذان کا اثر نہیں، تکبیر کا اثر نہیں، اور وہ جو شیطان کی انگلی ہے، وہ آدمی بوڑھا ہو جاتا ہے، پھر بھی وہ انگلی چھوڑتا ہی نہیں، ساری عمر گناہوں میں برباد۔

مجذوب کہتا ہے:

سب کے سب ہیں رو روئے کوئے فنا
بہہ رہی ہے ہر طرف جوئے فنا

کون باقی رہے گا، ہر طرف سے فناء بربادی ہوگی۔ نہ یہ عمارت رہے گی، نہ یہ بنگلے رہیں گے، نہ یہ تخت وتاج رہیں گے، نہ یہ آسمان رہے گا، نہ یہ پہاڑ، نہ یہ زمین، نہ یہ سمندر، نہ یہ دریا، نہ یہ باغ وبہار، کوئی چیز نہیں رہے گی۔

"تمام چیزیں فنا ہو جائیں گی۔"

سیدہ مریم علیہا السلام خدا کی پناہ میں:

حضرت مریم علیہا السلام کی اماں نے حضرت مریم علیہا السلام کو اللہ کی پناہ میں دے دیا۔ اللہ پاک نے فرمایا کہ میں اس کا نام بھی میں رکھتا ہوں۔

وَاِنِّیْٓ اُعِیْذُھَا بِکَ وَذُرِّیَّتَھَا

شیطان کے اثر سے، شیطان کے رجم سے اس لڑکی کو اور اس کے بیٹے کو میں اللہ کی پناہ میں دیتی ہوں۔

ام مریم کی نذر قبول ہوئی:

چناں چہ مریم علیہا السلام کی والدہ کی یہ نذر اللہ نے قبول فرمائی۔

آگے فرمایا:

"فَتَقَبَّلَھَا رَبُّھَا بِقَبُوْلٍ حَسَنٍ وَّاَنْۢبَتَھَا نَبَاتًا حَسَنًا ۙ وَّ کَفَّلَھَا زَکَرِیَّا ؕ"

(آل عمران: ۳۷)

والدہ مریم کی قسم اللہ نے قبول کرلی۔

اسی لیے میں نے عرض کیا کہ جو یہ دن آرہے ہیں، چیتر دے اے نذر و نیاز دے دہن، اب پھریں گے، وہ سوٹیوں کو لٹکا کے جھمر مریندے ہن!

اسی لیے قرآن کریم نے صاف صاف فرمادیا:

وَاِنِّیْ سَمَّیْتُھَا مَرْیَمَ وَاِنِّیْٓ اُعِیْذُھَا بِکَ

اللہ کا قرآن، کتنا پیارا کلام، اللہ کا کلام، جبرائیل امین علیہ السلام کا لایا ہوا قرآن، محمد عربی ﷺ کا ساری عمر کا تلاوت کیا ہوا قرآن، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا پڑھا ہوا قرآن جس کو آئمہ نے پڑھا، قطبوں نے پڑھا، ابدالوں نے پڑھا، اولیائے کرام نے پڑھا، اب بھی نیک لوگ پڑھتے ہیں۔

کتنی برکت والی کتاب ہے، جس میں یہ موجود ہے کہ نذر اللہ کی، نیاز اللہ کی!

اب وہ بچی تھی گھر میں پلتی رہی۔ جوان ہوتی رہی۔ میرے تیرے جیسا ہوتا تو ہیرا پھیری کرلیتے، میں؟ نے تو نذر مانی تھی کہ لڑکا ہوگا یہ تو لڑکی ہوگئی، لڑکی وہاں کیا کرے گی؟ میں تو نہیں بھیجتی، اور لڑکا ہوگا پھر دیکھی جائے گی اور نہیں کوئی مولانا ہی مسئلہ بتادیتا، اتنے اس

کے بدلے میں پیسے دے آ۔ بڑا جلدی مسئلہ بدلتا ہے۔ میں کہتا ہوں آج کھانے کی چیز ملاوٹ کے بغیر نہیں، پینے کی چیز ملاوٹ کے بغیر نہیں، پہننے کی چیز ملاوٹ کے بغیر نہیں، تمہیں کیا معلوم ہے دین محمد ﷺ میں لوگوں نے ملاوٹ کردی۔ کم تولنے والا تمہیں معلوم ہوجاتا ہے۔ کم بولنے والا تمہیں معلوم ہوجاتا ہے۔ لیکن جو دین میں ملاوٹ کرتا ہے کیا محبت کے رنگ میں کرتا ہے۔ اسی لیے تمہیں پتہ نہیں چلتا، وہ رنگ دوسرا پیش کرتا ہے۔

سیدہ مریم علیہا السلام بیت المقدس میں:

والدہ مریم نے جب بچی سیانی ہوگئی، بیت المقدس میں، وہ بیت المقدس جو آج یہودیوں کے قبضے میں ہے، پانچ سو سے زائد انبیا علیہم السلام کی قبریں وہاں ہیں۔ یعقوب علیہ السلام کی قبر وہاں ہے، اسحٰق علیہ السلام کی قبر وہاں ہے، یوسف علیہ السلام کی قبر وہاں ہے، سلیمان علیہ السلام کی قبر وہاں ہے، ایوب علیہ السلام کی قبر وہاں ہے، زکریا علیہ السلام کی قبر وہاں ہے، اللہ جانے پانچ سو سے زائد جلیل القدر پیغمبروں کی قبریں بیت المقدس میں ہیں۔ آج موسیٰ علیہ السلام کی قبر پہ، صالح علیہ السلام کی قبر پہ، ہود علیہ السلام کی قبر پہ، یوسف علیہ السلام کی قبر پہ، ٹینک دندناتے پھر رہے ہیں۔ پوری دنیا کا مسلمان ڈوب کے مر نہیں جاتا، شرم نہیں آتی۔ مکان بنانے میں لگے ہوئے ہیں، بنگلے بنانے میں لگے ہوئے ہیں، مربعے بنانے میں لگے ہوئے ہیں، ایک شادی کر کے دوسری شادی کے چکر میں پڑے ہوئے ہیں۔

کاش آج صحابہ رضی اللہ عنہم زندہ ہوتے:

تمہیں کیا معلوم آج بیت المقدس کی کتنی بے حرمتی ہوگئی۔ کاش! آج وہ لوگ زندہ ہوتے حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ، جو سارے غزوات میں، سارے جہادوں میں شریک ہوئے۔ انہوں نے بیعت کی مسجد حرام میں آکر محمد ﷺ کے ہاتھ پہ، ستر سال کی عمر ہے۔

بدر میں شریک ہوئے، بڑے زخم آئے۔ احد میں شریک ہوئے، بڑے زخم آئے۔ حنین میں شریک ہوئے بڑے زخم آئے۔ بڑی بڑی جنگوں میں شریک ہوئے، ستر سال کی عمر ہوگئی۔

مدینے پاک میں اعلان ہوا:

"اِنْفِرُوْا خِفَافًا وَّثِقَالًا وَّجَاهِدُوْا بِاَمْوَالِكُمْ وَاَنْفُسِكُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ" (التوبہ:۹)

ستر سال کی عمر ہے صحابی رضی اللہ عنہ کی، گھر والوں کو کہنے لگا میرا سامان تیار کرو، جہاد میں جاؤں گا۔ بیٹیاں، بیٹے، بہوئیں، گھروالی، بہن، بچے، سارے اکٹھے ہو کر آئے، وہ کہنے لگے ابو طلحہ! بتھیرے جنگ کیے، بتھیرے غزوات میں شریک ہوئے۔ ہر جہاد میں شریک ہوئے۔ محمد عربی ﷺ کی جان مبارک کی حفاظت کیا کرتا تھا۔ اندازہ لگا یہ ہاتھ زخمی ہو گیا تھا۔ گھر والے پوچھتے ہیں کہ یہ کما کر بچوں کے لیے لائے گا۔ بیوی کے لیے لائے گا۔

خدا کی قسم! ابو طلحہ رضی اللہ عنہ کا ہاتھ حضور ﷺ کی طرف آتے ہوئے تیر کے آگے جاتے ہوئے چھلنی ہو گیا تھا۔ اُحد میں سینے پہ اتنے تیر کھائے اور بار بار کہتا تھا ابو طلحہ رضی اللہ عنہ، اے کملی والے ﷺ! سر مبارک نیچے رکھو۔ میں چھلنی ہو جاؤں تیری جان بچ جائے۔

گھر والوں نے بڑا کہا اب تیرے جہاد کی یہ عمر ہے؟ اب ستر سال کی تیری عمر ہے۔ بدن میں جان نہیں ہے، اب کیا کرے گا جا کے؟

خدا کی قسم! جواب سنو، آج کل کے بوڑھے کہتے ہیں کیسے نماز پڑھوں راستہ نظر نہیں آتا، وضو صحیح نہیں رہتا، پیشاب کے قطرے آجاتے ہیں، اور اب اگر تو نماز نہیں پڑھ سکتا، اب تو روزہ نہیں رکھ سکتا، اب تجھے قرآن نظر نہیں آتا، جوانی میں تو نے نہیں کیا، اب تو کر نہیں سکتا۔ جنت بھی تیرے باپ کی تو نہیں نا؟ جوانی خود برباد کر دی۔ بڑھاپے میں کچھ بن نہیں پڑتا۔

حضرت ابو طلحہ رضی اللہ عنہ بار بار اصرار کرتے تھے کہ میں اب بھی جاؤں گا۔ مجھے جانا ضرور ہے، میں کیسا مسلمان ہوں۔

قرآن کریم مجھے للکارتا ہے:

"تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَتُجَاهِدُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ" (الصّف:۱۱)

اللہ نے مجھے بلایا ہے، رب العالمین نے مجھے بلایا ہے، لوگو! دین پہ لوگوں نے حملہ کر دیا ہے، قرآن پہ لوگوں نے حملہ کر دیا ہے، اسلام پہ لوگوں نے حملہ کر دیا ہے۔

ہم حضور ﷺ کا ادب کریں:

اصل بات اور آخری میری بات سمجھ لو کہ ہم لوگوں میں اور ان لوگوں میں فرق یہ تھا۔ آج ہم مکان کو اپنا سمجھتے ہیں۔ اس کے لیے لڑیں گے بھی، مریں گے بھی، ماریں گے بھی۔ مکان اپنا ہے، زمین اپنی ہے، دکان اپنی ہے، قرآن کسی اور کا ہے؟

اس پر کون مرے، کون کہے قرآن میرا ہے، دین میرا ہے، اسلام میرا ہے، اس کے بغیر گزارہ نہیں۔

حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ مدینہ پاک میں حضور ﷺ کے میزبان ہیں۔

اللہ اللہ! نیچے کی منزل میں حضور کریم ﷺ نے فرمایا میں آرام کروں گا۔اوپر تم چلے جاؤ۔

حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ نے عرض بھی کیا آپ ﷺ اوپر تشریف لے جائیں، ہم نیچے رہیں گے۔

فرمایا ملنے جلنے والے آئیں گے، بیوی بچوں کو اوپر رکھ، حکم دے دیا۔

علما نے لکھا ہے حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ اور اس کے بیوی بچوں نے ساری رات نیند نہیں کی۔کونے میں لگے رہتے تھے، نیچے جائیں حکم کی خلاف ورزی، اوپر سو جائیں، نبی ﷺ نیچے اوپر ہم؟

ساری رات جاگتے رہے۔بے ادبی کے خوف کے مارے کونے میں لگے رہتے۔

ایک دن پانی بکھر گیا چھت پہ، معمولی سی چھت تھی۔

اب بتاؤ، کسی نے آج تک سنا ہے کہ اگر چھت پہ پانی بکھر جائے تو جو رضائی تھی نا! میاں بیوی کے اوڑھنے والی، اس رضائی کو بکھرے ہوئے پانی کے اوپر رکھ کے جذب کیا کہ اگر حضور ﷺ پر نیچے پانی کا قطرہ بھی گر گیا تو ہم مارے جائیں گے۔

سرکار مدینہ ﷺ نیچے آرام فرما رہے ہیں۔اپنی رضائی خراب کردی، حضور ﷺ تک پانی نہ پہنچ جائے۔کوئی تکلیف نہ ہو جائے، نیند نہ اُکھڑ جائے، پریشانی نہ ہو جائے۔

حضور ﷺ کے سامنے جب اعمال جائیں گے:

سنو میری بات! جامع ترمذی میں ایک حدیث موجود ہے سرکار مدینہ ﷺ کی، یوں فرماتے ہیں توجہ کریں، ہر جمعرات اور ہر پیر کے دن ہر اُمتی کا اعمال نامہ حضور ﷺ کے سامنے پیش کیا جاتا ہے۔

خود سوچو! ہمارے یہ عمل جب حضور ﷺ کے سامنے جاتے ہوں گے، کتنے خوش ہوتے ہوں گے؟ ہفتہ میں دو مرتبہ ہمارے اعمال نامے حضور ﷺ کے سامنے پیش کیے جائیں، ہمیں غیرت کرنی چاہیے، ہمیں شرم کرنی چاہیے، کیا ہمارا پروگرام ہے، کیا ہمارا ارادہ ہے، کہاں جانا چاہتے ہیں اور کدھر کو چل دیے!

لطیفہ:

ایک پتہ کی بات یاد آئی۔ دو بوڑھے تھے، ہندوستان سے آئے ہوئے بے چارے، کراچی جانا تھا، ملتان اسٹیشن پہ گئے۔ گاڑی کی اوپر کی سیٹوں میں بیٹھ گئے۔ وہ جارہے ہیں کراچی اور گاڑی جارہی ہے لاہور، خوب سفر کیا، جب رائے ونڈ آیا تو پوچھا کسی نے تم کہاں جاؤ گے بھئی؟ لاہور۔

ایک بوڑھا کہنے لگا دیکھو! اللہ کی شان، نیچے والے کراچی جارہے ہیں، اوپر والے لاہور جارہے ہیں، نیچے والے سارے کراچی جارہے ہیں، اوپر والے لاہور جارہے ہیں۔

کچھ تو اپنی سمت متعین کرو، کچھ تو اپنے نامہ اعمال کو چیک کرو۔

کچھ تو آدمی رات میں، دن میں یہ سوچ کہ میرا رُخ کدھر کو ہے، کدھر کو جارہا ہے، کیا میرا دفتر تیار ہورہا ہے۔

صحابی رضی اللہ عنہ کی تمنائے شہادت:

حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے فرمایا کہ مجھے ساتھ لے کے چلنا میدان جہاد میں۔

وہ کہنے لگے آپ تو بوڑھے ہوگئے ہیں آپ کیا کریں گے؟

وہ کہنے لگا بیمار بھی ہوں، بوڑھا بھی ہوں، ساتھ لے کر جانا، اور صحابہ رضی اللہ عنہم کو کہا کہ اگر راستے میں موت آجائے میری میت کو پھینکنا نہیں، میدان جہاد میں جا کر ڈال دینا۔ شاید کسی مجاہد کی سواری کا پیر مجھ پر آجائے۔ قیامت کا دن ہوگا، خدا پوچھے گا ابوایوب رضی اللہ عنہ! دنیا سے کیا لایا؟ عرض کروں گا الٰہی! تیرے محبوب ﷺ کا میزبان تھا۔ الٰہی! میں شہید تو نہ ہوسکا۔ تیرے مجاہد کی سواری کا پیر مجھ پر رکھا گیا تھا، یہ نشانی لے کر آیا ہوں۔

ان لوگوں کے دلوں میں یقین اور ایمان سمایا ہوا تھا۔ اسی لیے وہ لوگ کامیاب تھے۔ زندگی جو تھی، انہوں نے گن گن کر گزاری، سانس گن گن کر لیا کرتے تھے۔

اللہ کے لیے ہر کام ہو:

قرآن کہتا ہے:

بِاَمْوَالِكُمْ وَاَنْفُسِكُمْ ؕ ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ﴿۱۱﴾ (الصف)

مال بھی، جان بھی اللہ کے نام پر جب آدمی کھپاتا ہے اور یقین کر کے کھپاتا ہے اور پختہ یقین

جب دل میں بسالیتا ہے۔ تو اللہ پاک کی طرف سے اس کو اس قسم کی خوش خبریاں اور اطمینان قلب عطا ہو جاتا ہے۔ کسی چیز کی پرواہ نہیں رہتی۔ بے شمار اللہ والوں کو ہم نے سنا اور دیکھا۔ جن کا آخری وقت عجیب طریقے سے اللہ پاک لایا، اب دیکھو یہ کسی کے بس کی بات تو نہیں!

ایک آدمی ہسپتالوں میں ٹیکے، گولی، چیرا پھاڑی، آپریشن، کھینچا تانی، روپیہ خرچ، بیوی بچے بھاگ رہے ہیں، دوڑ رہے ہیں، اور ایک آدمی کی موت اس طرح آئی سر سجدے میں رکھا اور آواز آئی: سر تیرا ہے در میرا ہے، جھولی تیری ہے عطا میری ہے، آجا سجدہ ہی کرتا ہوا، آجا تیری زبان ہو "سُبْحَانَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی" ہو۔

قبر پر اذان کیسی؟

ایک دوست بہاول پور سے تشریف لائے ہیں چودھری سرفراز صاحب، ان سے ذکر کر رہا تھا کہ ایک آدمی نے اذان اور "لا الہ الا اللہ" کہا لاؤڈ اسپیکر میں، اذان دی، زمین پہ بیٹھا اور جان نکل گئی۔

یعنی قبر سے اُٹھے گا، کوئی کچھ بھونکتا ہوا اُٹھے گا، کوئی اللہ والا اذان دیتا ہوا اُٹھے گا، کسی نے بنا رکھی ہے رسم کہ قبر پہ اذان دیا کرو۔

اگر ہم پوچھتے ہیں کہ بھئی! قبر پر اذان کیوں کہتے ہیں؟ یہ جو مردہ ہے، کیا اذان سن کر فوراً وہ لوٹا پکڑتا ہے، وضو کرتا ہے، مصلے بچھاتا ہے؟ ہم اس سے کہتے ہیں جس کی ساری عمر اذان سن کر کلمہ منہ سے نہیں نکلا، مسجد کی طرف نہیں کیا، ٹیپ بند نہیں کی، گانے کی دکان بند نہیں کی، ساری عمر تو لگائے نماز کو اس نے رگڑے۔ اور اب لاکھوں من مٹی کے بیچ میں ہے۔ اوپر ملاں کھڑا ہوا اذان دے رہا ہے۔ اب یہ مسجد میں جائے گا اُٹھ کے کیا؟ کہاں سے یہ تمام چیزیں نکالی ہیں۔

قبر میں نماز:

ہاں! جو حدیث پاک میں ہے، اس کا کوئی انکار نہیں کر سکتا۔

حدیث پاک میں آتا ہے نبی کریم ﷺ نے فرمایا جب منکر نکیر آتے ہیں، اسے زندہ کر لیتے ہیں، تو اسے عصر کی نماز کا تنگ وقت نظر آتا ہے، عصر کی نماز کا تھوڑا وقت نظر آتا ہے تو وہ کہتا ہے:

دَعُوْنِیْ: چھوڑ دو مجھے۔

میں پہلے نماز پڑھ لوں، پھر تم سے بات کروں گا۔

فرشتے ہیں چلو ہوگئی ساری بات! بس اتنی بات کہلوانا چاہتے تھے۔اس کو فکر ہوتا ہے ہائے ہائے نماز ہوگئی، وقت گزر رہا ہے۔ہائے ہائے سورج ڈوبنے کو ہو رہا ہے، توبہ توبہ میں سو گیا تھا، نماز کو دیر ہوگئی۔

فرشتے کہتے ہیں جا تیرا حساب کتاب سب ہو چکا ہے۔

مگر یہ وہی کرے گا نا! جس نے نماز کبھی چھوڑی ہی نہیں۔اور آج ہم اگر گھر سے چل پڑے نماز کے لیے، راستے میں کوئی مل گیا، جی دس روپے لینے ہیں، ہوگئیں گپیں شروع، یار! تیرے مکان پہ گیا تھا، تجھے آواز دی تھی، گھنٹی کھڑکائی تھی، پھر بجی نکلی تھی، پھر!

یہ لمبا قصہ جو شروع کیا تو پھر دکان بھی گئی اور نماز بھی گئی۔

دین اسلام حق ہے، قرآن برحق ہے، مدنی کریم ﷺ کا فرمان برحق ہے۔اس لیے اپنی زندگی پہ غور کرو، بدعات کے پیچھے نہ لگو، شرک کے پیچھے نہ لگو، کفر ونفاق کے پیچھے نہ لگو، اللہ پاک کی قسم کھا کے کہتا ہوں: یہ قرآن ہدایت کا گھر ہے، یہ کلام الٰہی ہے، قرآن پڑھو، قرآن پڑھاؤ، قرآن سیکھو، قرآن سکھاؤ۔

اس میں جو بات آجائے، وہ صحیح ہے۔جو اس میں نہ آئے، سارا جہان کہتا رہے وہ صحیح نہیں بلکہ غلط ہے۔

اللہ پاک ہم سب کو قرآن کریم کا قدردان بنائے۔(آمین)

وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

فکرِ آخرت

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ نَحْمَدُهٗ وَنَسْتَعِيْنُهٗ وَنَسْتَغْفِرُهٗ وَنُؤْمِنُ بِهٖ وَنَتَوَكَّلُ عَلَيْهِ وَنَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّاٰتِ اَعْمَالِنَا مَنْ يَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهٗ وَمَنْ يُّضْلِلْهُ فَلَا هَادِيَ لَهٗ وَنَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَلَا نَذِيْرَ لَهٗ وَلَا مِثْلَ لَهٗ وَلَا مُعِيْنَ لَهٗ وَلَا وَزِيْرَ لَهٗ وَلَا مُشِيْرَ لَهٗ وَنَشْهَدُ اَنَّ سَيِّدَنَا وَسَنَدَنَا وَنَبِيَّنَا وَشَفِيْعَنَا وَهَادِيْنَا وَمُرْشِدَنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ اَرْسَلَهٗ بِالْحَقِّ بَشِيْرًا وَّنَذِيْرًا، وَاَصْحَابِهٖ وَاَزْوَاجِهٖ وَزِيَارَتِهٖ وَبَارِكْ وَسَلِّمْ تَسْلِيْمًا كَثِيْرًا كَثِيْرًا ○

اَمَّا بَعْدُ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ○ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

كُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَةُ الْمَوْتِ (آل عمران: ۱۸۵)

صَدَقَ اللّٰهُ مَوْلَانَا الْعَلِيُّ الْعَظِيْمُ ○ وَبَلَّغَنَا رَسُوْلُهُ النَّبِيُّ الْكَرِيْمُ وَنَحْنُ عَلٰى ذٰلِكَ لَمِنَ الشّٰهِدِيْنَ وَالشّٰكِرِيْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ○

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ ○ اَللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ ○

ایک صحابی رضی اللہ عنہ کا اعزاز:

حضور ﷺ کا لوگ ہاتھ پکڑ پکڑ کے چومتے ہیں اور کہتے ہیں یہ جو تیرے ہاتھ سے خوشبو آتی ہے، یہ مارکیٹ سے کہیں بھی نہیں ملتی۔

صحابی رضی اللہ عنہ رونے لگا اور کہنے لگا جہاں سے یہ خوشبو آتی تھی، وہ دکان بند ہو گئی۔

ہم نے پوچھا کیا ہوا؟

صحابی رضی اللہ عنہ کہنے لگا میں مدینے میں بیمار پڑا ہوا تھا۔ میرے پاس حضور ﷺ تشریف لائے۔ میرا ہاتھ پکڑ کر فرمایا تیرا کیا حال ہے؟ اس دن سے آج تک میرے ہاتھ سے خوشبو آتی ہے۔

تو بیمار پڑے گا، تجھے پوچھنے کے لیے رشتہ دار آئیں گے۔ تجھے پوچھنے کے لیے بھائی آئیں گے، تجھے پوچھنے کے لیے دوست آئیں گے۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بیمار پڑتے تھے، دیکھنے کے لیے شہنشاہ کائنات تشریف لاتے تھے۔
صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ہاں بچے پیدا ہوتے تھے۔ فوراً اُٹھا کر حضور ﷺ کی جھولی میں رکھ دیتے تھے۔ حضور ﷺ اپنے منہ میں چھوہارا، کھجور چبا کر بچے کے حلق میں ڈالتے تھے۔

خوشبو سے پتہ چل جاتا تھا:

صحابیات رضی اللہ عنہن کہتی ہیں۔ ہمیں اپنے بچوں سے نبوت کی خوشبو آیا کرتی تھی۔
صحابہ رضی اللہ عنہم کہتے ہیں۔ ہم مدینے میں حضور ﷺ کو تلاش کرنے کے لیے نکلتے تو کسی سے پوچھنا نہیں پڑتا تھا۔ بل کہ مدینے کی ہوا بتاتی تھی، نبوت کی خوشبو آتی تھی ادھر آجاؤ، امام الانبیا ﷺ یہاں موجود ہیں۔

میں تمہیں قسم اٹھا کے کہہ سکتا ہوں۔ ۲۳ سال میں ایک مرتبہ بھی آپ ﷺ نے پیٹ بھر کر کھانا نہیں کھایا۔

طائف میں حضور ﷺ پر ظلم:

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے عرض کر دیا میرے آقا ﷺ! اجازت دو میں طائف میں جا کر لوگوں کو تبلیغ کروں، لوگوں کو قرآن سکھاؤں۔ حضور ﷺ کی آنکھوں میں آنسو آ گئے۔ حضور ﷺ فرمانے لگے۔ تیری مرضی جا، یا نہ جا۔ آگے بڑھ کر دیکھ لے میری پنڈلیوں میں، میری تلیوں میں مار کے نشان آج تک موجود ہیں۔ کس دن نہیں مارا، سارا مکہ گواہ، سارے در و دیوار گواہ، کس کس نے نہیں مارا، لوگوں نے رج رج کے مارا، کملی ﷺ والے کو مدینے کی عورتوں نے بھی مارا، طائف کے بچوں نے بھی مارا۔

نواسہ رسول کی تربیت:

جس جوان کی پرورش بھی نبی ﷺ کی گود میں ہوئی ہو، کیا کہنا اس کی قربانی کا اور کیا کہنا اس کی جوانی کا، تیرے جتنے بچے پیدا ہوئے اور ہو رہے ہیں سب کے نام والدہ رکھے گی، بہن

رکھے گی، پھوپھی رکھے گی، خالہ رکھے گی۔

خدا کی قسم! حضرت حسین رضی اللہ عنہ کا نام کملی ﷺ والے نے آپ رکھا ہے۔ تیرے بچے کے ماتھے پہ رشتہ دار بوسہ دیں گے، عزیز واقارب بوسہ دیں گے۔ حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو لاکھوں مرتبہ کملی والے نے بوسے دیے۔ اپنے پیارے پیارے لبوں سے، اپنی انگلی مبارک سے حسین رضی اللہ عنہ کے لبوں میں گھٹی ڈالی۔ تربیت کی ہے، سنبھالا ہے، پرورش کی ہے۔

کلمہ حضور ﷺ نے حسین رضی اللہ عنہ کو سکھلایا ہے، نماز کملی والے ﷺ نے سکھائی ہے، قرآن کریم کملی والے ﷺ نے سکھایا ہے، تربیت کی ہے۔

مسجد نبوی میں، اللہ سب کو زیارت نصیب فرمائے، اصحاب صفہ پڑھتے تھے حضور ﷺ کے پاس، ان کے لیے کوئی صدقہ کی کھجوریں آتی تھیں، ان کا ڈھیر پڑا ہوا تھا، نانے کی انگلی پکڑ کر حسین رضی اللہ عنہ چل رہے ہیں، چلتے چلتے ایک ہاتھ سے معصوم بچہ جو ٹھہرا، کھجور اٹھائی منہ میں ڈال لی۔

نانا نے یہ نہیں ارشاد فرمایا کہ بیٹا! آئندہ نہ اُٹھانا۔ یہ کھجوریں ہمارے کھانے کی نہیں ہیں، بل کہ پیاری پیاری انگلی نواسے کے حلق میں ڈال کر وہ کھجور نواسے کے حلق میں سے نکال دی اور فرمایا بیٹا! صدقے کا مال ہے، سیّد کے لیے صدقے کا مال حرام ہے۔

یہ اس زمانے کے سیّدوں کی بات کر رہا ہوں۔ جب صدقے کا مال حرام تھا۔ اب تو الحمد للہ جھٹکے کا مال بھی حلال ہے، نہ ملے تو نہ ملے، مل جائے تو پھر خیر ہی خیر ہے۔

میرا تو ایمان ہے جس کی رگوں میں فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کا خون، علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ شیر خدا کا خون ہو، حسنین کریمین رضی اللہ عنہما کا خون ہو، وہ تو بڑا خوب صورت ہوتا ہے۔ لیکن یہاں یہ بازار میں، مارکیٹ میں تسی ایویں آواز دیو شاہ صاحب! اس نے مڑ کر دیکھا تو توے کا پچھلا پاسہ ہے۔

سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کی عفت وحیاء:

حضرت حسین رضی اللہ عنہ نے نانا کی گود میں پرورش پائی، تربیت پائی، تم کیا جانو کس گود میں حسین رضی اللہ عنہ نے تربیت پائی۔

ایک مرتبہ سرکار دو عالم ﷺ دروازے پہ تشریف لائے۔ آواز لگائی کہ بیٹی! کیا میں اندر آسکتا ہوں؟ آواز آئی ابا! تشریف لانے سے پہلے اپنی چادر اندر پھینک دو۔ کیوں کہ میں سارا

بدن چھپا سکوں۔ پھر اللہ نے، پتہ ہے کتنا بڑا مرتبہ بنایا۔

شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمہ اللہ لکھتے ہیں میدان حشر برپا ہوگا، قیامت کا میدان لگا ہوگا، رسول پل صراط سے گزر رہے ہوں گے، انبیا گزریں گے، پیغمبر گزر رہے ہوں گے، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم گزر رہے ہوں گے، ائمہ گزریں گے، صلحاء گزریں گے، ابدال گزر رہے ہوں گے۔

لیکن جب خاتون کی باری آئے گی۔ اے آدم علیہ السلام! اے نوح علیہ السلام! اے ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام! اے عیسیٰ روح اللہ علیہ السلام! اے موسیٰ کلیم اللہ علیہ السلام! اے ابو بکر رضی اللہ عنہ! اے عمر رضی اللہ عنہ! اے تمام صحابہ رضی اللہ عنہم! اے غوثو، قطبو! ابدالو، پیرو، فقیرو، تمام کے تمام اپنی آنکھوں کو بند کر لو۔ اس لیے کہ خاتون جنت حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا پل صراط سے گزرنے والی ہے، تمام کے تمام اپنی آنکھیں بند کر لو۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ بھی فرماتے ہیں، محمد علی جعفر لکھتے ہیں چھ مہینے میں ایک وقت بھی پیٹ بھر کر کھانا نہیں کھایا۔

قبر آخرت کی فکر کر لو:

آج نہ تمہیں مرنے کا غم ہے، نہ قبر کا فکر ہے۔ اسی لیے میں تمہیں پیغام دینے کے لیے آیا۔ شہر لاہور بڑا کھانے پینے والوں کا شہر ہے۔ بڑا کھانے پینے کا دستور ہے۔ میں مانتا ہوں تمہیں کیلے کا ذائقہ کا معلوم ہے، تمہیں مالٹے کا ذائقہ معلوم ہے، تمہیں اناناس کا ذائقہ معلوم ہے، تمہیں آم کا ذائقہ معلوم ہے، تمہیں امرود کا ذائقہ معلوم ہے، تمہیں انار کا ذائقہ معلوم ہے، تمہیں ہزاروں قسم کے فروٹ کا ذائقہ معلوم ہے، تمہیں ہزاروں شربتوں کا ذائقہ معلوم ہے، تمہیں ہزاروں کھانے والی چیزوں کا ذائقہ معلوم ہے، تمہیں ہزاروں قسم کی مٹھائیوں کے ذائقے معلوم ہیں۔

مگر تم نے قبرستان میں جا کر قبر والوں سے یہ کبھی نہیں پوچھا، ذرا بتاؤ تو سہی کہ موت کا ذائقہ کیسا ہے؟ تم نے موت کا ذائقہ نہیں چکھا۔ تیری ایک انگلی کوئی پکڑ کر مروڑ دے تو ہائے ہائے کر کے مر جائے گا۔ ہائے میں مر گیا۔ جب تیری روح نکلے گی تو کیا بنے گا؟ فرمایا:

كَلَّآ اِذَا بَلَغَتِ التَّرَاقِيَ ﴿٢٦﴾ وَقِيْلَ مَنْ ۜ رَاقٍ ﴿٢٧﴾ وَّظَنَّ اَنَّهُ الْفِرَاقُ ﴿٢٨﴾ وَالْتَفَّتِ السَّاقُ بِالسَّاقِ ﴿٢٩﴾ اِلٰى رَبِّكَ يَوْمَئِذِ الْمَسَاقُ ﴿٣٠﴾ (القيمة)

اعضاء ٹوٹتے ہیں، وزیر داخلہ ہو، کمانڈر انچیف ہو، بہت بڑا جرنیل ہو، تم تاجر ہو، دکاندار

ہو، مولوی ہو، پیر، فقیر ہو۔ دم نکلتے وقت منہ پھر گیا، سیدھا کرنے کی طاقت نہیں، آنکھ کھل گئی تو بند نہیں کر سکتا۔ ہاتھ کی انگلیاں سیدھی نہیں کر سکتا، اپنے پیروں کو ایک جگہ اکٹھا نہیں کر سکتا، دوسرا آدمی تیرے پیروں کو اکٹھا کر رہا ہے، وہ وقت دور نہیں جس کے لیے مجذوب کہتا ہے:

دو دن کی زندگی پہ نہ اتنا مچل کے چل
یہ راستہ ہی چل چلا ہے ذرا سنبھل کے چل

جاؤ کسی قبرستان میں جا کر دیکھو، لاکھوں نہیں کروڑوں پڑے ہیں، بڑے بڑے تاجر پڑے ہیں، بڑے بڑے حسن کے پیکر وہاں پڑے ہیں، جنہیں کیڑوں نے کھا کر ختم کر دیا۔

حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی فکر نماز:

آج نماز کی پرواہ نہیں کرتے لوگ! کل حضرت حسین رضی اللہ عنہ نے خدا کی قسم! ایسی نماز پڑھی، ایسی نماز پڑھی کہ ساری اُمت کو شرمندہ کر دیا۔ تو نماز پڑھے گا، گھر میں، دکان میں، پنکھے کے نیچے، مسجد میں، فرش پہ، مصلے پہ، قالین پہ۔

حضرت حسین رضی اللہ عنہ نے نماز پڑھی ہے چاروں طرف بکھرے ہوئے اپنے خاندانوں کی لاشوں کے ڈھیر میں، اسی لیے میں کہا کرتا ہوں۔ حلوے کی پلیٹ پہ قرآن پڑھنا بڑا آسان ہے، زردے کی پلیٹ پہ قرآن پڑھنا بڑا آسان ہے، مٹھائی پہ قرآن پڑھنا بڑا آسان ہے، نیزے کی نوک پہ قرآن پڑھنا حسین رضی اللہ عنہ کا کام ہے۔

کون نماز پڑھے گا ایسی، چاروں طرف خاندان کی لاشوں کا ڈھیر لگا پڑا ہے۔ حسین رضی اللہ عنہ کو نماز کا غم لگا ہوا ہے۔ سورج کو دیکھا، ذرا نیچے گیا ہوا ہے، زمین پہ بیٹھ کر فاطمہ رضی اللہ عنہ کا بیٹا، علی رضی اللہ عنہ کا نور نظر، نبی ﷺ کے کندھوں پہ سواری کرنے والا نوجوان، تین دن کا پیاسا ہے، پانی نہیں ہے۔ زمین پہ بیٹھا تیمم کر رہا ہے، اسی لیے شاعر کہتا ہے:

تیمم خاک سے ہووے لہو سے غسل سید ہو
اب دریا پیاسوں کی شہادت ہو تو ایسی ہو
سر نیزے پہ حضرت نے سنایا یوں کلام اللہ
ملائک بھی ہوئے حیراں تلاوت ہو تو ایسی ہو

نماز کے لیے حسین رضی اللہ عنہ تیاری کر رہا ہے۔ اسی لیے میں ایسے حسین رضی اللہ عنہ کو

ہائے حسین رضی اللہ عنہ کیوں کہوں؟ میں تو یوں کہوں گا" واہ حسین رضی اللہ عنہ" سارے کہو:" واہ حسین رضی اللہ عنہ"

پرچے میں زیادہ نمبر لے کر کامیاب ہوا ہے۔ واہ کہنا چاہیے یا ہائے کہنا چاہیے؟ حضرت حسین رضی اللہ عنہ نے تو اتنے نمبر لیے کہ سب کچھ دے کر نانے کے دین کو بچایا۔ علی اصغر کی پرواہ نہ کی، قاسم کی پرواہ نہ کی، کسی کی پرواہ نہ کی، سب کچھ دے دیا، اتنے نمبر لیے کہ قیامت تک کی دنیا کو بتا دیا، حرام کھا کر موت نہیں دینا، پیسے کھا کر موت نہیں دینا، کسی ظالم کو موت نہیں دینا، یہ سر کٹانا ہے جھکانا نہیں ہے۔ آج تو جتنے لوگ تیاری کر رہے ہیں، بابا قوم کھائے گی تو ووٹ دے گی، ورنہ نہیں وے گی۔ ووٹر کی ہو گیا، موج ہو گئی۔ پٹھے مل گے تے مج ملنئیں نے نئیں۔ کیا تماشا بنایا ہوا ہے ہم لوگوں نے!

حضرت حسین رضی اللہ عنہ نے نماز قضاء نہ کی:

حضرت حسین رضی اللہ عنہ اگر چاہتا ایک منٹ میں نکل جاتا۔ تھوڑی سی ہیرا پھیرا کر کے نکل جاتا۔ لیکن حسین رضی اللہ عنہ میدان میں کھڑا ہو کے کہتا ہے اولوگو! مالک کائنات کی قسم! میں نے ساری زندگی میں جھوٹ نہیں بولا، بوڑھے بھی بیٹھے ہیں، جوان بھی بیٹھے ہیں، قاری بھی بیٹھے ہیں، تم میں سے کوئی آدمی کھڑا ہو کر کہے کہ ساری عمر میں جھوٹ نہیں بولا۔ ہم تو یہ قسم کھا سکتے ہیں کہ ساری زندگی میں کبھی ان شاء اللہ سچ نہیں بولا۔

حسین رضی اللہ عنہ کہتا ہے لوگو! میں نے ساری زندگی میں نماز قضاء نہیں کی۔ مولا! میں نے سنا اپنے نانا سے تجھے سجدہ بڑا پیار ہے۔ تمہیں اپنے سجدے سے بڑا پیار ہے۔ مجھے اپنے سر سے بڑا پیار ہے، سجدہ تیرا ہو، سر میرا ہو، در تیرا ہو، سر میرا ہو، قیامت آجائے مگر میرا سر سجدے سے نہ اُٹھے گا۔

علمائے دیوبند کے اعزازات:

علمائے دیوبند نے انہی حضرات کی قربانی کرتے ہوئے ہر موڑ پہ قربانی دی۔ آج کوئی جامعہ اشرفیہ میں قرآن یاد کرے گا، کوئی جامعہ مدنیہ میں قرآن یاد کرے گا، کوئی دیگر مدارس میں قرآن یاد کرے گا۔

آؤ مجھے مبارک باد دو۔ میرا پیر حسین احمد مدنی رحمہ اللہ مالٹا کی جیل میں چار سال تک چکی پیتا پیتا قرآن یاد کرتا ہے، ہم کچھ نہیں، ہمارے بڑے بہت کچھ تھے۔

مولانا احمد علی لاہوری رحمہ اللہ میں اتنا تقویٰ تھا، اتنی پرہیز گاری تھی، ساری زندگی میں کبھی بے نمازی کے ہاتھ کا پانی نہیں پیا، یہ لاہوری رحمہ اللہ تھا جس نے بے نمازی کے ہاتھ کی روٹی نہیں کھائی۔

حج کے لیے تشریف لے گئے، عملہ بے نمازی تھا۔ تیرہ دن جہاز میں لگے۔ لاہوری رحمہ اللہ نے تیرہ دن فاقہ کر دیا۔ کوئی معمولی آدمی نہیں تھا۔

مولانا حسین احمد مدنی رحمہ اللہ نے ارشاد فرمایا۔ سولہ برس تک مسجد نبوی میں بیٹھ کر حدیث کا درس دیا۔ فتویٰ دے دیا کہ انگریز کی فوج میں بھرتی ہونا حرام ہے۔ انگریز دشمن تھا ان کا، انگریز کے دشمن تھے، انگریز کو نکالنا، میرے علما کا کام تھا، میرے اکابر کا کام تھا، انہوں نے ہی نکالا ہے۔ انہوں نے ہی قربانیاں دی ہیں۔ ہندوستان کی تاریخ پڑھ کر دیکھو۔ انگریز لکھتا ہے کہ پچاس پچاس میل تک کوئی درخت ایسا نہ تھا جس پر کسی عالم دین کی لاش نہ لٹکی ہو۔ مولانا رحمہ اللہ نے فتویٰ دے دیا کہ انگریز کی فوج میں بھرتی ہونا حرام ہے۔ کیس چلا، سیشن جج انگریز نے بلایا مدنی رحمہ اللہ کو، اور بلا کر پوچھا کہ کیا آپ نے یہ فتویٰ دیا ہے کہ انگریز کی فوج میں بھرتی ہونا حرام ہے؟

تساں ہوندے نا او تھے یا میں ہوندا او تھے، واہ! تساں میرے فتوے دا مطلب ہی نئیں سمجھیا، سردی دے فتوے ہور تے گرمی دے فتوے ہور!

مولانا حسین احمد مدنی رحمہ اللہ نے جواب دیا: میں نے فتویٰ دیا تھا اور اب بھی دیتا ہوں اور یہ فتویٰ ساری زندگی دیتا رہوں گا۔

مولانا محمد علی جوہر رحمہ اللہ نے جھک کر دونوں پیروں پہ دونوں ہاتھ رکھ دیے۔

حضرت! تھوڑے سے نرم ہو جاؤ۔ انگریز کا ارادہ بڑا غلط ہے، وہ سختی کرنا چاہتا ہے۔

فرمایا کیوں؟ میں نے فتویٰ دیا تھا میں تو اقرار کروں گا۔

انگریز کہنے لگا معلوم ہے اس کی سزا کیا ہے؟

مولانا رحمہ اللہ نے کہا تو ہی بتا، اس کی سزا کیا ہے؟ جج کہنے لگا کہ اس کی سزا موت ہے، اس کی سزا پھانسی ہے۔

مولانا حسین احمد مدنی رحمہ اللہ نے بغل سے کپڑا نکال کر میز پہ رکھتے ہوئے فرمایا: الحمد للہ میں دیوبند سے کفن ساتھ لے کر آیا ہوں۔"

کہا جی کفن تو آپ کو یہاں بھی مل جاتا۔ فرمایا جس گورنمنٹ کی ساری عمر مخالفت کی ہو، اس کا کفن پہن کر قبر میں جاتے ہوئے شرم آتی ہے۔

مدنی رحمہ اللہ کہتا ہے میں انگریز کا کفن پہنتے ہوئے اللہ کے ہاں جاتا ہوا شرم محسوس کرتا ہوں۔
کس کس کا نام لوں۔ عطاء اللہ شاہ بخاری رحمہ اللہ، احمد علی لاہوری رحمہ اللہ، مولانا حسین احمد مدنی رحمہ اللہ، مفتی کفایت اللہ دہلوی رحمہ اللہ، احمد سعید دہلوی رحمہ اللہ، حفظ الرحمٰن سہارن پوری رحمہ اللہ۔ یہ بہت بڑا قافلہ تھا، جو انگریز سے چوبیس گھنٹے ٹکرایا۔
دو چار ساتھی جو وہاں پر موجود تھے، حضرت مدنی رحمہ اللہ کو مشورہ دینے لگے کہ حضرت! تھوڑے سے بدل جاؤ۔ کیا فرق پڑتا ہے۔
حسین احمد مدنی رحمہ اللہ نے فرمایا:

ہری ہے شاخ تمنا ابھی جلی تو نہیں
دبی ہے آگ جگر کی بجھی تو نہیں
وفا کی تیغ سے گردن وفا شعاروں کی
کٹی ہے برسرِ میداں مگر جھکی تو نہیں

اللہ پاک ساری امت کو قرآن کی دولت سے مالا مال فرمائے۔ مسجد کے دامن میں حاجی صدیق اکبر کی قبر کو جنت کا باغ بنائے۔ (آمین)

وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

موت کا جھٹکا

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ نَحْمَدُهٗ وَنَسْتَعِيْنُهٗ وَنَسْتَغْفِرُهٗ وَنُؤْمِنُ بِهٖ وَنَتَوَكَّلُ عَلَيْهِ وَنَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّاٰتِ اَعْمَالِنَا مَنْ يَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهٗ وَمَنْ يُّضْلِلْهُ فَلَا هَادِيَ لَهٗ وَنَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَلَا نَذِيْرَ لَهٗ وَلَا مِثْلَ لَهٗ وَلَا مُعِيْنَ لَهٗ وَلَا وَزِيْرَ لَهٗ وَلَا مُشِيْرَ لَهٗ وَنَشْهَدُ اَنَّ سَيِّدَنَا وَسَنَدَنَا وَنَبِيَّنَا وَشَفِيْعَنَا وَهَادِيَنَا وَمُرْشِدَنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ اَرْسَلَهٗ بِالْحَقِّ بَشِيْرًا وَّنَذِيْرًا، وَاَصْحَابِهٖ وَاَزْوَاجِهٖ وَبَارِكْ وَسَلِّمْ، تَسْلِيْمًا كَثِيْرًا كَثِيْرًا ○

اَمَّا بَعْدُ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ○ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○
مِنْهَا خَلَقْنٰكُمْ وَفِيْهَا نُعِيْدُكُمْ وَمِنْهَا نُخْرِجُكُمْ تَارَةً اُخْرٰى ﴿۵۵﴾ (طٰهٰ: ۵۵)
صَدَقَ اللّٰهُ مَوْلَانَا الْعَلِيُّ الْعَظِيْمُ ○ وَبَلَّغَنَا رَسُوْلُهُ النَّبِيُّ الْكَرِيْمُ وَنَحْنُ عَلٰى ذٰلِكَ لَمِنَ الشّٰهِدِيْنَ وَالشّٰكِرِيْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ○
اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ ○ اَللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ ○

آدمی کا جسم کیا ہے جس پہ شیدا ہے جہاں
ایک مٹی کی عمارت ایک مٹی کا مکاں
خون کا گارا ہے اور اینٹ جس میں ہڈیاں
چند سانسوں پہ کھڑا ہے یہ خیالی آسماں
موت کی پُر زور آندھی جس دم آئے گی
بس یہ عمارت ٹوٹ کر گر جائے گی

پروردگار عالم نے کرم فرمایا کہ مجھے اور آپ کو الوداعی جمعہ میں اکٹھا کیا اور جمعہ فرمادیا۔ لاکھ لاکھ کروڑ ہا اس کا شکر اور احسان ہے کہ ہماری زندگی میں رمضان المبارک کا مہینہ ہمیں پھر نصیب فرمایا۔

اللہ جل شانہ رمضان اور قرآن کا احترام نصیب فرمائے۔ اللہ پاک کرم فرمائے۔ اللہ پاک قرآن اور رمضان کے صدقے میں ساری اُمت پر رحم فرمائے۔

اور تو خدا کے لیے ہے:

خداوند عالم نے انسان کو عقل بخشی، ایمان بخشا، فہم بخشا، شعور بخشا، اسے بتایا کہ سارے جہان کو میں نے تیرے لیے پیدا کیا ہے اور تجھے میں نے اپنے لیے پیدا کیا ہے۔

اسی کو شاعر کہتا ہے:

کھیتیاں سر سبز ہیں تیری غذا کے واسطے
چاند سورج اور ستارے ہیں ضیاء کے واسطے
سارا جہان تیرے لیے اور تو خدا کے واسطے

مرنے سے پہلے فکر کرلو:

اپنی زندگی کا ایک ایک لمحہ، ایک ایک سیکنڈ، ایک ایک منٹ کی قدر کرو۔ رب ذوالجلال کی قسم! گزشتہ سال میں ہزاروں آدمی نہیں، لاکھوں آدمی زمین پہ دندناتے پھر رہے تھے، کھا رہے تھے، طرح طرح کے کاموں میں مشغول تھے۔ جوئے باز تھے، شرابی تھے، زانی تھے، رشوت بٹورنے والے تھے، موت آگئی۔

آج جا کے دیکھو! قبروں میں لاکھوں من مٹی کے نیچے پڑے ہوئے آہیں بھر رہے ہیں۔ پروردگار عالم بڑے بڑے مغروروں کی کھوپڑیاں مروڑ کے رکھ دیں۔ ظالم جابر لوگوں کی گردنیں مروڑ دیں۔ کون ہے اس کے سامنے ٹھہرنے والا!

اس نے ایسے ایسے لوگ برباد کردیے، جو پانچ سو من کا پتھر اُٹھا کر ایک ہاتھ سے اُٹھا کر مارا کرتے تھے۔ اور جن کو لگتا تھا ان کو بھی معمولی خراش آتی تھی۔ خدا کی قسم! موت نے ان کی رگوں کو توڑ کے رکھ دیا، بادشاہوں کی بادشاہت ختم کردی، وزیروں کی وزارت ختم کردی، سفیروں کی سفارت ختم کردی، حسن و جمال کی دیویوں کو مٹی میں ملا کر رکھ دیا، وہ حسن کی دیویاں جنہوں نے اپنے بدن پر مٹی اور غبار کا کبھی ذرّہ نہ لگنے دیا۔ خدا کی قسم! ان کے تمام جسم کو

کیڑے کھا گئے۔ان کی آنکھوں کو ختم کر دیا۔ان کی زبان کو ختم کر دیا۔ان لبوں کو ختم کر دیا جن کی سرخی پہ لوگ مرا کرتے تھے۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ جان گئے:

پروردگار عالم نے ہر چیز اپنے قبضہ قدرت میں رکھی۔ بالخصوص موت کا معاملہ محمد عربی ﷺ کی ذات اقدس سے!

اِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰهِ وَالْفَتْحُ کی سورۃ جب نازل ہوئی۔ سارے صحابہ رضی اللہ عنہم خوش فرمارہے ہیں، کہ فوجیں اسلام میں داخل ہوں گی۔

اِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰهِ وَالْفَتْحُ، آئے گی مدد اللہ کی۔

وَرَاَيْتَ النَّاسَ يَدْخُلُوْنَ، اسلام میں فوج کی فوج داخل ہو گی۔ سارے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم خوش ہیں۔لو اسلام کو ترقی ہوگئی، لو اسلام کامیاب ہو گیا، لو اسلام کو چار چاند لگ گئے۔مگر ایک ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ، نبوت کا مزاج شناس الگ کونے میں بیٹھ کر رو رہا ہے۔

کسی نے پوچھا کیوں روئے؟

کہنے لگے تم نہیں جانتے، اِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰهِ وَالْفَتْحُ کی سورت نازل ہوگئی۔ مجھے پتہ چل گیا محمد عربی ﷺ کا آخری وقت قریب آ گیا۔لوگو! میں رووں نہ تو کیا کروں؟ یار کی جدائی کا وقت آ گیا۔کملی والے ﷺ کی دنیا سے رخصتی کا وقت آ گیا۔

موت کے وقت کی پیاس سے پناہ:

ارشاد فرمایا مدنی کریم ﷺ نے لوگو! موت کے وقت کی پیاس سے توبہ مانگو۔اتنی شدید پیاس لگتی ہے، سمندر پلا دو پیاس نہیں بجھتی۔

ارشاد فرمایا مدنی کریم ﷺ نے لوگو! موت کی تلخی سے پناہ مانگو۔اتنی شدید تلخی آتی ہے، موت کے بعد بھی لاکھوں برس پیروں کے ناخن جلتے رہتے ہیں، حلق بھی مسلسل کڑوا رہ جاتا ہے۔

موت کا عظیم صدمہ:

ارشاد فرمایا مدنی کریم ﷺ نے لوگو! موت کے صدمہ عظیم سے پناہ مانگو۔اتنا شدید جھٹکا لگتا ہے، منوں لہو آدمی کے بدن میں ہوتا ہے، ایک موت کا جھٹکا لگتے ہی ایک قطرہ باقی نہیں رہتا۔ تمام کا تمام لہو خشک ہو جاتا ہے۔

مدنی کریم ﷺ نے فرمایا لوگو!

موت کے جھٹکے سے پناہ مانگو۔ اتنا شدید جھٹکا لگتا ہے آنکھوں کے پردے پھٹ جاتے ہیں۔ اتنا شدید درد ہوتا ہے کانوں کے پردے پھٹ جاتے ہیں، ساری رگوں کو توڑ کر رکھ دیا جاتا ہے، تمام اعضاء ٹوٹ جاتے ہیں۔

موت کے عذاب سے پناہ مانگو:

مدنی کریم ﷺ نے فرمایا لوگو!

موت کے عذاب سے پناہ مانگو۔ یہیں سے پتہ چل جاتا ہے، جنتی ہے یا دوزخی۔ چاروں طرف خاندان بیٹھا ہوا ہے، برادری بیٹھی ہے، ماں باپ سامنے بیٹھے ہیں، بیگم صاحبہ برابر میں بیٹھی ہیں، اولاد سامنے کھڑی ہے، بے قراری ہے، الجھن ہے، بے تابی ہے، پریشانی ہے، کروٹیں بدلتا ہے، پیروں کو اکٹھا کرتا ہے، ہاتھ پیر مارتا ہے، آنکھیں پھٹی جاتی ہیں، چکی چل رہی ہے، کوئی بھی پرسان حال نہیں۔

مدنی کریم ﷺ نے فرمایا لوگو! موت کے پسینے سے پناہ مانگو، ایسا پسینہ آئے گا جو ساری عمر میں کبھی نہ آیا۔

موت کی گھبراہٹ اور بے چینی:

مدنی کریم ﷺ نے فرمایا لوگو!

موت کی گھبراہٹ سے پناہ مانگو، اتنی سخت گھبراہٹ آتی ہے، اپنے پرائے کی پہچان بھول جاتی ہے، سارا خاندان جمع ہے، ساری برادری بیٹھی ہے، سارے اعزا واقارب جمع ہیں۔ مگر جب آخری وقت ہو، آج امی جان کا آخری وقت ہے، آج ابا جان کا آخری وقت ہے، آج بیگم صاحبہ کا آخری وقت ہے، آج جوان بیٹے کا آخری وقت ہے، آج میری گود میں کھیلنے والے جواب دینے کو ہے، آج نور نظر جواب دینے کو ہے، آج لخت جگر جواب دینے کو ہے، آج آنکھوں کی ٹھنڈک ختم ہو جانے کو ہے۔ پوچھنے والا کوئی نہیں۔ فرمایا:

كَلَّآ اِذَا بَلَغَتِ التَّرَاقِيَ ﴿٢٦﴾ وَقِيْلَ مَنْ ٜ رَاقٍ ﴿٢٧﴾ وَّظَنَّ اَنَّهُ الْفِرَاقُ ﴿٢٨﴾ وَالْتَفَّتِ السَّاقُ بِالسَّاقِ ﴿٢٩﴾ اِلٰى رَبِّكَ يَوْمَئِذِ الْمَسَاقُ ﴿٣٠﴾ (القیمة)

رگیں ٹوٹ رہی ہیں۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے پوچھا یا رسول اللہ ﷺ! ہمارے ماں

باپ آپ پر قربان ہوجائیں۔ آدمی کی جان کیسے نکلتی ہے؟

ارشاد فرمایا ریشمی کپڑا لے لو، خار دار جھاڑ پہ ڈال دو۔ کانٹوں والے درخت پہ ڈال دو۔ لکڑی لے کر اس کے اوپر مارو۔ ایک پلہ پکڑ کر کھینچو۔ جیسے اس کا جسم تار تار ہو جائے گا، سارا سوت ٹوٹ جائے گا، یوں آدمی کی رگوں کو توڑ کر رکھ دیا جاتا ہے۔

فرمایا: وَالنّٰزِعٰتِ غَرْقًا○ قسم ہے فرشتوں کی جو مار مار کر گھسیٹ کر لاتے ہیں۔

اسی کو شاعر کہتا ہے:

کیسے کیسے گھر اُجاڑے موت نے
کھیل کتنوں کے بگاڑے موت نے

جوانوں کی جوانی ختم، حکمرانوں کی حکمرانی ختم، بادشاہوں کی بادشاہت ختم، کوٹھی بنگلے ویران، سنسان، پوچھنے والا کوئی نہیں۔

بعض اوقات اتنی گھناؤنی موت آتی ہے، جنازے اُٹھانے کے لیے لوگ نہیں ملتے، ہم نے دیکھا ایسی لوگوں کی موت آئی۔ چار گز زمین دفن کے لیے نہ ملی۔ دو گز کفن نہ ملا، قبر کو ٹھکانہ نہ ملا، مرنے والوں کی لاشیں کتے گھسیٹتے دیکھے۔ جھاڑیوں، درختوں، ندی نالوں میں بڑی بڑی حسین عورتوں کو کتے گھسیٹتے دیکھے، نہ معلوم میرے تیرے مقدر میں کیا لکھا ہے۔ کس حال میں موت آئے گی۔ نہ جانے کیا بنے گی۔ موت آتے ہی جہنم کا دروازہ کھلے گا یا جنت ملے گی۔ ادھر مر رہا ہے پوچھنے والا کوئی نہیں۔

" يَوْمَ يَفِرُّ الْمَرْءُ مِنْ اَخِيْهِ ﴿۳۴﴾ وَاُمِّهٖ وَاَبِيْهِ ﴿۳۵﴾ وَصَاحِبَتِهٖ وَبَنِيْهِ ﴿۳۶﴾ (عبس)

اماں، ابا، بیوی، اولاد، کوئی بھی کام آنے کو تیار نہیں۔ کون پوچھے کہ کیا حال ہو رہا ہے؟ کیا بن رہا ہے؟ ہچکیاں لگ رہی ہیں۔ سانس لینے میں تکلیف ہوتی ہے۔

کہا امی جان! کیا تکلیف ہے؟ کہتی ہے بیٹا! سانس لیتی ہوں یوں معلوم ہوتا ہے جیسے کانٹوں والی درختوں کی شاخوں کے اوپر سے گھسیٹا جاتا ہو۔

بیگم صاحبہ سے خاوند پوچھتا ہے۔ میری پیاری دلہن! کیا بات ہے؟ تجھے اتنی تکلیف کیوں ہے؟ آنسو بہا کے کہتی ہے میرے سر کے تاج! کیا کہوں سانس لیتی ہوں، لیا نہیں جاتا۔

موت کا سب کو یقین ہے:

کون نہیں جانتا کہ یہ وقت سب پر آنے والا ہے۔ چاروں طرف معصوم لخت جگر، نور نظر، ننھے منے بال بچے کھڑے ہیں ۔ ادھر مرنے والا کتنا ہی بہادر تھا، کتنا ہی بڑا پہلوان تھا، کتنا ہی بڑا حکمران تھا۔ آج یہ بند کرنے پہ قادر نہیں ۔جس کے منہ سے کوئی بات نکلتے ہی پورے ملک میں بھگدڑ مچ جاتی تھی۔ فوج میں بھگدڑ مچ جاتی تھی ۔ پولیس میں بھگدڑ مچ جاتی تھی۔ آج یہ حال ہے۔

کل بڑی بڑی ٹیمیں آئی ہوتی تھیں، استقبالیہ کمیٹی، چھڑکاؤ ہو رہے تھے، صفائیاں ہو رہی تھیں، جو بادشاہ آرہا ہے، ہٹو گورنر آرہا ہے، ہٹو وزیر اعظم آرہا ہے، غرور تھا۔

پر آج تم سے کیا کہوں لحد کا بھی پتہ نہیں ۔کل سارا ملک میرے حکم پہ چلا کرتا تھا۔ آج میری قبر پہ پھیرا مارنے والا کوئی نہیں۔

قطب الدین ایبک کی قبر لاہور میں موجود ہے ۔ پورے ایشیا میں، پورے ہندوستان میں جس کے حکم سے زمین کانپا کرتی تھی۔

جن کے ڈنکے سے گرجتے تھے زمین و آسمان
گھاس ہے اور جھاڑ ہے ان کی قبر پر اور کچھ بھی نہیں

بڑوں بڑوں کی قبروں پہ جاؤ۔ عام قبرستان میں چکر لگاؤ۔ کچی قبر ہے گر گئی ہے، کسی جانور نے پیر رکھ دیا ہے، کل مخمل کے کپڑے پہننے والا، کفن کے اندر کیڑوں نے کھا کر ختم کر دیا ہے، قبرستان کا چکر لگایا کرو، وہاں جا کے دیکھو کتنے لوگ سوئے پڑے ہیں۔ بڑے بڑے جج پڑے ہیں، بڑے بڑے وکیل پڑے ہیں، بڑے بڑے خاندانی لوگ پڑے ہیں، بڑے بڑے حکمران خاموش پڑے ہیں، انہیں بلا کے دیکھنا، دنیا میں اگر کوئی تھوڑا سا چھیڑ لیتا تھا نا! ایک گالی کے بدلے جب تک سو نہ دے لے تو چین نہیں آتا تھا، جب ذرا سی کسی نے بے ادبی کر دی، منہ سوجا دیا اس کا مار مار کے، مگر آج قبر میں پڑا ہوا ہے۔ حالت یہ ہے کہ:

یہ سرائے دہر یہاں پہ دوستوں کسی کا مکاں نہیں
جو مقیم تھے کل یہاں کہیں آج ان کا نشاں نہیں

سارے قبرستان میں جا کر آواز دو۔ جواب دینے والا کوئی نہیں ۔ بولنے والا کوئی نہیں۔ کون بول سکتا ہے؟ اللہ تعالیٰ نے سب کو خاموش کر دیا ہے۔

امام الانبیا محبوب کبریا محمد مصطفیٰ ﷺ نے ارشاد فرمایا لوگو! آخرت کی تیاری کرو، شاید کس وقت بلاوا آجائے۔

"فَإِذَا جَآءَ أَجَلُهُمْ لَا يَسْتَأْخِرُونَ سَاعَةً وَّلَا يَسْتَقْدِمُونَ۝" (الاعراف)

عورتوں کو، مردوں کو، بوڑھوں کو، بچوں کو، نا معلوم کس وقت بلاوا آجائے گا۔ تیاری کر، ہر وقت تیار رہ!

جان نکل گئی، دم نکل گیا، روح قبض ہوگئی، دوسرے آدمی نے آنکھیں بند کیں۔ منہ پھٹ گیا تھا، پھر گیا تھا، دوسرے آدمی نے سیدھا کیا۔ پیروں کے انگوٹھے اُٹھا کر دوسرے نے اکٹھے کیے۔

آج پیر اکٹھے کرنے پہ قادر نہیں، بول نہیں سکتا، مکھی بیٹھ جائے، اُڑا نہیں سکتا، کوئی پاس بیٹھ کر گالی دے، جواب نہیں دے سکتا۔ کوئی شکوہ شکایت کرے، ہاں ہوں نہیں کرسکتا۔ تختے پہ ڈال لیا غسل دینے کے لیے، کپڑے اتارنے لگے، ہاتھ پکڑ کے مروڑا ہے کپڑا اُتارنے کے لیے۔ آواز آتی ہے مرنا صرف مجھے الاٹ نہیں، کل کو تو بھی مرے گا، تیری بھی موت آئے گی۔ اس لیے:

دو دن کی زندگی ہے اتنا اچھل کے نہ چل
یہ راستہ ہی چل چلوں کا ہے ذرا سنبھل کے چل

تجھے کیا معلوم کیا بنے گی؟

آ پڑے تجھ پر ارے جس دم بلا
کون ہو اس دم تیرا ساتھی بھلا

چوہدری صاحب تختے پہ لیٹے ہوئے ہیں، ملک صاحب تختے پہ لیٹے ہوئے ہیں، خان صاحب تختے پہ لیٹے ہوئے ہیں، مرزا صاحب تختے پہ لیٹے ہوئے ہیں، صدر صاحب تختے پہ لیٹے ہوئے ہیں، گورنر صاحب تختے پہ لیٹے ہوئے ہیں، پیر صاحب تختے پہ لیٹے ہوئے ہیں، مولوی صاحب تختے پہ لیٹے ہوئے ہیں، قاری صاحب تختے پہ لیٹے ہوئے ہیں۔

کپڑے اُتارے جا رہے ہیں۔ آواز آتی ہے کپڑے اُتارنے والے رحم کھا۔ غسل دینے والے سے روح کہتی ہے او غسل دینے والے! آج میری باری، کل کو تیری باری۔ آنکھیں کھول، کچھ خیال کر!

کنبہ قبیلہ چھوڑ کے جارئی سچے کر کے تئی یاری
نہ نہ سمجھنا اکیلی سدھاری سبھی چلیں گے باری باری

آج میرا نمبر ہے کل کو تیرا نمبر ہے۔ آج میرا سوٹ اُتر رہا ہے کل کو تیرا سوٹ اُترے گا۔ آج

میرے ناک کا زیور اُتر گیا۔ آج میرا گلہ صاف کر دیا گیا۔ آج میری چوڑیاں ٹوٹ گئیں، کل تیری چوڑیاں اُتریں گی۔

میری بہنو! کل کو تیری چوڑیاں ٹوٹیں گی ۔ میرے سوٹ اُتارنے والو! میرے کپڑے اُتارنے والو! مجھے دو گز کفن کے لٹھے میں لپیٹ کر ہمیشہ کے لیے چھپانے والو! کچھ خیال کرو آج میرا نقشہ بدل دیا، میرا ڈھنگ بدل دیا، میرے حسن و جمال کا بیڑا غرق کر دیا موت کے جھٹکے نے۔

باپ مرنے لگا ہے۔ آج بیٹی اپنے ابو کو پیار سے غسل نہیں دیتی۔ آج بیٹا اپنے باپ کو پیار سے غسل نہیں دیتا۔ کہتا ہے:

میں نے جھیلی ہیں مصیبت بے شمار
ہولے ہولے جسم سے کپڑے اُتار

تجھے کیا معلوم ہے کس طرح سے میرے کپڑے آج اُتر رہے ہیں۔

جانوں پہ صدمے پڑے ہیں متصل
غسل کے پانی کو کرلے معتدل

میں بول نہیں سکتا، میری زبان کو تالہ لگ گیا، قفل لگ گیا، آج میری زبان کو لگ گیا ہے، کل تیری زبان کو لگ جائے گا، کچھ خیال کر!

حضور ﷺ کی نصیحت:

بات سنو! حضور ﷺ کا آخری وقت ہے، اور آپ ﷺ فرماتے ہیں:

اَلصَّلٰوۃُ اَلصَّلٰوۃ اَلصَّلٰوۃ، نماز کا خیال کرنا۔

ملازموں اور خادموں کا خیال کرنا، بیوہ، یتیموں محتاجوں کا خیال کرنا۔

حضور ﷺ نے مصلےٰ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو دیا:

مکہ مکرمہ میں قیام کے ہوتے ہی سرور کائنات، فخر موجودات، محمد عربی ﷺ کے سر مبارک میں درد شروع ہو جاتا ہے، مدینے کی راہ لی۔ مدینے والوں سے وعدہ ہے۔ او مدینے والو! آج میں محمد عربی رسول اللہ ﷺ کو جگہ دو۔ میرا جینا مرنا تمہارے ساتھ ہو گا۔

ابھی راستے میں ہیں، بخار شدت کا شروع ہو گیا۔ مدینے پاک میں تشریف لے آئے، بے ہوشی ہو ہو کے جاتی ہے، پھر افاقہ ہوتا ہے، پھر بے ہوشی ہوتی ہے، پھر افاقہ ہوتا ہے، صحابہ کرام

رضی اللہ عنہم تڑپتے پھرتے ہیں، روتے پھرتے ہیں، حیران پھرتے ہیں۔

الٰہی ! کیا بنے گا ؟ یا اللہ ! کیا ہوگا ؟ اے اللہ آسمان گرجائے برداشت کرسکتے ہیں، کملی والے ﷺ کی جدائی کو کیسے برداشت کریں گے۔

آخری وقت ہے، بے ہوش ہیں محمد عربی ﷺ، ہوش آیا، فرمایا جمع ہونے والو عورتو اور مردو! کان کھول کر سن جاؤ۔ میرے تیرے نبی ﷺ نے آخری وقت میں نماز کا ذکر فرمایا۔

حضور ﷺ نے فرمایا لوگوں نے نماز پڑھی ہے؟ جواب دیا گیا:

لا بل ینتظرونك نہیں بل کہ آپ کا انتظار ہو رہا ہے۔ فرمایا:

مروا ابابکر فلیصل بالناس

ابوبکر رضی اللہ عنہ کو حکم دو۔ وہ میری طرف سے نماز پڑھائے۔ میرے مصلّٰے پہ کھڑے ہوکر نماز پڑھائے۔ عرض کرنے لگی عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا میرے محبوب ﷺ! میرے پیارے خاوند! وہ تو کئی دن سے رو رہے ہیں، جس دن سے اِذَا جَآءَ نَصۡرُ اللّٰہِ سورت کا نزول ہوا، وہ تو روتے جاتے ہیں، کسی اور کو حکم دو۔

فرمایا عائشہ (رضی اللہ عنہا)! تیرے ابا کے سوا ساری دنیا میں مجھے کوئی اچھا نظر نہیں آیا۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے نماز شروع کی۔ امام الانبیا ﷺ کا طرزِ زندگی دیکھ۔ نبی ﷺ کی شفاعت کے امیدوارو! نبی ﷺ کے حوض کوثر سے پانی پینے کے اُمیدوارو! قیامت میں نبی ﷺ کی شفاعت کا ارادہ رکھنے والو!

حضور ﷺ تشریف لے آئے:

حضور ﷺ نے دو صحابی رضی اللہ عنہما بلوائے۔ دونوں کے کندھوں پہ اپنے ہاتھ مبارک رکھے۔ قدم مبارک سے چلتے ہوئے مسجد میں تشریف لائے۔ چل نہیں سکتے، چلنے پہ قدرت نہیں، امام الانبیا ﷺ دو آدمیوں کے سہارے مسجد میں تشریف لائے۔

تم جوان ہوکر، ہٹے کٹے ہوکر، کھاتے پیتے ہوکر، مسجد میں نہیں آتے۔ تم اس نبی ﷺ کو کیا منہ دکھاؤ گے؟

نبی ﷺ تشریف لے آئے۔ منبر پہ تشریف فرما ہوئے، سارے صحابہ رضی اللہ عنہم جمع ہوگئے۔ حضور ﷺ کے پروانے جمع ہوگئے، اکٹھے ہوگئے۔

حضور ﷺ نے خطبہ دیا:

آپ ﷺ نے سب کے سامنے تشریف فرما ہو کر خطبہ شروع فرما دیا۔

شاعر کہتا ہے یوں فرمایا:

الوداع الوداع ہے دوستو اب کوچ کر جائیں گے ہم
اور پھر کبھی اس دنیا کمینی میں نہیں آئیں گے ہم

لوگو! میرا آخری وقت ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم دیدار کر رہے ہیں۔ آخری دیدار کر رہے ہیں اور رو رہے ہیں، اللہ کرے ہمیں بھی دیدار نصیب ہو جائے۔

قیامت کا خوف دیکھو، ارشاد فرمایا لوگو! جس کو میں نے گالی دی ہو وہ آج دے دے، جس کا میں نے قرض دینا ہو وہ آج وصول کر لے، جس کو میں نے مارا ہو وہ آج مار لے، جس پر میں نے زیادتی کی ہو وہ آج بدلہ لے لے، کل قیامت میں خدا کی عدالت میں شرمندہ نہ کرے۔

ایک صحابی رضی اللہ عنہ کا اندازِ محبت:

محمد عربی ﷺ فرما رہے ہیں لوگو! آؤ جس نے مجھ سے بدلہ لینا، وہ لے لے۔ میرا آخری وقت ہے۔

ایک صحابی رضی اللہ عنہ اُٹھتا ہے، کہتا ہے: یا رسول اللہ ﷺ! میرا جرم کوئی نہ تھا۔ میری خطا کوئی نہ تھی، میرا قصور کوئی نہ تھا، آپ ﷺ کے ہاتھ سے میری کمر پہ آم کی چھڑی لگ گئی تھی، سوٹی لگ گئی تھی۔

آپ ﷺ نے فرمایا آجا، میرے پیچھے بدلہ لے لے۔ رحمت والے ہاتھ سے کمر سے کُرتا اُٹھا دیا، آجا بدلہ لینے!

امام الانبیا ﷺ پر خدا کی عدالت کا خوف دیکھو! قیامت کا ڈر تو دیکھو! قیامت کی اس گھڑی سے محمد عربی ﷺ کے دل میں اتنا خوف ہے۔ آج ہمارا پروگرام ہی نہیں قیامت میں جانے کا۔

صحابی رضی اللہ عنہ کو فرمایا آ، بدلہ لے لے۔

حضور ﷺ کے پیچھے آیا اور مہر نبوت کو بوسہ دے کر چوم کے کہنے لگا آپ ﷺ نے مجھے کب مارا تھا؟ میرا تو منشاء یہ تھا، میرا تو مقصد یہ تھا کہ میں آقا ﷺ کی مہر نبوت کو بوسہ دے دوں۔ نبی ﷺ ڈر گئے تو نہ ڈرا۔ تو نے رشوت نہ چھوڑی، تو نے حرام کھانا نہ چھوڑا، جرے

میں تشریف لے گئے، لیٹ گئے۔ حجرہ عائشہ رضی اللہ عنہا ہے۔

حضرت عزرائیل علیہ السلام آپہنچے:

سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا بیٹھی ہیں۔ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیٹھی ہیں، کسی نے دروازے پہ دستک دی۔ هَلْ اَدْخُلُ فِی الْبَیْتِ. کیا میں گھر میں آسکتا ہوں، کیا مجھے گھر میں داخلے کی اجازت ہے؟

ادھر پہلے ہی اماں عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں میری نگاہوں نے دیکھا کہ ماتھے پہ پسینے آئے ہوئے ہیں۔

آپ ﷺ نے فرمایا عائشہ (رضی اللہ عنہا)! ٹھنڈے پانی کا پیالہ لے آ، میں سمجھی پیاس لگی ہوی۔ پانی پئیں گے میرے آقا ﷺ! میں پانی لے کر حاضرِ خدمت ہوگئی۔ اشارہ کرکے فرمایا یہاں رکھ دو۔ میں نے وہاں رکھ دیا۔

رحمت والا ہاتھ پانی میں ڈبو کر اپنے چہرے مبارک پہ چھینٹے مارنے لگے۔ میرا جگر پھٹنے لگا یہ کیا بنی؟ یہ کیا ہوا؟ یہ گھبراہٹ کیسی؟ یہ گرمی کیسی؟ یہ پسینے کیسے؟

فرمایا عائشہ رضی اللہ عنہا! تو نہیں جانتی۔ موت گھبراہٹ والی شے ہے، تجھے نہیں پتہ موت ہلاک کردیتی ہے آدمی کو۔

محمد عربی ﷺ کا دروازے پہ دربان کھڑا ہے کہا: هَلْ اَدْخُلُ فِی الْبَیْتِ. کیا گھر میں داخل ہوسکتا ہوں؟

آپ ﷺ کی نورِ نظر، لختِ جگر، خاتونِ جنت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا، حسنین کریمین رضی اللہ عنہما کی اماں، حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی گھر والی، بتول، گوشہ رسول ﷺ سامنے بیٹھی تھی۔ گھبراہٹ میں ہے، پریشان ہیں، میرے ابا بے ہوش ہیں، کسی نے آواز دی: هَلْ اَدْخُلُ فِی الْبَیْتِ.

انہوں نے گھبراہٹ میں آکر یہ کہہ دیا او دیہاتی! او گنوار کہیں کے! میرے ابا بے ہوش ہیں۔ تجھے اجازت کی پڑی ہے، تو اتنا ناسمجھ ہے۔

حضور ﷺ کو تھوڑا سا ہوش آیا۔ فرمایا بیٹی! جسے دیہاتی کہتی ہو، جسے گنوار کہتی ہو، جسے ناسمجھ کہتی ہو، یہ تو عزرائیل علیہ السلام ہے، جس نے آج تک کسی کے ہاں داخل ہونے کی اجازت مانگی نہیں۔ اس نے تو کبھی کسی سے اجازت لی ہی نہیں۔ یہ تو تیرے ابا کا مقام ہے کہ اجازت

مانگ رہا ہے۔ یہ تو وہ ہے جو بچوں کو یتیم بنا دے، یہ تو وہ ہے جو بچیوں کا سہاگ اُجاڑ دے، یہ تو وہ ہے جو کوٹھیوں، بنگلوں کو برباد کر دے، یہ تو وہ ہے جو ملکوں کو برباد کر دے، اجازت ہو گئی، تشریف لے آئے، سلام عرض کیا۔

حضور ﷺ کا مزار اقدس:

جبرائیل امین علیہ السلام تشریف لائے۔ یارسول اللہ! امام الانبیا، محبوب کبریا، محمد عربی ﷺ! اللہ پاک نے آپ کو سلام فرمایا ہے اور پوچھا ہے کہ آپ کا مزار کون سی جنت میں بنایا جائے؟

فرمایا میرا مزار اگر جنت میں بناؤ گے تو میرے ان اُمتیوں کا کیا حال ہوگا؟ فرمایا:

جا بنا اگر خلد میں میرا مزار
امت عاصی بھی ہو جائے گی پھر بے قرار

اس طرح سے کیوں کر میں گوارہ کروں، امت عاصی کو کیوں کر چھوڑ دوں۔ بلال رضی اللہ عنہ کہاں جائے گا؟ سہیل رضی اللہ عنہ کہاں جائے گا؟ ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ کہاں جائے گا؟ جنہوں نے قربانیاں دیں میرے دیدار کی وجہ سے، جن کے بچے تباہ ہو گئے، کاٹ دیے گئے، مگر باز نہ آئے۔

حضور ﷺ کی اُمت سے محبت:

محمد عربی ﷺ کا آخری وقت ہے۔ دعا کرو اللہ کرے میرا تیرا آخری وقت اچھا ہو جائے۔

حضرت عزرائیل علیہ السلام نے اپنا کام شروع کیا۔ گھٹنوں کے قریب پہنچا روح قبض کرتا کرتا۔ فرمایا عزرائیل! تکلیف ہو رہی ہے۔

عرض کیا آقا ﷺ! میرا تکلیف دینے کا ارادہ نہیں۔ پروگرام نہیں، پھر بھی تکلیف ہو رہی ہے؟

فرمایا عزرائیل! اتنی تکلیف ہو رہی ہے کہ ساری زندگی میں کبھی نہیں ہوئی۔

عرض کیا میری کیا مجال ہے کہ سرکار ﷺ کو تکلیف دوں۔ فرمایا تیرا پروگرام کوئی نہیں اور مجھ سے برداشت نہیں ہوتا۔ امت کے جن لوگوں کو تم دکھ دو گے، ان کا کیا حال بنے گا؟ میری تمنا ہے، میری آرزو ہے، میری حسرت ہے۔ جتنا تمام اُمت کو دکھ دینا ہے، ساری اُمت کی تکلیف آج محمد رسول اللہ ﷺ کی چھاتی پہ ختم کر لے۔ ساری تکلیف کو آج میری چھاتی پہ ختم کر دے۔ میری اُمت کو دکھ نہ دینا۔

ان کی وفا دیکھ اور اپنی جفا دیکھ۔ وہ موت کے وقت بھی تیری شفاعت کر رہے ہیں۔ اپنے اوپر دکھ مانگ رہے ہیں، تجھے جنت میں بیٹھا ہوا دیکھ رہے ہیں اور تو آج نہ شرمایا۔ روزے میں کھاتا پھرتا ہے شرم نہیں آتی۔

جب موت آتی ہے:

کل قیامت کے دن ہزاروں لاکھوں گنا زیادہ گرمی ہوگی۔ میں عرض کر رہا تھا کہ غسل دے دیا گیا۔ کفن پہنا دیا گیا، کفن میں ڈال دیا گیا، منہ کھلا چھوڑ دیا گیا۔ آؤ دیکھو پھر کہتا ہے:

پھر کفن سے آتی ہے ندا
اے میرے غمخوار میں تجھ پہ فدا

لوگ کہتے ہیں جلدی چلو۔ منزل پہ پہنچاؤ اور کام بھی تو کرنے ہیں۔ ہزاروں کام سر پہ رکھے ہوئے ہیں۔ اٹھاؤ جنازہ، اٹھاؤ جنازہ۔ چھوٹی چھوٹی بچیاں ساتھ کھڑی ہیں۔ ان کو احساس تک نہیں ہے کہ ماں مرگئی ہے۔ ہمیشہ کے لیے لاج مرگیا۔

کون سر پہ ہاتھ رکھ کے پوچھے گا میری دھی تجھے کیا تکلیف ہے؟ کون بیٹے کو سینے سے لگا کر کہے گا او میرے لخت جگر! تجھے کیا چاہیے؟

رو رو کے مرجائیں گے پوچھنے والا کوئی نہ ہوگا۔ رشتہ داروں کی چوکھٹ پہ بیٹھ کر روئیں گے، اپنے پراؤں کی چوکھٹ پہ جا کے روئیں گے۔ دنیا کا نظام ہے۔ ایک طرف شادی ہو رہی ہے، دوسری طرف بربادی ہو رہی ہے۔ تم نے صرف شادیوں کو دیکھا، بربادیوں کو نہیں دیکھا۔

تم نے جنازوں کو جاتے ہوئے دیکھا، تم نے بچوں کو لاوارث ہوتے ہوئے نہیں دیکھا۔ تم نے عورتوں کو سہاگ اُجڑتا ہوا نہیں دیکھا۔ روح کہتی ہے:

کاہے کی جلدی ہے میرا منہ نہ ڈھانپ
اور دیکھ لیں بھائی بہن کچھ دیر تک

ہمیشہ ان کو دنیا نظر آئے گی، یہ دنیا کو دیکھیں گے، یہ شکل ہمیشہ کے لیے چھپ جائے گی۔ آج کے بعد یہ شکل نظر نہیں آئے گی۔ پھر کہتے ہیں: اٹھاؤ جلدی کرو۔ کہتا ہے:

اٹھانے والو کیا جلدی ہے تمہیں
بال بچوں سے ملنے تو دو ذرا

یہ میرے یتیم، یہ میرے معصوم، یہ میرے چھوٹے چھوٹے لخت جگر، یہ میرے دل کی انگڑائیاں، یہ میرے ارمان کی مامتا، دنیا میں دھکے کھائیں گے۔ میں کچھ نہ کرسکوں گی۔ آج ہمیشہ کے لیے جدا ہوگئی۔

حدیث میں آتا ہے جب جنازہ گھر سے اُٹھایا جاتا ہے۔ اتنی زبردست میت چیخ مارتی ہے، اگر لوگ سن لیں جگر پھٹ جائیں۔ بنگلے سے جنازہ اُٹھے، کوٹھی سے جنازہ اُٹھے، چیخ مارتا ہے جنازہ۔

پھر جنازہ گھر سے باہر ہوتے دم
کہتی ہے چلا کے روح اے پُر الم

کہتا ہے لوگو! ستانا مت، میرے یتیموں کی جائیداد پہ قبضہ مت کرنا۔ مکان دوکان پہ قبضہ نہ کرنا۔ آج میں اپنوں کو بے وارث کر چلا ہوں۔ کل کو تو چلے گا۔ عید کا دن ہوگا۔ پوچھا کریں گے پرسنے گا کوئی نہیں۔ خوشیوں کے دن منایا کروگے، یہ میرے لاوارث یہ میری بیٹی، یہ میرا بیٹا، یہ میرا ننھا منا بچہ، یہ میرا بچہ، آج اس کا تمام ارمان مامتا اجڑ گئی۔ کل تیرا اجڑ جائے گا، خیال کرنا۔

آج میں اپنوں کو بے وارث کر چکا ہوں۔ میری بیوہ کو مت تکنا، میری بیوہ کی آبرو خراب نہ کرنا۔ آج میں اپنی کو بے وارث کر چکا ہوں، کل تو اپنی کو بے وارثی کر دے گا۔ سارا جہان اسی طرح سے رخصت ہو جائے گا۔

عرض کر رہا تھا کہ آخری وقت سے لے کر وقت آخر تک پھر یہاں سے جنازہ اُٹھتا ہے۔ اور نماز جنازہ ہوتا ہے، اور گلستان قبرستان تک جاتا ہے۔

بخاری شریف کی روایت میں ہے کہ روح نکلنے کے بعد اور قبر میں جانے تک ایک سو ستر سوالات کیے جاتے ہیں۔

تم منہ دیکھ رہے ہو، ادھر سوالات ہو رہے ہیں۔ تم غسل دے رہے ہو، ادھر سوالات ہو رہے ہیں۔ تم جنازہ اُٹھا کے چل رہے ہو ادھر سوالات ہو رہے ہیں۔

اللہ پاک ہم سب کا خاتمہ بالخیر فرمائے اور ہم سب کا مرنا کلمے والا بنائے۔ موت ایمان والی بنائے (آمین)

وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

سلطان نور الدین زنگی رحمہ اللہ

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ نَحۡمَدُہٗ وَنَسۡتَعِیۡنُہٗ وَنَسۡتَغۡفِرُہٗ وَنُؤۡمِنُ بِہٖ وَنَتَوَکَّلُ عَلَیۡہِ وَنَعُوۡذُ بِاللّٰہِ مِنۡ شُرُوۡرِ اَنۡفُسِنَا وَمِنۡ سَیِّاٰتِ اَعۡمَالِنَا مَنۡ یَّھۡدِہِ اللّٰہُ فَلَا مُضِلَّ لَہٗ وَمَنۡ یُّضۡلِلۡہُ فَلَا ھَادِیَ لَہٗ وَنَشۡھَدُ اَنۡ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحۡدَہٗ لَا شَرِیۡکَ لَہٗ وَلَا نَذِیۡرَ لَہٗ وَلَا مِثۡلَ لَہٗ وَلَا مُعِیۡنَ لَہٗ وَلَا وَزِیۡرَ لَہٗ وَلَا مُشِیۡرَ لَہٗ وَنَشۡھَدُ اَنَّ سَیِّدَنَا وَسَنَدَنَا وَنَبِیَّنَا وَشَفِیۡعَنَا وَھَادِیۡنَا وَمُرۡشِدَنَا وَمَوۡلَانَا مُحَمَّدًا عَبۡدُہٗ وَرَسُوۡلُہٗ اَرۡسَلَہٗ بِالۡحَقِّ بَشِیۡرًا وَّنَذِیۡرًا، وَاَصۡحَابِہٖ وَاَزۡوَاجِہٖ وَبَارِکۡ وَسَلِّمۡ تَسۡلِیۡمًا کَثِیۡرًا کَثِیۡرًا ۝

اَمَّا بَعۡدُ! فَاَعُوۡذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیۡطٰنِ الرَّجِیۡمِ ۝ بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ۝
یٰۤاَیُّھَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا صَلُّوۡا عَلَیۡہِ وَسَلِّمُوۡا تَسۡلِیۡمًا ﴿۵۶﴾ (الاحزاب: ۵۶)

صَدَقَ اللّٰہُ مَوۡلَانَا الۡعَلِیُّ الۡعَظِیۡمُ ۝ وَبَلَّغَنَا رَسُوۡلُہُ النَّبِیُّ الۡکَرِیۡمُ وَنَحۡنُ عَلٰی ذٰلِکَ لَمِنَ الشّٰھِدِیۡنَ وَالشّٰکِرِیۡنَ وَالۡحَمۡدُ لِلّٰہِ رَبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ ۝
اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰۤی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیۡتَ عَلٰۤی اِبۡرَاھِیۡمَ وَعَلٰۤی اٰلِ اِبۡرَاھِیۡمَ اِنَّکَ حَمِیۡدٌ مَّجِیۡدٌ ۝ اَللّٰھُمَّ بَارِکۡ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰۤی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکۡتَ عَلٰۤی اِبۡرَاھِیۡمَ وَعَلٰۤی اٰلِ اِبۡرَاھِیۡمَ اِنَّکَ حَمِیۡدٌ مَّجِیۡدٌ ۝

بادشاہ ہوکر، خلیفہ ہوکر، امیر المؤمنین ہوکر، تخت وتاج کا مالک ہوکر، سونے چاندی کا مالک ہوکر، لوگ ولی اللہ تھے۔ صرف امیری نہیں بلکہ حکومت ان کے پاس تھی، اقتدار ان کے پاس تھا۔ خداوند کریم نے دنیا کی ساری چیزوں سے نوازا تھا۔ مگر خوف خدا اتنا تھا، ایسے خدا ترس لوگ تھے کہ ساری رات رویا کرتے تھے۔ دن میں قوم اور ملک کا کام کیا کرتے تھے اور رات کو مصلّے پہ گزارتے تھے۔

سلطان نورالدین زنگی رحمہ اللہ کی پاکیزہ زندگی:

سلطان نورالدین زنگی رحمہ اللہ بادشاہ ہیں۔ ہر جمعرات کو ایک ہزار مرتبہ درود شریف پڑھنا زندگی کا نصب العین بنا رکھا تھا۔ ہر جمعرات کو ایک ہزار مرتبہ درود شریف بلا ناغہ پڑھا کرتے تھے۔

کہتے ہیں ایک رات سات سو مرتبہ پڑھا، نیند آ گئی۔ خواب میں دیدار ہوا نبی کریم ﷺ کا، تو آپ ﷺ نے فرمایا:

نورالدین رحمہ اللہ! آج تین سو درود شریف کم کیوں پہنچا؟

وہ بادشاہ ہو کر ہزار مرتبہ درود شریف پڑھا کرتے تھے۔ ہم غریب ہو کر ایک سو مرتبہ بھی نہیں پڑھ سکتے، اور کمال یہ ہے کہ ہر شخص کے دماغ میں ایک بات بیٹھ گئی کہ میں جنتی بھی ہوں اور سب سے پہلے داخل ہوں گا۔

یہی سلطان نورالدین زنگی رحمہ اللہ کی حکومت ہے۔ عیسائیوں اور پادریوں نے سازش کی، دو آدمی ظاہری مسلمان بنا کر مدینے پاک بھیجے، انہوں نے جنت البقیع کے قریب ایک مکان خریدا۔ اور اس مکان سے سرنگ لگانی شروع کر دی نبی اکرم ﷺ کے روضۂ انور تک، مٹی جو نکلتی اسے قبروں کی طرف پھینک دیتے۔ پیسہ چوں کہ پیچھے انگریز کی طرف سے آتا تھا، مدینے پاک میں لوگوں کی بڑی خدمت کرتے تھے، بڑی سخاوت کرتے تھے، بڑی خیرات کرتے تھے۔

ہاں! دو چار دیگیں پکاتا ہوا نظر آ جائے، اس کو ولی اللہ نہ سمجھا کرو۔ جس کے گھر میں دو چار مرتبہ نیاز پکتی دکھائی دے جائے، تم کہتے ہو حاتم طائی کا باپ یہی ہے۔

روزانہ کھانے پکاتے، خیرات کرتے، سخاوت کرتے، لوگوں کو راہوں پہ کھڑے ہو کر پانی پلاتے، نمازیں پڑھتے اور تھے کافر، سرنگ چلتی چلتی محمد عربی ﷺ کے دربار کے قریب پہنچی۔

سلطان نورالدین زنگی رحمہ اللہ کو زیارتِ پیغمبر ﷺ:

سلطان نورالدین زنگی رحمہ اللہ بادشاہِ وقت سویا ہوا ہے۔ حضور ﷺ کا خواب میں دیدار ہوا اور ان دونوں آدمیوں کی شکل دکھائی دی۔

آپ ﷺ نے فرمایا:

"اے نورالدین! تو سویا ہوا ہے اور یہاں مجھے دو کتے تنگ کر رہے ہیں"

سلطان نور الدین زنگی رحمہ اللہ اُٹھے۔ میرے گناہوں کی شامت مجھے نظر آئی۔ خواب مجھے نظر آ گیا، اٹھا، وضو کیا، نوافل پڑھے، استغفار کی، اپنے گناہوں کی معافی مانگی، پھر سو گیا۔

تیسری دفعہ دیدارِ رسول ﷺ:

تیسری دفعہ پھر دیدار ہوا محمد عربی ﷺ کا اور وہی جملہ ارشاد فرمایا اور دونوں عیسائیوں کی شکل دکھائی۔

سلطان نور الدین زنگی رحمہ اللہ نے اپنے وزیر اکٹھے کر لیے، اپنے مشیر اکٹھے کر لیے، رات کا وقت ہے۔ کہنے لگے کوئی نہ کوئی بات ہے۔ اب یہ خواب نہیں رہا۔ تین مرتبہ حضور اکرم ﷺ کی زیارت ہوئی اور آپ ﷺ یوں فرما رہے ہیں"

وہ کیسا بادشاہ ہوگا جس کو ایک ایک رات میں تین تین بار حضور ﷺ کا دیدار نصیب ہو، قربان جاؤں اس بادشاہ کے پاؤں سے اُڑی ہوئی خاک پر!

یہ بھی غور کرو کہ مشکل اور پریشانی کے وقت میں ہمیشہ اپنے آدمی کو کہتا ہے۔ تیرے ساتھ کسی کا مقدمہ ہو جائے، لڑائی ہو جائے، رنجش ہو جائے، اس کو جا کے کہے گا کہ جس پر تیرا سو فی صد اعتماد ہو کہ میرا ہے یار، دیکھ میرے ساتھ کیا ہو رہی ہے۔ پتہ چلا کہ کملی والے کا سلطان نور الدین زنگی رحمہ اللہ کے ساتھ کتنا گہرا تعلق ہوگا۔

وہی رونا میں رو رہا ہوں کہ آج مزدور، آج غریب، آج تنگ دست، ہر آدمی کو یہ توفیق نہیں کہ وہ تمنا کرے اس بات کی کہ خواب میں حضور اکرم ﷺ کا دیدار ہو، میں اپنے آقا ﷺ کو دیکھ لوں۔ دنیا ہی میں جو سب سے بڑی دولت ہے۔

شیخ العرب کو دیدار نبوت:

اس شخص کا مرتبہ کتنا اونچا ہوگا، مدینے پاک میں قیام ہے۔ شیخ العرب والعجم حضرت مولانا حسین احمد مدنی رحمہ اللہ ہندوستان کی تیاری فرمانے لگے، خواب میں دیدار نصیب ہوا محمد عربی ﷺ کا!

فرمایا بیٹھ جا۔ جس چبوترے پر بیٹھ کر میں دین سکھایا کرتا تھا، اصحابِ صفہ کو قرآن سکھایا کرتا تھا، حسین احمد! اس چبوترے پر بیٹھ کر لوگوں کو میری حدیث پڑھا۔

تم کہیں آؤ گے، جاؤ گے، رشتہ دار کہیں گے ٹھہر جاؤ، سالہ روکے گا، بہنوئی روکے گا، بہن روکے گی، خالہ روکے گی، ہمشیرہ روکے گی، ماموں روکیں گے، عزیز واقرباء روکیں گے۔

خدا کی قسم! حسین احمد مدنی رحمہ اللہ! تیرا مرتبہ کتنا اونچا ہوگا۔ تجھے امام الانبیا ﷺ نے روکا۔

پھر ایک دو دن کے لیے نہیں روکا۔ مسلسل اٹھارہ برس تک حضرت حسین احمد مدنی رحمہ اللہ نے جالیوں کی چھاؤں میں بیٹھ کر، گنبد خضریٰ کے قریب بیٹھ کر کملی والے ﷺ کی حدیث کا درس دیا۔

تمہارا کیا، تم یہ کہہ کر رد کر دیتے ہو کہ فلاں تو کانگریسی تھا، فلاں تو یوں تھا، تم نے کبھی مؤمن کی زندگی کو دیکھا۔

بلی سے محبت کیوں ہے؟

ایک آدمی حضرت مولانا حسین احمد مدنی رحمہ اللہ کا مرید ہونے کے لیے بمبئی سے آیا اور آ کے دیکھا کہ مولانا مدنی رحمہ اللہ ایک بلی سے کھیل رہے ہیں، کبھی اس طرف گود میں بٹھاتے ہیں، کبھی اُس طرف گود میں بٹھاتے ہیں، کبھی اس کو روٹی کھلاتے ہیں، کبھی اس کو پانی پلاتے ہیں کبھی اس کو سینے سے لگاتے ہیں۔

وہ جو مرید ہونے آدمی آیا تھا، وہ کہنے لگا میں نے تو سنا تھا، یہ بہت بڑا بزرگ ہے، بڑا ہی اللہ والا ہے، نہ تسبیح ہے، نہ خلیفوں کی قطار ہے، نہ کوئی لمبا چوڑا پروپیگنڈا ہے، نہ ڈھول بج رہا ہے، نہ سرنگی، نہ طبلہ، نہ پیر کاہے کا ہے۔

قریب بیٹھے ہوئے ایک آدمی کو کہنے لگا میں تو بمبئی سے چل کر مرید ہونے آیا تھا، بڑی شہرت سنی تھی کہ بڑا اللہ والا ہے۔ یہ کاہے کا اللہ والا ہے۔ یہ تو بلی سے کھیل رہا ہے۔

مولانا حسین احمد مدنی رحمہ اللہ نے یہ بات سن لی۔ فرمانے لگے او اللہ کے بندے! تجھے کیا معلوم ہے، میں اس بلی سے اس لیے محبت کرتا ہوں، یہ بلی بھی مدینے سے لایا ہوں۔ یہ وہ بلی ہے جو روضہ اقدس کے قریب گھومتی تھی، میں تو اس کے پاؤں چومتا ہوں، یہ آقا ﷺ کے شہر کی گلیوں میں پھرنے والی بلی ہے۔

ایک دوسرے علاقے سے ایک اور آدمی مرید ہونے کے لیے آیا تو مولانا رحمہ اللہ کو دیکھا کہ کیکر کی جڑ میں گوڈی کر رہے ہیں، پانی ڈال رہے ہیں، وہ بڑا حیران ہوا، وہ کہنے لگا میں نے تو سنا تھا بہت ہی بڑا بزرگ ہے، بہت ہی اللہ والا ہے، یہ تو کیکر کے ساتھ لگا ہوا ہے، نہ کوئی تسبیح ہے، نہ مریدین بیٹھے ہیں، خلیفوں کی قطار، کچھ بھی نہیں، اس نے پوچھ لیا حضرت! میں تو اس ارادے سے آیا تھا۔

فرمایا یہ بیج مدینے سے لایا ہوں۔ اس لیے دن میں ایک گھنٹہ اس کے ساتھ صرف کرتا ہوں۔

وہ اللہ والے جو مدینے کی بلیوں سے پیار کریں!

جو مدینے سے لائے ہوئے کیکر کے بیج سے اُگنے والے کیکر سے پیار کریں!

وہ ولی نہیں! اور طبلہ، سرنگی والے ولی ہو سکتے ہیں،

مولانا حسین احمد مدنی رحمہ اللہ نے مدینہ منورہ میں تنخواہ لے کر تو درس نہیں دیا، وظیفہ لے کر تو درس نہیں دیا، گورنمنٹ کی ملازمت کر کے تو درس نہیں دیا، لوگوں سے لیا نہیں۔ خود نقش حیات میں لکھتے ہیں۔ ایک چھٹانک مسور کی دال میں پانی اُبال کر گیارہ آدمی اس پانی کو پی کر سو جایا کرتے تھے۔ یہ ہیں وہ لوگ جن کو حضور ﷺ سے عقیدت تھی، عظمت تھی، محبت تھی، غلامی تھی صحیح معنوں میں۔ آؤ! میں تمہیں اور باتیں انہی علما کرام کی بتاؤں۔

حضور ﷺ کی محبت میں!

مولانا حسین احمد مدنی رحمہ اللہ کو لوگوں نے دیکھ لیا۔ جب شام کا تھوڑا سا اندھیرا ہو جاتا ہے۔ مغرب کی نماز کے بعد اہل مدینہ، مدینے والے چھلکے سبزیوں کے گلیوں میں پھینک دیتے ہیں۔ مولانا حسین احمد مدنی رحمہ اللہ ان چھلکوں کو چن کر، اکٹھا کر کے لے آتے ہیں۔ پانی میں دھو کر اور چاقو سے ٹکڑے کر کے چبا کر نگل جاتے ہیں۔

اوپر سے پانی پی کر مولانا حسین احمد مدنی رحمہ اللہ تمام رات ریاض الجنۃ میں کھڑا ہو کر اللہ کا قرآن پڑھتا ہے۔

شاعر انہی لوگوں کے بارے میں کہتا ہے:

لیے پھرتی ہے بلبل چونچ میں گل
ڈھونڈتی ہے شہید ناز کی تربت کہاں ہے

وہ مولانا حسین احمد مدنی رحمہ اللہ جس نے مدینے کی گلیوں کے چھلکے کھائے، جس نے مدینے کی بلیوں سے پیار کیا، جس نے مدینہ منورہ میں روضۂ اقدس کی جالیوں کی چھاؤں میں بیٹھ کر، قال قال رسول اللہ کا درس دیا اور اس کے بعد حکم ملا، جب اٹھارہ سال کے بعد حکم ملا حسین احمد! ہندوستان کے حالات صحیح نہیں، دار العلوم دیو بند میں بیٹھ کر میری حدیث پڑھاتا رہ!

قرآن کریم پڑھنے والے ولی ہیں۔ نبی کریم ﷺ کی حدیث پڑھنے، پڑھانے والے ولی اللہ ہیں۔ اللہ اللہ کرنے والے لوگ ولی ہیں۔

اس لیے بایزید بسطامی رحمہ اللہ کہتے ہیں:

وہ گل ہی کیا ہے جس گل میں بو نہ ہو
وہ دل ہی کیا ہے جس دل میں تو نہ ہو

وہ عظمتوں کے مالک لوگ تھے کہ انہوں نے چوبیس گھنٹے آقا ﷺ کے دربار میں گزارے۔

سلطان نور الدین زنگی رحمہ اللہ کی کابینہ:

سلطان نور الدین زنگی رحمہ اللہ نے اپنے وزیروں، مشیروں کو اکٹھا کیا اور کہا کہ اس طرح سے تین مرتبہ دیکھ چکا ہوں سرور انبیا ﷺ کو، یہ بادشاہ جب ولی اللہ ہوگا، وزیر بھی کم از کم مسلمان تو ہوں گے۔

بادشاہ جب ایسا تھا کہ ایک ایک رات میں تین تین، چار چار مرتبہ محمد عربی ﷺ کی زیارت کیا کرتا تھا، تو اس کے وزیر بھی اصل تو اس جیسے ہی ہوں گے۔ ورنہ اس سے کم درجے کے مسلمان تو ہوں گے۔

اب اگر میں اگلی بات کہہ دوں تو کل پرسوں تک لال پٹکوں والے آجائیں گے، کیا کروں۔

جیسی روح ویسے فرشتے، جیسی عوام ویسے ہی بادشاہ

ہم یہ سمجھتے ہیں کہ ہم تو زنا کرتے رہے، ہم تو شرابیں اُڑاتے رہے، ہم تو حرام خوری کرتے رہے، ہم تو طرح طرح کے گناہوں میں ملوث رہے اور جو بادشاہ آئے وہ "حضرت عمر رضی اللہ عنہ" ہو۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی مجلس شوریٰ:

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی مجلس شوریٰ ہے، کتنی عظیم اور متقی لوگوں پر مبنی تھی، فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی شوریٰ کے ممبر حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ تھے، حضرت زبیر رضی اللہ عنہ تھے، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ تھے، حضرت علی رضی اللہ عنہ تھے، حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ تھے، حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ تھے۔

سبحان اللہ! چھ کے چھ کے بارے میں کملی والے نے زندگی میں فرمایا جنتی، جنتی، جنتی!

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی شوریٰ کا ممبر ایک آدمی بھی غلط نہ تھا۔

خدا کی قسم! میں اپنے دل کے جذبات کا اظہار نہیں کرسکتا۔ انتہائی خوشی کے موقع کے پر ساری امت یہ کہتی آئی۔ حضور اکرم ﷺ کو کہ میں بھی اور میرے ماں باپ بھی آپ پر قربان ہوجائیں۔

سارا مدینہ یوں ہی کہتا تھا میرے ماں باپ آپ ﷺ پر قربان ہو جائیں

صحابیات رضی اللہ عنہن کہتی تھیں میرے ماں باپ آپ ﷺ پر قربان ہو جائیں

صحابہ رضی اللہ عنہم کہتے تھے میرے ماں باپ آپ ﷺ پر قربان ہو جائیں

بچے یہی کہتے تھے میرے ماں باپ آپ ﷺ پر قربان ہو جائیں

جوان یہی کہتے تھے میرے ماں باپ آپ ﷺ پر قربان ہو جائیں

خدا کی قسم! اس جوان کو تم کیا کہو گے، جس کو حضور اکرم ﷺ نے فرمایا اے سعد (رضی اللہ عنہ)! میرے باپ تجھ پر قربان ہو جائیں، کتنے خوش ہوں گے سرکار دو جہاں حضرت محمد رسول اللہ ﷺ اس صحابی سے فرمایا:

ارم یاسعد فداہ ابی وامی

فرمایا خوب تیر چلا، میرے ماں باپ تجھ پر قربان ہو جائیں۔

ایک اور بات غور طلب ہے کہ حضور ﷺ نے بھی اتنی بڑی خوشی کا اظہار فرمایا، کسی کو زیادہ کھاتے دیکھ کر نہیں کہ او نوجوانا! روٹی کھا گیا، اس کا حسن جمال دیکھ کر نہیں بل کہ کافروں کو ختم کرتے ہوئے دیکھا، حضرت سعد رضی اللہ عنہ لگاتار تیر چلا رہے تھے۔

ان عورتوں سے حضور ﷺ راضی ہوئے جنہوں نے دین چمکایا اور کفر مٹایا۔

ان مردوں سے حضور ﷺ راضی ہوئے جنہوں نے دین کو بچانے کے لیے جان کھپا دی، مال کھپا دیا، سب کچھ کھپا دیا اور مشکل سے مشکل وقت میں بھی حضور ﷺ کو پیٹھ نہ دکھائی۔

لنگڑے صحابی رضی اللہ عنہ پیچھے نہ رہے، محتاج اور نابینا صحابہ رضی اللہ عنہم پیچھے نہ رہے، غریب، کمزور صحابہ رضی اللہ عنہم پیچھے نہ رہے۔

ہمارا تو آج یہ حشر ہے شادیوں میں لاکھوں خرچ ہو جائیں، کروڑوں خرچ ہو جائیں، ناک یوں ہو جائے گا، ہمارا ناک ٹیڑھا نہ ہو جائے، خدا کے بندے! یہ تو سوچا کر میری قبر ٹیڑھی نہ ہو جائے، میری موت تلخ نہ ہو جائے، میرا انجام برا نہ ہو جائے۔ اسی کو مجذوب کہتا ہے:

چند روز ہے یہ دنیا کی بہار
دل لگا اس سے نہ غافل نہ دین نہار
ہوشیار رہ محو غفلت ہوشیار
کہ یہی ہے زندگانی کا شعار

جس کے سر پر موت لپک رہی ہو، جس کے سر پر موت کی بجلی کڑک رہی ہو، اسے کیسے یہ ہوش آگیا کہ وہ دنیا میں کھو کر خدا کو بھول جائے۔

نورالدین زندگی رحمہ اللہ نے مشورہ لیا:

سلطان نورالدین زنگی رحمہ اللہ نے سفیروں اور وزیروں کو طلب کیا، بات بتائی۔ سارے وزیروں نے مشورہ دیا کہ یکدم فوج کو جمع کرو۔ مدینہ پاک میں پہنچنا ہے۔

وہ کتنا مقدر والا نوجوان ہوگا جس کو حضور ﷺ نے بلایا آجا، آجا میرے پاس آجا مجھے کُتے ستا رہے ہیں آجا، کسی کا خط آجائے کہ اسلام آباد آکے مجھے مل، اس کا تو ہارٹ فیل ہو جائے گا، لو جی! صدر نے مینوں طلب کیتا، اک اک نوں دسدا پھرے گا السلام علیکم جی! اسلام آباد چلاں صدر صاحب نے مینوں بلایا اے۔ بھویں دو سوٹے مارن واسطے ہی سدیا ہووے۔

جس کو امام الانبیا ﷺ بلائیں، قربان جاؤں اس انسان پر!

فوج اور لشکر لے کر چل پڑا مدینے پاک کی طرف، اور مدینے میں آکر یہ مشورہ کیا کہ کس طرح محمد رسول اللہ ﷺ کو تکلیف ہے، کیا کیا جائے، کیا صورت اختیار کی جائے۔ وزیروں نے مشورہ دیا کہ دعوت کرو سارے مدینے کی، اور جب سارے سامنے بیٹھ جائیں، آپ ان آدمیوں کو پہچانتے رہنا، جب وہ آدمی آئیں تو پکڑ لیں گے۔

دل تو یہ کہتا ہے، بادشاہ بھی عجیب تھا، وزیر بھی عجیب تھے۔ ایک بادشاہ تھا، اس کے یہاں ایک مچھیرے نے مچھلی پکڑی دریا میں سے یا سمندر میں سے، بہت ہی اعلیٰ قسم کی مچھلی اس کے ہاتھ میں آگئی، بڑی خوب صورت، کوئی عجیب نسل ہوگی۔ اس نے سوچا اگر یہ مچھلی بازار میں بیچوں تو یہ مچھلی چار آنے کی نہیں تو آٹھ آنے کی بک جائے گی، روپے کی بک جائے گی، بادشاہ کو تحفہ دینا چاہیے، انعام ملے گا، اس مچھیرے نے جا کر بادشاہ کے ہاں وہ مچھلی تحفے کے طور پر پیش کر دی۔ بادشاہ بڑا خوش ہوا اور وزیر کو کہنے لگا اسے سو روپیہ انعام دے۔

وزیر کہنے لگا دے دیتے ہیں جی! کوئی دیر نہیں، دے دیتے ہیں۔ جب تھوڑے سے لوگ کم ہوئے تو کان میں کہنے لگا بادشاہ سلامت! چار آنے کی مچھلی ہے، سو روپے دے رہے ہو، دو روپے دے دو، چار روپے دے دو، خزانہ لٹاؤ گے کیا؟

بادشاہ پھر بھی بادشاہ تھا، کہنے لگا میں مونہوں کڈھ بیٹھیاں، میں ہُن نئیں موڑدا۔

کبھی بادشاہ ایسے تھے کہ دنیا کے معاملات میں جو بات منہ سے نکال دی، اس کو پورا کرتے تھے۔ اب تو ریڈیو، ٹی وی پر اعلان کرنے کے بعد تشریف لائے ہیں۔ کہنے لگا جی! میں تو کہہ چکا ہوں، میں تو پھرتا نہیں، میری تو عزت کے خلاف ہے یہ بات، تجھ سے مچھیرے جس طرح راضی ہو تو کر لے۔ میں تو سو روپے کا اعلان کر چکا ہوں۔

وزیر کہنے لگا کہ میرے اوپر چھوڑ دو، میں سلجھا دوں گا اس گتھی کو، اور دینا بھی کچھ نہیں پڑے گا۔ بیچارے کو بلا کر کہنے لگا او میاں! یہ ہمارا بادشاہ مچھلیوں کا بڑا شوقین ہے، وہ کہتا ہے کہ مجھے تو جوڑا چاہیے، اگر یہ مچھلی ہے تو مچھیلا لا کے دے اور اگر مچھیلا ہے تو مچھلی لا کے دے، جوڑا دے بادشاہ کو، ورنہ یہ مچھلی لے جا اور بھاگ جا، لو دینا ہی نہیں پڑے گا، آنا دو آنے سارا ہی انعام بچا لو۔ نہ اسے جوڑا ملے اور نہ یہ لا سکے اور نہ کچھ دینا پڑے۔ مچھیرا بڑا سیانا تھا، کہنے لگا وزیر بنے بیٹھے ہو، کوئی عقل بھی ہے؟ یہ جو میں لایا ہوں خسرا مچھلی ہے، اس کا تو جوڑا اللہ ہی نے نہیں بنایا، یہ تو ہیجڑا مچھلی ہے، اللہ ہی نے جوڑ پیدا نہیں کیا تو میں کہاں سے لاؤں؟ بادشاہ سن رہا تھا کہنے لگا اب اس کو دو سو روپے انعام دے۔ عقل مند لوگ تھے عقل کی بات کرتے تھے۔

وزراء نے مشورہ دیا:

وزیروں نے مشورہ دیا سلطان نور الدین زنگی رحمہ اللہ کو کہ دعوت کرو سارے مدینے کے مَردوں کی، اور آپ دیکھتے رہیں جب وہ آئے تو پکڑ لیں گے۔

سلطان نور الدین زنگی رحمہ اللہ نے دعوت کی:

خدا کی قسم! کتنا نیک بخت اور سعادت مند ہوگا وہ بادشاہ جو اہل مدینہ کو دعوت کھلا رہا ہے، خود سامنے بیٹھا ہے، سارا مدینہ آ رہا ہے، کھا رہا ہے، جا رہا ہے، بادشاہ سامنے بیٹھ کر ایک ایک کی شکل کو دیکھتا جاتا ہے، دیکھتا جاتا ہے، کہنے لگا ان میں سے ایک بھی نہیں۔ لوگ کہنے لگے بھئی! مدینہ تو سارا ختم ہو گیا، کوئی باقی نہیں رہا، امیر، غریب، دکاندار، کاشتکار، سوداگر اچھے برے سب کھا گئے، کوئی پیچھے باقی نہیں۔

وہ دو بندے نہ آئے:

بادشاہ کہنے لگا: پریشان ہوا کہ بات سچ ہے، سرکار دو عالم ﷺ کا فرمان ہو اور غلط ہو جائے ایسا نہیں ہو سکتا۔ کھینچا سلطان نور الدین زنگی رحمہ اللہ نے گورنر مدینہ کو کہ لاؤ آدمی کہاں ہیں؟

اندر کی بات نہیں بتلائی، کہا اور آدمی باقی ہیں مدینے کے، میرا ایمان کہتا ہے، میرا یقین کہتا ہے، آدمی باقی ہیں مدینے کے دعوت کھانے والے، تم کیسے کہتے ہو سارے ختم ہو گئے؟ ایک اچھا آدمی کھڑا ہوا کہنے لگا جی! مینوں ہُن یاد آیا اے، دو بندے بڑے نیک، بڑے سخی، بڑے ولی، بڑے حاتم طائی، پر اِک گل آ، او کسے کولوں کھاندے نئیں، کھلاندے آ سارا ای دن، وہ کسی سے نہیں کھاتے، وہ تو سارا دن کھلاتے ہیں لوگوں کو۔ سخاوت کرتے ہیں، پانی پلاتے ہیں، ستّو پلاتے ہیں، پیسے دیتے ہیں، غریبوں کی امداد کرتے ہیں، مریضوں کی عیادت کرتے ہیں۔

سلطان نور الدین زنگی رحمہ اللہ کہنے لگا چلو لاؤ تو سہی! کھائیں نہ سہی، میں دیکھ تو لوں گا، زیارت تو کرلوں گا ان کی، ان دونوں آدمیوں کو بلا کے لائے، جو لوگوں کی نظروں میں ولی اللہ بنے ہوئے تھے، بادشاہ دیکھتے ہی پہچان گیا کہ یہی وہ کتے ہیں، پکڑ لیا اور ان کی مالش شروع کی۔

یوں لکھا کتابوں میں کہ ایسا سکہ بٹھا رکھا تھا انہوں نے کہ پٹائی ان کی ہو رہی ہے، سارا مدینہ رو رہا ہے، غضب ہو گیا ہائے، وہ دیکھو لوگوں کو ستّو پلانے والے کی پٹائی ہو رہی ہے، فلاں نے مجھے کپڑا دیا تھا، اس کی پٹائی ہو رہی ہے، عورتیں رو رہی ہیں کہ یہ تو ہم غریبوں کو کپڑے دینے والے نیک لوگ تھے، ان دونوں کو مار پڑ رہی ہے اور سارا مدینہ رو رہا ہے۔ اس لیے پتہ چلا کہ جس کو لوگ ولی کہیں وہ ولی نہیں، جس کو خدا کہے میرا ہے، وہ ولی ہے۔

اصل بات تو یہ ہے:

اہل بصرہ نے لکھا ہے۔ رابعہ بصری رحمۃ اللہ علیہا عورت تھی حسن بصری رحمہ اللہ کے زمانے کی، ولی اللہ تھی، اس کا جب انتقال ہوا، قبر میں رکھا گیا تو منکر نکیر آ کر کہنے لگے:

مَنْ رَبُّكَ يَا رَابِعَة

"اے رابعہ! تیرا رب کون ہے؟"

کہنے لگی میں تو ساری عمر کہتی رہی ہوں وہ ہے، وہ ہے، آج تو اس سے پوچھ کہ وہ مجھے اپنی بناتا ہے کہ نہیں۔ میں تو ساری عمر اسے پکارتی رہی ہوں، آج اس سے پوچھو کہ وہ میرا اللہ ہے، مجھے اپنا بناتا ہے کہ نہیں، ایسے لوگ تھے۔

ملنے کا ارادہ تو جنت میں تھا:

ایک نیم مجذوب عورت تھی، ولی اللہ تھی، شیخ عبدالواحد رحمہ اللہ ایک بزرگ ہیں، اللہ

والے ہیں، مجذوب تھے، شادی نہیں کی، سارا دن روزہ رکھتے تھے، ساری رات عبادت کرتے تھے۔

ایک دن تہجد کے وقت رو کر عرض کیا الٰہی! میں نے دنیا میں شادی تو نہیں کی، تو جنت میں کون سی عورت دے گا؟ آواز آئی میمونہ ملے گی تجھے، کہنے لگا وہ کون ہے؟ فرمایا جو پہاڑ کے دامن میں رہتی ہے۔ شیخ نے کہا ملیں گے تو جنت میں، دیکھ تو آئیں، ہے کس طرح کی، کون ہے؟

فطری عمل ہے، ہر آدمی کا جی کرتا ہے جس سے میری شادی ہو رہی ہے، میں دیکھ تو آؤں وہ ہے کس طرح کی، کہیں ایسا نہ ہو کہ جلی ہوئی لکڑی برقعے میں لپیٹ کر میرے حوالے کر دی جائے۔

ہوتا ہے، اس طرح بھی آدمی سمجھتا ہے، جوان حسینہ ملے گی لیکن جب سامنے آتی ہے تو ان شاء اللہ پھر وہی ہوتا ہے یہ سارا سرخی پاؤڈر، یہی عورتیں تو ختم کرتی ہیں، اور ہسپتالوں میں کام تھوڑا ہی ہوتا ہے۔

شیخ عبدالواحد رحمہ اللہ پہاڑ کے دامن میں پہنچے۔ دن کا وقت ہے، میمونہ نے نماز کی نیت باندھ رکھی ہے، اور اس کی بکریوں کو بھیڑیئے چراتے پھر رہے ہیں، یہ بیٹھ گیا، جب حضرت میمونہ رحمہ اللہ نے سلام پھیرا تو منہ پھیر کے کہنے لگی عبدالواحد! ملنے کا مقام تو جنت میں تھا، تو یہاں کیوں آ گیا؟

اس کو وہاں نہ لے جانا جہاں وہ لے جایا کرتے ہیں کہ ان کو علم غیب تھا خدا جس کو بتا دے۔

ایک فون آ جاتا ہے خانیوال اسٹیشن پر کہ تیز گام اتنے بجے پہنچ رہی ہے، وہ اعلان کر دیتے ہیں، یہ غیب کا علم تھوڑا ہی ہے، یہ تو خانیوال والوں نے خبر دی، اللہ جس کو جتنی خبر دے دے اتنی ہی رہے گی۔

کہنے لگا میرا نام کس نے بتایا تجھے؟ کہنے لگی واہ واہ! جس نے میرا سارا پتہ تجھے بتا دیا وہ تیرا نام بتانا مجھے نہیں جانتا۔ اور وہ حیران ہو کر دیکھنے لگا کہ بھیڑیئے بکریاں چراتے پھر رہے ہیں۔

کہنے لگی کیا دیکھ رہا ہے؟ میں اس کے کام میں لگی ہوں، وہ میرا کام خود کر رہا ہے، بھیڑیوں سے کرائے، جیسے بھی کرائے۔ مجھے کیا غرض ہے، میں اس کی عبادت میں لگی ہوئی ہوں، میرا یہی کام ہے۔

یہ تو دشمن رسول ہیں:

اہل مدینہ رو رہے ہیں نہ مارو، بڑے سخی ہیں، بڑے نیک لوگ ہیں، بڑے بزرگ ہیں، ہر محرم میں ان کے یہاں نیاز کی دیگ پکتی ہے، بڑے چاول بانٹتے ہیں، بڑی مجلس لگتی ہے، بڑا

زبردست ان کا کاروبار ہے، نماز نہیں پڑھنی، روزے نہیں رکھنے، بڑی مجلس لگتی ہے۔ بڑا زبردست ان کا کاروبار ہے، نماز نہیں پڑھنی، روزے نہیں رکھنے، آقا! میری ایک دیگ چاول بانٹ کر جنت کے اونچے دروازے پر نام لکھوا دینا۔ اگر یوں نام لکھے جاتے تو ابوبکر رضی اللہ عنہ پر تکالیف نہ آتیں، بلال رضی اللہ عنہ کی چمڑی نہ ادھیڑی جاتی، زنیرہ رضی اللہ عنہا پر تکالیف نہ آتیں، خباب رضی اللہ عنہ پر تکالیف نہ آتیں، عمار رضی اللہ عنہ پر تکالیف نہ آتیں۔

سارا مدینہ رو رہا ہے، یہ کیا بات ہوئی کہ اتنے نیک، اتنے اللہ والے تھے، ان کو نہ مارو، جو سارے مدینے پر رات دن صدقہ کرتے ہیں۔ کھانے والے نہیں، کھلانے والے ہیں۔

سلطان نور الدین زنگی رحمہ اللہ نے خوب مالش کرائی، اس کے بعد بول اُٹھا، آؤ میں بتاتا ہوں، جس مکان میں رہا کرتے تھے اس مکان میں چاروں طرف جا کے دکھلایا، پھر مصلّے اٹھا کر تلاش کیا، اس مقام میں بھی کچھ نہیں ملا، انہوں نے نہ بتلایا مار کھا کے، پکے ہوں گے نا! دس نمبر یئے۔ بتایا ہی نہیں، پھر پوچھا کہ یہ کس مکان میں رہتے ہیں؟ اس مکان کی جا کر پولیس نے تلاشی لی، نہ کوئی مٹی، نہ کوئی گھٹا، نہ کوئی سوراخ۔ کچھ بھی نظر نہ آئے۔ حیران ہیں سلطان نور الدین زنگی رحمہ اللہ اور جب پوچھا انہوں نے نہ بتایا، مار مار کے تھک گئے تو سلطان نور الدین زنگی رحمہ اللہ نے سر سجدے میں رکھ دیا۔ عرض کیا میرے مالک! بندہ ہوں، رہنمائی فرما۔ میں آخر بندہ ہوں، مجھے غیب کا پتہ نہیں لگتا، پہنچ تو گیا ہوں، آدمی پہچان لیے، آگے میری تو ہی رہنمائی فرمائے گا۔

اس دل میں اللہ پاک نے ڈال دی، جس مصلّے پر کھڑے ہو کر تو نے سجدہ کیا ابھی، یہ مصلّے تو اٹھا، مصلّے اٹھایا تو نیچے سے چٹان۔ پتھر کی چٹان اٹھا کر دیکھا تو یہاں سے لے کر گنبدِ خضریٰ تک مکمل سرنگ لگائی جا چکی تھی۔

عیسائی کافروں نے پروگرام یہ بنایا تھا کہ حضور اکرم ﷺ کا جسم اقدس نکال کے لے آؤ، پھر ہم مسلمانوں سے مطالبہ کریں گے کہ تم جو کہتے ہو یہاں ہمارا نبی ﷺ ہے، یہاں ہمارا محمد ﷺ ہے، یہ ہمارا رسول ﷺ ہے، تو نبی ﷺ کے جسم کو زمین نہیں کھایا کرتی۔ آؤ کھود کر دکھلاؤ ہمیں کہاں ہے، قبر خالی ملے گی، مسلمان جھوٹے ہو جائیں گے، یہ پروگرام تھا کافروں کا!

حضور ﷺ کے روضہ کے لیے عظیم انتظام:

سلطان نور الدین زنگی رحمہ اللہ نے اسی وقت حضور اکرم ﷺ کی قبر شریف کے چاروں طرف نو دیواریں بنائیں۔ زمین کی سب سے نچلی سطح سے لے کر اوپر تک، اور اس میں لوہا، تانبیا، پیتل، چاندی، سونا، ہر قسم کی دھات ملائی کہ کوئی بھی توڑ نہ سکے۔ اب میں اور آپ جہاں جا کر سلام پڑھتے ہیں، نو دیواریں ہیں اور دسویں جالی ہے۔

تم اپنی اداؤں پر ذرا غور کرو:

یہاں کھڑی ہو کر ساری کائنات حضور اکرم ﷺ کی ذات اقدس پر سلام عرض کرتی ہے، تمہارا کیا کہنا، تمہیں تو وہاں جانے کی ضرورت نہیں، یہ لاؤڈ اسپیکر کے سامنے کھڑے ہو کر کہہ لیتے ہو، تمہارے لیے تو یہی کافی ہے، کیا کرو گے تم مدینے جا کر، نہ مدینے والا تمہیں ٹھہرنے دے گا، نہ تم وہاں ٹھہرو گے، نہ رہو، نہ مرو، کوئی چیز بھی تمہارے بس کی نہیں۔

عرض یہ کر رہا تھا کہ لوگ کتنے خوش نصیب تھے، بات یوں چل نکلی، آج کوئی مضمون بنا کر نہیں لایا کہ اللہ پاک نے بادشاہوں کو ولایت دی، حکمرانوں کو ولایت دی، خلیفاؤں کو ولایت دی، وزیر، اولیا کرام میں سے تھے۔

آج غریبوں کو کیا ہوا کہ وہ نماز بھی نہیں پڑھتے، یہ ہمارے زمانے کے جتنے بھی ملنگ ہیں نا! قبوں والے قبرستان کے کنارے پہ جا کے بیٹھے ہیں، جتنی چرس، جتنی افیم، جتنی بھنگ، جتنا جوا قبرستان میں ہوتا ہے شہر میں نہیں ہوتا۔

میں دعوے سے کہتا ہوں کتنی بدکاری لوگ قبرستان کے اردگرد کرتے ہیں، اتنی بدکاری چکلے میں نہیں، الزام ہمیں دیتے ہو، تم مردوں پر بیٹھ کر شراب پیو، بھنگ پیو، چرس پیو، اور بکواس کرو، نماز نہ پڑھو، حرام خوری کرو اور وہابی ہم!

اس قبرستان میں عیب کیے جاتے ہیں، جہاں جائے بغیر تیرا گزارہ نہیں، لاکھوں من مٹی کے نیچے جانا پڑے گا، خدا کے بندے! قرآن پڑھ، ان کی روح کو بخش، قبروں کو یاد کر اور قبر کو دیکھ کر اپنے جگر پر ہاتھ رکھ کے سوچ ایک دن میں بھی یہاں آؤں گا۔

اس لیے میں تو کہتا ہوں، حضور ﷺ کا ارشاد گرامی ہے: اگر کوئی باعمل آدمی، اچھا متقی آدمی، قبرستان سے گزرتا ہوا سورۃ یٰسین پڑھ کر بخش کر چلا جائے، نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا چالیس

ہزار مُردوں کی نجات ہو جاتی ہے۔
کتنے کامیاب تھے یہ لوگ جنھوں نے، حج، زکوٰۃ نہیں، روزے نہیں، نمازیں نہیں، خدا اور اس کے رسول ﷺ سے ان کا کتنا تعلق تھا۔

ایک ولی کی خواہش:

آج بھی بے شمار حضرات، حضرت مولانا قاری تقی محمد، اللہ تعالیٰ صحت عطا فرمائے، نابینا بزرگ ہے، عمر رسیدہ ہے، اسی نوّے سال عمر ہے، اٹھارہ سال ہو گئے جالیاں پکڑ کر بیٹھا ہے آقا ﷺ! تیرے قدموں میں دفن ہو جاؤں تو میں کامیاب ہو جاؤں گا، یہ ہیں ولی اللہ!

اللہ نواز رہا ہے:

حضرت شیخ الحدیث مولانا زکریا رحمہ اللہ جن کی کتابیں پڑھتے ہو، جس کی عمر گزر گئی مدینے پاک میں بیٹھ کر موت کا انتظار کرتے۔
دوسرے اولیا کرام مولانا خلیل احمد سہان پوری رحمہ اللہ، مولانا ظفر القادری رحمہ اللہ، مولانا فخر عالم میرٹھی رحمہ اللہ اور ہزاروں اولیا کرام جنت البقیع میں دفن ہیں، جنت المعلیٰ میں دفن ہیں۔ وہ جس کو نوازتا ہے، اب بھی نواز رہا ہے۔

مولانا شریف رحمہ اللہ کا اعزاز:

حج کے لیے گئے مدرسہ عربیہ خیر المدارس کے مہتمم حضرت مولانا شریف رحمہ اللہ، میں دعا کرانے گیا، اسٹیشن چھوڑنے گیا، ملا، عصر کا وضو کیا ہے، بیت اللہ کے دروازے پہ کھڑا ہوا کہ گر کے جان دے دی۔
مرتے تو یہاں بھی ہیں، ہسپتالوں میں نہیں مرتے کیا؟ لوگ ایکسیڈنٹ میں نہیں مرتے کیا؟
قربان جاؤں اس بندے پر جو اللہ کے دربار میں مر جائے۔ اللہ کے دربار میں جان دے، جنت المعلیٰ میں حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمہ اللہ اور سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کے درمیان میں جگہ مل گئی۔ یہ اللہ کی طرف سے ہیں اور اللہ کریم کی طرف سے جو مقدری چیزیں ہیں، بنانے سے نہیں بنتیں۔ بہرحال تڑپ تو ہونی چاہیے، دل میں آرزو تو ہونی چاہیے، ہر وقت دعا تو ہونی چاہیے۔ یا اللہ! دفن بھی اچھا ہو، کفن بھی اچھا ہو، نماز جنازہ بھی اچھا ہو، اور آخری وقت بھی اچھا ہو، کلمہ پڑھتے ہوئے دم نکل جائے تو اور کیا چاہیے۔

اس لیے یہ عرض کر رہا ہوں کئی جمعوں سے تاکہ ہماری کھوپڑی میں یہ بات بیٹھ جائے کہ اولیا کرام وہ ہیں جن کا اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے تعلق ہے۔ سنت کی تابعداری ہے، حضور ﷺ کی غلامی ہے۔ اللہ پاک مجھے بھی اور ایسے اولیا کرام کی غلامی کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)

وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قل یعبادی الذین اسرفوا

علی انفسھم

لاتقنطوا من رحمة اللہ

ALKHAIR BOOKS

الخیر بکس

نزد میزان بنک حاصل پور منڈی

G.mail.alkhairbooks@gmail.com

0321-7853059

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

وهو العلي العظيم

الخیر بکس
ALKHAIR BOOKS
نزد میزان بنک حاصل پور منڈی
G.mail:alkhairbooks@gmail.com
0321-7853059

سیرت النبی کے عنوان پر مکہ مکرمہ میں دیے گئے خطبات کا مجموعہ

خطیبانہ انداز میں منفرد تذکرہ رسولِ کریم ﷺ

2

خطباتِ سیرت النبی ﷺ لمحہ بہ لمحہ

(خطبات حرم)

افادات

فضیلۃ الشیخ حضرت اقدس محمد مکی حجازی صاحب مدظلہم

شیخ حرم مکہ مکرمہ

انتخاب و ترتیب

مولانا مفتی عبداللہ بن زبیر مدظلہ

فاضل وفاق المدارس العربیہ پاکستان

ALKHAIR BOOKS

الخیر بکس

نزد میزان بنک حاصل پور منڈی

G.mail:alkhairbooks@gmail.com

0321-7853059

ملنے کے دیگر پتے

✸ مکتبہ عائشہ حق سٹریٹ اردو بازار لاہور	042-37360541
✸ مکتبہ رحمانیہ غزنی سٹریٹ اردو بازار لاہور	042-37224228
✸ مکتبہ سید احمد شہید الکریم مارکیٹ اردو بازار لاہور	042-37228196
✸ ادارہ اسلامیات انارکلی بازار لاہور	042-37353255
✸ مکتبۃ الفقیر سنت پورہ فیصل آباد	041-2618003
✸ مکتبہ العارفی ستیانہ روڈ فیصل آباد	041-8715856
✸ مکتبہ امدادیہ ٹی بی ہسپتال روڈ ملتان	061-4544965
✸ ادارہ تالیفات اشرفیہ چوک فوارہ ملتان	061-4540513
✸ کتابستان شاہی بازار بہاول پور	062-2874815
✸ کتب خانہ رشیدیہ راجہ بازار راولپنڈی	051-5771798
✸ مکتبہ رشیدیہ سرکی روڈ کوئٹہ	081-662263
✸ مکتبہ دار القرآن اردو بازار کراچی	021-32211998
✸ دار الاشاعت اردو بازار کراچی	021-32213768
✸ مکتبہ علمیہ بنوری ٹاؤن کراچی	021-34918946
✸ ادارۃ الانور بنوری ٹاؤن کراچی	021-34914596
✸ دار الاخلاص قصہ خوانی بازار پشاور	091-2567539
✸ بیت الکتب گلشن اقبال کراچی	021-34975024
✸ مکتبہ علائیہ ناصریہ ہارون آباد	063-2253846
✸ مکتبہ دار القرآن شورکوٹ کینٹ	0333-6268960
✸ دار المطالعہ حق سٹریٹ اردو بازار لاہور	042-37360620
✸ مکتبہ صفدریہ نزد تبلیغی مرکز بہاول پور	

ملک بھر کے ہر چھوٹے بڑے کتب خانے سے طلب فرمائیں

062-2442059-0333-2442059

شعبہ تحقیق و تصنیف

دار المطالعہ

حق سٹریٹ اردو بازار لاہور

DAR-UL-MUTALIAH

JAMIAH MASJID ALLAH WALI

HASILPUR OLD (BWP.)

AL.KHAIR BOOKS

خطباتِ مکی

خطباتِ سیرت النبی ﷺ لمحہ بہ لمحہ

سیرت النبی کے عنوان پر مکہ مکرمہ میں دیے گئے خطبات کا مجموعہ

خطیبانہ انداز میں منفرد تذکرہ رسولِ کریم ﷺ

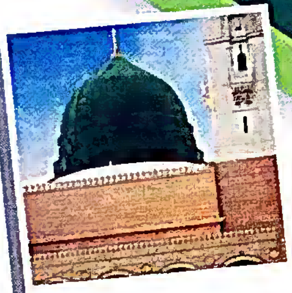

افادات

فضیلۃ الشیخ محمد مکیؒ حجازی صاحب مدظلہ شیخ حرم مکہ مکرمہ

انتخاب وترتیب

مولانا مفتی عبداللہ بن زبیر مدظلہ

فاضل وفاق المدارس العربیہ پاکستان

الخیر بکس ALKHAIR BOOKS

نزد میزان بنک حاصل پور منڈی

G.mail:alkhairbooks@gmail.com

0321-7853059 0333-2442059